تمام کتبِ احادیث سے فضائلِ صحابہ پر مشتمل صحیح احادیث کا انتخاب

صحیح

فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ

ترجمہ: فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اجمل منظور مدنی حفظہ اللہ

نظرِ ثانی: فضیلۃ الشیخ حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

دار ابی الطیب
للبحث والتحقیق

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب

صحیح فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی حفظہ اللہ

اشاعت ــــــــــــــــ جولائی 2024ء

ناشر

دار ابی الطیب للبحث والتحقیق

Street no: 5, Hameed Colony, Gill Road, Gujranwala
+92-55-3823990 darabitayyab1@gmail.com
fb/darabitayyab www.darabitayyab.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان و اخلاص کو ہمارے لیے نمونہ قرار دیا ہے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی تاکید کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنۡ ءَامَنُواْ بِمِثۡلِ مَآ ءَامَنتُم بِهِۦ فَقَدِ ٱهۡتَدَواْۖ﴾ [البقرة: ۱۳۷]

"پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ ہدایت پا گئے۔"

اور یہ اتباع و امتثال اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہم ان کی سیرت و سوانح اور فضائل و مناقب سے آگاہ ہوں گے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر ان کی مدح و ثنا کی گئی ہے اور علمائے امت نے ان کے فضائل اور حالات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور مناقب جمع کیے گئے ہیں جو کتبِ احادیث میں مروی ہیں۔ مولفِ گرامی ڈاکٹر ضیاء الرحمان اعظمی رحمہ اللہ نے تمام مصادرِ حدیثیہ سے وہ صحیح احادیث جمع کی ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت و عظمت کے متعلق مروی ہیں اور یوں اس کتاب کے مطالعے سے قارئین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان و عظمت کے متعلق تمام صحیح احادیث پر مطلع ہو سکیں گے۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی جس کا اردو ترجمہ محترم ڈاکٹر اجمل منظور مدنی حفظہ اللہ نے کیا ہے اور اردو دان طبقے کے لیے اس سے استفادہ کرنا ممکن بنایا ہے۔ اللہ رب العزت اس کتاب کے مولف، مترجم اور ناشر کے لیے اسے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین.

والسلام

عارف جاوید محمدی

مقدمة

قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ کے حاملین کی صفِ اول کے لوگ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو نبی و رسول منتخب کیا تو آپ ﷺ نے اس ذمے داری کو نبھاتے ہوئے اس پر اپنی پوری کوشش صرف کر دی۔ جنابِ باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسے ساتھی عطا کیے جو انبیاء و رسل کے بعد بہترین لوگ تھے۔ چنانچہ انھوں نے پورے اخلاص اور امانت داری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتابِ کریم اور اس کے نبیِ مکرم ﷺ کی سنتِ مطہرہ کو ہم تک پہنچایا اور ساری دنیا میں اسلام کا پیغام نشر کر دیا۔

صحابی کون ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ "الإصابة" کے خطبے میں یوں رقمطراز ہیں:

"أصَحُّ مَا وَقَفْتُ عَلَيهِ مِن ذَلِكَ: أنَّ الصَّحابيَّ مَن لَقِيَ النَّبيَّ ﷺ مُؤْمِنًا به، وَمَاتَ عَلى الإسلامِ؛ فيَدخُلُ فِيمَن لَقِيَه مَن طالَت مُجالَسَتُهُ لهُ أو قَصُرَت، ومَن رَوَى عَنهُ أو لم يَرْوِ، ومَن غَزَا مَعَه أو لَم يَغْزُ، ومَن رَآه رُؤيةً ولَو لم يُجالِسْه، ومَن لم يَرَه لِعارِضٍ كالعَمَى".(١)

"جہاں تک مجھے علم ہے صحابی کی صحیح ترین تعریف یہ ہے کہ وہ شخص جو ایمان کی حالت میں نبیِ مکرم ﷺ سے ملا ہو اور اس کی موت اسلام پر ہوئی ہو۔ چنانچہ اس تعریف میں وہ شخص بھی داخل ہے جس کو آپ ﷺ سے لمبی صحبت میسر آئی اور جسے یہ میسر نہ آئی، وہ بھی جس نے آپ ﷺ سے روایت کی اور وہ بھی جو آپ ﷺ سے کوئی بھی روایت نہیں کر سکا،

---

(١) الإصابة لابن حجر (١/١٥٨)

جس نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر غزوات میں حصہ لیا اور جو ایسا نہ کر سکا، وہ بھی جس کو آپ ﷺ کے دیدار کا تو شرف حاصل ہوا مگر وہ آپ ﷺ کی صحبت میں نہ بیٹھ سکا اور وہ بھی جو کسی عارضے کی وجہ سے آپ ﷺ کا دیدار نہ کر سکا، جیسے نابینا شخص۔"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "اختصار علوم الحديث" میں یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں:

"وَقَد نَصَّ عَلَىَ أَنَّ مُجَرَّدَ الرُّؤْيَةَ كَافٍ فِي إطلاقِ الصُّحبَةِ البُخاريُّ وَأَبُو زُرْعَةَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِمَّنْ صَنَّفَ فِي أَسْمَاءِ الصَّحَابَةِ، كَابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ، وَابْنِ مَنْدَةَ وَأَبِيْ مُوْسَى الْمَدِيْنِيِّ، وَابْنِ الْأَثِيْرِ فِي كِتَابِهِ "أسد الْغَابَة فِي مَعْرِفَةَ الصَّحَابَةِ ".(١)

"امام بخاری، ابو زرعہ اور اسمائے صحابہ رضی اللہ عنہم پر قلم اٹھانے والوں نے، جیسے: ابن عبد البر، ابن مندہ، ابو موسی مدینی، اور ابن الاثیر اپنی کتاب "أسد الغابة في معرفة الصحابة" میں، یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کسی شخص کے صحابی ہونے کے لیے اس کا نبی مکرم ﷺ کو محض دیکھ لینا ہی کافی ہے۔"

بعض اہلِ علم نے صحابی کے لیے رؤیت کے ساتھ ساتھ ایک دو حدیثیں روایت کرنے کی بھی شرط عائد کی ہے، جبکہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ صحابی بننے کے لیے آپ ﷺ کی صحبت میں ایک دو سال رہنا اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک دو غزوات میں شرکت کرنا بھی لازمی ہے۔

مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف سے کی جانے والی صحابی کی تعریف سب سے زیادہ جامع ہے کہ "لمحہ بھر کے لیے آپ ﷺ کی صحبت اختیار کرنے والا" بھی صحابی کی تعریف میں داخل ہے۔

یحییٰ بن معین، ابو زرعہ، ابو حاتم، ابو داود اور ابن عبد البر رحمہم اللہ وغیرہم کا یہ موقف ہے کہ شعور کی عمر کو پہنچنے سے پہلے پہلے جن لوگوں کو نبی مکرم ﷺ نے دیکھا، وہ بھی صحابہ کرام کے زمرے میں تو شامل ہوں گے مگر روایتِ حدیث میں ان کا مقام تابعین کا ہو گا، جیسے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما جو نبیِ مکرم ﷺ کی وفات سے تین مہینے اور کچھ دن پہلے پیدا ہوئے تھے، ان لوگوں کی روایات مراسیلِ صحابی کہلائیں گی اور وہ دوسرے روات کی طرح نقد کے محل میں ہوں گے۔

---

(١) اختصار علوم الحديث لابن كثير (١/١٧٩)

وہ لوگ جو نبیِ مکرم ﷺ کے دور میں مرتد ہو گئے اور اسلام کی طرف دوبارہ رجوع نہ کیا، یا جن کا نفاق ظاہر ہو گیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ نہ کی تو ایسے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل نہیں ہوں گے۔ لہٰذا جن لوگوں نے منافقوں کو صحابہ کی صف میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے ان کا یہ موقف قطعاً درست نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طبقات:

اہلِ علم کے صحابی کی تعریف "جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی۔" پر اتفاق کر لینے کے بعد اہلِ تاریخ و سیر نے ان کے طبقات میں اختلاف کیا ہے، اس لیے کہ ان میں سے بعض نے تو بالکل ابتداء میں اسلام قبول کیا اور اس پر بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور بعض غلبۂ اسلام کے بعد مسلمان ہوئے۔

چنانچہ ابو عبد اللہ الحاکم رحمہ اللہ نے ان کے بارہ (۱۲) طبقے بنائے ہیں، جب کہ ابن سعد رحمہ اللہ نے ان کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ کا موقف زیادہ مشہور ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق طبقاتِ صحابہ درج ذیل ہیں:

1- وہ جنھوں نے مکہ میں اسلام کی دعوت کے آغاز کے بالکل ابتدائی ایام میں اسلام قبول کیا، جیسے: خلفائے اربعہ۔
2- وہ جو مکہ والوں کے دار الندوہ میں مسلمانوں کے خلاف مشاورت کرنے سے پہلے مسلمان ہوئے۔
3- مہاجرینِ حبشہ۔
4- بیعتِ عقبہ اولیٰ میں شریک لوگ۔
5- بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شرکت کرنے والے جو اکثر انصارِ مدینہ ہیں۔
6- وہ لوگ جو نبیِ مکرم ﷺ کے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہجرت کر کے قباء میں آپ ﷺ کے ساتھ آ کر مل گئے۔
7- اصحابِ بدر۔
8- بدر و حدیبیہ کے درمیانی عرصے میں ہجرت کرنے والے۔

9- وہ جو حدیبیہ میں بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے۔

10- جنھوں نے صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصے میں ہجرت کی، جیسے: خالد بن ولید اور عمرو بن العاص۔

11- فتح مکہ کے موقعے پر اسلام قبول کرنے والے۔

12- وہ چھوٹے بچے جو فتح مکہ کے دن اور حجۃ الوداع میں نبی مکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔

اہل السنہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے علی الاطلاق سب سے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کا صحیح علم اگرچہ ایک مشکل کام ہے، تاہم غزوات وفتوحات سے متعلق بعض آثار سے ان کی تعداد متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس رمضان کو مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ سمیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا جو مقامِ کدید پر پہنچ کر افطار کر دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکہ کی طرف پیش قدمی کی۔

اسی طرح ابو زرعہ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ حجۃ الوداع کے لیے نکلے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو مکہ، مدینہ اور ان کے درمیان کی بستیوں کے لوگ تھے۔ اسی طرح جزیرۃ العرب، جیسے یمن اور دیگر شہروں سے آئے تھے۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تراجم پر مشتمل کتابوں میں ان کی تعداد تیرہ ہزار سے لے کر پندرہ ہزار تک ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت وسوانح پر مشتمل کتابیں:

1) معجم الصحابة، لأبي الحسن عبد الباقي بن قانع (ت ٣٥١ھ) جو استاذ صلاح بن سالم المصراتی کی تحقیق سے مطبوع ہے۔ طبع عام (١٤١٨ھ)

2) معرفة الصحابة، لأبي عبد الله ابن مندة (٣٩٥ھ) جو دکتور عامر حسن صبری کی تحقیق سے زیرِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ طبع عام (١٤٢٦ھ)

3) معرفة الصحابة، لأبي نعيم الأصفهاني (ت ۴۳۰ھ) جو عادل بن یوسف العزازی کی تحقیق سے مطبوع ہے۔ طبع عام (۱۴۱۹ھ)

4) الاستيعاب في معرفة الأصحاب، للحافظ ابن عبدالبر (ت ۴۶۳ھ) جو دکتور خلیل مامون شیحا کی تحقیق سے دار المعرفۃ سے (۱۴۲۷ھ) کو طبع ہو چکی ہے۔

5) أسد الغابة في معرفة الصحابة، لابن الأثير (ت ۶۰۶ھ) اس میں مصنف نے ابن مندہ کی کتاب اور اس پر ابو موسیٰ کی ذیل کو جمع کیا ہے۔ نیز اس میں ابو نعیم الاصفہانی کی کتاب "معرفة الصحابة" اور ابن عبد البر کی کتاب "الاستيعاب" کو جمع کیا ہے۔ اور ان پر مزید اضافے بھی کیے ہیں۔ مگر "الاستيعاب" پر ابن فتحون کی ذیل اس میں شامل نہیں ہو سکی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ایک جلد میں اس کی تہذیب کی ہے اور اس میں کئی ایک صحابہ کے نام شامل کیے ہیں جو اصل کتاب میں نہیں تھے۔

6) الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر العسقلاني، یہ تمام کتب سے زیادہ تفصیلی کتاب ہے، جسے مصنف نے چار قسموں میں تقسیم کیا ہے:

- پہلی قسم: وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی صحبت خود ان کی اپنی روایت سے یا دوسروں کی ان کے بارے میں روایت سے ثابت ہوتی ہے۔
- دوسری قسم: وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت وہ ابھی بچے تھے اور شعور کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔
- تیسری قسم: وہ مخضرم صحابہ رضی اللہ عنہم جن کا مذکورہ بالا کتابوں میں ذکر موجود ہے۔ انھوں نے جاہلیت اور اسلام کے دونوں زمانے تو دیکھے مگر ان کے بارے میں کسی روایت سے یہ ثبوت نہیں ملا کہ انھوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے آپ کو دیکھا ہو، خواہ وہ آپ کی حیات میں مسلمان ہوئے ہوں یا نہیں۔
- چوتھی قسم: وہ جن کا وہم اور غلطی کی بنا پر مذکورہ کتابوں میں ذکر ہوا ہے۔

کتاب "الإصابة" کی پہلی طبع (۱۸۵۳م) کلکتہ ہندوستان میں ہوئی۔ اس کے بعد کئی دفعہ زیرِ طبع

سے آراستہ ہوتی رہی۔ اب تک کی طبعات میں سب سے زیادہ عمدہ طبع وہ ہے جو دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کی تحقیق سے ۲۰۰۹م میں شائع ہوئی ہے۔

رواۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد:

حافظ ابو زرعہ رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے، مگر جن اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہمیں احادیث ملی ہیں، حاکم نیسابوری کی روایت کے مطابق ان کی تعداد چار ہزار ہے، جب کہ اس پر علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے تعاقب کیا اور ان کی تعداد تقریباً پندرہ سو قرار دی ہے، جو دو ہزار تک بھی نہیں پہنچتی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی بیان کردہ یہ تعداد ہی درست محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی "مسند" میں جن صحابہ کرام سے روایت کی ہے ان کی تعداد ۹۰۴ ہے۔ بقی بن مخلد اپنی "مسند" میں ان پر جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اضافہ کیا ہے، جن کو امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر نہیں کیا، وہ ۵۸۶ ہیں۔ پھر ابو بکر البرقی نے ان پر مزید ۸۷ اصحاب کا اضافہ کیا ہے۔ پھر مختلف مصادر و مراجع سے امام ابن الجوزی نے ۶ اصحاب کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ تعداد ۱۵۶۵ تک پہنچ جاتی ہے۔

روات صحابہ کی تعداد کو جاننے کے لیے اس وقت جو سب سے بڑا مصدر ہے وہ امام طبرانی رحمہ اللہ کی "المعجم الكبير" ہے جس کے مقدمے میں وہ لکھتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں ان تمام مردوں اور عورتوں کا حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر کر دیا ہے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ مگر عشرہ مبشرہ کی فضیلت کے پیشِ نظر ان کا ذکر میں نے سب سے پہلے کیا ہے۔ میں نے ان میں سے ہر ایک سے ان کی کثرت و قلتِ روایت کے اعتبار سے ایک یا دو یا تین حدیثوں کا ذکر کیا ہے۔ جو کم روایتیں کرنے والے ہیں ان سب کا ایک ہی جگہ اکٹھا ذکر کر دیا ہے۔ حتی کہ ان کا بھی جن سے کوئی بھی روایت مروی نہیں ہے، البتہ مغازی اور تاریخ العلماء وغیرہ کی کتابوں میں ان کا ذکر موجود ہے۔ اس لیے میں نے ان کے نام کا ذکر کر دیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عون و نصرت کے ساتھ ان شاء اللہ ان تمام کی مسندات کا ذکر کر دیا جائے۔

بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رواتِ حدیث نہیں تھے۔

بعض وہ مشہور اصحابِ رسول ﷺ جو مدینہ سے نکل کر دیگر بلادِ اسلامیہ میں آباد ہو گئے:

1- **مکہ مکرمہ میں آباد ہونے والے:** ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام، عیاش بن ربیعہ، عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ، سائب بن عثمان بن مظعون، مسور بن مخرمہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بعد میں طائف منتقل ہو گئے تھے۔

2- **بصرہ میں سکونت پذیر ہونے والے:** ان میں حضرت عمران بن حصین، عبداللہ بن مغفل مزنی، سمرہ بن جندب فزاری، ہشام بن عامر انصاری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

3- **کوفہ میں جا بسنے والے:** ان میں حضرت علی بن ابی طالب، ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن مسعود ہذلی، خباب بن ارت، ابو مسعود انصاری اور قرظہ بن کعب انصاری خزرجی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

4- **مصر جا رہنے والے:** ان میں حضرت عمرو بن عاص قرشی، ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو قرشی، عقبہ بن عامر جہنی اور سلمہ بن مخلد بن صامت انصاری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

5- **شام میں رہائش اختیار کرنے والے:** ان میں حضرت ابو الدرداء، معاذ بن جبل، بلال بن رباح، ثوبان بن بجدد، اور سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

6- **خراسان میں رہائش پذیر ہونے والے:** ان میں حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی، قریظ بن ابی رمثہ اور حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

اس نوع کا علم تخریج حدیث کے وقت طلبہ کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔

عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

جمہور اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں اور ان کی یہ عدالت قرآن مجید سے اجمالاً اور احادیث سے بالتفصیل ثابت ہے۔ چونکہ بعض فرقے عدالتِ صحابہ کے قائل نہیں ہیں اور وہ اس سلسلے میں دیگر اسلامی فیصلوں کی طرح قرآن و حدیث کے فیصلے کی مخالفت کرتے ہیں اس لیے ہمیں یہ اچھا لگا کہ ہم عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بعض دلائل ذکر کر دیں تاکہ ان متشککین کے شبہات کا ازالہ ہو جائے۔ چنانچہ قرآنی دلائل پیشِ خدمت ہیں:

قرآنی دلائل:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ [آل عمران: ١١٠]

"تم سب سے بہتر امت چلے آئے ہو، جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آیتِ کریمہ کے اوّلین مخاطب ہیں، اس لیے وہ اس امت کے صفِ اوّل کے لوگ ہیں۔ بعض مفسرین کا تو یہ تک خیال ہے کہ یہ آیتِ کریمہ صرف اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ﴾ [البقرة: ١٤٣]

"اور اسی طرح ہم نے تمھیں سب سے بہتر امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو۔"

اس آیتِ کریمہ میں ﴿وَسَطًا﴾ سے مراد عادل لوگ ہیں۔ حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے اپنے "مقدمے" (مقدمہ ابن الصلاح) میں لکھا ہے کہ یہ اس زمانے (زمانۂ نبوت) میں موجود لوگوں (اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) سے خطاب ہے۔

اسی طرح اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴾ [الفتح: ١٨]

"بلاشبہہ یقیناً اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا، جب وہ اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انھیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی۔"

اس آیتِ کریمہ میں جو اللہ تعالیٰ کا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہونے کا اعلان ہے، اس سے بڑھ کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت و فضیلت اَور کیا ہو گی؟!

اور اللہ جل شانہ کا فرمان ہے:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ﴾[الحشر: ٨]

"(یہ مال) ان محتاج گھر بار چھوڑنے والوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دیے گئے۔ وہ اللہ کی طرف سے کچھ فضل اور رضا تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صادق قرار دینا اس کی عدالت ہی کا بیان ہے۔

مذکورہ بالا آیات وغیرہا تمام ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کی شاہدِ عدل ہیں جنھوں نے اپنے گھر بار اور اموال کی قربانی دے کر نبیِ مکرم ﷺ کے ساتھ مشکل زندگی گزارنے کو اختیار کیا اور ایسا ان کی قوتِ ایمانی کی وجہ سے ممکن ہوا جو ایمان نبیِ کریم ﷺ کی تربیت کی وجہ سے ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا تھا اور آپ ﷺ کے ان کی طرف توجہ فرمانے سے وہ کمال کے اعلیٰ مراتب تک پہنچ گئے اور وہ دینِ اسلام کی اس امانت کو بعد والی نسلوں تک پہنچانے کے اہل ٹھہر گئے۔

حدیثی دلائل:

نبیِ مکرم ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ ان کے اس امانتِ الٰہیہ کو لوگوں تک پہنچانے پر راضی تھے۔ آپ ﷺ نے سخت ڈانٹا اس شخص کو جو کسی صحابی کی کوئی اجتہادی خطا دیکھ کر اس پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ اس لیے کہ مجتہد تو اپنی غلطی کے باوجود ایک اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ اسے ملامت کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جب ساری امت کے حق میں آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے تو اس امت کے صفِ اوّل کے لوگوں (حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پر طعن و ملامت کی کب اجازت ہو سکتی ہے!!

چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں فرمانِ رسول ﷺ ہے:

« لا تَسُبُّوا أصْحابِي؛ فلوْ أنَّ أحَدَكُمْ أنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، ما بَلَغَ مُدَّ أحَدِهِمْ ولا نَصِيفَهُ ».(١)

---

(١) رواه البخاري (٣٦٧٣)، ومسلم (٢٥٤١)

"میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو ان کے ایک مدّ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مدّ کے برابر۔"

امام ترمذی واحمد رحمہما اللہ نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِيْ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ، وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذىٰ اللهَ، وَمَنْ آذىٰ اللهَ فَيُوْشِكُ أَنْ يَّأْخُذَهُ ».(١)

"میرے اصحاب کے سلسلے میں اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا۔ میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا، کیوں کہ جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کی بنا پر ان سے محبت کرے گا، اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی بنا پر ان سے بغض رکھے گا۔ جس نے ان کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، اور جو اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائے گا، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کا مؤاخذہ کرلے گا۔"

اقوال ائمہ:

ابو حامد غزالی نے اپنی کتاب "المستصفیٰ" میں کچھ آیات واحادیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے:

"فَأيّ تَعدِيلٍ أصَحُّ مِنْ تَعْدِيْلِ عَلَّامِ الْغُيُوْبِ ﷻ وَتَعْدِيْلِ رَسُوْلِهِ ﷺ؟ كَيْفَ وَلَوْ لَمْ يَرِدِ الثَّنَاءُ لَكَانَ فِيْمَا اشْتَهَرَ وَتَوَاتَرَ مِنْ حَالِهِمْ فِي الْهِجْرَةِ، وَالْجِهَادِ وَبَذْلِ الْمُهَجِ، وَالْأَمْوَالِ، وَقَتْلِ الْآبَاءِ وَالْأَهْلِ فِيْ مَوَالَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَنُصْرَتِهِ، كِفَايَةٌ فِيْ الْقَطْعِ بِعَدَالَتِهِمْ".(٢)

"اللہ علام الغیوب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعدیل سے زیادہ صحیح تعدیل کس کی ہو سکتی ہے؟! کیسے نہ ہو! بالفرض ان کی یہ تعریف نہ بھی ہو، ان کی ہجرت، جہاد، جانوں اور مالوں کو

---

(١) رواه الترمذي (٣٨٢٦)، وأحمد (١٦٨٠٣)

(٢) المستصفىٰ (ص: ١٩٠)

صرف کرنا، رسول اللہ ﷺ کی محبت پر اپنے آباء و اجداد اور اہل و عیال کو قتل کرنا ور آپ ﷺ کی مدد کرنا جیسے اعمال جو مشہور و متواتر روایات سے ثابت ہیں ان کی عدالت کو قطعی طور پر ثابت کرنے کے لیے ہی کافی ہیں۔"

ان واضح دلائل سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ و تابعین اور ان کے بعد فقہاء و محدثین کے جمہور اہلِ علم کے ہاں سارے اصحابِ رسول ﷺ عادل ہیں۔

اس لیے امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

"إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْتَقِصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاعْلَمْ أَنَّهُ زِنْدِيْقٌ، وَذَلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عِنْدَنَا حَقٌّ، وَالْقُرْآنُ حَقٌّ، وَإِنَّمَا أَدَّى إِلَيْنَا هَذَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ الصَّحَابَةُ، وَهَؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّجْرَحُوْا شُهُوْدَنَا لِيُبْطِلُوْا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَالْجَرْحُ بِهِمْ أَوْلَى وَهُمْ زَنَادِقَةٌ". (١)

"جب تم کسی شخص کو اصحابِ رسول ﷺ کی تنقیص کرتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ وہ زندیق ہے، اس لیے کہ ہمارے رسول ﷺ برحق ہیں اور قرآن برحق ہے۔ اس قرآن اور سنت کو ہم تک پہنچانے والے یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور اصحابِ رسول ﷺ کی تنقیص کرنے والے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ کتاب و سنت کو باطل کرنے کے لیے ہمارے ان گواہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو مجروح قرار دے دیں۔ ایسے لوگوں پر جرح کرنا بہت لائق ہے، اس لیے کہ یہ لوگ زندیق ہیں۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الإصابة" کے خطبے میں لکھا ہے:

"الصحابة كلّهم من أهل الجنة قطعًا، قال الله تعالى: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ﴾[الحديد: ١٠] وقال الله تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾[الأنبياء: ١٠١]. فثبت أن الجميع

(١) الكفاية (ص: ٧٨)

من أهل الجنة، وأنّه لا يَدخُل أحد مِنهُم النارَ، لأنّهم المخاطبون بالآيةِ السابقة".(١)

"تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قطعی طور پر جنتی ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ﴾[الحدید: ١٠]

"تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (یہ عمل بعد میں کرنے والوں کے) برابر نہیں۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی اور ان سب سے اللہ نے اچھی جزا کا وعدہ کیا ہے۔"

"نیز اس کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴾[الأنبیاء: ١٠١]

"بے شک وہ لوگ جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے بھلائی طے ہو چکی، وہ اس سے دور رکھے گئے ہوں گے۔"

"لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ سب جنتی ہیں، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں جانے والا نہیں ہے، اس لیے کہ مذکورہ بالا آیات کے وہی مخاطب ہیں۔"

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ یوں رقمطراز ہیں:

"وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ -وللهِ الْحَمْدُ- مِنْ أَصْدَقِ النَّاسِ حَدِيْثًا، لَا نَعْرِفُ عَنْهُمْ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ كَذِبًا، مَعَ أَنَّهُ كَانَ يَقَعُ مِنْ أَحَدِهِمْ مِنَ الْهَنَاتِ مَا يَقَعُ، وَهُمْ ذُنُوْبٌ وَلَيْسُوْا مَعْصُوْمِيْنَ، وَمَعَ هَذَا جَرَّبَ أَصْحَابُ النَّقْرِ وَالِامْتِحَانِ أَحَادِيْثَهُمْ وَاعْتَبَرُوْهَا بِمَا تُعْتَبَرُ الْأَحَادِيْثُ. فَلَمْ يُوْجَدْ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ تَعَمُّدُ كَذِبَةٍ، بِخِلَافِ الْقَرْنِ الثَّانِي، فَإِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِ الْكُوْفَةِ جَمَاعَةٌ يَتَعَمَّدُوْنَ الْكَذِبَ، وَلِهَذَا كَانَ الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ

(١) الإصابة لابن حجر (١/١٦٣)

ثِقَاتٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ".(١)

"اصحابِ رسول ﷺ بات میں سب سے زیادہ سچے لوگ ہیں، وللہ الحمد۔ ان میں سے کسی سے عمداً رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا ثابت نہیں ہے۔ اگرچہ ان سے گناہ سرزد ہو جاتے تھے اور وہ معصوم عن الخطاء نہیں تھے، مگر پرکھنے والوں نے ان کی احادیث کی جانچ پڑتال کی ہے اور کسی سے بھی نبی اکرم ﷺ کے حق میں جھوٹ بولنا ثابت نہیں ہوا ہے۔ جب کہ دوسری صدی میں اہلِ کوفہ میں ایک ایسا گروہ ہے جو عمداً جھوٹ کہتے تھے، لہٰذا حدیث و فقہ کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے کے سارے ثقہ و عادل ہیں۔"

یہ تھے کتاب و سنت کے کچھ دلائل اور اقوالِ ائمہ سے کچھ اقتباسات جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت ثابت ہوتی ہے۔ کیا ان کے بعد کسی اور سے ان کی عدالت و ثقاہت ثابت کرنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟! اور کیا اس بات کی گنجائش بچتی ہے کہ ہم پھونکوں سے اللہ کا نور بجھانے کی کوشش کرنے والے ان متشککین کے اقوال کی طرف توجہ دیں؟!

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بنا پر ان کو مجروح قرار دینے کی مذموم حرکت:

نبیِ مکرم ﷺ کے انتقال کے بعد جو فتنے اور حوادث پیش آئے اور بعض کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان میں مبتلا ہوئے اور ایک دوسرے کے خلاف تلوار اٹھائی، تو جہاں تک ان مشاجرات سے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف استدلال کا تعلق ہے تو حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "اختصار علوم الحدیث" میں اس کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"وَأَمَّا مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ بَعْدَهُ، فَمِنْهُ مَا وَقَعَ عَنْ غَيْرِ قَصْدٍ كَيَوْمِ الْجَمَلِ، وَمِنْهُ مَا كَانَ عَنِ اجْتِهَادٍ كَيَوْمِ صِفِّيْنَ، وَالِاجْتِهَادُ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ، وَلَكِنْ صَاحِبُهُ مَعْذُوْرٌ وَإِنْ أَخْطَأَ، وَمَأْجُوْرٌ أَيْضًا، وَأَمَّا الْمُصِيْبُ فَلَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ".(٢)

---

(١) منهاج السنة النبوية (١/٣٠٧)

(٢) اختصار علوم الحديث (ص: ١٢٨)

"رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بعض مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم تو ایسے ہیں جو بلا قصد وارادہ پیش آئے، جیسے: جنگِ جمل، اور بعض اجتہادی خطا کی وجہ سے درپیش ہوئے، جیسے: جنگِ صفین، رہا اجتہاد تو وہ کبھی غلط ہوتا ہے تو کبھی درست اور مجتہد معذور ہوتا ہے، اگر وہ غلطی بھی کرے تو ثواب پاتا ہے اور درست اجتہاد کرنے والے کو دوہرا اجر ملتا ہے۔"

اصحابِ رسول ﷺ کے خلاف معتزلہ کا ایک غلط موقف اور اس کا ردّ:

معتزلہ کا یہ قول: "علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والوں کے سوا سارے اصحاب عادل ہیں۔" باطل ومردود ہے۔ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے نواسے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو منبر پر اٹھا کر فرمایا تھا:

« إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَسَيُصْلِحَ اللَّهُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ »(١)

"میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرادے گا۔"

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی حقانیت اور سچائی اس وقت ظاہر ہوئی جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کے مسئلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوگئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ تنہا خلیفہ بن گئے۔ اس سال کو "عام الجماعۃ" کا نام دیا گیا اور یہ ۴۰ھ کا واقعہ ہے۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے سب کو مسلمان قرار دیا۔ اسی طرح فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ٱقْتَتَلُوا۟ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنۢ بَغَتْ إِحْدَىٰهُمَا عَلَى ٱلْأُخْرَىٰ فَقَٰتِلُوا۟ ٱلَّتِى تَبْغِى حَتَّىٰ تَفِىٓءَ إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا﴾[الحجرات: ٩]

"اور اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں کے درمیان صلح کرادو، پھر اگر دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر وہ پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرادو۔"

---

(١) رواه البخاري (٢٧٠٤)

اللہ تعالیٰ نے ان کے آپس میں لڑنے کے باوجود ان کا نام "مومنین" رکھا ہے۔

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے:

"وَمَا أَحْسَنُ قَوْلَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ مِنْهَا سُيُوْفَنَا، فَلَا نَخْضِبُ بِهَا أَلْسِنَتَنَا".(١)

"جب اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے ان (آپس کی لڑائی میں بہنے والے) خونوں سے محفوظ رکھا ہے تو ہمیں اپنی زبانوں کو بھی (ان پر طعن کرنے سے) محفوظ رکھنا چاہیے۔"

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ:

مخالفین ایک صریح مغالطہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو غلطی اور نسیان سے محفوظ ہونے کے معنی میں لیتے ہیں، جب کہ عدالت عصمت کو مستلزم نہیں ہے۔ اگرچہ عدالت کا لفظ عصمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، لیکن انبیاء ورسل کے حق میں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں عصمت کا معنی ہے کہ وہ عمداً گناہ کا قصد وارادہ نہیں کرتے۔ اگر ان سے گناہ سرزد ہو جائے تو جلد توبہ کر لیتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کا چناؤ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانتِ دین کو بعد والے لوگوں تک پہنچانے کے سلسلے میں ان کی بہت اچھی تربیت فرمائی ہے۔ اسی لیے محدثین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں عدالت کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ روایتِ حدیث میں عمداً جھوٹ نہیں کہتے اور جس چیز کا ردّ کرنا واجب ہے اس سے انحراف کے مرتکب نہیں ہوتے۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس قسم کا گناہ سرزد نہیں ہوتا اور جو گناہ ان سے سرزد ہوتا ہے وہ ان کی مرویات کو متاثر نہیں کرتا۔

ابن الانباری رحمہ اللہ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے سخت احتراز کرتے تھے جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ "حجة الله البالغة" میں یوں رقمطراز ہیں:

"وَبِالتَّتَبُّعِ وَجَدْنَا أَنَّ جَمِيْعَ الصَّحَابَةِ يَعْتَقِدُوْنَ أَنَّ الْكَذِبَ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَشَدُّ الذُّنُوْبِ".

(١) فتح المغيث (٣/١٠٦)

"بحث و تحقیق سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کے معتقد تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا سب سے بڑا گناہ ہے۔"

لہٰذا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کردہ احادیث کے بارے میں ہم حسنِ ظن رکھتے ہیں اور معتزلہ اور روافض کی طرح ہم نہ ان کی تکذیب کرتے ہیں اور نہ انھیں کافر ہی قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب "اختصار علوم الحدیث" میں ان لوگوں کی اس ہرزہ سرائی کے خلاف حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاندار کردار اور کارناموں کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں کہ ان کا کردار و عمل تو اس قدر بے مثال تھا جس جیسا نہ پہلے کبھی دیکھا گیا اور نہ بعد میں ہی ملاحظہ کیا جا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام اصحاب سے راضی ہو اور صادق کو متہم قرار دینے والے اور جھوٹوں کو سچا کہنے والوں پر لعنت فرمائے۔

میں بھی اس سلسلے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کا تعلق ان کے احادیثِ نبویہ کی نقل و روایت کے ساتھ ہے۔ اس معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کہنے میں سخت محتاط تھے۔ انھوں نے نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث سن کر ان کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا اور اسی طرح بیان کیا جیسے انھوں نے سنا، دواوینِ سنت نبویہ میں کسی ایک صحابی سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ انھوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: « مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ »(١) "جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی (میرے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا) وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔" سننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمداً جھوٹ بولا ہو۔

بعض اہلِ علم تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے جھوٹ لگانے کو کفر قرار دیتے ہیں، جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ یہ اکبر الکبائر ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِٱلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُۥٓ ۚ أَلَيْسَ فِى جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَٰفِرِينَ﴾ [العنكبوت: ٦٨] "اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا حق کو جھٹلا دے جب وہ اس کے پاس آئے۔ کیا ان کافروں کے لیے جہنم میں کوئی رہنے کی جگہ نہیں ہے؟" کے اوّلین مخاطب تھے۔ کیسے ممکن ہے کہ

---

(١) رواه البخاري (١١٠)، ومسلم (٣)

وہ امر دین میں نبی مکرم ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کے مرتکب ہو کر اس کفر یا کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوں۔ دواوینِ سنت وحدیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے خطائیں تو ضرور سرزد ہوئیں مگر ان سے رسول اللہ ﷺ پر عمداً جھوٹ بولنے کے گناہ کا کبھی ارتکاب نہیں ہوا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ دواوینِ سنت میں کئی ایک خرافات موجود ہیں جنھیں عقلِ صریح قبول کرتی ہے اور نہ علمِ صحیح ہی ان کی تایید کرتا ہے۔ ان خرافات و اوہام کے راوی تو بہر صورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں؟!

تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان خرافات کی روایت سے بری ہیں۔ دراصل یہ کذابین، وضاعین، ملاحدہ، زنادقہ اور روافض کی کارستانی ہے جو اپنے سینوں میں اسلام کا بغض چھپائے بیٹھے ہیں اور اس کے خلاف ہمہ وقت خفیہ منصوبوں کا تانہ بانہ بنتے رہتے ہیں۔ محدثین نے اسلام کے خلاف ان کی کذب بیانیوں اور افتراءات کی خوب کلی کھولی ہے اور اس کے لیے انھوں نے تاریخ العلوم میں ایک ایسے علم کو ایجاد کر کے اس کا اضافہ کیا ہے جسے "علم الجرح والتعدیل" کہا جاتا ہے۔

لہٰذا جاہلوں کی ان بداعمالیوں سے حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطعون نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام ان خرافات و جہالات سے بری ہے اس لیے کہ وہ علم و معرفت کا دین ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت و حدیث سے جو غیب اور ماضی کی خبریں صحیح ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا اور انھیں تسلیم کرنا ہم پر واجب ہے، کیوں کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم: ٣ - ٤]

جس طرح قرآن کریم میں موجود غیب اور ماضی کی خبروں پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح سنتِ مطہرہ صحیحہ میں بیان کردہ ان خبروں پر ایمان لانا بھی ہمارے ایمان کا جزوِ لاینفک ہے۔

کتاب و سنت اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں عدالتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ثبوت پر یہ چند گذارشات تھیں جنھیں مقدمے میں بیان کرنا ضروری خیال کیا گیا۔ والحمد لله رب العالمين.

محمد عبد اللہ الاعظمی

جموع ما جاء في فضل الصحبة

مقامِ صحابیت کے جملہ فضائل

١- باب ما جاء في فضل الصحبة

صحبتِ رسول ﷺ کی فضیلت کا بیان

قال الله تعالى: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الفتح:٢٩]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "محمد اللہ کا رسول ہے اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں، کافروں پر بہت سخت ہیں، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، تو انھیں اس حال میں دیکھے گا کہ رکوع کرنے والے ہیں، سجدے کرنے والے ہیں، اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا ڈھونڈتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں میں (موجود) ہے، سجدے کرنے کے اثر سے۔ یہ ان کا وصف تورات میں ہے اور انجیل میں ان کا وصف اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو خوش کرتی ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعے کافروں کو غصہ دلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے بڑی بخشش اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔"

وقال تعالى: ﴿لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ [الفتح:١٨]

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "بلاشبہ یقینا اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا، جب وہ اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، تو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا، پس ان پر سکینت نازل کر دی اور انھیں بدلے میں ایک قریب فتح عطا فرمائی۔"

وقال تعالى: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ [الحديد: ١٠]

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (یہ عمل بعد میں کرنے والوں کے) برابر نہیں۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا اور جنگ کی اور ان سب سے اللہ نے اچھی جزا کا وعدہ کیا ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، خوب باخبر ہے۔"

١- عَنْ أَبِيْ سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فيُقَالُ: فِيكُمْ مَن صَحِبَ النبيَّ ﷺ؟ فيُقَالُ: نَعَمْ، فيُفْتَحُ عليه، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ، فيُقَالُ: فِيكُمْ مَن صَحِبَ أَصْحَابَ النبيِّ ﷺ؟ فيُقَالُ: نَعَمْ، فيُفْتَحُ، ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فيُقَالُ: فِيكُمْ مَن صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النبيِّ ﷺ؟ فيُقَالُ: نَعَمْ، فيُفْتَحُ ».(١)

1- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی فوج جب بھیجی جائے گی تو پوچھا جائے گا کہ کیا فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا: جی ہاں، پھر ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا اس وقت اس کی تلاش ہو گی کہ کوئی ایسے بزرگ مل جائیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو؟ (یعنی تابعی) ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا کہ ہاں اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٨٩٧)، ومسلم (٢٥٣٢-٢٠٨).

٢- عَنْ أَبِيْ سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: « يَأْتِي علَى النَّاسِ زَمانٌ، يُبْعَثُ منهمُ البَعْثُ فيَقولونَ: انْظُرُوا هلْ تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِن أَصْحابِ النبيِّ ﷺ؟ فيُوجَدُ الرَّجُلُ، فيُفْتَحُ لهْمْ به، ثُمَّ يُبْعَثُ البَعْثُ الثَّاني فيَقولونَ: هلْ فيهم مَن رَأَى أَصْحابَ النبيِّ ﷺ؟ فيُفْتَحُ لهمْ به، ثُمَّ يُبْعَثُ البَعْثُ الثَّالِثُ فيُقالُ: انْظُرُوا هلْ تَرَوْنَ فيهم مَن رَأَى مَن رَأَى أَصْحابَ النبيِّ ﷺ؟ ثُمَّ يَكونُ البَعْثُ الرَّابِعُ فيُقالُ: انْظُرُوا هلْ تَرَوْنَ فيهم أَحَدًا رَأَى مَن رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحابَ النبيِّ ﷺ؟ فيُوجَدُ الرَّجُلُ فيُفْتَحُ لهمْ بهِ ».(١)

2- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی فوج جب بھیجی جائے گی تو پوچھا جائے گا کہ کیا فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ وہ ملیں گے پھر ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ پھر دوسری فوج بھیجی جائے گی، تو لوگ پوچھیں گے: کیا ان میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو؟ تو جب ایسے بزرگ بھی مل جائیں گے تو ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی، اس کے بعد پھر تیسری فوج بھیجی جائے گی تو پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو؟ پھر جب چوتھی فوج بھیجی جائے گی تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو؟ چنانچہ جب وہ بزرگ مل جائیں گے تو ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔“

٣- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ: قالَ النبيُّ ﷺ: « خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ » ، قالَ عِمْرَانُ: لا أَدْرِي أَذَكَرَ النبيُّ ﷺ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، قالَ النبيُّ ﷺ: « إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ ».(٢)

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٣٢-٢٠٩).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٦٥١)، ومسلم (٢٥٣٥-٢١٤)

وهذا لفظ البخاري ولفظ مسلم نحوه إلا أنه ذكر قوله: « ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ » ثلاث مرات، ثم قال: قال عمران: "فلا أدري أقال رسول الله ﷺ بعد قرنه مرتين أو ثلاثة، ثم يكون بعدهم قوم يشهدون..." الحديث.

3- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین رحمہم اللہ) پھر وہ لوگ جو اس کے بھی بعد آئیں گے (تبع تابعین رحمہم اللہ)۔" عمران رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین کا، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمھارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خائن ہوں گے، جن میں دیانت کا نام نہ ہو گا۔ ان سے گواہی دینے کے لیے نہیں کہا جائے گا، لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے۔ نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے، اور موٹاپا ان میں عام ہو گا۔"

یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں، اور صحیح مسلم کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں، البتہ اس میں آپ ﷺ کا یہ قول: "پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔" تین مرتبہ آیا ہے، پھر کہا کہ عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین کا، پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو گواہیاں دیتے پھریں گے ... الحدیث۔

٤- عن عائشة رضي الله عنها قالت: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبيَّ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قالَ: «القَرْنُ الَّذي أَنَا فِيهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ ».(١)

4- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کون لوگ بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ قرن (صدی) جس میں مَیں ہوں، پھر دوسرا، پھر تیسرا۔"

٥- عن النعمان بن بشير رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمٌ تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٥٣٦).

شَهَادَتَهُمْ، وَشَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ ».(١)

5- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد کے ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد کے ہیں، پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی قسمیں ان کی گواہیوں سے سبقت لے جائیں گی، اور ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے پہلے سبقت لے جائیں گی۔“ یعنی جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔

٦- عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: « خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ ».(٢)

قال إبراهيم: "وكانوا يضربوننا على الشهادة والعهد".

وهذا لفظ البخاري، ولفظ مسلم نحوه، وفيه: « **خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي يَلُونِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ** ».

6- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔“ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہمارے بڑے بزرگ شہادت اور عہد کا لفظ زبان سے نکالنے پر ہمیں مارتے تھے۔

یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں، اور صحیح مسلم کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: ”میری امت کے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔“

٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: « بُعِثْتُ مِن خَيْرِ قُرُونِ بَنِي

(١) **حسن**: رواه أحمد (١٨٣٤٨)، والحارث في مسنده كما في البغية (١٠٣٦)، وصحّحه ابن حبان (٦٧٢٧).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٦٥٢)، ومسلم (٢٥٣٣-٢١٠).

آدَمَ، قَرْنًا فَقَرْنًا، حتَّى كُنْتُ مِنَ القَرْنِ الذي كُنْتُ مِنْهُ ».(١)

7- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں آدم علیہ السلام سے لے کر برابر آدمیوں کے بہتر زمانوں میں ہوتا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا جس میں مَیں پیدا ہوا۔"

٨- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: « خَيْرُ أُمَّتي القَرْنُ الَّذِينَ بُعِثْتُ فيهم، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»، واللَّهُ أعْلَمُ أذَكَرَ الثَّالِثَ أمْ لا، قالَ: « ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمانَةَ، يَشْهَدُونَ قَبْلَ أنْ يُسْتَشْهَدُوا ».(٢)

وفي لفظ له: "قال أبو هريرة: فلا أدري مرتين أو ثلاثة".

8- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں بہتر وہ زمانہ ہے جس میں مَیں بھیجا گیا، پھر وہ زمانہ ہے جو ان کے بعد ہے۔" معلوم نہیں تیسرے کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا یا نہیں۔ فرمایا: "پھر وہ لوگ پیدا ہوں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے، وہ گواہی دیں گے گواہی مانگے جانے سے پہلے۔"

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دو بار کہا یا تین بار۔

٩- عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « لَا تَزَالونَ بِخَيْرٍ ما دَامَ فيكُمْ مَنْ رَآنِي وصاحَبَنِي، واللهِ! لا تَزَالونَ بِخَيْرٍ ما دَامَ فيكُمْ مَنْ رأى مَنْ رَآنِي وصاحَبَ مَنْ صاحَبَنِي، واللهِ! لا تَزَالونَ بِخَيْرٍ ما دَامَ فيكُمْ مَنْ رأى مَنْ رأى مَنْ رَآنِي، وصاحَبَ مَنْ صاحَبَ مَنْ صاحَبَنِي ».(٣)

9- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ اس

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٥٥٧).

(٢) صحيح: رواه مسلم (٢٥٣٤).

(٣) حسن: رواه ابن أبي شيبة في مصنفه (١٢/١٧٨)، ومن طريقه ابن أبي عاصم في "السنة" (١٥٢٢).

وقت تک بہتری اور خیریت میں رہو گے جب تک تمھارے اندر وہ لوگ موجود رہیں گے جنھوں نے مجھے دیکھا اور میری صحبت اختیار کی (یعنی صحابہ)، اللہ کی قسم! تم لوگ اس وقت تک بہتری اور خیریت میں رہو گے جب تک تمھارے اندر وہ لوگ موجود رہیں گے جنھوں نے ان لوگوں کو دیکھا جنھوں نے مجھے دیکھا اور جنھوں نے ان کی لوگوں کی صحبت پائی جنھوں نے میری صحبت پائی (یعنی تابعین)، اور اللہ کی قسم! تم لوگ اس وقت تک بہتری اور خیریت میں رہو گے جب تک تمھارے اندر وہ لوگ موجود رہیں گے جنھوں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جنھوں نے ان لوگوں کو دیکھا جنھوں نے مجھے دیکھا اور جنھوں نے ان کی لوگوں کی صحبت پائی جنھوں نے ان لوگوں کی صحبت پائی جنھوں نے میری صحبت پائی (یعنی تبع تابعین)۔"

٢- باب أن بقاء النبي ﷺ أمان لأصحابه، وبقاء أصحابه أمان للأمة

نبیِ کریم ﷺ کی بقا میں صحابہ کی امان ہے اور صحابہ کی بقا میں امت کی امان ہے

١٠- عن أبي موسى الأشعري ﷺ قال: صَلَّيْنَا المَغْرِبَ مع رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قُلْنَا: لو جَلَسْنَا حتَّى نُصَلِّيَ معهُ العِشَاءَ، قالَ: فَجَلَسْنَا، فَخَرَجَ عَلَيْنَا، فَقالَ: «ما زِلْتُمْ هَاهُنَا؟ ». قُلْنَا: يا رَسُولَ اللهِ، صَلَّيْنَا معكَ المَغْرِبَ، ثُمَّ قُلْنَا: نَجْلِسُ حتَّى نُصَلِّيَ معكَ العِشَاءَ، قالَ: « أَحْسَنْتُمْ -أَوْ أَصَبْتُمْ- ». قالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إلى السَّمَاءِ، وَكانَ كَثِيرًا ممَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إلى السَّمَاءِ، فَقالَ: « اَلنُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ ما تُوعَدُ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لأَصْحَابِي، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي ما يُوعَدُونَ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتي ما يُوعَدُونَ ».(١)

10- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نے کہا: اگر ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا، پھر ہم بیٹھے رہے اور آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "تم اب تک یہیں بیٹھے ہو؟" ہم نے عرض کی: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کے

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٥٣١).

ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہم نے کہا: اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اچھا کیا۔" یا فرمایا: "تم نے ٹھیک کیا۔" پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور اکثر آپ ﷺ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، پھر فرمایا: "تارے آسمان کے لیے بچاؤ (سلامتی کی ضمانت) ہیں، جب تارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہو جائے گا)، اور میں اپنے اصحاب کا بچاؤ ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ، فساد اور لڑائیاں)، اور میرے اصحاب میری امت کے لیے بچاؤ ہیں، جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے۔"

٣- باب قول النبي ﷺ: «أنا فرط لكم»

فرمانِ نبوی ﷺ: "میں تمھارا پیش خیمہ ہوں گا" کا بیان

١١- عن عقبة بن عامر ﷺ أنَّ النبيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى علَى أهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ علَى المَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إلى المِنْبَرِ، فَقالَ: « إنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وأَنَا شَهِيدٌ علَيْكُم، وإنِّي واللَّهِ لَأَنْظُرُ إلى حَوْضِي الآنَ، وإنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأرْضِ - أوْ مَفَاتِيحَ الأرْضِ- وإنِّي واللَّهِ ما أخَافُ علَيْكُم أنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، ولَكِنْ أخَافُ علَيْكُم أنْ تَنَافَسُوا فِيهَا ».(١)

وقوله: « **إنِّي فَرَطٌ لَكُمْ** » أي: سابقكم، يقال: فرط القوم؛ أي: سبقوا إلى الماء.

11- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نکلے اور اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں، پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا: "میں تمھارا پیش خیمہ ہوں گا، اور تم پر گواہ ہوں گا، اور قسم اللہ کی! میں حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں، اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں ملیں یا زمین کی کنجیاں، اور اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے، بلکہ یہ ڈر ہے کہ تم دنیا کے لالچ میں آکر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٠٤٢)، ومسلم (٢٢٩٦-٣٠).

فرمانِ نبوی ﷺ: "میں تمھارا پیش خیمہ ہوں گا۔" یعنی میں وہاں تم سے پہلے موجود رہوں گا، کہا جاتا ہے: «فرط القوم» یعنی لوگ گھاٹ پر سبقت لے گئے۔

٤- باب ما جاء في فضل جماعة الصحابة

جملہ صحابہ کی فضیلت کا بیان

١٢- عن مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنه، أَنَّهُ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: « أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هَذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ: ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ ». زَادَ ابْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو فِي حَدِيثَيْهِمَا: « وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهِ ». وَقَالَ عَمْرٌو: « الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ، لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ ».(١)

12- (راویِ حدیث ابو عامر عبداللہ بن لحی حمصی ہوزنی کہتے ہیں کہ) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر کہا: سنو! رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: "سنو! تم سے پہلے جو اہلِ کتاب تھے، بہتر (٧٢) فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ امت تہتر (٧٣) فرقوں میں بٹ جائے گی، بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور یہی «الجماعة» ہے۔" ابن یحییٰ اور عمرو نے اپنی روایت میں اتنا مزید بیان کیا: "اور عنقریب میری امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جن میں گمراہیاں اسی طرح سمائی ہوں گی جس طرح کتے کا اثر اس شخص پر چھا جاتا ہے جسے اس نے کاٹ لیا ہو۔"

اور عمرو کی روایت میں «لصاحبه» کے بجائے «بصاحبه» ہے، نیز اس میں یہ بھی ہے: کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا باقی نہیں رہتا جس میں اس کا اثر داخل نہ ہوا ہو۔

١٣- عن عوف بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « اِفْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى

---

(١) حسن: رواه أبو داود (٤٥٩٧)، وأحمد (١٦٩٣٧)، وابن أبي عاصم في السنة (٦٥).

عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ ». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: « الْجَمَاعَةُ ».(١)

13- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہود اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے جن میں سے ایک جنت میں جائے گا اور ستر (۷۰) جہنم میں، نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوئے جن میں سے اکہتر (۷۱) جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک فرقہ جنت میں جائے گا، اور بہتر (۷۲) فرقے جہنم میں۔" عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جماعت۔"

١٤- عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ ».(٢)

14- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل اکہتر (۷۱) فرقوں میں بٹ گئے، اور میری امت بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ جائے گی، سوائے ایک کے سب جہنمی ہوں گے، اور وہ "جماعت" ہے، (وہ جماعت جو میری اور میرے صحابہ کی روش اور طریقے پر ہو)۔"

١٥- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ لما كان يوم الحديبية قال: « لَا تُوقِدُوا نَارًا بِلَيْلٍ » فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَاكَ قَالَ: « أَوْقِدُوا وَاصْطَنِعُوا فَإِنَّهُ لَا يُدْرِكُ قَوْمٌ بَعْدَكُمْ صَاعَكُمْ وَلَا مُدَّكُمْ ».(٣)

15- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن فرمایا:

---

(١) حسن: رواه ابنُ ماجه (٣٩٩٢)، وابن أبي عاصم في السنة (٦٣)، واللالكائي في "شرح أصول اعتقاد أهل السنة" (١٤٩).

(٢) حسن: رواه ابن ماجه (٣٩٩٣)، وابن أبي عاصم في "السنة" (٦٤).

(٣) حسن: رواه أحمد (١١٢٠٨)، وأبو يعلىٰ (٩٨٤)، والحاكم في المستدرك (٣/٣٦).

"رات میں آگ مت جلانا۔" دوسرے دن آپ ﷺ نے فرمایا: "اب آگ جلاؤ، اور بناؤ کھاؤ، تمھارے بعد کے لوگ تمھارے صاع اور مد کو نہیں پہنچ سکتے۔"

٥- باب ما جاء في انخرام قرن الصحابة بتمام مائة عام بعد النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کے بعد سو سال پورا ہونے پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی صدی کے ختم ہو جانے کا بیان

١٦- عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ الله ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: « أَرَأَيْتكُمْ لَيْلَتكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ » قَالَ ابْنُ عُمَر: فَوَهِلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ الله ﷺ فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ ». يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَنْخَرِم ذَلِكَ الْقَرْنُ.(١)

16- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ اپنی آخر عمر میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھی، جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا: "تم نے اپنی اس رات کو دیکھا؟ اب سے سو برس کے آخر پر زمین والوں میں سے کوئی نہ رہے گا۔" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: سو برس کے بارے میں ان احادیث کے اندر جسے لوگ بیان کرتے ہیں ان میں رسول اللہ ﷺ کی بات کو سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کی ہے، دراصل رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: "آج جو لوگ موجود ہیں ان میں سے کوئی نہ رہے گا۔" یعنی یہ صدی تمام ہو جائے گی۔

١٧- عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه خطب بالجابية، فقال: قَامَ فِينَا رَسُولُ الله ﷺ مَقَامِي فِيكُمْ، فَقَالَ: « اسْتَوْصُوا بِأَصْحَابِي خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِئُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ بَحْبَحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، لَا يَخْلُوَنَّ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا،

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٠١)، ومسلم (٢٥٣٧) والسياق لمسلم.

وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ». (١)

17- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دورانِ سفر "جابیہ" میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے جیسے میں کھڑا ہوں، اور فرمایا: "میں تمھیں اپنے صحابہ کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، یہی حکم ان کے بعد والوں اور ان کے بعد والوں کا بھی ہے، اس کے بعد جھوٹ اتنا عام ہو جائے گا کہ گواہی کی درخواست سے قبل ہی آدمی گواہی دینے کے لیے تیار ہو جائے گا، سو تم میں سے جو شخص جنت کا ٹھکانہ چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ "جماعت" کو لازم پکڑے، کیونکہ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، اور دو سے دور ہوتا ہے، یاد رکھو! تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، کیونکہ ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے، اور جس شخص کو اپنی نیکی سے خوشی اور برائی سے غم ہو وہ مومن ہے۔"

٦- باب تحريم سبّ الصحابة

صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنے کی حرمت کا بیان

١٨- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال النبي ﷺ: « لا تَسُبُّوا أَصْحابِي؛ فلوْ أنَّ أحَدَكُمْ أنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، ما بَلَغَ مُدَّ أحَدِهِمْ ولا نَصِيفَهُ ». (٢)

18- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو ان کے ایک مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔"

١٩- عن عبد الله بن بسر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: « طُوبَى لِمَنْ رَآنِي، وَطُوبَى لِمَنْ آمَنَ بِي وَلَمْ يَرَنِي، وطُوبَىٰ لَهُ وَحُسْنُ مَآبٍ ». (٣)

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١١٤)، وابن حبان (٧٢٥٤)، والحاكم في المستدرك (١/١١٣).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٧٣)، ومسلم (٢٥٤١).
(٣) **حسن**: رواه يعقوب بن سفيان في المعرفة والتاريخ (٢/٣٥١) والضياء في "المختارة" (٩/٩٨-٩٩).

19- حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس نے مجھے دیکھا، اور خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا جبکہ مجھے دیکھا بھی نہیں، اس کے لیے خوشخبری اور بہتر انجام ہے۔"

٢٠- عن أنس بن مالك ﷺ قال: ذَكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مَالِكَ بْنَ الدُّخْشُمِ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَقَعُوا فِيهِ وَشَتَمُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « دَعُوا لِي أَصْحَابِي » فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ كَهْفُ الْمُنَافِقِينَ وَمَلْجَؤُهُمُ الَّذِي يَلْجَؤُونَ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» قَالُوا: بَلَى، وَلَا خَيْرَ فِي شَهَادَتِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « لَا يَشْهَدُ بِهَا عَبْدٌ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ ثُمَّ يَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ ».(١)

واللفظ للنسائي، ولفظ البزار مختصر، وفيه: "فقالوا: إنه رأس المنافقين، فقال النبي ﷺ: « **دَعُوا لِي أَصْحَابِي، لَا تسبوا أَصْحَابِي** ».

20- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس مالک بن دخشم کا ذکر کرکے اسے برا بھلا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔" صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ تو منافقوں کا غار اور ان کی مضبوط پناہ گاہ ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں؟" صحابہ نے عرض کی: کیوں نہیں، لیکن اس کی گواہی میں کوئی خیر نہیں ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بھی کلمۂ توحید کی گواہی سچے دل سے دے، پھر اسی پر فوت ہو جائے تو جہنم کی آگ اس پر حرام ہو گی۔"

یہ الفاظ سنن نسائی کے ہیں، جبکہ مسند بزار کے الفاظ مختصر ہیں، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: صحابہ نے عرض کی: وہ منافقوں کا سردار ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے اصحاب کو چھوڑ دو، میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو۔"

---

(١) **صحيح**: رواه النسائي في الكبرىٰ (١٠٨٧٧)، والبزار في مسنده (٧٢٢١).

٧- باب ما جاء في إطلاق النبي ﷺ لفظ "التابعين" لمن جاء بعد الصحابة

صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی زبانی تابعین بولنے کا بیان

٢١- عن عمر بن الخطاب ﷺ قال: إني سمعت رسول الله ﷺ يقول: « إنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقالُ له أُوَيْسٌ، وله والِدَةٌ وكانَ به بَياضٌ، فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ ».(١)

21- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "بہتر تابعین میں سے ایک شخص ہے جس کو اویس کہتے ہیں، اس کی بس ماں ہے اور اس (کے جسم) پر (برص کے) سفید نشان ہیں، (جب وہ تمھیں ملے) تو اس سے کہنا کہ تمھارے لیے دعا کرے۔"

* * *

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٤٢-٢٢٤).

جموع مناقب أبي بكر وأخباره

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جملہ فضائل ومناقب کا بیان

١- باب دفاع أبي بكر عن رسول الله ﷺ وهو بمكة

مکہ مکرمہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا بیان

٢٢- عن عروة بن الزبير قال: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بنَ عَمْرٍو عن أَشَدِّ ما صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ برَسولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إلى النَّبيِّ ﷺ وهو يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِدَاءَهُ في عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ به خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أبو بَكْرٍ حتَّى دَفَعَهُ عنْه، فَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ﴾ [غافر: ٢٨]. (١)

وفي لفظ: "بينا رسول الله ﷺ يصلي بفناء الكعبة، إذ أقبل عقبة بن أبي معيط، فأخذ بمنكب رسول الله ﷺ، ولوى ثوبه في عنقه، فخنقه به خنقا شديدا، فأقبل أبو بكر، فأخذ بمنكبه، ودفع عن رسول الله ﷺ ..." رواه البخاري (٤٨١٥).

وفي لفظ (٣٨٥٦): "بينا النبي ﷺ يصلي في حجر الكعبة..."

22- عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مشرکینِ مکہ کی سب سے بڑی ظالمانہ حرکت کے بارے میں پوچھا جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی، تو انھوں نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس بدبخت نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی جس سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ پھنس گیا۔ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدبخت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹا دیا اور کہا:

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٧٨).

﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ﴾

[غافر: ٢٨]

"کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ تمھارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی دلیلیں بھی لے کر آیا ہے۔"

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں اپنا کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا۔ اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انھوں نے اس بدبخت کو کندھے سے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ سے ہٹا دیا...۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: (۴۸۱۵)۔

اور ایک روایت (۳۸۵۶) کے الفاظ ہیں: نبی کریم ﷺ حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے ...۔

٢- باب لقب أبي بكر بـ "الصديق"

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کا بیان

٢٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَعَوا بِذَلِكَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ إِلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: أَوَ قَالَ ذَلِكَ ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ، أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقَ. (١)

23- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو مسجدِ اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو لوگوں میں اس کا چرچا عام ہو گیا، کچھ لوگ تو آپ پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے کے بعد

---

(١) حسن: رواه الحاكم (٣/ ٦٢) ومن طريقه البيهقي في الدلائل (٢/ ٣٦٠-٦٣١)

بھی مرتد ہو گئے، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا: آپ کا اپنے صاحب کے بارے میں کیا خیال ہے جو کہہ رہے ہیں کہ آج ہی رات بیت المقدس تک انھیں سیر کرائی گئی ہے؟ کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہا ہے تو بالکل سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا: کیا آپ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ وہ آج ہی رات میں بیت المقدس جاکر صبح ہونے سے پہلے واپس چلے آئے؟ کہا: ہاں، میں تو اس سے بھی بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں، میں صبح وشام آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں، اسی لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق پڑ گیا۔

٣- باب ابن الدغنة سيد القارة يصف أبا بكر كما وصفت خديجة النبي ﷺ لما بعث، فتواردا فيهما على نعت واحد من غير أن يتواطأ على ذلك

قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف بالکل ویسی ہی کی جس طرح کی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعثت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی تھی، اس طرح دونوں کا ایک جیسے اوصاف پر اتفاق ہو گیا جبکہ دونوں کا اس پر اتفاق نہیں ہوا۔

٢٤- عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ قالت: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فيه رَسولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ: بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه مُهَاجِرًا قِبَلَ الحَبَشَةِ، حتَّى إذَا بَلَغَ بَرْكَ الغِمَادِ لَقِيَهُ ابنُ الدَّغِنَةِ، وَهو سَيِّدُ القَارَةِ، فَقالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فأنَا أُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ في الأرْضِ، فأعْبُدَ رَبِّي، قالَ ابنُ الدَّغِنَةِ: إنَّ مِثْلَكَ لا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ؛ فإنَّكَ تَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ علَى نَوَائِبِ الحَقِّ، وَأَنَا لكَ جَارٌ، فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ ببِلَادِكَ، فَارْتَحَلَ ابنُ الدَّغِنَةِ، فَرَجَعَ مع أَبِي بَكْرٍ، فَطَافَ في أَشْرَافِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَقالَ لهمْ: إنَّ أَبَا بَكْرٍ لا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الكَلَّ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُعِينُ علَى نَوَائِبِ الحَقِّ؟!

فأنْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ، وَآمَنُوا أَبَا بَكْرٍ، وَقالوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ، فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ في دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ، وَلْيَقْرَأْ ما شَاءَ، وَلَا يُؤْذِينَا بذلكَ، وَلَا يَسْتَعْلِنْ به؛ فإنَّا قدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا، قالَ ذلكَ ابنُ الدَّغِنَةِ لأبي بَكْرٍ، فَطَفِقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهُ في دَارِهِ، وَلَا يَسْتَعْلِنُ بالصَّلَاةِ، وَلَا القِرَاءَةِ في غيرِ دَارِهِ.

ثُمَّ بَدَا لأبي بَكْرٍ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بفِنَاءِ دَارِهِ وَبَرَزَ، فَكانَ يُصَلِّي فِيهِ، وَيَقْرَأُ القُرْآنَ، فَيَتَقَصَّفُ عليه نِسَاءُ المُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، يَعْجَبُونَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لا يَمْلِكُ دَمْعَهُ حِينَ يَقْرَأُ القُرْآنَ، فأفْزَعَ ذلكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ المُشْرِكِينَ، فأرْسَلُوا إلى ابْنِ الدَّغِنَةِ، فَقَدِمَ عليهم فَقالوا له: إنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ في دَارِهِ، وإنَّه جَاوَزَ ذلكَ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بفِنَاءِ دَارِهِ، وَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالقِرَاءَةَ، وَقَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا، فَأْتِهِ، فإنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ في دَارِهِ فَعَلَ، وإنْ أَبَى إلَّا أَنْ يُعْلِنَ ذلكَ، فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إلَيْكَ ذِمَّتَكَ؛ فإنَّا كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لأبي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ.

قالَتْ عَائِشَةُ: فأتَى ابنُ الدَّغِنَةِ أَبَا بَكْرٍ ﷺ، فَقالَ: قدْ عَلِمْتَ الَّذي عَقَدْتُ لكَ عليه، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ علَى ذلكَ، وإمَّا أَنْ تَرُدَّ إلَيَّ ذِمَّتِي؛ فإنِّي لا أُحِبُّ أَنْ تَسْمعَ العَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ في رَجُلٍ عَقَدْتُ له، قالَ أَبُو بَكْرٍ: إنِّي أَرُدُّ إلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بجِوَارِ اللَّهِ، وَرَسولُ اللَّهِ ﷺ يومَئِذٍ بمَكَّةَ، فَقالَ رَسولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ؛ رَأَيْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بيْنَ لَابَتَيْنِ». وَهُما الحَرَّتَانِ، فَهَاجَرَ مَن هَاجَرَ قِبَلَ المَدِينَةِ حِينَ ذَكَرَ ذلكَ رَسولُ اللَّهِ ﷺ، وَرَجَعَ إلى المَدِينَةِ بَعْضُ مَن كانَ هَاجَرَ إلى أَرْضِ الحَبَشَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا، فَقالَ له رَسولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكَ؛ فإنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي»، قالَ أَبُو بَكْرٍ: هلْ تَرْجُو ذلكَ بأَبِي أَنْتَ؟ قالَ: «نَعَمْ»، فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ علَى رَسولِ اللَّهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ. (١)

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٢٢٩٧).

24- نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو اسی دین اسلام کا پیروکار پایا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں صبح وشام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو بہت زیادہ تکلیف ہونے لگی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرتِ حبشہ کا ارادہ کیا۔ جب آپ برکِ غماد پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات قارہ قبیلے کے سردار ابن الدغنہ سے ہوئی۔ اس نے پوچھا، ابو بکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اور اب تو یہی ارادہ ہے کہ اللہ کی زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں۔ اس پر ابن الدغنہ نے کہا کہ آپ جیسا انسان (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے کہ آپ تو محتاجوں کی اعانت کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بار (بوجھ) اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق پر ثابت رہنے کی وجہ سے آنے والے مسائل ومشکلات میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کو میں امان دیتا ہوں، آپ چلیے اور اپنے ہی شہر میں اپنے رب کی عبادت کیجیے۔ چنانچہ ابن الدغنہ اپنے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے کر آیا اور مکہ پہنچ کر کفارِ قریش کے تمام اشراف کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابو بکر جیسا نیک آدمی (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو بھی نکال دوگے جو محتاجوں کے لیے کماتا ہے اور جو صلہ رحمی کرتا ہے اور جو مجبوروں اور کمزوروں کا بوجھ اپنے سر پر لیتا ہے۔ اور جو مہمان نوازی کرتا ہے اور حق پر ثابت قدم رہنے والے پر آنے والی مشکلات میں اس کی مدد کرتا ہے۔

چنانچہ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو مان لیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امان دے دی۔ پھر ابن الدغنہ سے کہا کہ ابو بکر کو اس کی تاکید کر دینا کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر ہی میں کر لیا کریں۔ وہاں جس طرح چاہیں نماز پڑھیں اور قرآن کی تلاوت کریں، لیکن ہمیں ان چیزوں کی وجہ سے کوئی ایذا نہ دیں اور نہ اس کا اظہار کریں، کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہمارے بچے اور ہماری عورتیں فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ ابن الدغنہ نے یہ باتیں جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سنائیں تو آپ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کرنے لگے۔ نہ نماز میں کسی قسم کا اظہار کرتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ تلاوت کرتے۔

پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں بعد ایسا کیا کہ آپ نے اپنے گھر کے صحن میں نماز کے لیے ایک جگہ بنالی۔ اب آپ ظاہر ہو کر وہاں نماز پڑھنے لگے اور وہیں تلاوتِ قرآن کرنے لگے۔ پس پھر کیا تھا

مشرکین کے بچوں اور ان کی عورتوں کا مجمع لگنے لگا۔ سب حیرت اور تعجب کی نگاہوں سے انھیں دیکھتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے ہی رونے والے تھے۔ جب قرآن پڑھنے لگتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رہتا۔ اس صورتِ حال سے اکابر مشرکینِ قریش گھبرائے اور سب نے ابن الدغنہ کو پیغام بھیجا۔ ابن الدغنہ ان کے پاس آیا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے تو ابو بکر کو اس لیے امان دی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کریں گے، لیکن وہ تو زیادتی پر اتر آئے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنے کی ایک جگہ بنالی ہے۔ نماز بھی سب کے سامنے ہی پڑھنے لگے ہیں اور تلاوت بھی سب کے سامنے کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اپنی اولاد اور عورتوں کا ڈر ہے کہ کہیں وہ فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ اس لیے اب تم ان کے پاس جاؤ، اگر وہ اس پر تیار ہو جائیں کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کریں، پھر تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر انھیں اس سے انکار ہو تو تم ان سے کہو کہ وہ تمھاری امان تمھیں واپس کر دیں۔ کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمھاری امان کو ہم توڑ دیں، لیکن اس طرح انھیں اظہار اور اعلان بھی کرنے نہیں دیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد ابن الدغنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے وہ شرط جس پر میرا آپ سے عہد ہوا تھا۔ اب یا تو آپ اس شرط کی حدود میں رہیں یا میری امان مجھے واپس کر دیں، کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن وہ امان توڑ دی گئی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمھاری امان تمھیں واپس کرتا ہوں، میں تو بس اپنے اللہ کی امان سے خوش ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ ہی میں موجود تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے تمھاری ہجرت کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ میں نے ایک کھاری نمکین زمین دیکھی ہے۔ جہاں کھجور کے باغات ہیں اور وہ پتھریلے میدانوں کے درمیان میں ہے۔" جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اظہار فرما دیا تو جن مسلمانوں نے ہجرت کرنی چاہی وہ پہلے ہی مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے بلکہ بعض وہ صحابہ بھی جو حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "جلدی نہ کرو، امید ہے کہ مجھے بھی جلد ہی اجازت مل جائے گی۔"

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔" چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے، تاکہ آپ کے ساتھ

ہجرت کریں۔ چنانچہ انھوں نے اس سفر کے لیے دو اونٹنیاں خاص طور پر تیار رکھیں اور انھیں چار مہینے تک ببول (کیکر) کے پتے کھلاتے رہے۔

٤- باب في هجرة أبي بكر مع النبي ﷺ إلى المدينة

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

٢٥- عن البراء بن عازب ﷺ يقول: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ﷺ: ابْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِي، قَالَ: فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي: يَا أَبَا بَكْرٍ ﷺ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ، فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَكَانًا بِيَدِي يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ فِيهِ فَرْوَةً، وَقُلْتُ: نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ، فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ، يُرِيدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، قُلْتُ: أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَفَتَحْلُبُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ شَاةً، فَقُلْتُ: انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِي مِنْهَا، يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ: «أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ؟» قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ، فَقُلْتُ: أُتِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: «لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا». فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا – أُرَى- فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ -شَكَّ زُهَيْرٌ-، فَقَالَ: إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ

فَادْعُوَا لِي، فَاللَّهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا، فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ: قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَى لَنَا. (١)

25- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا۔ پھر انھوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعے اسے میرے ساتھ بھیج دو۔ براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت لینے گئے۔ میرے والد نے ان سے پوچھا: اے ابو بکر! مجھے وہ واقعہ سنایئے جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غارِ ثور سے ہجرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر انھوں نے بیان کیا کہ جی ہاں، رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی، لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی، اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم ﷺ کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی۔ پھر میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا، آپ ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لیے نکلا۔

اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا، وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے تلے ہم نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص کا غلام ہوں، میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا: کیا ہمارے لیے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کے لایا۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی، بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے۔ ابو اسحاق راوی نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے

---

(١) **متفق عليه:** رواه البخاري (٣٦١٥)، ومسلم (٢٠٠٩-٧٥).

اور وضو بھی کر لیتے تھے۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا (آپ سو رہے تھے) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا، لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا، جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجیے، انھوں نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟" میں نے عرض کی کہ آ گیا ہے۔ انھوں نے کہا: جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں پہنچا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" آپ ﷺ نے پھر اس کے لیے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لیے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی۔ یہ شک (راویِ حدیث) زہیر کو تھا۔ سراقہ نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ اگر اب آپ لوگ میرے لیے (اس مصیبت سے نجات کی) دعا کر دیں تو اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ نبیِ کریم ﷺ نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا، پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں، قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

٢٦- عن أنس رضي الله عنه، عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا، فَقَالَ: « مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا ».(١)

وهذا لفظ البخاري، وزاد مسلم في أوله: "نظرت إلى أقدام المشركين على رؤوسنا ونحن في الغار، فقلت: يا رسول الله، لو أن أحدهم..." فذكره.

26- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غارِ ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٥٣)، ومسلم (٢٣٨١).

تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابو بکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔"

یہ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، اور شروع میں امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ اضافہ کیا ہے: "میں نے اپنے سروں پر مشرکین کے قدموں کو دیکھا جس وقت ہم غار میں تھے، تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی ... "پھر پوری حدیث بیان کی۔

٥- باب ما جاء أن أبا بكر من أمَنّ الناس على النبي ﷺ في صحبته وماله

اپنی صحبت اور مال کے ذریعے ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ پر احسان کرنے والے تھے

٢٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: « إِنَّ اللَّهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ »، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضي الله عنه، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللَّهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا قَالَ: « يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ ».(١)

27- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے خطبے میں فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے رہنے میں اختیار دیا (کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے) بندے نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔" یعنی آخرت۔ یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اللہ نے اپنے کسی بندے کو دنیا اور آخرت میں سے کسی کو اختیار کرنے کو کہا اور اس بندے نے آخرت پسند کر لی تو اس میں ان بزرگ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ لیکن بات یہ تھی کہ بندے سے مراد رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپ ﷺ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٦٦)، ومسلم (٢٣٨٢-٢).

نے ان سے فرمایا: "ابو بکر آپ روئیے مت۔ اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعے تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے آپ ہی ہیں اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن اس کے بدلے میں اسلام کی برادری اور دوستی کافی ہے۔ مسجد میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دیے جائیں۔"

٢٨- عن أبي الدرداء ﷺ قال: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ » فَسَلَّمَ، وَقَالَ: إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي، فَأَبَى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ: « يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ». ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلَ أَثَمَّ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالُوا: لَا فَأَتَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ، وَوَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي؟ » مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا. (١)

وفي لفظ: "كانت بين أبي بكر وعمر محاورة، فأغضب أبو بكر عمر، فانصرف عنه عمرُ مغضبا، فاتبعه أبو بكر يسأله أن يستغفر له، فلم يفعل، حتى أغلق بابه في وجهه، فأقبل أبو بكر إلى رسول الله ﷺ ...".

28- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے، یہاں تک کہ آپ کا گھٹنا ننگا ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: "معلوم ہوتا ہے تمھارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔" پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ تکرار ہو گیا تھا اور اسی دوران میں نے جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیے، البتہ بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی بھی چاہی، لیکن اب وہ مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں آپ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٦١).

کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابو بکر! تمھیں اللہ معاف کرے۔" تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا: کیا ابو بکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں، تو آپ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے سلام کیا۔ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک غصے سے بدل گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم، زیادتی میری ہی طرف سے تھی۔ دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مجھے تمھاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا، اور تم لوگوں نے مجھے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، لیکن تب ابو بکر نے مجھے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعے انھوں نے میری مدد کی تھی، تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟" آپ نے دو دفعہ یہی فرمایا، آپ کے یوں فرمانے کے بعد پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ بحث سی ہو گئی تھی۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ناراض کر دیا تو عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے غضبناک ہو کر چل دیے، ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو گئے، معافی مانگتے ہوئے۔ لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں معاف نہیں کیا اور (گھر پہنچ کر) ان کے سامنے دروازہ بند کر لیا۔ اب ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ....

٢٩- عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ قال: « مَا نفَعَنا مَالُ أحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنَا مالُ أبي بَكْرٍ ».(١)

29- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے جتنا فائدہ پہنچایا اتنا کسی کے مال نے مجھے فائدہ نہیں پہنچایا۔"

٣٠- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ »، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ: هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ.(٢)

---

(١) **صحيح**: رواه الحميدي (٢٥٠)، وأبو يعلىٰ (٤٤١٨)، وعبد الله بن أحمد في زوائد الفضائل لأبيه (٢٩).

(٢) **صحيح**: رواه النسائي في الفضائل (٩)، وابن ماجه (٩٤)، وأحمد (٧٤٤٦)، وصحّحه ابن حبان (٦٨٥٨).

30- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے کسی بھی مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے فائدہ پہنچایا۔" سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا: اللہ کے رسول! میں اور میرا مال سب کچھ آپ ہی کا ہے۔

٣١- عن بعض أصحاب النبي ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فَاسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ، فَلَمَّا مَضَى تَشَهُّدُهُ كَانَ أَوَّلَ كَلَامٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنِ اسْتَغْفَرَ لِلشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ قَالَ: « إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَ رَبِّهِ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ رَبِّهِ »، فَفَطِنَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَوَّلَ النَّاسِ، فَعَرَفَ أَنَّمَا يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسَهُ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « عَلَى رِسْلِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، سُدُّوا هَذِهِ الْأَبْوَابَ الشَّوَارِعَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ، فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ امْرَأً أَفْضَلَ عِنْدِي يَدًا فِي الصَّحَابَةِ مِنْ أَبِي بَكْرٍ ».(١)

31- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور منبر پر کھڑے ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مسنونہ پڑھا، خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے سب سے پہلی جو بات کی وہ شہدائے اُحد کے لیے استغفار تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے ایک بندے کو دنیا اور اس کے رب کے پاس جو کچھ ہے ان دونوں کے مابین اختیار دیا گیا، تو اس نے اپنے رب کے پاس جو کچھ ہے اسی کو اختیار کر لیا۔" یہ سن کر سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بندے سے خود کو مراد لے رہے ہیں، اس لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا: "ابو بکر! ذرا ٹھہرو، شاہراہ کی طرف سے مسجد میں جتنے دروازے ہیں سب کو بند کر دو سوائے ابو بکر کے دروازے کے، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ صحابہ میں احسان کرنے کے اعتبار سے ابو بکر سے زیادہ میرے نزدیک کوئی اور ہے۔"

٣٢- عن عبد الله بن الزبير قال: قَالَ أَبُو قُحَافَةَ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا بُنَيَّ، إِنِّي أَرَاكَ تُعْتِقُ رِقَابًا ضِعَافًا، فَلَوْ أَنَّكَ إِذْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ أَعْتَقْتَ رِجَالًا جُلْدًا يَمْنَعُونَكَ

(١) صحيح: رواه ابن سعد في الطبقات (٢/٢٢٨)، والطبراني في مسند الشاميين (٣٢١٩).

وَيَقُومُونَ دُونَكَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْر: يَا أَبَتِ، إِنِّي إِنَّمَا أُرِيدُ مَا أُرِيدُ للَّه عز وجل، قال: فيُتَحَدَّثُ ما نزل هؤلاء الآيات إلا فيه، وفيما قال له أبوه: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ ۝٥ وَصَدَّقَ بِٱلْحُسْنَىٰ﴾ إلى قوله: ﴿وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُۥ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰٓ ۝١٩ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ ٱلْأَعْلَىٰ ۝٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ﴾ [سورة الليل:٥-٢١]. (١)

32- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیٹا! تم جو ان کمزور لوگوں کو آزاد کرتے پھرتے ہو اس سے تو یہ اچھا ہے کہ نوجوان طاقت والوں کو آزاد کراؤ، تاکہ وقت پر وہ تمھارے کام آئیں، تمھاری مدد کریں اور دشمنوں سے لڑیں۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ابا جان! میرا ارادہ دنیوی فائدے کا نہیں، میں تو صرف رضائے رب چاہتا ہوں۔ کہتے ہیں: پھر یوں بیان کیا جانے لگا کہ یہ آیتیں آپ اور آپ کے والد ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:

﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ ۝٥ وَصَدَّقَ بِٱلْحُسْنَىٰ﴾ سے لے کر ﴿وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُۥ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰٓ ۝١٩ إِلَّا ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ ٱلْأَعْلَىٰ ۝٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ﴾ [الليل:٥-٢١]

"پس لیکن وہ جس نے دیا اور (نافرمانی سے) بچا۔ اور اس نے سب سے اچھی بات کو سچ مانا)" اس قول تک: "حالانکہ اس کے ہاں کسی کا کوئی احسان نہیں ہے کہ اس کا بدلہ دیا جائے۔ مگر (وہ تو صرف) اپنے اس رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے (دیتا ہے) جو سب سے بلند ہے۔ اور یقیناً عنقریب وہ راضی ہو جائے گا۔"

٦- باب لو كان للنبي ﷺ خليل لكان أبا بكر

اگر نبی کریم ﷺ کا کوئی دوست ہوتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوتے

٣٣- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: « إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ

---

(١) حسن: رواه عبد الله بن أحمد في زوائده على "فضائل الصحابة" لأبيه (٦٦)، وصحّحه الحاكم (٢/٥٢٥).

إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ ». (١)

33- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعے مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا، البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی کھڑکی اب کھلی ہوئی باقی نہ رکھی جائے سوائے ابو بکر کے گھر کی طرف کھلنے والی کھڑکی کے۔"

٣٤- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: « إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ ». (٢)

ورواه (٣٦٥٦) من وجه آخر بلفظ: « **لو كنت متخذا من أمتي خليلا لاتخذت أبا بكر ولكن أخي وصاحبي** ». ورواه (٣٦٥٧) من وجه آخر وفيه: « **ولكن أخوة الإسلام أفضل** ».

34- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرضِ وفات میں باہر تشریف لائے۔ سر پہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: "کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے ابو بکر بن ابو قحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے ذریعے احسان کیا ہو اور اگر میں کسی کو انسانوں میں سے جانی دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن اسلام کا تعلق افضل ہے۔ دیکھو! ابو بکر کی کھڑکی چھوڑ کر اس مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔"

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند (٣٦٥٦) سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: "اگر میں اپنی امت میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔" اور

---

(١) **متفق عليه**: رواه مالك في الموطأ (٩٤٤- رواية محمد الشيباني) والبخاري (٣٩٠٤)، ومسلم (٢٣٨٢-٢).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٤٦٧).

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند (۳۶۵۷) سے روایت کیا ہے جس میں یہ اضافہ کیا ہے: "لیکن اسلام کی اخوت زیادہ افضل ہے۔"

٣٥- عن عبد الله بن أبي مليكة قال: كتب أهل الكوفة إلى ابن الزبير في الجد، فقال: أما الذي قال رسول الله ﷺ: « لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ » أنزله أبا، يعني: أبا بكر. (١)

35- عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دادا (کی میراث کے سلسلے میں) سوال لکھا تو آپ نے انھیں جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا۔" (وہی) ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ دادا، باپ کی طرح ہے (یعنی جب میت کا باپ زندہ نہ ہو تو باپ کا حصہ دادا کی طرف لوٹ جائے گا، یعنی باپ کی جگہ دادا وارث ہو گا)۔

٣٦- عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: « لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي، وَقَدِ اتَّخَذَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا ». (٢)

وفي لفظ: « لو كنت متخذا من أهل الأرض خليلا لاتخذت ابن أبي قحافة خليلا، ولكن صاحبكم خليل الله » رواه مسلم (٢٣٨٣-٦).

وفي لفظ آخر: « ألا إني أبرأ إلى كل خل من خله، ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت أبابكر خليلا، إن صاحبكم خليل الله » رواه مسلم (٢٣٨٣-٧).

36- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر میں کسی کو اپنا جانی دوست بناتا (سوائے اللہ کے) تو ابو بکر کو بناتا، لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں اور تمھارے صاحب کو اللہ نے خلیل بنایا ہے۔"

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٥٨)

(٢) صحيح: رواه مسلم (٢٣٨٣-٣)

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: "اگر میں زمین والوں میں سے کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابو قحافہ کے بیٹے کو بناتا اور لیکن تمھارے صاحب اللہ کے خلیل ہیں۔" اسے امام مسلم رحمہ اللہ (۲۳۸۳-۶) نے روایت کیا ہے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: "آگاہ رہو! میں کسی کی دوستی نہیں رکھتا (یعنی وہ دوستی جس میں اور کا خیال نہ رہے) اور جو میں ایسی دوستی کسی سے کرنے والا ہوتا تو ابو بکر سے کرتا، اور تمھارے صاحب اللہ کے دوست ہیں۔" اسے بھی امام مسلم رحمہ اللہ (۲۳۸۳-۷) نے روایت کیا ہے۔

٣٧- عن جندب بن عبد الله رضي الله عنه قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُولُ: « إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا... » الحديث. (١)

37- حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے وفات سے پانچ روز پہلے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: "میں بیزار ہوں اس بات سے کہ کسی کو تم میں سے اپنا دوست بناؤں سوائے اللہ کے، کیونکہ اللہ نے مجھے دوست بنایا ہے، جیسے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا۔ اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو ابو بکر کو دوست بناتا ...۔" الحدیث۔

٣٨- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « سُدُّوا عَنِي كُلَّ بَابٍ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا ». (٢)

38- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسجد کے (اندر کھلنے والے) سارے دروازے بند کر دو سوائے ابو بکر کی طرف کے دوازے کے، اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو دوست بناتا۔"

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٥٣٢-٢٣).
(٢) **حسن**: رواه البزار (٦٥٥٧)، والطبراني في مسند الشاميين (١٥٤).

٧- باب ما جاء أن أبا بكر أحب الناس إلى النبي ﷺ وأفضلهم بعده ﷺ

ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل تھے

٣٩- عن جبير بن مطعم رضي الله عنه قال: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُولُ: الْمَوْتَ قَالَ ﷺ: « إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ ».(١)

39- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ پھر آنا۔ اس نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم مجھے نہ پا سکو تو ابو بکر کے پاس چلی آنا۔"

٤٠- عن عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنهما قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ، وَامْرَأَتَانِ، وَأَبُو بَكْرٍ.(٢)

40- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں صرف) پانچ غلام، دو عورتوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

٤١- عن عائشة رضي الله عنها أن رَسولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ: « مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بالنَّاسِ »، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ، فَقَالَ: « مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ »، قَالَتْ عَائِشَةُ لِحَفْصَةَ: قُولِي له: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسولُ اللَّهِ ﷺ: « مَهْ، إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٥٩) ومسلم (٢٣٨٦).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٦٦٠).

صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ ». قَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: ما كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا.(١)

41- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا: "ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔" عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے روتے وہ (قراءت بھی) نہیں سنا سکیں گے، اس لیے آپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہیے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: "ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔" عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ بھی کہیں کہ اگر ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو روتے روتے لوگوں کو (قراءت بھی) نہیں سنا سکیں گے، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ سے کہیے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی اسی طرح کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خاموش رہو، تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔" حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: بھلا مجھ کو کہیں تم سے بھلائی پہنچ سکتی ہے؟

٤٢- عن أبي موسى الأشعري ﷺ قال: مَرِضَ النبيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ، فَقَالَ: « مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بالنَّاسِ »، قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: إِنَّه رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بالنَّاسِ، قَالَ: « مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بالنَّاسِ »، فَعَادَتْ، فَقَالَ: « مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بالنَّاسِ، فإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ »، فأَتَاهُ الرَّسُولُ، فَصَلَّى بالنَّاسِ في حَيَاةِ النبيِّ ﷺ.(٢)

42- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔" اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: "ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی بات کہی تو

---

(١) **متفق عليه**: رواه مالك (٨٩) والبخاري (٦٧٩)، ومسلم (٤١٨-٧٩).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٧٨)، ومسلم (٤٢٠-١٠١).

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں، تم یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔" آخر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی نماز پڑھائی۔

٤٣- عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ قِيلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: « مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ». قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ، إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، قَالَ: « مُرُوهُ فَيُصَلِّي ». فَعَاوَدَتْهُ، قَالَ: « مُرُوهُ فَيُصَلِّي، إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ ». (١)

43- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور آپ ﷺ سے نماز کے لیے کہا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ ابو بکر نرم دل کے آدمی ہیں، جب وہ قراءت کریں گے تو شدتِ غم سے رونے لگیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "ان ہی سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔" دوبارہ انھوں نے پھر وہی عذر دہرایا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "ان سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ تم تو بالکل یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتیں معلوم ہوتی ہو۔"

٤٤- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ فِي نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: دَعَا بِلَالٌ لِلصَّلَاةِ فَقَالَ: « مُرُوا مَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ » قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا عُمَرُ فِي النَّاسِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ غَائِبًا فَقَالَ: قُمْ يَا عُمَرُ فَصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ: فَقَامَ فَلَمَّا كَبَّرَ عُمَرُ سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَوْتَهُ، وَكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُجْهِرًا قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « فَأَيْنَ أَبُو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللَّهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ يَأْبَى اللَّهُ ذَلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ » قَالَ: فَبَعَثَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أَنْ صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ.

قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ: قَالَ لِي عُمَرُ: وَيْحَكَ، مَاذَا صَنَعْتَ بِي يَا ابْنَ زَمْعَةَ

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٦٨٢).

وَاللَّهِ مَا ظَنَنْتُ حِينَ أَمَرْتَنِي إِلَّا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَكَ بِذَلِكَ، وَلَوْلَا ذَلِكَ مَا صَلَّيْتُ بِالنَّاسِ. قَالَ: قُلْتُ: وَاللَّهِ مَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ حِينَ لَمْ أَرَ أَبَا بَكْرٍ رَأَيْتُكَ أَحَقَّ مَنْ حَضَرَ بِالصَّلَاةِ.(١)

"وصلاة عمر بالناس لعلها كانت في أول الأمر وقت غياب أبي بكر من ذلك المجلس كما دل عليه الحديث، ثم صلى أبو بكر بالناس باستمرار".

44- حضرت عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری سخت ہوئی اور میں آپ ﷺ ہی کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھا تو بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا، آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی سے کہو جو لوگوں کو نماز پڑھائے۔" عبداللہ بن زمعہ نکلے تو دیکھا کہ لوگوں میں عمر رضی اللہ عنہ موجود ہیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ موقعے پر موجود نہ تھے، انھوں نے کہا: اے عمر! اٹھیے نماز پڑھایئے، تو وہ بڑھے اور انھوں نے اللہ اکبر کہا، وہ بلند آواز شخص تھے، رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی آواز سنی تو فرمایا: "ابو بکر کہاں ہیں؟ اللہ کو یہ پسند نہیں اور مسلمانوں کو بھی، اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی، اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی۔" تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا، وہ عمر کے نماز پڑھا چکنے کے بعد آئے تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم پر افسوس، اے ابن زمعہ! تم نے میرے ساتھ کیا کر ڈالا، اللہ کی قسم! جس وقت تم نے مجھے نماز پڑھانے کے لیے کہا تھا اس وقت میں یہی سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، اگر ایسی بات نہیں ہوتی تو میں لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا حکم نہیں دیا تھا، لیکن جب میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا تو حاضرین میں آپ ہی کو نماز پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار پایا۔

"ممکن ہے: عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جو نماز پڑھائی وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں رہی ہو جیسا کہ حدیث سے پتا چل رہا ہے، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آکر تسلسل سے لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کیا ہو۔"

٤٥- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَبَلَغَ

---

(١) حسن: رواه أبو داود (٤٦٦٠)، و أحمد (١٨٩٠٦).

ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَقَالَ لِبِلَالٍ: « إِنْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ » ... الحديث بطوله. (١)

والحديث في قصة إمامة أبي بكر لصلاة العصر عند غياب النبي ﷺ رواه البخاري (٧١٩٠).

45- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی آپس میں لڑائی ہوئی، نبی اکرم ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ ظہر کے بعد مصالحت کرانے کی غرض سے ان کے پاس آئے اور بلال رضی اللہ عنہ سے کہہ آئے: "اگر عصر کا وقت ہو جائے اور میں واپس نہ آسکوں تو تم ابو بکر سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں ...۔" الحدیث۔

یہ **حدیث** ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اس امامت کے متعلق ہے جو آپ نے نبی کریم ﷺ کی غیر موجودگی میں کرائی تھی، اس روایت کو امام بخاری نے روایت کیا ہے:(۷۱۹۰)

٤٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: « فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: « فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟ ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: « فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا؟ »، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ». (٢)

46- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کون تم میں سے آج روزہ دار ہے؟" ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا ہے؟" ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: "آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟" ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: "تم میں سے کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا؟" ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب یہ سب کام ایک

---

(١) **صحيح**: رواه أبو داود (٩٤١)، والنسائي (٧٩٣)، وأحمد (٢٢٨١٦)، وصحّحه ابن خزيمة (٨٥٣).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (١٠٢٨).

شخص میں جمع ہوتے ہیں تو وہ ضرور جنت میں جاتا ہے۔"

٤٧- عن أبي هريرة ﷺ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَاب - يَعْنِي الْجَنَّةَ - يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ ». فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ ».(١)

وفي لفظ لهما: « مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ، كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ: أَيْ فُلُ هَلُمَّ » قال: فقال أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ، فَقَالَ رسول الله ﷺ: « إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ ». رواه مسلم (١٠٢٧-٨٦) والبخاري (٢٨٤١).

47- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا (مثلاً دو روپے، دو کپڑے، دو گھوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیے) تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے۔ پس جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہلِ صدقہ میں سے ہو گا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہو گا اسے صیام اور ریان (سیرابی) کے دروازے سے بلایا جائے گا۔" ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا۔ اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اے ابو بکر! اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے۔"

اور ایک دوسری روایت میں دونوں نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: "جس شخص نے اللہ کے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٦٦)، ومسلم (١٠٢٧-٨٥).

راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کیا تو اسے جنت کے داروغہ بلائیں گے۔ جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف) بلائے گا کہ اے فلاں! اس دروازے سے آؤ۔" اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے: اے اللہ کے رسول! پھر اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہوگے۔"

٤٨- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ: « اُدْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكِ وَأَخَاكِ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ أَنَا أَوْلَى وَيَأْبَى اللَّهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ ».(١)

48- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں مجھ سے فرمایا: "تم اپنے والد ابو بکر کو اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک کتاب لکھ دوں، میں ڈرتا ہوں کوئی آرزو کرنے والا آرزو نہ کرے (خلافت کی) اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں اور اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں سوائے ابو بکر (کی جانشینی) کے۔"

٤٩- عن عائشة رضي الله عنها قالت: خرجنا مع رسول الله ﷺ في بعض أسفاره ... وفيه قصة ضياع عقد لعائشة وبقاء الناس من أجله بدون ماء ولا وضوء، وتوبيخ أبي بكر لعائشة وطعنه إياها، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ، فتيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ ابْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. (٢)

49- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم ایک سفر میں نکلے ...، اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہار کھو گیا تھا، اور اسی وجہ لوگ بغیر پانی اور وضو کے رہ گئے، اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹا اور تنبیہ کی، اس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی تو لوگوں نے تیمم کیا، اس وقت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابو بکر! یہ تمھاری کوئی پہلی

---

(١) متفق عليه: رواه مسلم (٢٣٨٧) والبخاري (٧٢١٧).
(٢) متفق عليه: رواه مالك (١٢٠) والبخاري (٣٦٧٢) ومسلم (٣٦٧-١٠٨).

برکت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے ہمیں ملا۔

٨- باب أن أبا بكر ليس ممن يجرُّ ثوبه خيلاء

ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے گھسیٹتے ہیں

٥٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ »، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خُيَلَاءَ ».

قَالَ مُوسَى: فَقُلْتُ لِسَالِمٍ: أَذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهُ. (١)

50- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) تکبر اور غرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتا چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔" اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے۔ البتہ اگر میں پوری طرح خیال رکھوں تو وہ نہیں لٹک سکے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آپ تو ایسا بطورِ تکبر نہیں کرتے ہو۔" (اس لیے آپ اس حکم میں داخل نہیں ہیں)۔

موسیٰ (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے سالم سے پوچھا: کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں یہ فرمایا تھا کہ جو اپنی ازار کو گھسیٹتے ہوئے چلے؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے تو ان سے صرف کپڑے کا ذکر سنا ہے۔

٩- باب أنه تصدق بماله كله في سبيل الله

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پورا مال راہِ خدا میں صدقہ کر دیا

٥١- عن أسلم قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٦٥)، ومسلم (٢٠٨٥-٤٤).

يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ مَالًا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا. فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قُلْتُ: مِثْلَهُ، قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ ﷺ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا. (١)

51- اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں، اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال بھی تھا، میں نے کہا: اگر میں کسی دن ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جا سکوں گا تو آج کا دن ہو گا، چنانچہ میں اپنا آدھا مال لے کر آیا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟" میں نے کہا: اسی قدر یعنی آدھا مال، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟"، انھوں نے کہا: میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ تب میں نے (دل میں) کہا: میں آپ سے کبھی بھی کسی معاملے میں آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔

١٠- باب ما جاء في لقب أبي بكر عتيقا

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لقب عتیق کا بیان

٥٢- عن عبد الله بن الزبير قال: كان اسم أبي بكر ﷺ عبد الله بن عثمان، فقال له النبي ﷺ: « أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ » فسُمِّيَ عَتِيقًا. (٢)

52- حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن عثمان تھا، تو نبیِ کریم ﷺ نے آپ سے فرمایا: "تم اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد کردہ ہو۔" اس لیے اسی وقت سے آپ کا لقب "عتیق" پڑ گیا۔

---

(١) حسن: رواه أبو داود (١٦٧٨)، والترمذي (٣٦٧٥).

(٢) حسن: رواه البزار (٢٢١٣)، والطبراني في الكبير (١/ ٥)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (٨، ١٧).

١١- باب بشارة النبي ﷺ لأبي بكر بأنه يأكل من طيور الجنة

نبی کریم ﷺ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنتی پرندے کھانے کی بشارت کا بیان

● روي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ طَيْرَ الْجَنَّةِ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ، تَرْعَى فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ » فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذِهِ لَطَيْرٌ نَاعِمَةٌ؟ فَقَالَ: « أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا » قَالَهَا ثَلَاثًا « وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَأْكُلُ مِنْهَا يَا أَبَا بَكْرٍ ». رواه أحمد (١١٣٣١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً جنت کے پرندے اونچی کوہان والے اونٹ کی طرح ہوں گے جو جنت کے درختوں سے چرتے ہیں۔" تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو خوب موٹے تازے پرندے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انھیں کھانے والے ان سے بھی زیادہ صحت مند ہوں گے۔" اور اسے تین بار دہرایا۔ "میں امید کرتا ہوں کہ اے ابو بکر! تو انھیں کھانے والوں میں سے ہو گا۔"

١٢- باب ما جاء في موقف أبي بكر الصديق عند وفاة النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقف کا بیان

٥٣- عَن ابْن عَبَّاسٍ رضي الله عنهما إِنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ خَرَجَ وَعُمَرُ ﷺ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ: اجْلِسْ فَأَبَى، فَقَالَ: اجْلِسْ، فَأَبَى، فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ ﷺ، فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ﴾ إِلَى ﴿الشَّاكِرِينَ﴾ [آل عمران: ١٤٤] وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَهَا حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ ﷺ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا. (١)

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (١٢٤١، ١٢٤٢).

53- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جب باہر تشریف لائے تو عمر رضی اللہ عنہ اس وقت لوگوں سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نہیں مانے۔ پھر دوبارہ آپ نے بیٹھنے کے لیے کہا، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نہیں مانے۔ آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ مسنونہ پڑھا تو تمام لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: امابعد! اگر کوئی شخص تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ باقی رہنے والا ہے۔ کبھی وہ مرنے والا نہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ﴾ "اور محمد صرف اللہ کے رسول ہیں۔" آیت کے آخری کلمے ﴿ٱلشَّٰكِرِينَ﴾ [آل عمران: ١٤٤] تک آپ نے تلاوت کی۔

اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہوا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آیت کی تلاوت سے پہلے جیسے لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت بھی اللہ پاک نے قرآن مجید میں اتاری ہے۔ اب تمام صحابہ کرام نے یہ آیتِ کریمہ آپ سے سیکھ لی، پھر تو ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔

٥٤- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ ... فذكرت الحديث، وفيه: ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ، فَحَمِدَ اللَّهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، وَقَالَ: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ﴾ [الزمر:٣٠] وَقَالَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِين مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ﴾ [آل عمران: ١٤٤] قَالَ: فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ، قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ، فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي، خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ

أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فتكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِي كَلَامِهِ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا، وَاللَّهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا، وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ، وَبَايَعَهُ النَّاسُ، فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: قَتَلَهُ اللَّهُ. (١)

بويع له بالخلافة في اليوم الذي مات فيه رسول الله ﷺ في سقيفة بني ساعدة، ثم بويع بيعة العامة يوم الثلاثاء من غد ذلك اليوم، وتخلف عن بيعته سعد بن عبادة وطائفة من الخزرج، وفرقة من قريش، ثم بايعوه بعد غير سعد. وقيل: إن عليا لم يبايعه إلا بعد موت فاطمة، ثم لم يزل سامعا مطيعا له يثني عليه ويفضله. وكان نقش خاتمه: نعم القادر الله، فيما ذكر الزبير بن بكار، وقال غيره: كان نقش خاتمه: عبد ذليل لرب جليل. ذكر هذا كله الحافظ ابن عبد البر في "الاستيعاب".

وكانت وفاته يوم الاثنين في جمادى الأولى سنة ثلاث عشرة من الهجرة، وهو ابن ثلاث وستين سنة.

54- نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقامِ "سنح" میں تھے، پھر باقی حدیث بیان کی، اس میں یہ بھی ہے: اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: اے قسم اٹھانے والے! ذرا ٹھہر جاؤ۔ پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: لوگو! دیکھو اگر کوئی محمد ﷺ کو پوجتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی پوجا کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سورۃ الزمر کی یہ آیت پڑھی:

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٦٦٧، ٣٦٦٨).

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴾

"اے پیغمبر! تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّـٰكِرِينَ ﴾

"محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انھیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدلہ دینے والا ہے۔"

راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ راوی نے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو گا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو گا۔ پھر ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لیے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک بہت اچھی تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی، میرا خیال تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ معاملے کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکیں گے، بہر حال ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بات شروع کی، واقعی وہ تمام لوگوں سے زیادہ بلیغ ثابت ہوئے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعتِ انصار) وزراء ہو۔ اس پر حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں، اللہ کی قسم! ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں، ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔ (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کیے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تمھیں اختیار ہے یا تو عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو یا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، ہم آپ ہی کی بیعت کریں گے۔ آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے

بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی، پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: انھیں اللہ نے مار ڈالا۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت اسی دن سقیفہ بنی ساعدہ میں کرلی گئی تھی جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تھی، پھر دوسرے دن منگل کو عام بیعت ہوئی، البتہ اس دن اس بیعت سے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور بنو خزرج کے کچھ لوگ، اسی طرح قریش کے کچھ لوگ بیعت کرنے سے پیچھے رہ گئے، جنھوں نے بعد میں بیعت کی، سوائے سعد بن عبادہ کے۔ اور کہا گیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت نہیں کی تھی مگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد، پھر اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ آپ کے برابر فرمانبردار رہے، اور آپ کی تعریف اور فضیلت بیان کرتے رہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی کی نشانی: "نعم، القادر الله" تھی، جیسا کہ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے، اور دوسرا قول ہے: آپ کی انگوٹھی کی نشانی: "عبد ذليل لرب جليل" تھی۔ یہ ساری باتیں حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے "الاستیعاب" میں ذکر کی ہیں۔

آپ کی وفات پیر کے دن جمادی الاولیٰ ۱۳ ہجری میں ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

١٣- من أخبار أبي بكر الصديق

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیگر خبروں کا بیان

٥٥- عن طارق بن شهاب قال: جَاءَ وَفْدُ بَزَاخَة مِنْ أَسَدٍ وَغَطَفَانْ إِلَى أَبِي بِكْر ﷺ يَسْأَلُونَهُ اَلصُّلْحَ، فَخَيَّرَهُمْ بَيْن اَلْحَرْبِ الْمُجْلِيَّة وَالسِّلْمِ اَلْمُخْزِيَةِ، فَقَالُوا: هَذِهِ الْمُجْلِيَّة قَدْ عَرَفْنَاهَا، فَمَا اَلْمُخْزِيَةِ؟ قَالَ: نَنْزِعُ مِنْكُمُ اَلْحَلْقَةِ وَالْكرَاعَ، وَنَغْنَم مَا أَصَبْنَا مِنْكُمْ، وَتَرُدُّونَ عَلَيْنَا مَا أَصَبْتُمْ مِنَّا، وَتَدُوُّنَ لَنَا قَتْلَانَا، وَتَكُوْنُ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ، وَتَتْرُكُونَ أَقْوَامًا يَتَّبِعُونَ أَذْنَابَ اَلْإِبِلِ حَتَّى يُرِىَ اللَّهُ خَلِيفَةَ رَسُولِ اَللَّهِ ﷺ وَالْمُهَاجِرِينَ أَمْرًا يَعْذُرُونكُمْ بِهِ، فَعَرَضَ أَبُو بَكْرٍ مَا قَالَ عَلَى اَلْقَوْمِ، فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ: قَدْ رَأَيْتُ رَأْيًا وَسَنُشِيرُ عَلَيْكَ، فَأَمَّا مَا ذَكَرَتَ مِنَ الْحَرْبِ الْمُجْلِيَّة وَالسِّلْمُ الْمُخْزِيَةِ فَنِعْمَ مَا ذَكَرَتَ، وَمَا ذَكَرَتَ أَنْ نَغْنَمَ

مَا أَصَبْنَا مِنْكُمْ وَتَرُدُّونَ مَا أَصَبْتُمْ مِنَّا فَنِعْمَ مَا ذَكَرَتَ، وَأَمَّا مَا ذَكَرَتَ: تَدُوُّنَ قَتْلَانَا وَتَكُوْنُ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ، فَإِنَّ قَتْلَانَا قَاتَلَتْ فَقُتِلَتْ عَلَى أَمْرِ اَللَّهِ، أُجُورُهَا عَلَى اَللَّهِ، لَيْسَ لَهَا دِيَاتٌ، فَتَتَابَعَ الْقَوْمُ عَلَى مَا قَالَ عُمْرُ. (١)

55- طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ بنو اسد اور بنو غطفان کی طرف سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس جب وفد بزاخہ آیا صلح کرنے کے لیے، تو انھیں آپ نے کھلی جنگ اور رسوا کن جزیے کے درمیان اختیار دیا، تو ان لوگوں نے کہا: یہ کھلی جنگ کے بارے میں تو ہمیں معلوم ہے، البتہ یہ رسوا کن کیا ہوتا ہے؟ تو آپ نے کہا: ہم تمھارے سامانِ جنگ کو چھین لیں گے، اور تمھارے سامان کو مالِ غنیمت کے طور پر لے لیں گے جو ہم نے تم سے حاصل کیا ہے، اور جو تم نے ہم سے حاصل کیا ہے وہ تم ہمیں لوٹا دو گے، مزید تم ہمارے مقتولین کی دیت بھی ادا کرو گے، اور تمھارے مقتولین دوزخی ہیں، اور کچھ لوگوں کو چھوڑ دو جو اونٹوں کی دموں کے پیچھے پیچھے جنگلوں میں گھومتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی امر بتلا دے جس کی وجہ سے وہ تمھارا قصور معاف کر دیں۔ ان لوگوں سے جو بات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہی اسے عمر کے سامنے رکھا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ایک رائے سوجھی ہے، اس کا مشورہ میں ضرور دوں گا، آپ نے جس کھلی جنگ اور رسوا کن جزیے کی بات کہی وہ تو بہت بہتر ہے، اسی طرح جو یہ بات کہی کہ تمھارے سامان کو مالِ غنیمت کے طور پر لے لیں گے جو ہم نے تم سے حاصل کیا ہے، اور جو تم نے ہم سے حاصل کیا ہے وہ تم ہمیں لوٹا دو گے، یہ بھی اچھی بات ہے، لیکن جو یہ بات کہی کہ تم ہمارے مقتولین کی دیت ادا کرو گے، اور تمھارے مقتولین دوزخ میں ہوں گے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے مقتولین نے جہاد کیا اور بحکمِ الٰہی شہید ہوئے، اس کا اجر اللہ پر ہے، اب اس پر دیت نہیں ہے، یہ سن کر سب عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید کرنے لگے۔

وضاحت: وفد بنو بزاخہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور اب معافی کے لیے آئے تھے۔

---

(١) **صحيح**: رواه أبو بكر البرقاني في كتابه "المخرَّج على الصحيحين" كما في كتاب الجمع بين الصحيحين للحميدي. ورواه البخاري في الأحكام (٧٢٢١).

٥٦- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلُوا رُفَقَاءَ، رُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ وَرُفْقَةٌ مَعَ فُلَانٍ، قَالَ: فَنَزَلْتُ فِي رُفْقَةِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ مَعَنَا أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَنَزَلْنَا بِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَعْرَابِ، وَفِيهِمُ امْرَأَةٌ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا الْأَعْرَابِيُّ: أَيَسُرُّكِ أَنْ تَلِدِي غُلَامًا؟ إِنْ أَعْطَيْتِنِي شَاةً وَلَدْتِ غُلَامًا. فَأَعْطَتْهُ شَاةً، وَسَجَعَ لَهَا أَسَاجِيعَ، قَالَ: فَذَبَحَ الشَّاةَ، فَلَمَّا جَلَسَ الْقَوْمُ يَأْكُلُونَ، قَالَ رَجُلٌ: أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الشَّاةُ؟ فَأَخْبَرَهُمْ، قَالَ: فَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ ﷺ مُتَبَرِّزًا مُسْتَنْبِلًا مُتَقَيِّئًا. (١)

56- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے، جب پڑاؤ کیا تو مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے، میں اس ٹولی میں چلا گیا جہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے، ہمارے ساتھ ایک دیہاتی بھی تھا، ہم لوگ دیہاتیوں کے جس گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ایک عورت حمل سے تھی، اس دیہاتی نے اس خاتون سے کہا: کیا تمھاری خواہش ہے کہ تمھارے یہاں بیٹا پیدا ہو؟ اگر تم مجھے ایک بکری دے دو تو تمھارے یہاں بیٹا پیدا ہو گا، اس خاتون نے اسے ایک بکری دے دی، اور اس دیہاتی نے ایک ہی وزن کے کئی ہم قافیہ الفاظ اس کے سامنے (منتر کے طور پر) پڑھے، پھر اس نے بکری کو ذبح کر دیا۔ جب لوگ کھانے کے لیے دستر خوان پر بیٹھے تو ایک شخص نے لوگوں سے کہا: کیا آپ لوگوں کو معلوم بھی ہے کہ یہ بکری کیسی ہے؟ پھر اس نے لوگوں کو سارا واقعہ سنایا، کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے حلق میں انگلیاں ڈال کر قے کرنے لگے اور اس کھانے کو باہر نکالنے لگے۔

٥٧- عَنْ أَنَس بن مالك ﷺ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ. (٢)

ومن أخبار أبي بكر الصديق ﷺ ما رواه البخاري (٣٨٤٢) عن عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَاءَ

(١) صحيح: رواه أحمد (١١٤٨٢).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٩١٩).

يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: أَتَدْرِي مَا هَذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلا أَنِّي خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِي، فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ، فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ، فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ، فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ.

ومن أخباره أيضا ما رواه البخاري (٣٩٢١) عن عائشة رضي الله عنها أن أبا بكر رضي الله عنه تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُو بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هَذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هَذِهِ الْقَصِيدَةَ رَاثِيًا كُفَّارَ قُرَيْشٍ:

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ... مِنَ الشِّيزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَام

وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ... مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَام

تُحَيِّي بِالسَّلَامَةَ أُمُّ بَكْرٍ ... وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلام

يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَا ... وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَام

57- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں ایسا نہیں تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں، اس لیے آپ نے منہدی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا تھا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خبروں میں یہ بھی ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ (٣٨٤٢) نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ انھیں کچھ کمائی دیا کرتا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے اپنی ضرورت میں استعمال کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کچھ کھایا۔ پھر غلام نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیسی کمائی سے ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا: کیسی ہے؟ اس نے کہا: میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کی تھی حالانکہ مجھے کہانت نہیں آتی تھی، میں نے اسے صرف دھوکا دیا تھا لیکن اتفاق سے ایک دن وہ مجھے مل گیا اور اس نے اس کی اجرت میں مجھ کو یہ چیز دی تھی، اسی سے آپ نے کھایا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ کی تمام چیزیں قے کر کے نکال ڈالیں۔

اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خبروں میں سے یہ بھی ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ (٣٩٢١) ہی نے نقل کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت ام بکر نامی

سے شادی کرلی تھی۔ پھر جب انھوں نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے آئے۔ اس عورت سے پھر اس کے چچا زاد بھائی (ابو بکر شداد بن اسود) نے شادی کرلی تھی، یہ شخص شاعر تھا اور اسی نے یہ مشہور مرثیہ کفارِ قریش کے بارے میں کہا تھا:

وَمَـاذَا بِالْقَلِيـبِ قَلِيـبِ بَـدْرٍ ... مِـن الشِّـيزَى تُـزَيَّنُ بِالسَّـنَام
وَمَـاذَا بِالْقَلِيـبِ قَلِيـبِ بَـدْرٍ ... مِن الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَام
تُحَيِّـي بالسَّـلَامَةَ أُمُّ بَكْـرٍ ... وَهَـلْ لِي بَعْـدَ قَـوْمِي مِـنْ سَـلام
يُحَـدِّثُنَا الرَّسُـولُ بِـأَنْ سَـنَحْيَا ... وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَام

"مقامِ بدر کے کنوؤں کو میں کیا کہوں کہ انھوں نے ہمیں درختِ شیزیٰ کے بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جنھیں کبھی اونٹ کے کوہان کے گوشت سے سجایا جاتا تھا۔ میں بدر کے کنوؤں کو کیا کہوں! انھوں نے ہمیں گانے والی لونڈیوں اور اچھے شرابیوں سے محروم کر دیا۔ ام بکر تو مجھے سلامتی کی دعا دیتی رہی، لیکن میری قوم کی بربادی کے بعد میرے لیے سلامتی کہاں ہے۔ یہ رسول ہمیں دوبارہ زندگی کی خبریں بیان کرتا ہے، حالانکہ ہڈیاں اور کھوپڑیاں کیسے زندہ ہوں گی؟"

ومن أخباره ﷺ قتالُه أهلَ الردّة:

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خبروں میں سے آپ کا مرتدین سے جنگ کرنا بھی ہے جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

٥٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ»، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ

أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. (١)

قوله: **«كفر من كفر من العرب»**. قال ابنُ حزم في "الملل والنحل": "هم ثلاث طوائف:

١- طائفة أعلنت الكفر وارتدّتْ، واتّبعت المتنبئين مسيلمة، وطليحة، والأسود، وسجاح (ابنة الحارث، وهي من نصارى العرب، ادعت النبوة).

٢- وطائفة بقيت على إسلامها ولكن منعوا الزكاة.

٣- وطائفة تربصت حتى ترى لمن الغلبة" انتهى.

وقوله: "منعوا الزكاة" يشمل معنيين:

أحدهما: جحدوا وجوب الزكاة.

والثاني: منعوا دفعها إلى الخليفة.

وكانت حجتهم قوله تعالى: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [التوبة: ١٠٣]

فقالوا: قد مات الذي أمرنا اللهُ تعالى بأداء الزكاة إليه، لأن أداءها إليه كان سكنًا لنا، ودفعها إلى أبي بكر وصلاته لنا ليس بسكن لنا، وبهذا سقط وجوبُ الزكاة وأداؤها إلى الخليفة.

ويُشعرُ هذا المعنى قول الصديقﷺ: "والله لأقاتلنَّ من فرَّقَ بين الصلاة والزكاة، فإن الزكاة حقّ المال". يعني من فرَّقَ بين وجوب الصلاة، ووجوب الزكاة، فأقرَّ بوجوب الصلاة، وأنكر بوجوب الزكاة مع أن الله تعالى قرن بينهما في الوجوب، فجعل الصلاة حق الله على العباد، وجعل الزكاة حقّ المال، فكما حق الله على العباد لا يسقط، فكذلك حق المال لا يسقط، ومن الخطأ أن يقال: إن أبا بكر الصديق قاتلهم لمنعهم أداء الزكاة إلى الخليفة، وكان أبو حنيفة وأحمد بن حنبل وغيرهما يقولون: إذا قالوا: نحن نؤدّيها، ولا ندفعها إلى الإمام لم يَجُزْ قتالُهم.

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧٢٨٤)، ومسلم (٢٠).

58- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب کے کئی قبائل کافر ہو گئے۔(ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لا إلٰہ إلا اللہ کا اقرار نہ کر لیں، پس جو شخص لا إلٰہ إلا اللہ کا اقرار کر لے تو میری طرف سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہے۔ البتہ کسی حق کے بدل ہو تو وہ اور بات ہے (مثلاً: کسی کا مال مار لے یا کسی کا خون کرے)، اب اس کے باقی اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔" لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکات میں فرق کیا ہے، کیونکہ زکات مال کا حق ہے، واللہ! اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر جو میں نے غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دل میں لڑائی کی تجویز ڈالی ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ حق پر ہیں۔

الفاظِ حدیث: "اور عرب کے کئی قبائل کافر ہو گئے": ابن حزم رحمہ اللہ نے "الملل والنحل" میں کہا ہے کہ یہ تین گروہوں میں بٹے ہوئے تھے:

- ایک جماعت نے صراحت کے ساتھ کفر کا اعلان کیا اور مرتد ہو گئے، اور مسیلمہ، طلیحہ، اسود اور سجاح بنت حارث (جو عیسائی عرب تھی جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا)۔
- دوسری جماعت ان لوگوں کی تھی جو اسلام پر تو باقی رہے، البتہ انھوں نے زکات کا انکار کر دیا۔
- تیسری جماعت ان لوگوں کی تھی جو یہ انتظار کر رہی تھی کہ غلبہ جسے ملے اسی کے ساتھ ہو جائے۔

الفاظِ حدیث: "اور زکات سے انکار کریں گے": اس کا دو مفہوم ہیں: ایک یہ کہ انھوں نے وجوبِ زکات کا انکار کر دیا۔ دوسرا یہ کہ انھوں نے خلیفۂ وقت کے پاس زکات دینے سے انکار کر دیا۔

اور ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول تھا:

﴿ خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ [التوبة: ١٠٣]

"آپ ان کے مال سے صدقہ (زکات) لیں، جو ان کی پاکیزگی کا سبب ہو گا، اور ان کا تزکیہ

کیجیے، اور ان کے لیے دعا کیجیے، آپ کی دعا ان کے لیے باعثِ سکون ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور ہر چیز جاننے والا ہے۔"

چنانچہ ان لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس کے پاس زکات ادا کرنے کا حکم دیا ہے ان کا انتقال ہو چکا، کیونکہ آپ ﷺ کو زکات دینا ہمارے لیے سکون کا باعث تھا، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو زکات دینا اور ان کا دعا کرنا ہمارے لیے سکون کا باعث نہیں ہے، اس لیے زکات کا وجوب اور خلیفۂ وقت کے پاس اس کا ادا کرنا ساقط ہو گیا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول "واللہ! میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکات میں فرق کیا ہے کیونکہ زکات مال کا حق ہے۔" سے اسی مفہوم کا پتا چلتا ہے: یعنی جو نماز کے وجوب اور زکات کے وجوب میں فرق کرے گا، کہ نماز کے وجوب کا تو قائل ہو لیکن زکات کے وجوب کا انکار کرے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو وجوب میں ایک ساتھ ملایا ہے، اور نماز کو بندوں پر اللہ کا حق بتایا اور زکات کو مال کا حق، چنانچہ جس طرح بندوں پر اللہ کا حق ساقط نہیں ہو سکتا اسی طرح مال کا حق بھی ساقط نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ بات درست نہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی اس لیے کی، کہ انھوں نے خلیفہ کے پاس زکات دینے سے منع کر دیا تھا۔ ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ وغیرہ نے کہا: اگر وہ کہتے کہ ہم زکات ادا کریں گے لیکن اسے خلیفہ کے پاس نہیں جانے دیں گے تو ان سے لڑائی کرنا جائز نہ ہوتا۔

***

جموع ما جاء في فضائل عمر بن الخطاب وأخباره

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور خبروں کے جملہ بیانات

هو عمر بن الخطاب بن نفيل القرشي العدوي، ولد بعد عام الفيل بثلاث عشر سنة. وكان إليه السفارة في الجاهلية، وكان عند البعث شديدا على المسلمين، ثم أسلم فكان إسلامه فتحا على المسلمين، فرجا لهم من الضيق. قال عبد الله بن مسعود: "وما عبدنا الله جهرا حتى أسلم عمر".

آپ کا نام عمر بن خطاب بن نفیل قریشی عدوی ہے، عام الفیل کے تیرا (۱۳) سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ قریش کے سفیر تھے۔ ابتداء میں بعثت کے وقت مسلمانوں پر بہت سخت تھے، پھر آپ جب اسلام لائے تو آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کے لیے فتح ثابت ہوئی، تنگی کے بعد انھیں کشادگی حاصل ہو گئی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اللہ کی عبادت کھل کر اسی وقت شروع کی جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

١- باب دعاء النبي ﷺ لإسلام عمر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے لیے دعا کرنے کا بیان

٥٩- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ». فَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ بن الخطاب.(١)

قوله: « **اللهم أَعِزَّ الإسلام بأحب هذين الرجلين** » هذا كان في بداية الأمر، يعني أن النبي ﷺ دعا للاثنين أوّلا ثم دعا في الأخير لعمر بن الخطاب وحده لأنه كان أحبهما إليه.

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٦٨١)، وأحمد (٥٦٩٦)، وصحّحه ابن حبان (٦٨٨١)

59- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ان دونوں، یعنی ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کو طاقت و قوت عطا فرما۔" تو ان دونوں میں سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اللہ کے محبوب نکلے۔

فرمانِ نبوی: "اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کو طاقت و قوت عطا فرما۔": یہ حالت شروع اسلام میں تھی، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں دونوں کے لیے دعا کی تھی، پھر بعد میں صرف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی تھی، کیونکہ دونوں میں سے عمر رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے۔

٦٠- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زوج النبي ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً ».(١)

60- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! اسلام کو خاص طور سے عمر بن خطاب کے ذریعے عزت و طاقت عطا فرما۔"

٦١- عن ابن عمر رضي الله عنهما قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا، إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ، وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ، وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونِي إِنْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ، بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ، فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِي، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ فَقَالُوا: نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَأَ، قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ، فَكَرَّ النَّاسُ.(٢)

وفي لفظ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما: "لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا: صَبَأَ عُمَرُ، وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِي، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ، فَقَالَ: قَدْ صَبَأَ عُمَرُ فَمَا ذَاكَ؟ فَأَنَا لَهُ جَارٌ، قَالَ: فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوا عَنْهُ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ". رواه البخاري (٣٨٦٥).

---

(١) **صحيح**: رواه ابن ماجه (١٠٥) وصحّحه الحاكم (٣/٨٣).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٨٦٤).

61- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ (اسلام لانے کے بعد قریش سے) ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو عمرو عاص بن وائل سہمی اندر آیا، ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھا، وہ قبیلہ بنو سہم سے تھا جو زمانۂ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ عاص نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا بات ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمھاری قوم بنو سہم والے کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا: تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جب عاص نے یہ کلمہ کہہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں بھی اپنے آپ کو امان میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا: کدھر کا رخ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا: اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے قریب جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ میں ان دنوں بچہ تھا اور اس وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آیا جو ریشم کی قباء پہنے ہوئے تھا، اس شخص نے لوگوں سے کہا: ٹھیک ہے، عمر بے دین ہو گیا لیکن یہ مجمع کیسا ہے؟ دیکھو میں عمر کو پناہ دے چکا ہوں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ بکھر گئے۔ میں نے پوچھا: یہ کون صاحب تھے؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ عاص بن وائل ہیں۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ (۳۸۶۵) نے روایت کیا ہے۔

٢- باب أن النبي ﷺ كان أحب الناس إلى عمر بن الخطاب من كل شيء حتى من نفسه

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نزدیک سب سے محبوب تھے یہاں تک کہ ان کی ذات سے بھی زیادہ

٦٢- عن عبد الله بن هشام رضي الله عنه قال: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ » فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ - وَاللَّهِ - لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

« الْآنَ يَا عُمَرُ ». (١)

62- حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب تک میں تمھیں تمھاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔" عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، عمر! اب تمھارا ایمان پورا ہوا۔"

٣- باب لو كان في هذه الأمة محدَّثا لكان عمر

اگر اس امت میں کوئی محدَث ہوا تو وہ عمر ہوں گے

٦٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ ». (٢)

63- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔"

٦٤- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: « قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ ». (٣)

64- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "تم سے پہلے پچھلی امتوں میں محدث (یعنی ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جن کی رائے ٹھیک ہوتی، یعنی ان کا گمان صحیح ہوتا یا فرشتے ان کو الہام کرتے) ہوا کرتے تھے، میری امت میں اگر ایسا کوئی ہوا تو وہ عمر بن خطاب ہوں گے۔"

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٦٦٣٢).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٦٨٩).
(٣) صحيح: رواه مسلم (٢٣٩٨).

٤- باب ما جاء في صلابة عمر في الدين ونشره في أقطار الأرض

عمر رضی اللہ عنہ کی دین میں سختی اور زمین میں آپ کی تبلیغِ دین کا بیان

٦٥- عن أبي سعيد الخدري ﷺ يقول: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ » قَالُوا: مَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « الدِّينَ ».(١)

وقوله: « عليه قميص يجرُّه » فيه إشارة إلى الفتوحات الإسلامية التي تقع في خلافته، وتبقى آثاره لمن بعده. ونقل ابن حجر في الفتح (٣٩٦/١٢) بأن أهل التعبير اتفقوا على أن القميص يعبر بالدين، وأن طوله يدل على بقاء آثار صاحبه من بعده.

65- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جارہے ہیں وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں۔ ان میں بعض کی قمیص تو صرف سینے تک کی ہے اور بعض کی اس سے بڑی ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو ان کی قمیص زمین سے گھسٹ رہی تھی۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی کیا تعبیر کی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے مراد "دین" ہے۔“

فرمانِ نبوی: ”ان کی قمیص زمین سے گھسٹ رہی تھی“: اس سے اشارہ ہے ان فتوحاتِ اسلامیہ کی طرف جو آپ کی خلافت میں ہوئیں، اور اس کے آثار بعد میں بھی باقی رہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ (۳۹۶/۱۲) میں نقل کیا ہے کہ اہلِ تعبیر اس بات پر متفق ہیں کہ قمیص کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس کی طوالت صاحبِ قمیص کے آثار کی بقا پر دلالت کرتی ہے۔

٥- باب ما جاء في غزارة علم عمر بن الخطاب

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی غزارتِ علمیہ کا بیان

٦٦- عن عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « بَيْنَا أَنَا

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧٠٠٨)، ومسلم (٢٣٩٠).

نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بن الخطاب »، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « الْعِلْمَ ».(١)

66- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "میں سو رہا تھا (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔ حتی کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) عمر بن خطاب کو دے دیا۔" صحابہ نے پوچھا: آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی تعبیر "علم" ہے۔"

٦٧- عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: « رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ أَنِّي أُعْطِيتُ عُسًّا مَمْلُوءًا لَبَنًا، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى تَمَلَّأْتُ، حَتَّى رَأَيْتُهُ يَجْرِي فِي عُرُوقِي بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ، فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَأَعْطَيْتُهَا عُمَرَ بن الخطاب، فَأَوَّلُوهَا »، قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، هَذَا عِلْمٌ أَعْطَاكَهُ اللَّهُ فَمَلَأَكَ مِنْهُ، فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَأَعْطَيْتَهُ عُمَرَ، قَالَ: « أَصَبْتُمْ ».(٢)

67- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ دیا گیا، میں نے اس سے اس قدر سیراب ہو کر پیا کہ سیرابی میری جلد اور گوشت کے درمیان رگ رگ میں دوڑنے لگی، پھر بھی اس کا کچھ حصہ بچ رہا، تو میں نے اسے عمر بن خطاب کو دے دیا، اب اس کی تم لوگ تعبیر بتاؤ؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ علم ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا اور اس سے آپ کو بھر دیا، پھر اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا جسے آپ نے عمر بن خطاب کو دے دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگوں نے صحیح کہا۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٨٢)، ومسلم (٢٣٩١).
(٢) **صحيح**: رواه عبد الله بن أحمد في زوائده على فضائل الصحابة (٣١٩).

٦- باب هيبة عمر بن الخطاب في الجن والإنس

انس وجن دونوں پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہیبت کا بیان

٦٨- عن سعد بن أبي وقاص ﷺ قال: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْش يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: « عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ » قَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ، ثُمَّ قَالَ: أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ ».(١)

68- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت چند قریشی عورتیں (خود آپ کی بیویاں) آپ ﷺ کے پاس بیٹھی آپ ﷺ سے گفتگو کر رہی تھیں اور بآوازِ بلند آپ ﷺ سے خرچہ بڑھانے کا سوال کر رہی تھیں، لیکن جونہی عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی، وہ خواتین جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں اجازت دی، اور آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو ہنساتا رکھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو ابھی ابھی میرے پاس تھیں، لیکن جب تمھاری آواز سنی تو جلدی سے پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔" عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ اس کے زیادہ مستحق تھے کہ آپ سے یہ ڈرتیں۔ پھر انھوں نے کہا: اے اپنی جانوں کی دشمنو! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ ازواجِ مطہرات بولیں کہ واقعہ یہی ہے، کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف مزاج میں بہت سخت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر شیطان بھی کہیں

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٢٩٤)، ومسلم (٢٣٩٦).

راستے میں تم سے مل جائے تو جھٹ سے وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔"

٦٩- عن أبي هريرة ﷺ أن عمر بن الخطاب ﷺ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ أَصْوَاتَهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سعد بن أبي وقاص المتقدم. (١)

69- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت آپ ﷺ کے پاس عورتیں تھیں اور ان کی آوازیں رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند ہو رہی تھیں، جب عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو وہ عورتوں نے جلدی سے پردے میں جانے لگیں۔ پھر اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

٧٠- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: « يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِي ». فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ لِي: « أَمَا شَبِعْتِ، أَمَا شَبِعْتِ » قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَقُولُ: لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ، إِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَتْ: فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ ». قَالَتْ: فَرَجَعْتُ. (٢)

70- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ہم نے ایک شور سنا اور بچوں کی آواز سنی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اسے گھیرے ہوئے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! آؤ، تم بھی دیکھ لو"، تو میں آئی اور رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ کر آپ ﷺ کے سر اور کندھے کے بیچ سے اسے دیکھنے لگی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم ابھی آسودہ نہیں ہوئی؟ کیا تم ابھی آسودہ نہیں ہوئی؟" تو میں نے

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٣٩٧).

(٢) **حسن**: رواه الترمذي (٣٦٩١)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٩٠٨). وقال الترمذي: "حسن صحيح".

کہا کہ ابھی نہیں، تاکہ میں دیکھوں کہ آپ ﷺ کے دل میں میرا کتنا مقام ہے؟ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آگئے، تو سب لوگ اس عورت کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر کو دیکھ کر بھاگ گئے۔" پھر میں بھی لوٹ آئی۔

٧١- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « مَا سَلَكَ عُمَرُ فَجًّا إِلَّا سَلَكَ الشَّيْطَانُ فَجًّا غَيْرَه ».(١)

71- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمر جس راستے پر چلتے ہیں شیطان تو جھٹ وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔"

٧- باب في قصر عمر بن الخطاب في الجنة

جنت میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے محل کا بیان

٧٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ - امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ -، وَسَمِعْتُ خَشَفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلَالٌ. وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ، فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ ». فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعَلَيْكَ أَغَارُ؟ (٢)

وهذا لفظ البخاري، ولفظ مسلم نحوه. وفيه: « **دخلت الجنة فرأيت فيها دارا، أو قصرا ...** » وفي آخره: "فبكى عمر، وقال: أي رسول الله، أو عليك يغار؟"

وفي لفظ للبخاري: « دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ، فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ ». رواه البخاري (٥٢٢٦).

---

(١) **حسن**: رواه ابن أبي عاصم في السنة (١٢٩٥)، والبزار (٩٠٨٨).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٧٩) ومسلم (٢٣٩٤-٢٠).

وفي لفظ للبخاري: « دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِي أَنْ أَدْخُلَهُ ... ». رواه البخاري (٧٠٢٤).

72- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی آواز سنی تو میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی۔“ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

یہ الفاظ بخاری کے ہیں، اور مسلم کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: ”میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں ایک گھر یا ایک محل دیکھا ...۔“ اس کے آخر میں ہے: تو عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

اور صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: ”میں جنت میں داخل ہوا یا (یہ فرمایا کہ) میں جنت میں گیا، وہاں میں نے ایک محل دیکھا، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا، میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں لیکن رک گیا کیونکہ تمھاری غیرت مجھے معلوم تھی۔“ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے (٥٢٢٦) روایت کیا ہے:

بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے: ”میں (بہ حالتِ خواب) جنت میں داخل ہوا تو وہاں ایک سونے کا محل مجھے نظر آیا۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ کہا کہ قریش کے ایک شخص کا ہے۔ مجھے اس میں جانے سے کسی چیز نے نہیں روکا سوائے ...۔“ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے (٧٠٢٤) روایت کیا ہے۔

٧٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جُلُوسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا »، فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ، ثُمَّ قَالَ: أَوَعَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ؟![1]

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٢٢٧)، ومسلم (٢٣٩٥) واللفظ للبخاري.

73- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک محل کے کنارے ایک عورت وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتے نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میں ان کی غیرت کا خیال کر کے واپس چلا آیا۔“ عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت مجلس میں موجود تھے اس پر رو پڑے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

٧٤- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: « دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هُوَ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ »، قال ﷺ: « فلولا ما علمت من غيرتك لدخلته »، فقال عمر: عليك يا رسول الله أغار؟ (١)

74- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں جنت کے اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک سونے کے محل میں ہوں، میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: قریش کے ایک نوجوان کا ہے، تو میں نے سوچا کہ وہ میں ہی ہوں گا، چنانچہ میں نے پوچھا کہ وہ نوجوان کون ہے؟ تو انھوں نے کہا: وہ عمر بن خطاب ہیں۔“ پھر فرمایا: ”اگر مجھے تمھاری غیرت معلوم نہ ہوتی تو میں اس میں داخل ہو جاتا۔“ تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

٧٥- عن بريدة بن الحصيب رضي الله عنه قال: أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا، فَقَالَ: « يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، إِنِّي دَخَلتُ البارحةَ الجَنَّةَ، فسَمِعتُ خَشخَشَتَكَ، فأتيتُ على قَصْرٍ من ذَهَبٍ مُرتَفِعٍ مشرَّف، فقُلتُ: لِمَن هذا القَصْرُ؟ فقالو: لرَجُلٍ من العَرَبِ، قُلتُ: أنا عَرَبِيٌّ، لِمَن هذا القَصْرُ؟ قالوا: لرَجُلٍ مِن المسلمين من أمة محمد، قُلتُ: فأنا محمد، لِمَن هذا القَصْرُ؟ قالوا: لعُمَرَ بنِ الخَطَّابِ ». فقال رسولُ

(١) صحيح: رواه الترمذي (٣٦٨٨) وصحّحه، وأحمد (١٢٠٤٦) - واللفظ له.

اللهِ ﷺ: « لولا غَيرَتُكَ يا عُمَرُ، لدَخَلتُ القَصْرَ »، فقال: يا رسولَ اللهِ، ما كُنتُ لأغارَ عليك.

قال: وقال لبلالٍ: « بِمَ سَبَقتَني إلى الجَنَّةِ؟ » قال: ما أحْدَثتُ إلَّا تَوضَّأتُ، وصَلَّيتُ رَكعَتَينِ، فقال رسولُ اللهِ ﷺ: « بهذا ». (١)

وقال: "معنى هذا الحديث: « **إنِّي دَخَلتُ البارحةَ الجَنَّةَ** » يعني: رأيت في المنام كأني دخلت الجنة هكذا روي في بعض الحديث".

75- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دن) صبح کے وقت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا: "بلال! کیا وجہ ہے کہ تم جنت میں میرے آگے آگے رہے؟ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں اور اپنے آگے تمھاری کھڑاؤں کی آواز نہ سنی ہو، آج رات میں جنت میں داخل ہوا تو (آج بھی) میں نے تمھارے کھڑاؤں کی آواز سنی، پھر سونے کے ایک عالی شان بلند محل پر سے گزرا تو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟" فرشتوں نے بیان کیا کہ یہ ایک عرب آدمی کا ہے، تو میں نے کہا: "میں (بھی) عرب ہوں، بتاؤ یہ کس کا ہے؟" انھوں نے کہا: یہ محمد ﷺ کی امت کے ایک فرد کا ہے، میں نے کہا: "میں محمد ہوں، یہ محل کس کا ہے؟" انھوں نے کہا: عمر بن خطاب کا ہے۔"، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! اگر تمھاری غیرت نہ ہوتی تو میں اس محل میں داخل ہو جاتا۔" یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں کہاں آپ پر غیرت کرنے لگا!

اور آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "تم جنت میں مجھ سے آگے آگے کیسے رہے؟" بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا کبھی نہیں ہوا ہے کہ مجھے حدث لاحق ہوا ہو اور میں نے اسی وقت وضو نہ کر لیا ہو اور دو رکعت نماز نہ پڑھ لی ہو، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسی وجہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔"

فرمانِ نبوی: "میں آج رات جنت میں داخل ہوا" کا معنی یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، اسی طرح بعض روایتوں میں آیا بھی ہے۔

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٦٨٩)، وأحمد (٢٢٩٩٦)، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٨- باب ما جاء في موافقات عمر بن الخطاب ربه

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اپنے رب سے موافقات کا بیان

٧٦- عن أنس رضی اللہ عنہ قال: قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ: ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة:١٢٥] وَآيَةُ الْحِجَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ﴾ [التحريم:٥] فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ. (١)

وفي لفظ للبخاري (٤٤٨٣): "وبلغني معاتبة النبي ﷺ بعض نسائه، فدخلت عليهن، فقلت: إن انتهيتن أو ليبدلن الله رسوله ﷺ خيرا منكن، حتى أتيت إحدى نسائه، قالت: يا عمر، أما في رسول الله ﷺ ما يعظ نساءه حتى تعظهن أنت؟ فأنزل الله: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ﴾ [التحريم:٥] الآية.

76- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری تین باتوں میں، جو میرے منہ سے نکلا میرے رب نے ویسا ہی حکم فرمایا۔ میں نے کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول! اگر ہم مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا سکتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى ﴾ [البقرة:١٢٥]

"اور تم مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔"

دوسری آیت پردہ کے بارے میں ہے، چنانچہ میں نے کہا تھا کہ اے اللہ کے رسول! کاش! آپ اپنی عورتوں کو پردے کا حکم دیتے، کیونکہ ان سے اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ بات کرتے ہیں۔ اس پر پردے کی آیت نازل ہوئی اور ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں جوش و خروش میں آپ ﷺ کی خدمت میں اتفاق کر کے کچھ مطالبات لے کر حاضر ہوئیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ہو سکتا ہے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٠٢) ومسلم (٢٣٩٩).

کہ اللہ پاک تمھیں طلاق دلا دیں اور تمھارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیویاں اپنے رسول کو عنایت کریں تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ﴾ [التحريم: ٥]

اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے: "بیان کیا کہ مجھے بعض ازواجِ مطہرات سے نبی کریم ﷺ کی خفگی کی خبر ملی۔ میں ان کے ہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم باز آ جاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں رسول اللہ ﷺ کے لیے بدل دے گا۔ بعد میں ازواجِ مطہرات میں سے ایک کے ہاں گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ اے عمر! تم جو نصیحت کرتے ہو کیا رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو وہ نصیحت نہیں کر سکتے؟ بالآخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿عَسَىٰ رَبُّهُۥٓ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُۥٓ أَزْوَٰجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ﴾ [التحريم: ٥]

"کوئی تعجب نہ ہونا چاہیے اگر اس نبی کا رب تمھیں طلاق دلا دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے۔"

٧٧- عَنْ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً، لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ، قَالَتْ: فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا. قَالَتْ: فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ، وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ: «إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ».(١)

وهذا لفظ البخاري، ولفظ مسلم نحوه، وفيه: "**وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا**". وفي لفظ: "أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ -وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ- فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اُحْجُبْ نِسَاءَكَ، فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ -زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ- لَيْلَةً مِنْ اللَّيَالِي عِشَاءً، وَكَانَتِ

---

(١) **متفق عليه:** رواه البخاري (٤٧٩٥)، ومسلم (٢١٧٠-١٧).

امْرَأَةً طَوِيلَةً، فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ، حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ". رواه البخاري (١٤٦) ومسلم (٢١٧٠-١٨).

77- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد قضائے حاجت کے لیے نکلیں، وہ بہت بھاری بھر کم تھیں جو انھیں جانتا تھا اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں اللہ کی قسم! آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں، دیکھیے تو آپ کس طرح باہر نکلتی ہیں۔ بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا الٹے پاؤں وہاں سے واپس آ گئیں، رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرے میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے، اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا: اے اللہ کے رسول! میں کسی ضرورت کے لیے باہر نکلی تھی تو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایسی ایسی باتیں کیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی، ہڈی اب بھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ ﷺ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھیں (اللہ کی طرف سے) ضروریات پوری کرنے کے لیے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔"

یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: سودہ رضی اللہ عنہا جسامت میں بڑی تھیں، جسمانی طور پر عورتوں سے اونچی (نظر آتی) تھیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بیبیاں رات کو نکلتی تھیں جب پائخانہ کو جاتیں ان مقاموں کی طرف جو مدینہ کے باہر تھے اور صاف کھلی جگہ میں تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کرتے تھے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیں، لیکن رسول اللہ ﷺ پردے کا حکم نہ دیتے۔ ایک بار ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا رات کو عشاء کے وقت نکلیں، وہ ایک لمبی عورت تھیں، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو آواز دی اور کہا: اے سودہ! ہم نے تمھیں پہچان لیا اور یہ اس واسطے کیا کہ پردے کا حکم اترے۔ چنانچہ پردے کا حکم اترا۔

٧٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابن سلول جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ أَنْ يُكَفِّنَ فِيهِ

أَبَاهُ، فَأَعْطَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُصَلِّي عَلَيْهِ، وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللَّهُ فَقَالَ: ﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾ [التوبة: ٨٠] الآية، وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ ». قَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾ [التوبة: ٨٤]. (١)

78- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جب عبداللہ بن اُبی ابن سلول (منافق) کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (جو سچے مسلمان تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ اپنی قمیص ان کے والد کے کفن کے لیے عنایت فرما دیں، چنانچہ آپ ﷺ نے قمیص عنایت فرمائی۔ پھر انھوں نے عرض کی کہ آپ نمازِ جنازہ بھی پڑھا دیں تو رسول اللہ ﷺ نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے بھی آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس کی نماز جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع فرما دیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے:

﴿ٱسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً﴾ [التوبة: ٨٠]

"آپ ان کے لیے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں گے (تب بھی اللہ انھیں نہیں بخشے گا)۔"

اس لیے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔" (ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ استغفار کرنے سے معاف کر دے)۔ عمر رضی اللہ عنہ بولے: لیکن یہ شخص تو منافق ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخر رسول اللہ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ﴾ [التوبة: ٨٤]

"اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئیے۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٦٧٠)، ومسلم (٢٤٠٠).

٧٩- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَثَبْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ، وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا: كَذَا وَكَذَا!! قَالَ: أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: « أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ ». فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: « إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا ». قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَهُمْ فَٰسِقُونَ﴾ [التوبة:٨٤] قَالَ: فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. (١)

79- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول کی موت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کہا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے خدمتِ نبوی میں پہنچا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آپ ابن ابی (منافق) کی نمازِ جنازہ پڑھانے لگے ہیں، حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن اس اس طرح کی باتیں (اسلام کے خلاف) کی تھیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس کی کہی ہوئی باتیں ایک ایک کر کے پیش کرنے لگا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: "عمر! میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔" میں نے اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اس لیے میں نے اسی کو پسند کیا، اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔" بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور واپس تشریف لائے، تھوڑی دیر ابھی ہوئی تھی کہ سورۃ برات کی دو آیتیں نازل ہوئیں: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا﴾ سے لے کر آخر آیت تک ﴿وَهُمْ فَٰسِقُونَ﴾ [التوبة:٨٤] کہ "ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھیے۔"

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٦٧١).

عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعد میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اس درجہ جسارت پر خود بھی حیرت ہوئی، بہر حال اللہ اور اس کے رسول بہتر جاننے والے ہیں۔

٩- باب إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه

بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق کو جاری کر دیا تھا

٨٠- عن ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى قلب عُمَرَ وَلِسَانِهِ ». قَالَ: وقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ، وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِلَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا قَالَ عُمَرُ. (١)

ومعنى الحديث: أن الله ألهمه الحق ووفَّقه للتكلم به.

80- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے عمر کی دل و زبان پر حق کو جاری فرما دیا ہے۔" اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جس میں لوگوں نے اپنی رائیں پیش کیں ہوں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یا عمر نے (راوی خارجہ کو شک ہو گیا ہے) بھی رائے دی ہو، مگر قرآن اس واقعے سے متعلق عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے کے موافق نہ اترا ہو۔

حدیث کا مفہوم: اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حق کا الہام کر رکھا تھا اور اسی کے مطابق بولنے کی توفیق دے رکھی تھی۔

٨١- عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ مَرَّ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه ، فَقَالَ: نِعْمَ الْفَتَى غُضَيْفٌ، فَلَقِيَهُ أَبُو ذَرٍّ رضي الله عنه ، فَقَالَ: أَيْ أُخَيَّ اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: أَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِي! فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: نِعْمَ الْفَتَى غُضَيْفٌ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ضَرَبَ بِالْحَقِّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ ». (٢)

---

(١) صحيح: رواه الترمذي (٣٦٨٢) وأحمد (٥٦٩٧، ٥١٤٥) وصحّحه ابن حبان (٦٨٩٥)

(٢) صحيح: رواه أبو داود (٢٩٦٢) وابن ماجه (١٠٨) (٢) وأحمد (٢١٢٩٥، ٢١٤٥٧) - واللفظ له.

81- عضیف بن حارث سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عضیف کیا ہی بہترین نوجوان ہے، پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا: بھائی! میرے لیے بخشش کی دعا کرو، عضیف نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ میرے لیے بخشش کی دعا کریں، توانھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عضیف بہترین نوجوان ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے۔"

٨٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ ».(١)

82- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری کر دیا ہے۔"

٨٣- عن عائشة ﵂ أن النبي ﷺ قال: « مَا كان نَبِيٌّ قط إِلا فِي أُمَّتِهِ مُعلَّمٌ أو معلمانِ، وَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، إِنَّ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ ».(٢)

83- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نبی کی امت میں ایک یا دو معلم (حق کی توفیق یافتہ) رہے ہیں، اور اگر ان میں سے میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر بن خطاب ہیں، بے شک حق عمر کی زبان اور دل پر جاری ہے۔"

١٠- باب أن عمر باب مغلق دون الفتن

عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے سامنے ایک بند دروازہ تھے

٨٤- عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ ﷺ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ

---

(١) حسن: رواه عبد الله بن أحمد في زوائده على الفضائل (٣١٥) وصححه ابن حبان (٦٨٨٩)

(٢) حسن: رواه القطيعي في زوائده على فضائل الصحابة (٥١٨) والطبراني في الأوسط (٩١٣٣)

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ كَمَا قَالَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: أَنَا. قَالَ: إِنَّكَ لَجَرِيءٌ، وَكَيْفَ قَالَ؟ قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ ». فَقَالَ عُمَرُ: لَيْسَ هَذَا أُرِيدُ، إِنَّمَا أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا لَكَ وَلَهَا؟ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ: أَفَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ: ذَلِكَ أَحْرَى أَنْ لَا يُغْلَقَ أَبَدًا.

قَالَ: فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ: هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدِ اللَّيْلَةَ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ. قَالَ: فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ: مَنِ الْبَابُ؟ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ: سَلْهُ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: عُمَرُ. (١)

84- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، انھوں نے کہا: تم میں سے کس کو رسول اللہ ﷺ کی فتنے کے متعلق حدیث یاد ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے یاد ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم بڑے بہادر ہو، بھلا کہو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟ میں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "آدمی کو ایک آزمائش تو اس کے گھر والوں، مال، جان، اولاد اور پڑوس میں ہوتی ہے، اس کا کفارہ روزہ، نماز، صدقہ، اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا ہو جاتا ہے۔"

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس فتنے کا نہیں پوچھتا، میں تو اس فتنے کا پوچھتا ہوں جو دریا کی موجوں کی طرح موج مارے گا (یعنی اس کا اثر سب مسلمانوں کو پہنچے گا)۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کو اس فتنے سے کیا غرض ہے؟ آپ کے اور اس کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا؟ میں نے کہا: نہیں، وہ ٹوٹ جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا ہے تو پھر کبھی بند نہ ہو گا (کیونکہ جب دروازہ ٹوٹ گیا تو بند کیسے ہو سکتا ہے)۔

شقیق نے کہا: ہم لوگوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کو جانتے ہیں؟ فرمایا:

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥٨٦) ومسلم (١٤٤ - ٢٦).

ہاں، جیسے یہ معلوم تھا کہ کل دن کے بعد رات ہے۔ اور میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی تھی جو لغو نہ تھی۔ شقیق نے کہا: ہم لوگ ڈرے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنے میں کہ وہ دروازہ کون ہے؟ ہم نے مسروق سے کہا: تم پوچھو۔ چنانچہ انھوں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ دروازہ عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔

١١- باب تخوّف عمر بعد رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے اظہارِ خوف کا بیان

٨٥- عن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ: يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ، وَجِهَادُنَا مَعَهُ، وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ، بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ؟ فَقَالَ أَبِي: لَا وَاللَّهِ، قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَصَلَّيْنَا، وَصُمْنَا، وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا، وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ، وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ. فَقَالَ أَبِي: لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ. فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي. (١)

85- حضرت ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: کیا تم کو معلوم ہے کہ میرے والد نے تمھارے والد کو کیا کہا تھا؟ انھوں نے کہا: نہیں، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے والد نے تمھارے والد سے کہا: اے ابوموسیٰ! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام، آپ کے ساتھ ہماری ہجرت، آپ کے ساتھ ہمارا جہاد اور ہمارے تمام عمل جو ہم نے آپ ﷺ کی زندگی میں کیے ہیں ان کے بدلے میں ہم اپنے ان اعمال سے نجات پا جائیں جو ہم نے آپ ﷺ کے بعد کیے ہیں گو وہ نیک بھی ہوں بس برابری پر معاملہ ختم ہو جائے؟ اس پر آپ کے والد نے میرے والد سے کہا: اللہ کی قسم! میں اس پر راضی نہیں ہوں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٩١٥).

جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے اعمالِ خیر کیے اور ہمارے ہاتھ پر ایک مخلوق نے اسلام قبول کیا، ہم تو اس کے ثواب کی بھی امید رکھتے ہیں۔ اس پر میرے والد نے کہا: لیکن جہاں تک میرا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی میں کیے ہوئے ہمارے اعمال محفوظ رہے ہوں اور جتنے اعمال ہم نے آپ کے بعد کیے ہیں ان سب سے اس کے بدلے میں ہم نجات پا جائیں اور برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ ابو بردہ کہتے ہیں: اس پر میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ کے والد میرے والد سے بہتر تھے۔

١٢- باب ما جاء في أخبار عمر بن الخطاب

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دیگر خبروں کا بیان

٨٦- عن سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رضي الله عنه يَقُولُ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ. (١)

وفي لفظ: "لَوْ رَأَيْتَنِي مُوثِقِي عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ". رواه البخاري (٣٨٦٧).

قوله: "**لَمُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ**" أي: كان يربطه بسبب إسلامه، ويضربه ليرجع عن الإسلام.

86- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کوفہ کی مسجد میں کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا، لیکن تم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر اُحد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہیے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک وقت تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لیے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے اور آج تم نے

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٨٦٢).

جو کچھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ بخاری (٣٨٦٧)

الفاظِ حدیث: "اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا": یعنی اسلام لانے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ اسلام سے پھر جائیں۔

٨٧- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ: "مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ". (١)

87- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔

٨٨- عن أبي عثمان قال: سمعت ابن عمر رضي الله عنهما إِذَا قِيلَ لَهُ: هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ. قَالَ: وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا، فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ، وَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلْ اسْتَيْقَظَ، فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ. (٢)

88- ابو عثمان نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے میں نے سنا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصہ ہو جایا کرتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، اس لیے ہم گھر واپس آ گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جا کر دیکھ آؤ آپ ﷺ ابھی بیدار ہوئے یا نہیں؟ چنانچہ میں آیا، اندر گیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو آپ ﷺ کے بیدار ہونے کی خبر دی۔ اس کے بعد ہم آپ ﷺ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے، عمر رضی اللہ عنہ بھی اندر گئے اور آپ ﷺ سے بیعت کی اور میں نے بھی (دوبارہ) بیعت کی۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٨٤).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٩١٦).

٨٩- عَنْ حُذَيْفَةَ بن اليمان ﷺ قَالَ: دُعِيَ عُمَرُ لِجَنَازَةٍ، فَخَرَجَ فِيهَا أَوْ يُرِيدُهَا، فتَعَلَّقْتُ بِهِ، فَقُلْتُ: "اجْلِسْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهُ مِنْ أُولَئِكَ، فَقَالَ: نَشَدْتُكَ بِاللَّهِ أَنَا مِنْهُمْ؟ قَالَ: لا، وَلا أُبَرِّئُ أَحَدًا بَعْدَكَ ". (١)

في هذا الحديث فضيلة ظاهرة لعمر بن الخطاب ﷺ، وهو براءته من النفاق، لأن النبي ﷺ قد بيَّن أسماء المنافقين لحذيفة بن اليمان، وأمره بعدم إظهاره، لذا لُقِّبَ حذيفة بصاحب سر رسول الله ﷺ.

89- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جنازے میں بلایا گیا، آپ اس کے لیے نکلے، یا نکلنے کا ارادہ کیا، تو میں نے آپ کو پکڑ لیا، اور عرض کی: امیر المومنین! بیٹھ جائیں، کیونکہ یہ انہیں (یعنی منافقین) میں سے ہے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میں تمھیں اللہ کو گواہ بنا کر پوچھتا ہوں کہ میں بھی انہیں میں سے ہوں؟ کہا: نہیں۔ اور اب میں آپ کے بعد کسی کو بری بھی نہیں کروں گا۔

اس حدیث کے اندر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے ایک واضح فضیلت ہے کہ آپ نفاق سے بالکل بری تھے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو منافقوں کے نام کی لسٹ بتا دی تھی، اور اس کے ظاہر کرنے سے منع فرمایا تھا، اسی لیے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صاحبِ سر رسول اللہ، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز دار کہا جاتا ہے۔

٩٠- عن ابن عباس ﷺ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلاَةً جَلَسَ لِلنَّاسِ لِمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لأَحَدٍ حَاجَةٌ قَامَ فَدَخَلَ، قَالَ: فَصَلَّى صَلَوَاتٍ لاَ يَجْلِسُ لِلنَّاسِ فِيهِنَّ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: فَحَضَرْتُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: يَا يَرْفَأُ، أَبِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ شَكَاةٌ؟ فَقَالَ: مَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ شَكْوَى. فَجَلَسْتُ، فَجَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ﷺ فَجَلَسَ، فَخَرَجَ يَرْفَأُ، فَقَالَ: قُمْ يَا ابْنَ عَفَّانَ، قُمْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ. فَدَخَلاَ عَلَى عُمَرَ، فَإِذَا بَيْنَ يَدَيْهِ صُبَرٌ مِنْ مَالٍ عَلَى كُلِّ صُبْرَةٍ مِنْهَا كَتِفٌ، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: إِنِّى نَظَرْتُ فِى أَهْلِ الْمَدِينَةِ، فَوَجَدْتُكُمَا مِنْ أَكْثَرِ أَهْلِهَا عَشِيرَةً،

---

(١) **صحيح**: رواه البزار (٢٨٨٥).

فَخُذَا هَذَا الْمَالَ فَاقْسِمَاهُ، فَمَا كَانَ مِنْ فَضْلٍ فَرُدَّا. قَالَ: فَأَمَّا عُثْمَانُ ﷺ فَحَثَا، وَأَمَّا أَنَا فَجَثَوْتُ لِرُكْبَتَيَّ، وَقُلْتُ: وَإِنْ كَانَ نُقْصَانًا رَدَدْتَ عَلَيْنَا. فَقَالَ: شِنْشِنَةٌ مِنْ أَخْشَنَ - يَعْنِي حَجَرًا مِنْ جَبَلٍ - أَمَا كَانَ هَذَا عِنْدَ اللَّهِ إِذْ مُحَمَّدٌ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ الْقِدَّ، فَقُلْتُ: بَلَى، وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَ هَذَا عِنْدَ اللَّهِ ﷻ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَيٌّ، وَلَوْ عَلَيْهِ فُتِحَ لَصَنَعَ فِيهِ غَيْرَ الَّذِي تَصْنَعُ، فَغَضِبَ عُمَرُ ﷺ، وَقَالَ: أَخْبِرْنِي صَنَعَ مَاذَا؟ قُلْتُ: إِذًا لأَكَلَ وَأَطْعَمَنَا، قَالَ: فَنَشَجَ عُمَرُ ﷺ حَتَّى اخْتَلَفَتْ أَضْلاَعُهُ، ثُمَّ قَالَ: وَدِدْتُ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْهَا كَفَافًا فَلاَ لِي وَلاَ عَلَيَّ. (١)

90- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب نماز سے فارغ ہوتے تو آپ ان لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے جن کو ضرورت ہوتی، لیکن اگر کسی کو کوئی ضرورت نہ ہوتی تو آپ چلے جاتے، کہتے ہیں: ایک مرتبہ آپ کئی نمازیں پڑھا چکے اور لوگوں کے لیے نہیں بیٹھے، تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں آپ کے گھر گیا، اور یرفا سے کہا: کیا امیر المومنین کے پاس شکایت کرنے والے موجود ہیں؟ کہا: امیر المومنین کے پاس کوئی شکایت نہیں ہے، تو میں بیٹھ گیا، پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی بیٹھ گئے، تو یرفا نے نکل کر کہا: ابن عفان اٹھ کر آئیں، اور اے ابن عباس آپ بھی اٹھ کر آئیں، تو دونوں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا تو آپ کے سامنے مال کے کچھ ڈھیر پڑے ہوئے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اہلِ مدینہ کو دیکھا تو خاندان کے اعتبار سے تم دونوں کو سب سے زیادہ پایا، یہ مال لے جاؤ اور اسے تقسیم کردو، اور اس میں جو بچ جائے اسے واپس کردو۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ہتھیلی سے نکالنا شروع کردیا، لیکن میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور کہا: اور اگر کم ہوا تو آپ ہمیں مزید دیں گے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ پتھر اسی پہاڑ کا ہے، یعنی لڑکا اپنے باپ جیسا ہی ہے، کیا یہ چیز اللہ کی طرف سے نہیں تھی جب محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب بھنی ہوئی جلد کھاتے تھے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! یقیناً یہ اللہ کی طرف سے تھی اور محمد ﷺ زندہ تھے، لیکن اگر آپ ﷺ کے زمانے میں اس طرح کی فتوحات ہوتیں تو آپ ﷺ ایسا نہیں کرتے جیسا آپ کر رہے ہیں، یہ سن کر

---

(١) **حسن**: رواه الحميدي (٣٠)، والبزار (٢٠٩) - واللفظ للحميدي.

عمر رضی اللہ عنہ

غضبناک ہو گئے اور کہا: مجھے بتلاؤ پھر کیسا کرتے؟ میں نے کہا: پھر خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔ کہتے ہیں: پھر عمر رضی اللہ عنہ دھاڑیں مار کر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی پسلیاں ایک دوسرے سے مل گئیں، پھر فرمایا: میری صرف یہی خواہش ہے کہ میں دنیا سے برابر کے حساب سے نکل جاؤں، نہ میرے حق میں ہو اور نہ میرے خلاف ہو۔

١٣- باب ما جاء في جود عمر بن الخطاب

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جود وسخا کا بیان

٩١- عن زيد بن أسلم حدَّث عن أبيه قَالَ: سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ - يَعْنِي عُمَرَ - فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. (١)

91- زید بن اسلم رحمہ اللہ نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ کے بعض حالات پوچھے، جو میں نے انھیں بتا دیے تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے کسی شخص کو دین میں اتنی زیادہ کوشش کرنے والا اور اتنا زیادہ سخی نہیں دیکھا یہاں تک کہ یہ خصائل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئے۔

١٤- باب عمر بن الخطاب أول من وضع للمسلمين تاريخا

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی اپنی تاریخ وضع کی

قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رضي الله عنه: "مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ، مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ. (٢)

ومن أخباره عن سَعِيد بْن الْمُسَيِّبِ رحمه الله يَقُولُ: جَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ فَسَأَلَهُمْ مِنْ أَيِّ يَوْمٍ يُكْتَبُ التَّارِيخُ؟ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: « مِنْ يَوْمِ هَاجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَرَكَ

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٨٧).
(٢) رواه البخاري (٣٩٣٤).

أَرْضَ الشِّرْكِ » فَفَعَلَهُ عُمَرُ ﷺ. (رواه الحاكم: ٣/ ١٤).

وقد تواترت الروايات عن عمر بن الخطاب أمير المؤمنين أنه أول من وضع تاريخا للمسلمين ابتداء من هجرة المصطفى ﷺ من مكة إلى المدينة. راجع للمزيد "فتح الباري" (٢٦٨/٧)، ومحض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب (ص: ٣١٦-٣١٧).

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگوں نے تاریخ کا شمار نبی کریم ﷺ کی نبوت کے سال سے کیا، اور نہ آپ کی وفات کے سال سے، بلکہ اس کا شمار مدینہ کی ہجرت کے سال سے ہوا۔

آپ کی خبروں میں سے یہ بھی ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے تھے: عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے پوچھا: کس دن سے تاریخ لکھی جائے؟ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس دن سے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے شرک کی سرزمین کو چھوڑ کر ہجرت کی تھی، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو مان لیا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایتیں کثرت سے مروی ہیں کہ آپ ہی نے مسلمانوں کے لیے تاریخ کی ابتداء کی تھی، اور اس کی شروعات رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت سے کی تھی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: (فتح الباری: ٧/ ٢٦٨، ومحض الصواب فی فضائل أمیر المومنین عمر بن خطاب، ص: ٣١٦- ٣١٧)

١٥- باب تمني عمر الموتَ في المدينة

عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ میں مرنے کی تمنا کرنے کا بیان

عَنْ عُمَرَ بن الخطاب ﷺ قَالَ: "اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ ﷺ". رواه البخاري (١٨٩٠).

لقد سمعت من بعض المشائخ كانوا ينشدون:

إلهي نَجِّني من كل ضيقٍ ... لحُبِّ المصطفى مولى الجميع

وهَبْ لي في مدينته قرارا ... ورزقا، ثم مثوى، بالبقيع

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کر اور

میری موت اپنے رسول ﷺ کے شہر میں مقدر کردے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث:۱۸۹۰)

میں نے بعض مشائخ سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

"الٰہی! مجھے ہر پریشانی سے نجات دے، کیونکہ میں محبت رکھتا ہوں سب کے مولیٰ مصطفیٰ ﷺ سے۔ اور آپ ﷺ ہی کے شہر میں مجھے قرار اور روزی عطا کر، پھر اسی شہر میں بقیع کے اندر آخری ٹھکانا دے۔"

١٦- باب ما جاء في قصة استشهاد عمر ووصاياه وكفنه ودفنه وقصة أمر الاستخلاف بعده واتفاقهم على عثمان

عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت، آپ کی وصیت، کفن و دفن، آپ کے بعد خلافت کے لیے جانشینی اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر اتفاق کا بیان

٩٢- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ. قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا، أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ؟ قَالَا: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ، مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ. قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ، قَالَ: قَالَا: لَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ سَلَّمَنِي اللَّهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا، قَالَ: فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتَّى أُصِيبَ، قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ، وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ: اسْتَوُوا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ، وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوْ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَتَلَنِي -أَوْ أَكَلَنِي- الْكَلْبُ، حِينَ طَعَنَهُ، فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ، لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ، حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنْ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ

أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ، وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ، فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى، وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُونَ، غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ، وَهُمْ يَقُولُونَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ. فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ صَلَاةً خَفِيفَةً، فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي، فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: الصَّنَعُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَاتَلَهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا، اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ، - وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا -، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ، أَيْ: إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا؟ قَالَ: كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ، وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ، وَحَجُّوا حَجَّكُمْ، فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ، فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَقَائِلٌ يَقُولُ: لَا بَأْسَ. وَقَائِلٌ يَقُولُ: أَخَافُ عَلَيْهِ، فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَجَاءَ النَّاسُ يُثْنُونَ عَلَيْهِ، وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ، مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ، قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافٌ، لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ، قَالَ: رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلَامَ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقَى لِرَبِّكَ، يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ، فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ، قَالَ: إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ، وَلَا تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ، فَأَدِّ عَنِّي هَذَا الْمَالَ. انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ، وَلَا تَقُلْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا، وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي، فَقَالَ: يَقْرَأُ

عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ، وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي، وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ، قَالَ: ارْفَعُونِي فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنَتْ. قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّمْ، فَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي، وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ.

وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا، فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ، فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ، فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ، فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اسْتَخْلِفْ. قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ - كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ - فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ، فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ.

وَقَالَ: أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ، وَأُوصِيهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا، الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ، أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ، وَأُوصِيهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ، وَيُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ.

فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ، فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. قَالَتْ: أَدْخِلُوهُ، فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ، فَقَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ، وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ، لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ؟ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ، وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُ عَنْ أَفْضَلِكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا، فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ، وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ، ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ، قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ، فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ، وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ. (١)

وفي لفظ له مزيد إيضاح لقصة الاستخلاف:

92- عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لیے، جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس سلسلے میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے اتنا ٹیکس تو نہیں لگایا ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہے (بلکہ حسبِ استطاعت اور معقول ہے)، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٠٠).

عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ زخمی کیے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلی پر) بڑھتے اور تکبیرِ تحریمہ کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۃ یوسف یا سورۃ النحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے حتی کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابو لؤلؤ نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بدبخت اپنا دو دھاری خنجر لیے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورتِ حال دیکھی تو انھوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بدبخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انھیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انھوں نے بھی وہ صورتِ حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انھیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا، البتہ انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی قراءت (نماز میں) نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ نماز سے پلٹے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آکر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابو لؤلؤ) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اسے برباد کرے! میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا دیا)، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمھارے والد اس کے بہت ہی خواہش مند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے، اس پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کی: اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم

عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ انتہائی غلط فکر ہے، خصوصاً جب کہ تمھاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمھارے قبلے کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمھاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی، بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہو گا۔ (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرے میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا۔ اسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا، زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا: یا امیر المومنین! آپ کو خوش خبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی۔ ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی، پھر شہادت پائی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابری پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ زیادہ میرے حق میں ہوتا نہ میرے خلاف۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمھارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمھارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی (٨٦) ہزار یا اس کے لگ بھگ پایا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آلِ عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا ورنہ پھر (میری قوم) قبیلہ بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادا نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا! اب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کی ہے۔ امیر المومنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں، تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر

اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس جگہ کو اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا، لیکن آج میں انھیں اپنے آپ پر ترجیح دوں گی، پھر جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا: کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر المومنین! عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمدللہ۔ اس سے اہم چیز اب میرے لیے کوئی نہیں رہ گئی تھی، لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کرنے کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب دفن ہونے کی آپ سے اجازت چاہتے ہیں۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو مجھے وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

اس کے بعد ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں، جب ہم نے انھیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک روتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصے میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی، پھر لوگوں نے عرض کی: امیر المومنین! خلافت کے لیے کوئی وصیت کر دیجیے، فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے، پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمان بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورے کی حد تک شریک رکھنا، لیکن خلافت سے انھیں کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ جیسے آپ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانۂ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے، کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ طیبہ)

میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس زائد ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو دیہاتی آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کیے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے۔

جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرے کی طرف آئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المومنین نے کہا: انھیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ انھیں وہیں ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیا گیا، پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ نامزد کردہ لوگ (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئے، عبدالرحمان بن عوف نے کہا: تمھیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے، اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برأت ظاہر کرے گا، ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگران و نگہبان ہو گا اور اسلام کے حقوق کی ذمے داری اس پر لازم ہو گی۔ لہذا دونوں میں سے ہر ایک اپنے سے افضل پر غور کرے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمے داری مجھ پر ڈالتے ہیں، اللہ کی قسم! میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہو گا۔ ان دونوں حضرات نے کہا

کہ جی ہاں، پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ابتداء میں اسلام لانے کا شرف بھی۔ جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے، پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ ان کے احکام سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا، اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا: اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ چنانچہ انھوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی، پھر اہلِ مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

اور بخاری کی ہی ایک روایت میں خلافت کی جانشینی کے لیے مزید وضاحت درج ذیل حدیث میں آئی ہے:

٩٣- عن الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضي الله عنه قال: إِنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوا فَتَشَاوَرُوا، فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: لَسْتُ بِالَّذِي أُنَافِسُكُمْ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ، وَلَكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمُ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ، فَجَعَلُوا ذَلِكَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَمْرَهُمْ، فَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَتَّى مَا أَرَى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولَئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ، وَمَالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُشَاوِرُونَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي، حَتَّى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ، قَالَ الْمِسْوَرُ: طَرَقَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَضَرَبَ الْبَابَ حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ، فَقَالَ: أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللَّهِ مَا اكْتَحَلْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيرِ نَوْمٍ، اِنْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا، فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا، ثُمَّ دَعَانِي، فَقَالَ: ادْعُ لِي عَلِيًّا، فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ، ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ وَهُوَ عَلَى طَمَعٍ، وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي عُثْمَانَ، فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ، حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ، فَلَمَّا صَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَأَرْسَلَ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ، وَكَانُوا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، يَا عَلِيُّ إِنِّي قَدْ

نَظَرْتُ فِي أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُونَ بِعُثْمَانَ، فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلًا، فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ. (١)

93- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ چھے آدمی جن کو عمر رضی اللہ عنہ خلافت کے لیے نامزد کر گئے تھے (یعنی علی، عثمان، زبیر، طلحہ اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم کہ ان میں سے کسی ایک کو اتفاق سے خلیفہ بنالیا جائے) یہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ ان سے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: خلیفہ ہونے کے لیے میں آپ لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں کروں گا۔ البتہ اگر آپ لوگ چاہیں تو آپ لوگوں کے لیے کوئی خلیفہ آپ ہی میں سے میں چن دوں۔ چنانچہ سب نے مل کر اس کا اختیار عبدالرحمان بن عوف کو دے دیا۔ جب ان لوگوں نے انتخاب کی ذمہ داری عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تو سب لوگ ان کی طرف جھک گئے۔ جتنے لوگ بھی اس جماعت کے پیچھے چل رہے تھے، ان میں اب میں نے کسی کو بھی ایسا نہ دیکھا جو عبدالرحمان کے پیچھے نہ چل رہا ہو۔ سب لوگ ان ہی کی طرف مائل ہو گئے اور ان دنوں میں ان سے مشورہ کرتے رہے حتی کہ وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ مسور رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ رات گئے میرے یہاں آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا یہاں تک کہ میں بیدار ہو گیا۔ انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ سو رہے تھے، اللہ کی قسم! میں ان راتوں میں بہت کم سو سکا ہوں۔ جایئے! زبیر اور سعد کو بلایئے۔ میں ان دونوں بزرگوں کو بلا لایا اور انھوں نے ان سے مشورہ کیا، پھر مجھے بلایا اور کہا کہ میرے لیے علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا دیجیے۔ میں نے انھیں بھی بلایا اور انھوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ اس حالت میں اٹھ کر گئے کہ وہ خلافت کے خواہش مند تھے۔ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی ان کی طرف سے یہی ڈر تھا، پھر انھوں نے کہا کہ میرے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بلا لایئے۔ میں انھیں بھی بلا لایا اور انھوں نے ان سے بھی سرگوشی کی۔ بالآخر صبح کے مؤذن نے ان کے درمیان جدائی کی۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور یہ سب لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو انھوں نے موجود مہاجرین، انصار اور لشکروں کے قائدین کو بلایا۔ ان

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٧٢٠٧).

لوگوں نے اس سال حج عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا، پھر کہا: امابعد! اے علی! میں نے لوگوں کے خیالات معلوم کیے اور میں نے دیکھا کہ وہ عثمان کو مقدم سمجھتے ہیں اور ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے، اس لیے آپ اپنے دل میں کوئی میل پیدا نہ کریں۔ پھر کہا: میں آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور آپ کے دو خلفاء کے طریق کے مطابق آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ پہلے ان سے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیعت کی، پھر سب لوگوں نے اور مہاجرین، انصار اور فوجیوں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔

٩٤- عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ، وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ. قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَأَجْلِ أَصْحَابِكَ، وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ. (١)

94- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیے گئے تو آپ نے بڑی بے چینی کا اظہار کیا۔ اس موقعے پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے تسلی کے طور پر کہا: اے امیر المومنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور آپ ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ نبی کریم ﷺ سے جدا ہوئے تو نبی کریم ﷺ آپ سے خوش اور راضی تھے، اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٩٢).

حاصل رہی۔ ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ انھیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آپ ﷺ کی رضا و خوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کی خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل و احسان تھا۔ لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھ پر تم طاری دیکھ رہے ہو وہ تمھاری وجہ سے اور تمھارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا۔

٩٥- عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: لَمَّا طَعَنَ أَبُو لُؤْلُؤَةَ عُمَرَ طَعَنَهُ طَعْنَتَيْنِ، فَظَنَّ عُمَرُ أَنَّ لَهُ ذَنْبًا فِي النَّاسِ لَا يَعْلَمُهُ، فَدَعَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما -وَكَانَ يُحِبُّهُ وَيُدْنِيهِ وَيَسْتَمِعُ مِنْهُ- فَقَالَ لَهُ: أُحِبُّ أَنْ نَعْلَمَ عَنْ مَلَإٍ مِنَ النَّاسِ كَانَ هَذَا؟ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ فجعل لَا يَمُرُّ بِمَلَإٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا وَهُمْ يَبْكُونَ، فَرَجَعَ إِلَيهِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَا مَرَرْتُ عَلَى مَلَإٍ إِلَّا وَهُمْ يَبْكُونَ، كَأَنَّهُمْ فَقَدُوا الْيَوْمَ أَبْكَارَ أَوْلَادِهِمْ، فَقَالَ: مَنْ قَتَلَنِي؟ فَقَالَ: أَبُو لُؤْلُؤَةَ الْمَجُوسِيُّ عَبْدُ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: فَرَأَيْتُ الْبِشْرَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَبْتَلِنِي أَحَدٌ يُحَاجُّنِي بِقَوْلِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهَ، أَمَا إِنِّي كُنْتُ قَدْ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَجْلِبُوا إِلَيْنَا مِنَ الْعُلُوجِ أَحَدًا، فَعَصَيْتُمُونِي، ثُمَّ قَالَ: اُدْعُوا لِيْ إِخْوَانِي قَالُوا: وَمَنْ؟ قَالَ: عُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِي، فَلَمَّا جَاءُوا، قُلْتُ: هَؤُلَاءِ قَدْ حَضَرُوا فَقَالَ: نَعَمْ. نَظَرْتُ فِي أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَوَجَدْتُكُمْ أَيُّهَا السِّتَّةُ رُءُوسَ النَّاسِ وَقَادَتَهُمْ، وَلَا يَكُونُ هَذَا الْأَمْرُ إِلَّا فِيكُمْ مَا اسْتَقَمْتُمْ يَسْتَقِيمُ أَمْرُ النَّاسِ، وَإِنْ يَكُنِ اخْتِلَافٌ يَكُنْ فِيكُمْ. فَلَمَّا سَمِعْتُ ذَكَرَ الِاخْتِلَافَ وَالشِّقَاقَ ظَنَنْتُ أَنَّهُ كَائِنٌ ; لِأَنَّهُ قَلَّمَا قَالَ شَيْئًا إِلَّا رَأَيْتُهُ،

ثُمَّ نَزَفَ الدَّمُ فَهَمَسُوا بَيْنَهُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُبَايِعُوا رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَيٌّ بَعْدُ، وَلَا يَكُونُ خَلِيفَتَانِ يَنْظُرُ أَحَدُهُمَا إِلَى الْآخَرِ، فَقَالَ: احْمِلُونِي، فَحَمَلْنَاهُ، فَقَالَ: تَشَاوَرُوا ثَلَاثًا، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صُهَيْبٌ، قَالُوا: مَنْ نُشَاوِرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: شَاوِرُوا الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ، وَسَرَاةَ مَنْ هُنَا مِنَ الْأَجْنَادِ، ثُمَّ دَعَا بِشَرْبَةٍ مِنْ لَبَنٍ، فَشَرِبَ فَخَرَجَ بَيَاضُ اللَّبَنِ مِنَ الْجُرْحَيْنِ، فَعَرَفَ أَنَّهُ الْمَوْتُ، فَقَالَ: الْآنَ لَوْ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا كُلَّهَا لَافْتَدَيْتُ بِهَا مِنْ هَوْلِ الْمُطْلَعِ، وَمَا ذَاكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ إِنْ أَكُونُ رَأَيْتُ إِلَّا خَيْرًا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: وَإِنْ قُلْتُ فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، أَلَيْسَ قَدْ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُعِزَّ اللَّهُ بِكَ الدِّينَ وَالْمُسْلِمِينَ إِذْ يَخَافُونَ بِمَكَّةَ، فَلَمَّا أَسْلَمْتَ كَانَ إِسْلَامُكَ عِزًّا، وَظَهَرَ بِكَ الْإِسْلَامُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، وَهَاجَرْتَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَكَانَتْ هِجْرَتُكَ فَتْحًا، ثُمَّ لَمْ تَغِبْ عَنْ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ يَوْمِ كَذَا وَيَوْمِ كَذَا، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، فَوَازَرْتَ الْخَلِيفَةَ بَعْدَهُ عَلَى مِنْهَاجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَضَرَبْتَ حَتَّى دَخَلَ النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ طَوْعًا وَكَرْهًا، ثُمَّ قُبِضَ الْخَلِيفَةُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ وُلِّيتَ بِخَيْرِ مَا وُلِّيَ النَّاسُ، مَصَّرَ اللَّهُ بِكَ الْأَمْصَارَ، وَجَبَى بِكَ الْأَمْوَالَ، وَنَفَى بِكَ الْعَدُوَّ، وَأَدْخَلَ اللَّهُ بِكَ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ تَوَسُّعِهِمْ فِي دِينِهِمْ، وَتَوْسِعَتِهِمْ فِي أَرْزَاقِهِمْ، ثُمَّ خَتَمَ لَكَ بِالشَّهَادَةِ ; فَهَنِيئًا لَكَ. فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنَّ الْمَغْرُورَ مَنْ تَغُرُّونَهُ. ثُمَّ قَالَ: أَتَشْهَدُ لِي يَا عَبْدَ اللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَلْصِقْ خَدِّي بِالْأَرْضِ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، فَوَضَعْتُهُ مِنْ فَخِذِي عَلَى سَاقِي، فَقَالَ: أَلْصِقْ خَدِّي بِالْأَرْضِ، فَتَرَكَ لِحْيَتَهُ وَخَدَّهُ حَتَّى وَقَعَ بِالْأَرْضِ، فَقَالَ: وَيْلَكَ وَوَيْلَ أُمِّكَ يَا عُمَرُ! إِنْ لَمْ يَغْفِرِ اللَّهُ لَكَ. ثُمَّ قُبِضَ رَحِمَهُ اللَّهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَرْسَلُوا إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: لَا آتِيكُمْ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا مَا أَمَرَكُمْ بِهِ مِنْ مُشَاوَرَةِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَسَرَاةِ مَنْ هُنَا مِنَ الْأَجْنَادِ.

قال الحسنُ: - وذكَر له فعلَ عمرَ عندَ موتِه وخشيتِه من ربِّه - فقال: هكذا المؤمنُ جمَع إحسانًا وشفقةً، والمنافقُ جمَع إساءةً وغِرَّةً، واللهِ ما وجَدْتُ فيما مضى، ولا فيما بقي عبدًا ازداد إحسانًا إلَّا ازداد مخافةً وشفقةً منه، ولا وجَدْتُ فيما مضى، ولا فيما بقي عبدًا ازداد إساءةً إلَّا ازداد غِرَّةً. (١)

تنبيه: قوله: "**ألصق خدي بالأرض يا عبد الله بن عمر**" كذا في المطبوع، والصواب "عبد الله بن عباس" لأن "عبد الله بن عمر" لم يكن موجودا في ذلك الوقت عنده، كما يدل عليه آخر الحديث. وهو قوله: "ثم قبض رحمه الله، فلما قبض أرسلوا إلى عبد الله بن عمر".

95- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابولؤلؤ (مردود) نے جب عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا، دوزخم لگائے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ ممکن ہے لوگوں کے متعلق آپ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو جس کا آپ کو علم نہیں، چنانچہ آپ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا - انھیں آپ بہت پسند کرتے تھے، اپنے قریب رکھتے تھے اور ان کی باتوں کو سنتے تھے - اور کہا: میں چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں لوگوں کے ایک مجمع کے اندر معلوم کروں؟ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکل پڑے، اور دیکھا کہ جہاں بھی گزر رہے ہیں لوگ جمع ہو کر رو رہے ہیں، چنانچہ واپس آکر کہا: اے امیر المومنین! مسلمانوں کی جس بھی بھیڑ سے میرا گزر ہوا تو وہاں لوگوں کو روتے ہی دیکھا، ایسا لگتا تھا کہ انھوں نے اپنی جوان اولاد کھو دی ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مجھے کس نے مارا ہے؟ کہا: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤ مجوسی نے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے آپ کے چہرے پر خوشی دیکھی، پھر آپ نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے کسی ایسے شخص سے نہیں آزمایا جو کل قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کے ذریعے مجھ سے حجت کرے، سنو! کیا میں نے تم لوگوں کو اس بات سے روکا نہیں تھا کہ ہمارے پاس کسی کافر غلام کو نہ لاؤ، لیکن تم لوگوں نے میری نافرمانی کی، پھر آپ نے کہا: میرے ساتھیوں کو بلاؤ۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ کہا: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن ابی وقاص۔ چنانچہ وہ لوگ بلائے گئے، پھر آپ نے اپنے سر

---

(١) حسن: رواه الطبراني في الأوسط (٥٨٣).

کو میری گود میں رکھ دیا، جب وہ لوگ آئے تو میں نے کہا: وہ لوگ حاضر ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، میں نے مسلمانوں کے معاملے میں غور وفکر کیا تو تم چھے لوگوں کو سب کا سردار اور قائد و راہنما پایا، اور یہ خلافت کا معاملہ تم ہی چھے لوگوں میں بہتر ہے، مگر اسی وقت تک جب تک تم لوگ لوگوں کے معاملات برابر دیکھتے رہو گے، لیکن اگر اختلاف ہوا تو تمھارے اندر بھی اختلاف ہو جائے گا۔ جب میں نے اختلاف وانتشار کی بات سنی تو سمجھ لیا کہ یہ تو ہو کر رہے گا، کیونکہ آپ نے جو بھی بات کہی ہے وہ تقریباً ہو کر رہی ہے، پھر آپ کا خون بہنے لگا، اور لوگ آپس میں سرگوشی کرنے لگے، یہاں تک کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ لوگ اپنے میں کسی کی بیعت نہ کر لیں، چنانچہ میں نے کہا: ابھی امیر المومنین زندہ ہیں، اور ایک ساتھ دو خلیفہ نہیں ہوسکتے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھتا رہے۔ پھر آپ نے کہا: مجھے اٹھاؤ، چنانچہ ہم نے آپ کو اٹھایا۔ تو آپ نے فرمایا: تم لوگ تین دن تک مشورہ کرنا، اور لوگوں کو نماز صہیب رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے، کہا: اے امیر المومنین! ہم کس سے مشورہ کریں؟ فرمایا: مہاجرین، انصار اور فوجیوں کے سرداروں سے، پھر پینے کے لیے دودھ مانگا، جسے آپ نے پیا تو ویسے ہی سفید دودھ دونوں زخموں سے نکل گیا، تو لگا کہ اب آپ نہیں بچیں گے۔ پھر آپ نے کہا: اس وقت اگر میں پوری دنیا کا بھی مالک ہوتا تو ہولناکی کو دیکھ کر میں اسے فدیے میں دے دیتا، لیکن اللہ کا شکر ہے میں نے خیر ہی دیکھا ہے، تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر آپ نے ایسا کہا ہے تو اللہ آپ کو جزائے خیر دے، کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ دین اور مسلمانوں کو آپ کے ذریعے سربلندی عطا کرے اس وقت جبکہ لوگ مکہ میں ڈرے سہمے رہتے تھے، لیکن جب آپ نے اسلام قبول کیا تو وہی آپ کا اسلام لانا عزت وسربلندی کا سبب ہوا، اور اسلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا غلبہ ہوا، پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ کی ہجرت فتح ثابت ہوئی، پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین سے لڑائی کرنے میں کبھی بھی غیر حاضر نہیں رہے فلاں فلاں دن سے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور وہ آپ سے راضی تھے، پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج پر خلیفۂ رسول کے وزیر رہے، اور آپ نے وہ کارنامہ انجام دیا کہ لوگ اسلام میں جوق در جوق داخل ہونا شروع ہو گئے، چاہے عزت کے ساتھ چاہے ذلت کے ساتھ۔ پھر خلیفہ کی وفات ہوئی اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے، پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا اور آپ بہترین خلیفہ ثابت ہوئے، آپ کے ذریعے اللہ نے کتنے شہر آباد کیے، اموال کی بارش ہوئی، دشمنوں

کو دور کیا، اور اللہ نے آپ کے ذریعے لوگوں کے دین اور ان کی روزی میں کشادگی عطا کی، پھر اللہ نے آپ کو شہادت نصیب کی، لہذا آپ کو خوشخبری ہو۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً وہ دھوکے میں ہوگا جسے تم لوگ دھوکے میں ڈال رہے ہو۔ پھر فرمایا: اے عبداللہ! کیا تم یہی گواہی میرے لیے قیامت کے دن دے سکتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: الٰہی! تیرے لیے ہی سب تعریف ہے، اے عبد اللہ بن عمر! میرا گال زمین پر لگاؤ، تو میں نے اپنی ران کو اپنی پنڈلی پر رکھ لیا، تو فرمایا: میرے گال کو زمین پر لگاؤ، پھر آپ نے اپنی ڈاڑھی اور گال زمین پر لگا دی اور کہا: عمر! تم پر اور تمھاری ماں پر افسوس ہے اگر اللہ تمھیں معاف نہ کر دے۔ پھر اللہ نے آپ کو اٹھا لیا۔ جب آپ کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا تو انھوں نے کہا: میں تم لوگوں کے پاس اس وقت تک نہیں آؤں گا جب تک وہ نہیں کروگے جس کا مشورہ عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا کہ انصار، مہاجرین اور فوجیوں کے سرداروں سے مشورہ کر لینا۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: - پھر ان سے وفات کے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی خشیت الٰہی کا ذکر کیا گیا- تو انھوں نے کہا: اسی طرح مومن ہوتا ہے جس کے پاس نیکیاں اور ڈر دونوں ہوتی ہیں، جبکہ منافق کے پاس برائی اور دھوکا (امید) بھی ہوتی ہے، اللہ کی قسم! ماضی اور مستقبل میں نہیں دیکھا میں نے کسی بندے کو جو نیکی کرنے کے باوجود بھی ان سے زیادہ کوئی ڈرنے والا ہو، اور نہ ہی ماضی اور مستقبل میں، میں نے کسی بندے کو دیکھا جو برائی کرنے کے باوجود دھوکے میں رہا ہو۔

وضاحت: حدیث کے الفاظ: "اے عبداللہ بن عمر! میرا گال زمین پر لگاؤ۔" مطبوع اسی طرح ہے، البتہ درست "عبداللہ بن عباس" ہے، کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت ادھر موجود نہیں تھے۔ جیسا کہ حدیث کے آخری الفاظ: "جب آپ کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے عبداللہ بن عمر کو بلایا۔" اس پر دلالت کرتے ہیں۔

***

جموع مناقب عثمان بن عفان وأخباره

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

هو عثمان بن عفان بن أبي العاص القرشي الأموي أمير المؤمنين.

وُلدَ بعد عام الفيل بست سنين على الصحيح، وكان ربعة (أي: لا بالطويل ولا بالقصير) حسن الوجه، رقيق البشرة، عظيم اللحية، بعيد ما بين المنكبين، زوجه النبي ﷺ ابنته رقية، فماتت عنده أيام بدر، فزوجه بعدها أختها أم كلثوم، فلذلك كان يلقب ذا النورين. قال ابن مسعود: "لما بويع بايعنا خيرنا، ولم نَأْل".

وقال علي: "كان عثمان أوصلنا للرحم". وكذا قالت عائشة لما بلغها قتله: "قتلوه، وإنه لأوصلهم للرحم، وأتقاهم للرب". قتل على رأس إحدى عشرة سنة وأحد عشر شهرا واثنين وعشرين يوما من خلافته فيكون ذلك في ثاني عشرين ذي الحجة سنة خمس وثلاثين قاله ابن إسحاق. الإصابة (٥٤٧٣).

آپ کا نام عثمان بن عفان بن ابی العاص قرشی اموی ہے، آپ امیر المومنین ہیں۔

صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت عام الفیل سے چھے سال بعد ہوئی ہے، آپ کا بدن معتدل تھا، نہ ہی بہت طویل اور نہ ہی بہت چھوٹا، خوبصورت چہرے کے مالک تھے، نرم جلد والے تھے، ڈاڑھی بڑی تھی، سینہ چوڑا تھا، نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ سے آپ کی شادی کردی، لیکن بدر کے دنوں میں ان کا انتقال ہو گیا، پھر ان کی دوسری بہن ام کلثوم سے شادی کر دی، اسی لیے آپ کا لقب ذو النورین پڑ گیا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے جب آپ سے بیعت کی تو سب سے بہتر سے بیعت کی، اور ہم نے اس سلسلے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اسی طرح کی

بات عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہی تھی جب آپ کو ان کی وفات کی خبر ملی کہ ان کو مار ڈالا گیا: یقیناً وہ لوگوں میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے، اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ ۱۱ سال، گیارہ مہینے، ۲۲ دن خلافت کرنے کے بعد آپ کی شہادت ہوئی، یعنی ۲۲ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو، جیسا کہ محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ (اصابہ: ۵۴۷۳)

١- باب أن عثمان رجل حيي تستحي منه الملائكة

عثمان رضی اللہ عنہ شرم وحیا کے پیکر تھے کہ آپ سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے

٩٦- عن عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي، كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ - أَوْ سَاقَيْهِ - فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَسَوَّى ثِيَابَهُ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْم وَاحِدٍ، فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ: «أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ». (١)

96- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، رانیں اور پنڈلیاں کھولے ہوئے، اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دی اور آپ ﷺ اسی حالت میں رہے، پھر آپ ﷺ باتیں کرتے رہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی، ان کو بھی اجازت دی اور آپ ﷺ اسی حالت میں رہے، پھر آپ ﷺ باتیں کرتے رہے، پھر عثمان ﷺ نے اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور کپڑے سیدھے کر لیے۔ -محمد (بن ابی حرملہ) نے کہا: میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کا واقعہ ہے- ، پھر وہ آئے اور باتیں کیں، جب وہ چلے گئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ان کے لیے ہشاش بشاش نہیں ہوئے اور نہ ان کے لیے اہتمام کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠١-٢٦)

آئے تو آپ ہشاش بشاش نہیں ہوئے اور نہ ان کے لیے اہتمام کیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں شرم نہ کروں اس شخص سے جس شخص سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔"

٩٧- عن عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعُثْمَانَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ، لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ كَذَلِكَ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ، فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: « اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ » فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ ». (١)

97- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر حاضر ہونے کی اجازت مانگی، آپ ﷺ اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے ہوئے اپنے بچھونے پر لیٹے ہوئے تھے ، آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اسی حال میں اجازت دی، وہ اپنا کام پورا کر کے چلے گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے، انھوں نے اجازت مانگی، آپ ﷺ نے اجازت دی اسی حال میں، وہ بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر چلے گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "اپنے کپڑے اچھی طرح پہن لے۔" میں اپنے کام سے فارغ ہو کر چلا گیا۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سبب ہے کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنے سے نہ گھبرائے، نہ عمر رضی اللہ عنہ کے آنے سے جیسا عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے سے گھبرائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عثمان حیا دار مرد ہیں اور مجھے ڈر تھا کہ اگر اسی حال میں ان کو اجازت دوں تو وہ اپنی ضرورت کے بارے میں مجھ سے بات نہیں کر سکیں گے۔"

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠٢-٢٧).

٢- باب أن عثمان أدرك فضل من شهد بدرًا

عثمان رضی اللہ عنہ کو بدر میں لڑنے والوں کا اجر ملا تھا

٩٨- عَنْ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ ». (١)

98- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "(تم ٹھہر جاؤ) تمھیں بھی اتنا ہی ثواب اور اتنا ہی حصہ ملے گا جتنا بدر میں شریک ہونے والے کسی شخص کو ملے گا۔"

٣- باب إن بيعة الرضوان كانت من أجل عثمان

بیعتِ رضوان عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوئی تھی

٩٩- عن عثمان بن موهب قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا، فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ؟ فَقَالُوا: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ: فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ ». وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣١٣٠).

عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: « هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ ». فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، فَقَالَ: « هَذِهِ لِعُثْمَانَ ». فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما: اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ. (١)

99- عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ مصر والوں میں سے ایک نامعلوم آدمی آیا اور بیت اللہ کا حج کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں یہ بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ مصری نے کہا: اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اُحد کی لڑائی سے راہِ فرار اختیار کی تھی؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انھوں نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعتِ رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا: اللہ اکبر! تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قریب آجاؤ، اب میں تمھیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ اُحد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا اور بخش دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "تمھیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے مطابق مالِ غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔" اور بیعتِ رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقعے پر وادیِ مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور بااثر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے، یہی وجہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ نے انھیں (قریش سے باتیں کرنے کے لیے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعتِ رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے، اس موقعے پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٩٨).

تھا: "یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔" اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا تھا: "یہ عثمان کی طرف سے بیعت ہے۔" اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جاؤ، ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔

٤- باب قوله ﷺ: « ما ضرَّ عثمان ما عمل بعد تجهيز جيش العسرة »

جیشِ عسرہ کی تیاری کے بعد اب عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا

١٠٠- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَلْفِ دِينَارٍ فِي ثَوْبِهِ حِينَ جَهَّزَ النَّبِيُّ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، قَالَ: فَصَبَّهَا فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَلِّبُهَا بِيَدِهِ، وَيَقُولُ: « مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ »، يُرَدِّدُهَا مِرَارًا. (١)

100- حضرت عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے کر آئے، جس وقت انھوں نے جیشِ عسرہ کو تیار کیا، اور اسے آپ ﷺ کی گود میں ڈال دیا، پھر نبی اکرم ﷺ اسے اپنی گود میں الٹتے پلٹتے رہے اور یہ کہتے رہے: "آج کے بعد سے عثمان کو کوئی بھی برا عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔" ایسا آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا۔

١٠١- عن أبي عبدالرحمن أَنَّ عُثْمَانَ رضي الله عنه حَيْثُ حُوصِرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ، وَلاَ أَنْشُدُ إِلاَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ ». فَحَفَرْتُهَا، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ قَالَ: « مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ »، فَجَهَّزْتُهَا. قَالَ: فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ. (٢)

101- ابوعبدالرحمان سے روایت ہے کہ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو (اپنے گھر کے) اوپر چڑھ کر آپ نے باغیوں سے فرمایا: میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اور صرف نبی کریم ﷺ

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٧٠١)، وأحمد (٢٠٦٣٠)، وابن أبي عاصم في الجهاد (٨٢)، والحاكم (٣/١٠٢).

(٢) صحيح: رواه البخاري (٢٧٧٨).

کے اصحاب سے قسمیہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بئرِ رومہ کو کھودے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے۔" تو میں نے ہی اس کنویں کو کھودا تھا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے جب فرمایا تھا: "جیشِ عسرت (غزوۂ تبوک پر جانے والے لشکر) کو جو شخص تیار کرے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے۔" تو میں نے ہی اسے تیار کیا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ سب نے آپ کی ان باتوں کی تصدیق کی تھی۔

٥- باب ما جاء في أخبار عثمان بن عفان

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان

١٠٢- عن سَعِيدِ بنِ زَيْدِ بنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ ﷺ يقولُ في مَسْجِدِ الكُوفَةِ: واللَّهِ لقَدْ رَأَيْتُنِي وإنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي علَى الإسْلَامِ، قَبْلَ أنْ يُسْلِمَ، ولو أنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بعُثْمَانَ لَكَانَ! (١)

وفي لفظ: "لو رأيتني موثقي عمرُ على الإسلام أنا وأخته وما أسلم، ولو أن أحدا انقضَّ لما صنعتم بعثمان لكان محقوقا أن ينقضَّ" رواه البخاري (٣٨٦٧).

102- حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کوفہ کی مسجد میں کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا، لیکن تم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر اُحد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہیے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک وقت تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لیے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے اور آج تم نے جو کچھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ (صحیح بخاری: ٣٨٦٧)

١٠٣- عن عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٨٦٢).

الرَّحْمَنِ بْنَ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالاَ لَهُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهِ. قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ. فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهْيَ نَصِيحَةٌ. فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، فَانْصَرَفْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلاَةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسْوَرِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِي قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِي. فَقَالاَ: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي كَانَ عَلَيْكَ. فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا، إِذْ جَاءَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ، فَقَالاَ لِي: قَدِ ابْتَلاَكَ اللَّهُ. فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ الَّتِي ذَكَرْتَ آنِفًا؟ قَالَ: فَتَشَهَّدْتُ، ثُمَّ قُلْتُ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، وَآمَنْتَ بِهِ، وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ، وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ، وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: قُلْتُ: لاَ، وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا خَلَصَ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا. قَالَ: فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ ﷺ. وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ، وَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ، أَفَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ فَمَا هَذِهِ الأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ؟ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ، قَالَ: فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً، وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَجْلِدَهُ، وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ.(١)

103- عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ ان سے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمان بن

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٨٧٢).

اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم اپنے ماموں (امیر المومنین) عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، لوگ اس بارے میں بکثرت چہ میگوئیاں کر رہے ہیں؟ عبید اللہ نے بیان کیا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور میں نے عرض کی کہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ بھلے آدمی! تم سے تو میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبد یغوث رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انھوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان دونوں نے کہا: تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لیے) آیا۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا: تمھیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا: تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ کیا تھی؟ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے خطبہ مسنونہ پڑھا، پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب بہت چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لیے آپ کے لیے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! کیا تم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انھوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی خطبہ مسنونہ پڑھا، پھر فرمایا: بلاشبہہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر (ابتداء ہی میں) لبیک کہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحبت سے فیض یاب ہوا اور آپ ﷺ سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم! میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ان کے کسی معاملے میں کوئی خیانت کی۔ ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد مجھے خلیفہ بنایا گیا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبید اللہ نے عرض کی: یقیناً آپ کا حق ہے۔ پھر انھوں نے کہا: پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم ان شاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی کے بعد) ولید بن عقبہ کو چالیس کوڑے لگوائے گئے اور علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔

١٠٤- عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ. ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ: هُوَ ذَاكَ، بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ؟ قَالَ: أَجَلْ. قَالَ: فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ. (١)

104- سعد بن عبیدہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے محاسن کا ذکر کیا، پھر کہا کہ شاید یہ باتیں تمھیں بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا: جی ہاں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے! پھر اس نے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، انھوں نے ان کے بھی محاسن ذکر کیے اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے، پھر کہا: شاید یہ باتیں بھی تمھیں بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بولے: اللہ تجھے ذلیل و خوار کرے! یہاں سے دفع ہو جا اور میرے خلاف تو جو کرنا چاہتا ہے کر لے۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٠٤).

٦- باب قوله ﷺ: « إن عثمان يقتل مظلوما »

عثمان رضی اللہ عنہ ظلماً قتل کیے جائیں گے

١٠٥- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِتْنَةً فَمَرَّ رَجُلٌ، فَقَالَ: « يُقْتَلُ فِيهَا هَذَا الْمُقَنَّعُ يَوْمَئِذٍ مَظْلُومًا »، قَالَ: فَنَظَرْتُ، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. (١)

105- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ فتنے کا ذکر کر رہے تھے کہ سامنے سے ایک آدمی گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ سر ڈھانکنے والا آدمی بھی اس فتنے میں مظلوم ہونے کی حالت میں شہید کر دیا جائے گا۔" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔

١٠٦- عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، أَنَّ خُطَبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ، وَفِيهِمْ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَامَ آخِرُهُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ، فَقَالَ: لَوْلاَ حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا قُمْتُ، وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ: « هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى »، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ . قَالَ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: « نَعَمْ ». (٢)

106- ابواشعث صنعانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ مقررین ملکِ شام میں تقریر کے لیے کھڑے ہوئے، ان میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے بھی کچھ لوگ تھے، پھر سب سے آخر میں ایک شخص کھڑا ہوا جنھیں مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، انھوں نے کہا: اگر میں نے ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا، پھر انھوں نے فتنوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ ان کا ظہور قریب ہے، پھر ایک شخص منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے گزرا تو مرہ نے کہا، یعنی نبی اکرم ﷺ کا قول نقل کیا: "یہ اس دن ہدایت پر ہو گا۔" تو میں اسے دیکھنے کے لیے اس کی طرف اٹھا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر میں نے ان کا منہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کر کے کہا: وہ یہی ہیں؟

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٧٠٨)، وأحمد (٥٩٥٣).

(٢) **صحيح**: رواه الترمذي (٣٧٠٤)، وأحمد (١٨٠٦٨)، وصحّحه الحاكم (٣/١٠٢).

آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں وہ یہی ہے۔"

١٠٧- عَنْ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، أَقْبَلَتْ إِحْدَانَا عَلَى الْأُخْرَى، فَكَانَ مِنْ آخِرِ كَلَامٍ كَلَّمَهُ، أَنْ ضَرَبَ مَنْكِبَهُ، وَقَالَ: « يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ اللَّهَ عَسَى أَنْ يُلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ عَلَى خَلْعِهِ، فَلَا تَخْلَعْهُ حَتَّى تَلْقَانِي » ثَلَاثًا، فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَيْنَ كَانَ هَذَا عَنْكِ؟ قَالَتْ: نَسِيتُهُ، وَاللَّهِ فَمَا ذَكَرْتُهُ. قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، فَلَمْ يَرْضَ بِالَّذِي أَخْبَرْتُهُ حَتَّى كَتَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنِ اكْتُبِي إِلَيَّ بِهِ، فَكَتَبَتْ إِلَيْهِ بِهِ كِتَابًا. (١)

107- حضرت عائشہ ﵂ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان ﵁ کو پیغام بھیجا، وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوگئے، جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے دیکھا تو ہم میں ہر ایک دوسری کی طرف متوجہ ہوئی، پھر گفتگو کے آخر میں عثمان ﵁ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: "عثمان! عنقریب اللہ تعالیٰ تمھیں ایک قمیص پہنائے گا، اگر منافقین اسے اتارنا چاہیں تو تم اسے نہ اتارنا، یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔" تین مرتبہ یہ جملہ دہرایا۔

میں نے کہا: اے ام المومنین! اب تک یہ بات آپ نے کیوں نہیں ذکر فرمائی؟ انھوں نے کہا بخدا! میں یہ بات بھول گئی تھی، مجھے یاد ہی نہیں رہی تھی، وہ کہتے ہیں: پھر میں نے یہ روایت معاویہ بن ابی سفیان ﵄ کو سنائی، لیکن وہ صرف میرے کہنے پر راضی نہیں ہوئے، بلکہ انھوں نے ام المومنین کو خط لکھا کہ مجھے یہ لکھ کر بھجوا دیجیے، چنانچہ انھوں نے وہ حدیث ایک خط میں لکھ کر معاویہ ﵁ کو بھیج دی۔

١٠٨- عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ: « وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي بَعْضَ أَصْحَابِي ». قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَسَكَتَ. قُلْنَا: أَلَا نَدْعُو لَكَ عُمَرَ، فَسَكَتَ، قُلْنَا: أَلَا نَدْعُو لَكَ عُثْمَانَ؟ قَالَ:

---

(١) صحيح: رواه الترمذي (٣٧٠٥)، وأحمد (٢٤٥٦٦).

« نَعَمْ ». فَجَاءَ عُثْمَانُ فَخَلاَ بِهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُهُ، وَوَجْهُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ. (١)

108- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: "میری خواہش یہ ہے کہ میرے پاس میرے صحابہ میں سے کوئی ہوتا"، ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا ہم ابو بکر کو نہ بلا دیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے، ہم نے عرض کی: کیا ہم عمر کو نہ بلا دیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے، ہم نے عرض کی: کیا ہم عثمان کو نہ بلا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں"، تو وہ آئے، نبی کریم ﷺ ان سے تنہائی میں باتیں کرنے لگے، اور عثمان رضی اللہ عنہ کا چہرہ بدلتا رہا۔

١٠٩- عن أبي سهلة مولى عثمان، أن عثمان بن عفان ﷺ قَالَ يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ. قال قيس: فكانوا يرونه ذلك اليوم. (٢)

وقول قيس: « **فكانوا يرونه ذلك اليوم** » يعني بذلك ما ورد في حديث عائشة المتقدم من كلام النبي ﷺ مع عثمان في الخلوة. والحديث ورد في وقتين مختلفين كما هو ظاهر من السياق، لكن لاتحاد القصة ساقه ابن ماجه وابن حبان في مساق واحد.

109- ابو سہلہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جس دن وہ گھر میں محصور کیے گئے، کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے جو عہد لیا تھا میں اسی عہد پر صابر، یعنی قائم ہوں۔ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کے بعد سب لوگوں کا خیال تھا کہ اس گفتگو سے یہی دن مراد تھا۔

قیس کے قول: "اس کے بعد سب لوگوں کا خیال تھا کہ اس گفتگو سے یہی دن مراد تھا۔" یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نبی کریم ﷺ کا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنہائی میں بات کرنا۔ یہ حدیث دو مختلف اوقات میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ سیاق سے ظاہر ہے، لیکن ابن ماجہ اور ابن حبان نے اتحادِ قصہ کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی سیاق میں ذکر کر دیا ہے۔

---

(١) **صحيح**: رواه ابن ماجه (١١٣)، وصحّحه ابن حبان (٦٩١٨).

(٢) **حسن**: رواه الترمذي (٣٧١١)، وأحمد (٤٠٧)، والبزار (٤٠٢).

٧- باب في أخبار عثمان بن عفان

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان

١١٠- عَنِ ابْنِ الحنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ ﷺ ذَاكِرًا عُثْمَانَ ﷺ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ، فَقَالَ لِي عَلِيٌّ: اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ، فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ الله ﷺ، فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا، فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: أَغْنِهَا عَنَّا، فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتَهَا. (١)

ورواه الإمام أحمد (١١٩٦) من طريق آخر عن محمد بن سوقة به وفيه: قال محمد بن علي بن الحنفية: "جَاءَ إِلَى عَلِيٍّ ﷺ نَاسٌ مِن النَّاسِ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ قَالَ: فَقَالَ لِي أَبِي: اذْهَبْ بِهَذَا الْكِتَابِ إِلَى عُثْمَانَ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَكَوْا سُعَاتَكَ، وَهَذَا أَمْرُ رَسُولِ الله ﷺ فِي الصَّدَقَةِ، فَمُرْهُمْ فَلْيَأْخُذُوا بِهِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عُثْمَانَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، قَالَ: فَلَوْ كَانَ ذَاكِرًا عُثْمَانَ بِشَيْءٍ لَذَكَرَهُ يَوْمَئِذٍ يَعْنِي بِسُوءٍ".

وفي القصة دليلٌ على أنه ليس على الحاكم أن يسمع كلَّ ما قيل له، بل له حقٌّ أن ينظر إلى ما تقتضيه المصلحة في كل قضيّةٍ تُعرض عليه، ولذلك أعذره عليٌّ ﷺ، ولم يذكره بسوء.

وفيه من الآداب لمن يقوم بنُصْحِ الحاكم ألاّ يغضب إذا لم يقبلْ نصيحته.

110- ابن الحنفیہ نے کہا کہ اگر علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والے ہوتے تو اس دن برا کہتے جب کچھ لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کی (جو زکات وصول کرتے تھے) شکایت کرنے ان کے پاس آئے۔ انھوں نے مجھ سے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور یہ زکات کا پروانہ لے جا۔ ان سے کہنا کہ یہ پروانہ آپ ﷺ کا لکھوایا ہوا ہے۔ تم اپنے عاملوں کو حکم دو کہ وہ اسی کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ میں اسے لے کر عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں پیغام پہنچا دیا، لیکن انھوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ ہمارے پاس اس کی نقل موجود ہے) میں نے جا کر علی رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣١١١).

کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اچھا، پھر اس پروانے کو جہاں سے اٹھایا ہے وہیں رکھ دو۔

اور اسے امام احمد (١١٩٦) نے بھی ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ محمد بن علی بن الحنفیہ نے کہا: ایک مرتبہ کچھ لوگ علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ کچھ گورنروں کی شکایت لے کر آئے، مجھ سے والد صاحب نے کہا: یہ خط عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ، اور ان سے کہو کہ لوگ آپ کے گورنروں کی شکایت لے کر آئے ہیں، زکات کی وصولی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اس میں درج ہیں، آپ اپنے گورنروں کو حکم جاری کر دیجیے کہ لوگوں سے اسی کے مطابق زکات وصول کریں، کہتے ہیں: چنانچہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان کے سامنے ساری بات دہرا دی، راوی نے کہا: اگر وہ (علی رضی اللہ عنہ) عثمان رضی اللہ عنہ کا غیر مناسب انداز میں تذکرہ کرنا چاہتے تو اس دن کے حوالے سے کرتے۔

اس واقعے میں اس بات کی دلیل ہے کہ حاکم پر یہ ضروری نہیں ہے کہ اس سے جو کچھ کہا جائے سب کو سنا جائے، بلکہ اسے یہ حق ہے کہ وہ ہر مسئلے میں غور و فکر کرے کہ مصلحت کا کیا تقاضا ہے، یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کی معذرت قبول کرلی اور انھیں کچھ بھی غیر مناسب بات نہیں کہی۔

اور اس میں یہ ادب بھی ہے کہ حاکم کو نصیحت کرنے والا اس وقت غصہ نہ ہو جب حاکم اس کی نصیحت کو قبول نہ کرے۔

***

جموع ما جاء في فضائل علي بن أبي طالب وأخباره

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جملہ فضائل اور اخبار کا بیان

١- باب أن علي بن أبي طالب من أهل بيت النبي ﷺ

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اہل بیت سے ہیں

١١١- عن سعد بن أبي وقاص ﷺ قال: أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاَثًا، قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلاَّ أَنَّهُ لاَ نُبُوَّةَ بَعْدِي ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: « لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ». قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ: « ادْعُوا لِي عَلِيًّا ». فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ، وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ﴾ [آل عمران: ٦١] دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: « اللَّهُمَّ هَؤُلاَءِ أَهْلِي ».(١)

111- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تو کہا: تم ابوتراب کو کیوں برا نہیں کہتے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تین باتوں کی وجہ سے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں، ہرگز علی رضی اللہ عنہ کو برا نہیں کہوں گا، اگر ان باتوں میں سے ایک بھی مجھ کو

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠٤-٣٢).

حاصل ہو تو وہ مجھے لال اونٹوں سے زیادہ پسند ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ نے کسی لڑائی پر جاتے وقت ان کو مدینہ میں چھوڑا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمھارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا؟ مگر اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا: "کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔" یہ سن کر ہم انتظار کرتے رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "علی کو بلاؤ۔" وہ آئے تو ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعابِ دہن ڈالا اور جھنڈا ان کے حوالے کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔ اور جب یہ آیت اتری:

﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ﴾ [آل عمران: ٦١]

"بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو۔" (یعنی آیتِ مباہلہ)

تو آپ ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، پھر فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔"

١١٢- عن يزيد بن حيان قال: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بنُ مُسْلِمٍ إلى زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ ﷺ، فَلَمَّا جَلَسْنَا إلَيْهِ قالَ له حُصَيْنٌ: لقَدْ لَقِيتَ يا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا؛ رَأَيْتَ رَسولَ اللهِ ﷺ، وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ معهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ، لقَدْ لَقِيتَ يا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يا زَيْدُ ما سَمِعْتَ مِن رَسولِ اللهِ ﷺ، قالَ: يا ابْنَ أَخِي، وَاللَّهِ لقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذي كُنْتُ أَعِي مِن رَسولِ اللهِ ﷺ، فَما حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا وَما لَا فلا تُكَلِّفُونِيهِ. ثُمَّ قالَ: قَامَ رَسولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عليه، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قالَ: « أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ، فإنَّما أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُما كِتَابُ اللهِ، فيه الهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بكِتَابِ اللهِ، وَاسْتَمْسِكُوا به». فَحَثَّ علَى كِتَابِ اللهِ

وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قالَ: « وَأَهْلُ بَيْتي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ في أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ في أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ في أَهْلِ بَيْتي ». فَقالَ له حُصَيْنٌ: وَمَن أَهْلُ بَيْتِهِ يا زَيْدُ؟ أَليسَ نِسَاؤُهُ مِن أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قالَ: نِسَاؤُهُ مِن أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مِمَّن حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ. قالَ: وَمَن هُمْ؟ قالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ، وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ. قالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قالَ: نَعَمْ.(١)

وفي لفظ لمسلم: « **ألا وإني تارك فيكم ثقلين: أحدهما كتاب الله عز وجل، هو حبل الله، من اتبعه كان على الهدى، ومن تركه كان على ضلالة** ». وفيه فقلنا: من أهل بيته؟ نساؤه؟ قال: "لا، وأيم الله، إن المرأة تكون مع الرجل العصر من الدهر، ثم يطلقها فترجع إلى أبيها وقومها". و "أهل بيته": أصله وعصبته الذين حرموا الصدقة بعده.

112- یزید بن حیان سے روایت ہے کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم (تینوں)، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب ہم ان کے پاس بیٹھے تو حصین نے کہا: اے زید! آپ کو خیرِ کثیر حاصل ہوئی، آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ کی حدیث سنی، آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا، آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے بہت ثواب کمایا۔ ہمیں کچھ حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! میری عمر بہت بڑی ہو گئی اور مدت گزری اور بعض باتیں جن کو میں رسول اللہ ﷺ سے یاد رکھتا تھا بھول گیا تو میں جو بیان کروں اس کو قبول کرو اور جو میں نہ بیان کروں اس کے لیے مجھ کو تکلیف نہ دو، پھر زید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پانی کے کنارے پر جس کو خم کہتے تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی، پھر فرمایا: "امابعد! اے لوگو! میں ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) آئے اور میں قبول کروں، میں تم میں دو بڑی بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، پہلی تو اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے اور نور ہے، تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔" غرض آپ ﷺ نے

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠٨-٣٦).

اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف بہت زور دیا، پھر فرمایا: "دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں، میں اپنے اہلِ بیت کے معاملے میں تمھیں اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں۔" تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ بات بیان فرمائی۔ حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے زید! آپ ﷺ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں اہلِ بیت نہیں ہیں؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: بیویاں بھی اہلِ بیت میں داخل ہیں، لیکن اہلِ بیت میں ہر وہ شخص شامل ہے جس پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: "میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: ایک تو اللہ کی کتاب، وہ اللہ کی رسی ہے جو اس کی پیروی کرے گا ہدایت پر ہو گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا گمراہ ہو جائے گا۔" اس روایت میں یہ ہے کہ ہم نے کہا: اہلِ بیت کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ کی بیبیاں؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم عورت ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ اہلِ بیت جو آپ ﷺ کے خاندان سے ہیں اور آپ ﷺ کے ددھیالی رشتہ دار ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

٢- باب ما جاء في منزلة علي رضي الله عنه من النبي ﷺ كمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعده

علی رضی اللہ عنہ کا مقام نبی کریم ﷺ کے پاس ویسے ہی تھا جیسے ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا، مگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا

١١٣- عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ، وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا، فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: « أَلاَ تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلاَّ أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي ». (١)

113- حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٤١٦)، ومسلم (٢٤٠٤-٣١).

تشریف لے گئے تو علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے؟ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔"

١١٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رضي الله عنه: « أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ».(١)

114- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

١١٥- عن أَسْمَاء بِنْت عُمَيْسٍ رضي الله عنها، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رضي الله عنه: « أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ ». (٢)

115- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم میرے لیے ایسے ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

٣- باب لقبه النبي ﷺ بـ "أبي تراب"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انھیں ابوتراب کے لقب سے پکارنے کا بیان

١١٦- عن سهل بن سعد رضي الله عنهما قال: اسْتُعْمِلَ عَلَى المَدِينَةِ رَجُلٌ مِن آلِ مَرْوَانَ، قالَ: فَدَعَا سَهْلَ بنَ سَعْدٍ، فأمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا. قالَ: فأبَى سَهْلٌ. فَقالَ له: أَمَّا إذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللَّهُ أَبَا التُّرَابِ فَقالَ سَهْلٌ: ما كانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إلَيْهِ

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٧٣٠). وأحمد (١٤٦٣٨).

(٢) حسن: رواه أحمد (٢٧٠٨١)، والنسائي في الكبرىٰ (٨١٤٣)، والطبرانيّ في الكبير (٢٤/١٤٦-١٤٧).

مِن أَبِي التُّرَابِ، وإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا. فَقَالَ له: أَخْبِرْنَا عن قِصّته، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قالَ: جَاءَ رَسولُ اللهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عليًّا في البَيْتِ، فَقالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ » قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وبَيْنَهُ شيءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقالَ رَسولُ اللهِ ﷺ لإِنْسَانٍ « انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟ » فَجَاءَ فَقَالَ: يا رَسولَ اللهِ هو في المَسْجِدِ رَاقِدٌ. فَجَاءَهُ رَسولُ اللهِ ﷺ وَهو مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عن شِقِّهِ وأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عنْه ويقولُ: « قُمْ أَبَا التُّرَابِ، قُمْ أَبَا التُّرَابِ ». (١)

وفي لفظ زاد البخاري بعد قوله: "وإن كان ليفرح إذا دعي بها": "وما سماه أبو تراب إلا النبي ﷺ".

116- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک شخص کو آل مروان میں سے گورنر بنایا گیا۔ اس نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کو بلایا اور علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سہل نے انکار کیا۔ وہ شخص بولا: اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ: ابو تراب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سہل نے کہا: علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام ابو تراب سے زیادہ پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے سے خوش ہوتے تھے۔ وہ شخص بولا: اس کا قصہ بیان کرو ان کا نام ابو تراب کیوں ہوا؟ سہل نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں موجود نہ پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟" وہ بولیں: مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں، وہ غصے ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں قیلولہ نہیں کیا (یہاں نہیں سوئے)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا: "دیکھو علی کہاں ہیں؟" وہ آیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! علی رضی اللہ عنہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن پر) مٹی لگ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی صاف کرنا شروع کی اور فرمانے لگے: "اٹھ اے ابو تراب! اٹھ اے ابو تراب!"

اور اس قول: "اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے سے خوش ہوتے تھے" کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ اضافہ بھی کیا ہے: "اور ان کا نام ابو تراب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٤١)، ومسلم (٢٤٠٩).

٤- باب ما جاء في بشارة النبي ﷺ أن الله يفتح خيبر على يد علي رضي الله عنه وأنه يحب الله ورسوله

نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت کہ خیبر کو اللہ تعالیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح کرے گا اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں

١١٧- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رضي الله عنه قَد تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ، وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ - أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ - غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ». فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ، وَمَا نَرْجُوهُ، فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. (١)

117- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے موقعے پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بہ وجہ آنکھ دکھنے کے نہیں آسکے تھے، پھر انھوں نے سوچا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے میں شریک نہیں ہو سکوں! چنانچہ گھر سے نکلے اور آپ ﷺ کے لشکر سے جا ملے، جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کل میں ایک ایسے شخص کو علم (جھنڈا) دوں گا۔" یا یوں فرمایا: "کل ایک ایسا شخص علم (جھنڈا) کو لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول کو محبت ہے۔" یا آپ نے یہ فرمایا: "جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔" اتفاق سے علی رضی اللہ عنہ آگئے، حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی، لوگوں نے بتایا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا انھیں دے دیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرا دیا۔

١١٨- عن سهل بن سعد رضي الله عنهما أَنَّ رَسولَ اللَّهِ ﷺ قالَ يَومَ خَيْبَرَ: « لَأُعْطِيَنَّ هذِه الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ علَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ ورَسولَه، ويُحِبُّهُ اللَّهُ ورَسولُهُ ». قالَ:

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٠٢) و (٤٢٠٩)، ومسلم (٢٤٠٧).

فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا؟ قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسولِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقالَ: « أَيْنَ عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ؟ » فَقَالُوا: هو -يا رَسولَ اللَّهِ- يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ. قالَ: فأرْسَلُوا إلَيْهِ. فَأُتِيَ به فَبَصَقَ رَسولُ اللَّهِ ﷺ في عَيْنَيْهِ، ودَعَا له فَبَرَأَ، حتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ به وجَعٌ، فأعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقالَ عَلِيٌّ: يا رَسولَ اللَّهِ، أُقَاتِلُهُمْ حتَّى يَكونُوا مِثْلَنَا؟ فَقالَ: « انْفُذْ علَى رِسْلِكَ حتَّى تَنْزِلَ بسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إلى الإسْلَامِ، وأَخْبِرْهُمْ بما يَجِبُ عليهم مِن حَقِّ اللَّهِ فِيهِ؛ فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بكَ رَجُلًا واحِدًا خَيْرٌ لكَ مِن أنْ يَكونَ لكَ حُمْرُ النَّعَمِ ».(١)

118- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: ”میں البتہ اس شخص کو یہ جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول کو چاہتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو چاہتے ہیں۔“ پھر رات بھر لوگ ذکر کرتے رہے کہ دیکھیں یہ جھنڈا آپ ﷺ کس کو دیتے ہیں، جب صبح ہوئی تو سب کے سب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہر ایک کو یہ امید تھی کہ یہ جھنڈا مجھے ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟“ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، پھر ان کو پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی، چنانچہ اس سے انھیں ایسی شفا ہوئی کہ گویا پہلے کوئی بیماری ہی نہیں تھی، پھر آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آہستہ چلتا جا یہاں تک کہ ان کے میدان میں اترے، پھر اسلام کی طرف ان کو بلاؤ اور انھیں بتلاؤ کہ اللہ کا حق ان پر واجب ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو ہدایت کرے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے سرخ اونٹوں سے۔“

١١٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: « لأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ ». قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٩٤٢) و (٣٧٠١) و (٤٢١٠) ومسلم (٢٤٠٦).

أَحْبَبْتُ الإِمَارَةَ إِلاَّ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا. قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: « امْشِ وَلاَ تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ ». قَالَ: فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا، ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ، فَصَرَخَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: « قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلاَّ بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ ».(١)

119- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: "البتہ میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو، اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔" عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے امارت کی آرزو کبھی نہیں کی مگر ایک دن کے علاوہ، پھر میں آپ ﷺ کے سامنے آیا اس امید سے کہ آپ ﷺ اس کام کے لیے مجھے بلائیں، لیکن آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ جھنڈا ان کو دے دیا اور فرمایا: "چلتے جاؤ اور ادھر ادھر مت دیکھ، اللہ تعالیٰ تجھ کو فتح دے گا۔" علی کچھ دور گئے، پھر ٹھہر گئے، پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اور بلند آواز سے پکار کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس بات پر لوگوں سے لڑوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہیں سوائے اللہ کے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ یہ گواہی دیں تو انھوں نے تجھ سے اپنی جان اور مال کو بچا لیا مگر کسی حق کے بدلے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔"

١٢٠- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَينٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: « لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ »، أَوْ قَالَ: « يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ »، فَدَعَا عَلِيًّا وَهُوَ أَرْمَدُ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ. (٢)

120- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں یہ جھنڈا

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠٥).
(٢) صحيح: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٠٩٤، ٨٣٥٣) والطبراني في الكبير (١٨/٢٣٧)

اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔" یا فرمایا: "جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، اس وقت ان کی آنکھ دکھ رہی تھی، پھر اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔

٥- باب قوله ﷺ: « من كنت مولاه فعلي مولاه »

حدیث: "جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔" کا بیان

١٢١- عَنْ بُرَيْدَةَ رضي الله عنه قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ عَلِيٍّ الْيَمَنَ، فَرَأَيْتُ مِنْهُ جَفْوَةً، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْتُ عَلِيًّا فَتَنَقَّصْتُهُ، فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ، فَقَالَ: « يَا بُرَيْدَةُ، أَلَسْتُ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ ». قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: « مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ».(١)

121- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف غزوہ کیا، تو ان کی طرف سے سختی دیکھی، تو جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو برائی کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدلنے لگا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے بریدہ! کیا میں مومنوں کی ذات سے ان کے مقابلے میں زیادہ قریب نہیں ہوں؟" میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔"

١٢٢- عن أبي سريحة حذيفة بن أسيد رضي الله عنه أو - زيد بن أرقم - عن النَّبِيِّ ﷺ قال: « مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ».(٢)

122- حضرت ابو سریحہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔"

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٢٢٩٤٥)، والنسائي في خصائص علي (٨٢)، وصحّحه الحاكم (٣/ ١١٠).

(٢) صحيح: رواه الترمذي (٣٧١٣)، وأحمد في فضائل الصحابة (٩٥٩)، والطبراني في الكبير (٣/ ١٩٩).

١٢٣- عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ، قال: نَشَدَ عَلِيٌّ النَّاسَ، فَقَامَ خَمْسَةٌ، أَوْ سِتَّة مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: « مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ». (١)

قوله: "نشد علي الناس" أي: من سمع رسول الله ﷺ يقول: «مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ».

123- سعید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا تو پانچ یا چھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہو کر یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کا میں محبوب ہوں، علی بھی اس کے محبوب ہیں۔"

الفاظ حدیث: "علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا": یعنی وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہو: "جس کا میں محبوب ہوں، علی بھی اس کے محبوب ہیں۔"

١٢٤- عَنْ رِبَاحِ بنِ الْحَارِثِ، قَالَ: جَاءَ رَهْطٌ إِلَى عَلِيٍّ ﷺ بالرَّحْبَةِ، فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا، قَالَ: كَيْفَ أَكُونُ مَوْلَاكُمْ وَأَنْتُمْ قَوْمٌ عَرَب؟! قَالُوا: سَمِعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ، يَقُولُ: « مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَإِنَّ هَذَا مَوْلَاهُ ». قَالَ رِبَاحٌ: فَلَمَّا مَضَوْا تَبِعْتُهُمْ، فَسَأَلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالُوا: نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ أَبو أَيُّوب الْأَنْصَارِيُّ. (٢)

124- رباح بن حارث سے روایت ہے کہ مقامِ رحبہ میں کچھ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: "السلام علیک یا مولانا۔" تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمھارا مولیٰ کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ آپ لوگ عرب قوم ہیں؟ ان لوگوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو غدیرِ خم کے دن یہ کہتے ہوئے سن رکھا ہے: "جس کا دوست میں ہوں، علی بھی اس کے دوست ہیں۔" رباح نے کہا: جب وہ لوگ جانے لگے تو میں نے ان کے پیچھے جا کر پوچھا: یہ لوگ ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا: یہ انصار کی ایک جماعت ہے، ان میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٢٣١٠٧)، والنسائي في خصائص علي (٨٦).
(٢) حسن: رواه أحمد (٢٣٥٦٣، ٢٣٥٦٤)، وابن أبي شيبة (٣٢٧٣٦).

١٢٥- عن جابر بن عبد الله الأنصاري قال: كنا بجحفة بغدير خم إذ خرج علينا رسول الله ﷺ فأخذ بيد علي فقال: « مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ ».(١)

125- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم غدیر خم کے پاس مقامِ جحفہ میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے آ کر علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "جس کا میں محبوب ہوں، علی بھی اس کے محبوب ہیں۔"

١٢٦- عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ ».(٢)

قال شيخ الإسلام ابن تيمية في فتاواه (٤/٤١٧): وأما قوله: « **مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ ، اللّٰهم وال من والاه...** الخ » فهذا ليس في شيء من الأمهات، إلا في الترمذي، وليس فيه إلا: « **مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ** »، وأما الزيادة فليست في الحديث. وسئل عنها أحمد فقال: "زيادة كوفية"، ولا ريب أنها أكاذيب لوجوه:

أحدها: أن الحق لا يدور مع معين إلا النبي ﷺ، لأنه لو كان كذلك لوجب اتباعه في كل ما قال، ومعلوم أن عليا ينازعه الصحابة وأتباعه في مسائل وجد فيها النص يوافق من نازعه، كالمتوفى عنها زوجها وهي حامل.

وقوله: « **اللّٰهم انصر من نصره** ...الخ » خلاف الواقع، قاتل معه أقوام يوم صفين فما انتصروا، وأقوام لم يقاتلوا فما خذلوا، كسعد الذي فتح العراق لم يقاتل معه، وكذلك أصحاب معاوية وبني أمية الذين قاتلوه فتحوا كثيرا من بلاد الكفار ونصرهم الله.

وكذلك قوله: « **اللّٰهم وال من والاه، وعاد من عاداه** » مخالف لأصل الإسلام. فإن القرآن قد بين أن المؤمنين إخوة مع قتالهم وبغي بعضهم على بعض، وقوله: « **مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ** » فمن أهل الحديث من طعن فيه كالبخاري وغيره، ومنهم

---

(١) حسن: رواه ابن أبي شيبة (٣٢٧٣٥).

(٢) حسن: رواه ابن أبي عاصم في السنة (١٣٩٣) والنسائي في الكبرىٰ (٨٤١٤).

من حسنه، فإن كان قاله فلم يرد به ولاية مختصا بها، بل ولاية مشتركة، وهي ولاية الإيمان التي للمؤمنين، والموالاة ضد المعاداة، ولا ريب أنه يجب موالاة المؤمنين على سواهم، ففيه رد على النواصب. انتهى.

وما قاله شيخ الإسلام هو حق لا ريب فيه، ومن ذهب إلى تصحيحه لم يلاحظ هذا الجانب الذي أشار إليه شيخ الإسلام، ثم إن صحة الإسناد لم يستلزم صحة المتن لوجود الشذوذ وغيرها. وهو أمر معروف لدى علماء أهل الحديث والله الموفق.

126- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کا میں محبوب ہوں، علی بھی اس کے محبوب ہیں۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ (۴/ ۱۷) میں کہا: جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "جس کا میں محبوب ہوں، علی بھی اس کے محبوب ہیں، الٰہی! ان سے محبت کر جو اس سے محبت کرے...۔" کا تعلق ہے تو یہ ترمذی کے علاوہ کسی بھی حدیث کی بڑی کتاب میں نہیں ہے، اور اس میں بھی صرف یہی قول ہے: "جس کا میں محبوب ہوں، علی بھی اس کے محبوب ہیں۔" اس پر جو الفاظ زیادہ ہیں وہ حدیث کا حصہ نہیں ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ سے ان اضافی الفاظ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: یہ کوفیوں کی زیادتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ چند وجوہ کی بنیاد پر جھوٹ ہے:

پہلی وجہ: شخصی طور پر صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات معیارِ حق ہے، کیونکہ اگر ایسا مان لیا جائے تو آپ کی اتباع ہر چیز میں کرنا واجب ہو گا، اور یہ بات معلوم ہے کہ کئی مسائل میں صحابہ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے، اور بہت سارے مسائل میں نص نے دیگر صحابہ کا ساتھ دیا، جیسے اس عورت کا مسئلہ جس کے شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہ حمل سے ہو۔

فرمانِ رسول: "اے اللہ! اس کی مدد فرما جو اس کی مدد کرے..." خلافِ واقع بھی ہے، کیونکہ صفین کے دن جو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے انھیں کامیابی نہیں ملی تھی، اور بہت سے لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں تھے پھر بھی وہ رسوا نہیں ہوئے، جیسے سعد رضی اللہ عنہ جنھوں نے کہ عراق کو فتح کیا کیا لیکن وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی میں نہیں تھے، اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنو اُمیہ جنھوں نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی کی پھر بھی انھوں نے کافروں کے بہت سارے ملکوں پر فتح حاصل کی اور اللہ نے ان کی مدد کی۔

اور اسی طرح قولِ رسول: "اللہ !اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے، اور اس سے دشمنی کر جو اس سے دشمنی کرے": تو اصل دینِ اسلام سے مخالف ہے۔ کیونکہ قرآن نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کرنے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے کے باوجود بھی مومنین ایک دوسرے کے بھائی ہیں، اور قولِ رسول: "جس کا میں دوست ہوں اس کے دوست علی ہیں" تو اس حدیث پر بعض محدثین نے طعن کیا ہے، جیسے بخاری وغیرہ، اور بعض نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، چنانچہ اگر یہ حدیث صحیح مان لی جائے پھر بھی اس سے کسی خاص ولایت کو ثابت نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس سے مراد مشترک ولایت ہو گی، یعنی ایمان کی ولایت جو مومنوں کے لیے ہوتی ہے، اور یہ دشمنی کے الٹ ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مومنوں کی ایک دوسرے کے ساتھ غیروں کے مقابلے دوستی واجب ہے، اس طرح اس میں ناصبیوں پر ردّ ہے۔ انتہیٰ۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جو کچھ کہا ہے بلاشبہہ وہی حق ہے، اور جنھوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ اس پہلو تک نہ پہنچ سکے جس کی طرف شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے، اور اسی طرح سند کی صحت متن کی صحت کو لازم بھی نہیں ہے، شذوذ وغیرہ کے پائے جانے کی وجہ سے۔ اور یہ چیز علمائے اہلِ حدیث کے ہاں معروف ہے۔

٦- باب إخبار النبي ﷺ بأنه يقاتل الخوارج

نبی کریم ﷺ کا یہ خبر دینا کہ علی رضی اللہ عنہ خوارج سے قتال کریں گے

١٢٧- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهِ، قَالَ: فَقُمْنَا مَعَهُ، فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ، فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا، فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَمَضَيْنَا مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ، وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ: « إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ هَذَا الْقُرْآنِ، كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ ». فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِينَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: « لَا، وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ »، قَالَ: فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ، قَالَ: وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ. (١)

---

(١) حسن: رواه أحمد (١١٧٧٣) - واللفظ له -، والنسائي في الكبرىٰ (٨٤٨٨)، وأبو يعلىٰ (١٠٨٦).

وقوله: « **إن منكم من يقاتل على تأويل القرآن** » وفيه إشارة إلى قتال الخوارج الذين هم شرار خلق الله لأنهم انطلقوا إلى آيات نزلت في الكفار، فجعلوها على المؤمنين كما قال ابن عمر.

وأول ما نجم ذلك في زمان علي بن أبي طالب ﷺ، فقاتلهم بالنهروان حتى قتل كثيرا منهم، يقال: كانوا ستة آلاف، وقيل: من ثمانية آلاف إلى عشرة آلاف، ولم ينج منهم إلا دون العشرة. وبذلك ظهرت معجزة ما أخبر به النبي ﷺ قبل الوقوع.

وروي عنْ رِبْعِيٍّ بْنِ حِرَاشٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالرَّحَبِيَّةِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنْ الْمُشْرِكِينَ، فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا، وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا، قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ، قَدِ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ عَلَى الْإِيمَانِ » قَالُوا: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَقَالَ عُمَرُ: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ » وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ». رواه الترمذي (٣٧١٥)، والنسائي في خصائص علي (٣١)، والطحاوي في شرح المشكل (٤٠٥٣).

127- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ اپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لائے، تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑے، راستے میں آپ ﷺ کی جوتی ٹوٹ گئی، علی رضی اللہ عنہ رک کر جوتی سینے لگے، اور رسول اللہ ﷺ آگے چل پڑے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے رہے، ایک جگہ پہنچ کر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں ایک آدمی ایسا بھی ہو گا جو قرآنِ کریم کی تاویل و تفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا جیسے میں نے اس کی تنزیل

پر قتال کیا ہے۔" یہ سن کر ہم جھانک جھانک کر دیکھنے لگے، اور اس وقت ہمارے درمیان ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ جوتی سینے والا ہے۔" اس پر ہم علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنانے کے لیے آئے تو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انھوں نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

فرمانِ نبوی: "تم میں ایک آدمی ایسا بھی ہوگا جو قرآنِ کریم کی تاویل و تفسیر پر اسی طرح قتال کرے گا": اس قول میں اشارہ ہے خوارج سے قتال کرنے کی طرف جو اللہ کی بدترین مخلوق ہیں، کیونکہ ان لوگوں نے ان آیتوں، جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، کا اطلاق مومنوں پر کر دیا ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے۔

اور فتنۂ خوارج سب سے پہلے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوا، آپ نے مقامِ نہروان میں ان سے جنگ کی یہاں تک کہ ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا، کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چھے ہزار تھی، اور کہا گیا: آٹھ ہزار سے دس ہزار تک۔ ان میں سے صرف دس سے کم لوگ بھاگنے میں کامیاب ہو پائے تھے۔ اس طرح وہ معجزہ ظاہر ہوا جس کی پیشین گوئی نبیِ کریم ﷺ نے کی تھی۔

اور ربعی بن حراش سے روایت ہے کہ ہم سے علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے مقامِ رحبہ میں بیان کیا کہ حدیبیہ کے دن مشرکین میں سے کچھ لوگ ہماری طرف نکلے، ان میں سہیل بن عمرو اور مشرکین کے کچھ اور سردار بھی تھے، یہ سب آکر کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہمارے بیٹوں، بھائیوں اور غلاموں میں سے کچھ آپ کی طرف نکل کر آگئے ہیں، انھیں دین کی سمجھ نہیں، وہ ہمارے مال اور سامانوں کے درمیان سے بھاگ آئے ہیں، آپ انھیں واپس کر دیجیے اگر انھیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انھیں سمجھا دیں گے، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے گروہِ قریش! تم اپنی نفسیانیت سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے اوپر ایسے شخص کو بھیجے گا جو تمھاری گردنیں اسی دین کی خاطر تلوار سے اڑائے گا، اللہ نے اس کے دل کو ایمان کے لیے جانچ لیا ہے۔" لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے؟ اور آپ ﷺ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! وہ شخص کون ہے؟ اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! وہ شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ جوتی ٹانکنے والا ہے۔" اور آپ ﷺ نے اس وقت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جوتا دے رکھا تھا جسے وہ ٹانک رہے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر علی رضی اللہ عنہ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "جو

میرے اوپر جھوٹ باندھے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنا لے۔" سنن ترمذی (۳۷۱۵)، وخصائص علی للنسائی (۳۱)، وشرح المشکل للطحاوی (٤٠٥٣).

٧- باب إخبار النبي ﷺ بأن علي بن أبي طالب يقتله أشقى هذه الأمة

نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس امت کا سب سے بڑا بدبخت قتل کرے گا

١٢٨- عن أبي سنان يزيد بن أمية الدؤلي قال: مَرِضَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ رضي الله عنه مَرَضا شَديدا حَتّى أدنَفَ وخِفنا عَلَيهِ، ثُمَّ إنَّهُ بَرَأَ ونَقِهَ، فَقُلنا: هَنيئا لَكَ أبَا الحَسَنِ، الحَمدُ للّهِ الَّذي عافاكَ، قَد كُنّا نَخافُ عَلَيكَ. قالَ: لكِنّي لَم أخَف عَلى نَفسي، أخبَرَنِيَ الصّادِقُ المَصدوقُ أنّي لا أموتُ حَتّى أُضرَبَ عَلى هذِهِ -وأشارَ إلى مُقَدَّمِ رَأسِهِ الأَيسَرِ- فَتُخَضَّبَ هذِهِ مِنها بِدَمٍ - وأخَذَ بِلِحيَتِهِ- وقالَ لي: « يَقتُلُكَ أشقى هذِهِ الأُمَّةِ، كَما عَقَرَ ناقَةَ اللّهِ أشقى بَني فُلانٍ مِن ثَمودَ ». قال: فنسبه رسول الله ﷺ إلى فخذه الدنيا دون ثمود. (١)

128- ابو سنان یزید بن امیہ دؤلی سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہو گئے، یہاں تک کہ آپ کمزور ہو گئے اور ہمیں آپ کی وفات کا خوف ہونے لگا، پھر آپ تندرست ہوئے تو ہم نے کہا: اے ابو الحسن آپ کو تندرستی مبارک ہو، شکر ہے اللہ کا جس نے آپ کو عافیت دی، ہم تو آپ پر خوف کھا رہے تھے۔ انھوں نے کہا: لیکن مجھے اپنی جان کا کوئی خوف نہیں تھا، کیونکہ مجھے صادق مصدوق ﷺ نے خبر دی ہے کہ میری موت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ میں اسے مار نہ دوں، پھر اپنے سر کے بائیں طرف اشارہ کیا، اور پھر یہ خون میں لت پت ہو جائے، پھر آپ نے اپنی ڈاڑھی پکڑی، اور پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: "تم کو اس امت کا سب سے بدبخت شخص قتل کرے گا، جس طرح کہ قوم ثمود کے فلاں قبیلے کے بدبخت نے اللہ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔"

راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے قوم ثمود کے علاوہ کسی عام قبیلہ کی طرف نسبت کی ہے۔

---

(١) حسن: رواه أبو يعلىٰ (٥٦٩) وعبد بن حميد (٩٢).

٨- باب ما جاء في أخبار علي بن أبي طالب

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان

١٢٩- عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الِاخْتِلَافَ، حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي. فَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الكَذِبُ. (١)

129- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے عراق والوں سے کہا کہ جس طرح تم پہلے فیصلہ کیا کرتے تھے اب بھی کیا کرو، کیونکہ میں اختلاف کو برا جانتا ہوں اس وقت تک کہ سب لوگ اتفاق سے رہیں یا میں بھی اپنے ساتھیوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی طرح دنیا سے چلا جاؤں۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ اکثر روایتیں جو علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرکے بیان کی جاتی ہیں وہ قطعاً جھوٹی ہیں۔

١٣٠- عن سعد بن عبيدة قال: جاءَ رَجُلٌ إلى ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما فَسَأَلَهُ عن عُثْمانَ، فَذَكَرَ عن مَحاسِنِ عَمَلِهِ، قالَ: لَعَلَّ ذاكَ يَسُوؤُكَ؟ قالَ: نَعَمْ، قالَ: فأَرْغَمَ اللَّهُ بأَنْفِكَ، ثُمَّ سَأَلَهُ عن عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مَحاسِنَ عَمَلِهِ، قالَ: هو ذاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قالَ: لَعَلَّ ذاكَ يَسُوؤُكَ؟ قالَ: أَجَلْ، قالَ: فأَرْغَمَ اللَّهُ بأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ. (٢)

130- سعد بن عبیدہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں آیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے محاسن کا ذکر کیا، پھر کہا کہ شاید یہ باتیں تمھیں بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا: جی ہاں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے۔ پھر اس نے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، انھوں نے ان کے بھی محاسن ذکر کیے اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے، پھر کہا: شاید یہ باتیں بھی تمھیں بری لگی ہوں گی، اس نے کہا کہ جی ہاں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بولے: اللہ تجھے ذلیل و خوار کرے، یہاں سے دفع ہو جا اور تو میرے خلاف جو کرنا چاہتا ہے، کر لے۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٠٧).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٧٠٤).

١٣١- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَاضِ بْنِ عَمْرٍو الْقَارِيِّ، قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ ﵂ وَنَحْنُ عِنْدَهَا جُلُوسٌ مَرْجِعَهُ مِنَ الْعِرَاقِ لَيَالِيَ قُتِلَ عَلِيٌّ ﵁، فَقَالَتْ لَهُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادٍ هَلْ أَنْتَ صَادِقِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ؟ تُحَدِّثُنِي عَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ قَتَلَهُمْ عَلِيٌّ ﵁. قَالَ: وَمَا لِي لَا أَصْدُقُكِ قَالَتْ: فَحَدِّثْنِي عَنْ قِصَّتِهِمْ.

قَالَ: فَإِنَّ عَلِيًّا ﵁ لَمَّا كَاتَبَ مُعَاوِيَةَ وَحَكَمَ الْحَكَمَيْنِ، خَرَجَ عَلَيْهِ ثَمَانِيَةُ آلَافٍ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ، فَنَزَلُوا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا: حَرُورَاءُ مِنْ جَانِبِ الْكُوفَةِ، وَإِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا: انْسَلَخْتَ مِنْ قَمِيصٍ أَلْبَسَكَهُ اللَّهُ تَعَالَى، وَاسْمٍ سَمَّاكَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ، ثُمَّ انْطَلَقْتَ فَحَكَّمْتَ فِي دِينِ اللَّهِ، فَلَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ تَعَالَى.

فَلَمَّا أَنْ بَلَغَ عَلِيًّا ﵁ مَا عَتَبُوا عَلَيْهِ، وَفَارَقُوهُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا رَجُلٌ قَدْ حَمَلَ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا أَنِ امْتَلَأَتْ الدَّارُ مِنْ قُرَّاءِ النَّاسِ دَعَا بِمُصْحَفٍ إِمَامٍ عَظِيمٍ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَصُكُّهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: أَيُّهَا الْمُصْحَفُ حَدِّثْ النَّاسَ، فَنَادَاهُ النَّاسُ، فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا تَسْأَلُ عَنْهُ إِنَّمَا هُوَ مِدَادٌ فِي وَرَقٍ، وَنَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِمَا رُوِينَا مِنْهُ، فَمَاذَا تُرِيدُ؟ قَالَ: أَصْحَابُكُمْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا، بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ كِتَابُ اللَّهِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَٱبْعَثُوا۟ حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِۦ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَآ إِن يُرِيدَآ إِصْلَٰحًا يُوَفِّقِ ٱللَّهُ بَيْنَهُمَآ﴾ [النساء: ٣٥] فَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَعْظَمُ دَمًا وَحُرْمَةً مِنْ امْرَأَةٍ وَرَجُلٍ.

وَنَقَمُوا عَلَيَّ أَنْ كَاتَبْتُ مُعَاوِيَةَ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَقَدْ جَاءَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ، حِينَ صَالَحَ قَوْمَهُ قُرَيْشًا، فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ سُهَيْلٌ: لَا تَكْتُبْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، فَقَالَ: كَيْفَ نَكْتُبُ؟ فَقَالَ: اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

«فَاكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ»، فَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ أُخَالِفْكَ، فَكَتَبَ: هَذَا مَا صَالَحَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قُرَيْشًا. يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْآخِرَ﴾ [الأحزاب: ٢١].

فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ عَلِيٌّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ ﷺ فَخَرَجْتُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا تَوَسَّطْنَا عَسْكَرَهُمْ قَامَ ابْنُ الْكَوَّاءِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ: يَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ إِنَّ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ ﷺ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهُ فَأَنَا أُعَرِّفُهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا يَعْرِفُهُ بِهِ هَذَا مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ وَفِي قَوْمِهِ: ﴿قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ [الزخرف: ٥٨].

فَرُدُّوهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا تُوَاضِعُوهُ كِتَابَ اللَّهِ، فَقَامَ خُطَبَاؤُهُمْ فَقَالُوا: وَاللَّهِ لَنُوَاضِعَنَّهُ كِتَابَ اللَّهِ، فَإِنْ جَاءَ بِحَقٍّ نَعْرِفُهُ لَنَتَّبِعَنَّهُ، وَإِنْ جَاءَ بِبَاطِلٍ لَنُبَكِّتَنَّهُ بِبَاطِلِهِ، فَوَاضَعُوا عَبْدَ اللَّهِ الْكِتَابَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَرَجَعَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ كُلُّهُمْ تَائِبٌ، فِيهِمُ ابْنُ الْكَوَّاءِ، حَتَّى أَدْخَلَهُمْ عَلَى عَلِيٍّ الْكُوفَةَ، فَبَعَثَ عَلِيٌّ ﷺ إِلَى بَقِيَّتِهِمْ، فَقَالَ: قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِنَا وَأَمْرِ النَّاسِ مَا قَدْ رَأَيْتُمْ، فَقِفُوا حَيْثُ شِئْتُمْ، حَتَّى تَجْتَمِعَ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ، بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَا تَسْفِكُوا دَمًا حَرَامًا، أَوْ تَقْطَعُوا سَبِيلًا، أَوْ تَظْلِمُوا ذِمَّةً فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ فَقَدْ نَبَذْنَا إِلَيْكُمُ الْحَرْبَ عَلَى سَوَاءٍ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ.

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ ﷺ: يَا ابْنَ شَدَّادٍ فَقَدْ قَتَلَهُمْ! فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا بَعَثَ إِلَيْهِمْ حَتَّى قَطَعُوا السَّبِيلَ، وَسَفَكُوا الدَّمَ، وَاسْتَحَلُّوا أَهْلَ الذِّمَّةِ، فَقَالَتْ: آللَّهِ؟ قَالَ: أَللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ كَانَ. قَالَتْ: فَمَا شَيْءٌ بَلَغَنِي عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يَتَحَدَّثُونَهُ؟ يَقُولُونَ: ذُو الثُّدَيِّ، وَذُو الثُّدَيِّ. قَالَ: قَدْ رَأَيْتُهُ، وَقُمْتُ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ عَلَيْهِ فِي الْقَتْلَى، فَدَعَا النَّاسَ فَقَالَ: أَتَعْرِفُونَ هَذَا؟ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ جَاءَ يَقُولُ: قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَرَأَيْتُهُ فِي مَسْجِدِ بَنِي فُلَانٍ يُصَلِّي، وَلَمْ يَأْتُوا فِيهِ بِثَبَتٍ يُعْرَفُ إِلَّا ذَلِكَ، قَالَتْ: فَمَا قَوْلُ عَلِيٍّ ﷺ حِينَ قَامَ عَلَيْهِ كَمَا يَزْعُمُ أَهْلُ

الْعِرَاقِ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، قَالَتْ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْهُ أَنَّهُ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قَالَ: اللَّهُمَّ لَا. قَالَتْ: أَجَلْ صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، يَرْحَمُ اللَّهُ عَلِيًّا ﷺ إِنَّهُ كَانَ مِنْ كَلَامِهِ لَا يَرَى شَيْئًا يُعْجِبُهُ إِلَّا قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، فَيَذْهَبُ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَكْذِبُونَ عَلَيْهِ، وَيَزِيدُونَ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ. (١)

131- عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند روز بعد عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ عراق سے واپس آکر عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا: اے عبد اللہ بن شداد! میں تم سے جو پوچھوں گی کیا تم اس کا صحیح جواب دو گے؟ کیا تم ان لوگوں کے بارے میں بتا سکتے ہو جنھوں نے علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں آپ سے سچ کیوں نہیں بولوں گا؟ تو فرمایا: پھر مجھے ان کا قصہ سناؤ۔ تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط کتابت شروع کی، اور دونوں ثالثوں نے اپنا اپنا فیصلہ سنا دیا، تو آٹھ ہزار لوگ جنھیں قراء کہا جاتا تھا، نکل کر کوفہ کے ایک طرف حروراء نامی علاقے میں چلے گئے، وہ لوگ علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے تھے، ان کا کہنا تھا کہ اللہ نے آپ کو جو قمیص پہنائی تھی آپ نے اسے اتار دیا اور اللہ نے آپ کو جو نام عطا کیا تھا آپ نے اسے اپنے آپ سے دور کر دیا، پھر آپ نے جا کر دین کے معاملے میں ثالث قبول کر لیا، حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا ہی چلتا ہے۔ جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ لوگ ان سے ناراض ہو کر جدا ہو گئے ہیں تو انھوں نے منادی کو یہ ندا لگانے کا حکم دیا کہ امیر المؤمنین کے پاس صرف وہی شخص آئے جس نے قرآن کریم اٹھا رکھا ہو، جب ان کا گھر قراء سے بھر گیا تو انھوں نے قرآن کریم (مصحف امام) کا ایک بڑا نسخہ منگوا کر اپنے سامنے رکھا، اور اسے اپنے ہاتھ سے ہلاتے ہوئے کہنے لگے: اے قرآن! لوگوں کو بتا، یہ دیکھ کر لوگ کہنے لگے: امیر المومنین! آپ اس نسخے سے کیا پوچھ رہے ہیں؟ یہ تو کاغذ میں روشنائی ہے، ہاں! اس کے حوالے سے ہم تک جو احکام پہنچے ہیں وہ ہم ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں، آپ کا اس سے کیا مقصد ہے؟ فرمایا: تمھارے یہ ساتھی جو ہم سے جدا ہو کر چلے گئے ہیں، میرے اور ان کے درمیان قرآن کریم ہی فیصلہ

---

(١) حسن: رواه أحمد (٦٥٦)، وأبو يعلىٰ (٤٧٤).

کرے گا، اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں میاں بیوی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾ [النساء: ٣٥]

"اگر تمھیں ان دونوں کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک ثالث مرد کی طرف سے اور ایک ثالث عورت کے اہلِ خانہ کی طرف سے بھیجو، اگر ان کی نیت محض اصلاح ہوئی تو اللہ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرمادے گا۔"

میرا خیال ہے کہ ایک آدمی اور ایک عورت کی نسبت پوری امت کا خون اور حرمت زیادہ اہم ہے۔(اس لیے اگر میں نے اس معاملہ میں ثالثی کو قبول کیا تو کون سا گناہ کیا؟)

اور انھیں میرے اوپر جو اس بات پر اعتراض ہے کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط کتابت کی ہے تو جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں تھے، اور سہیل بن عمرو ہمارے پاس آیا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی قوم سے صلح کی تھی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ہی لکھوایا تھا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم"۔ اس پر سہیل نے کہا: "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہ لکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر کس طرح لکھوائیں؟" اس نے کہا: آپ باسمك اللهم لکھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے کہا: "لکھو، محمد رسول اللہ۔" تو اس نے کہا: اگر میں آپ کو اللہ کا پیغمبر مانتا تو کبھی آپ کی مخالفت نہ کرتا، چنانچہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ لکھوائے: یہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے قریش سے صلح کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ﴾

[الأحزاب: ٢١]

"اللہ کے پیغمبر ﷺ کی ذات میں تمھارے لیے بہترین نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر امید رکھتا ہو۔"

اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس سمجھانے کے لیے بھیجا راوی کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا، جب ہم ان کے وسطِ لشکر میں پہنچے تو ابن الکواء نامی ایک شخص لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے حاملینِ قرآن! یہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آئے ہیں، جو شخص انھیں نہ جانتا ہو، میں اس کے سامنے ان کا تعارف قرآنِ کریم سے پیش کر دیتا ہوں، یہ وہی ہیں کہ ان کے اور ان کی قوم کے بارے میں قرآن کریم میں ﴿قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ [الزخرف: ٥٨] یعنی "جھگڑالو قوم" کا لفظ وارد ہوا ہے۔

اس لیے انھیں ان کے ساتھی، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیج دو اور کتاب اللہ کو ان کے سامنے مت بچھاؤ۔ یہ سن کر ان کے خطباء کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: بخدا! ہم تو ان کے سامنے کتاب اللہ کو پیش کریں گے، اگر یہ حق بات لے کر آئے ہیں تو ہم ان کی پیروی کریں گے اور اگر یہ باطل لے کر آئے ہیں تو ہم اس باطل کو خاموش کرا دیں گے، چنانچہ تین دنوں تک وہ لوگ کتاب اللہ کو سامنے رکھ کر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مناظرہ کرتے رہے، جس کے نتیجے میں ان میں سے چار ہزار لوگ اپنے عقائد سے رجوع کر کے توبہ تائب ہو کر واپس آ گئے، جن میں خود ابن الکواء بھی شامل تھا، اور یہ سب کے سب علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفہ حاضر ہو گئے۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے بقیہ افراد کی طرف قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھجوا دیا کہ ہمارا اور ان لوگوں کا جو معاملہ ہوا وہ تم نے دیکھ لیا، اب تم جہاں چاہو ٹھہرو، تا آنکہ امتِ مسلمہ متفق ہو جائے، ہمارے اور تمھارے درمیان یہ معاہدہ ہے کہ تم ناحق کسی کا خون نہ بہاؤ، ڈاکے نہ ڈالو اور ذمیوں پر ظلم و ستم نہ ڈھاؤ، اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تم پر جنگ مسلط کر دیں گے، کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ ساری روداد سن کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابن شداد! کیا انھوں نے پھر ان لوگوں سے قتال کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک ان کے پاس اپنا کوئی لشکر نہیں بھیجا جب تک انھوں نے مذکورہ معاہدے کو ختم نہ کر دیا، انھوں نے ڈاکے ڈالے، لوگوں کا خون ناحق بہایا، اور ذمیوں پر دست درازی کو حلال سمجھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بخدا! کیا ایسا ہی ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس خدا کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اس بات کی کیا حقیقت ہے جو مجھ تک اہلِ عراق کے ذریعے پہنچی ہے کہ ذوالثدی نامی کوئی آدمی تھا؟ عبداللہ نے کہا: ہاں، میں نے خود اس شخص کو دیکھا ہے، اور مقتولین میں اس کی لاش پر علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا بھی ہوا ہوں، اس موقعے پر علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلا کر پوچھا تھا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ اکثر لوگوں نے یہی کہا تھا کہ میں نے اسے فلاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، میں نے اسے

فلاں محلے کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، کوئی مضبوط بات جس سے اس کی پہچان ہو سکتی، وہ لوگ نہ بتا سکے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ جب علی رضی اللہ عنہ اس کی لاش کے پاس کھڑے تھے تو انھوں نے کیا وہی بات کہی تھی جو اہلِ عراق بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آپ نے اس کے علاوہ بھی ان کے منہ سے کوئی بات سنی؟ انھوں نے کہا: بخدا! نہیں، فرمایا: اچھا ٹھیک ہے، اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اللہ علی پر رحم فرمائے، یہ ان کا تکیہ کلام ہے، یہی وجہ ہے کہ انھیں جب بھی کوئی چیز اچھی یا تعجب خیز معلوم ہوتی ہے تو وہ یہی کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اور اہلِ عراق ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر بات کو پیش کرتے ہیں۔

١٣٢- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: اشْتَكَى عَلِيًّا النَّاسُ، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِينَا خَطِيبًا، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: « أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَشْكُوا عَلِيًّا، فَوَاللَّهِ إِنَّهُ لَأُخَيْشِنٌ فِي ذَاتِ اللَّهِ، أَوْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ».(١)

حسن: رواه الإمام أحمد (١١٨١٧)- ومن طريقه الحاكم (١/٦٨).

132- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دیتے ہوئے کھڑے ہو گئے، اس وقت میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "لوگو! علی کی شکایت نہ کرو، اللہ کی قسم! علی اللہ کی ذات میں یا اللہ کی راہ میں بڑا سخت آدمی ہے۔"

٩- فضائل بقية العشرة المبشرين بالجنة وهم:

باقی عشرۂ مبشرہ کے فضائل اور مناقب، اور وہ یہ ہیں:

١- طلحة بن عبيد الله ﷺ.

٢- الزبير بن العوام ﷺ.

٣- سعد بن أبي وقاص ﷺ.

---

(١) حسن: رواه الإمام أحمد (١١٨١٧)- ومن طريقه الحاكم (١/٦٨).

٤- عبدالرحمن بن عوف ﷺ.

٥- أبو عبيدة بن الجراح ﷺ.

٦- سعيد بن زيد ﷺ.

١٣٣- عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « عَشَرَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ وَسَعِيدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ ».(١)

133- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قریش کے دس لوگ جنت میں ہیں: ابو بکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، سعد جنت میں ہیں، سعید جنت میں ہیں، عبدالرحمان بن عوف جنت میں ہیں اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔"

***

(١) حسن: رواه الطبراني في الكبير (١٣٨٢٣) وفي الأوسط (٢٢٢٢) وفي الصغير (٦٢)

جموع مناقب طلحة بن عبيد الله وأخباره

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

١- باب فضل طلحة بن عبيد الله

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

١٣٤- عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ﷺ قَالَ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دِرْعَانِ يَوْمَ أُحُدٍ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: « أَوْجَبَ طَلْحَةُ ».(١)

وقوله: « **أَوْجَبَ طَلْحَةُ** » أي: عمل عملا أوجب له الجنة.

134- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن نبی اکرم ﷺ کے جسم پر دو زرہیں تھیں، آپ چٹان پر چڑھنے لگے، لیکن نہیں چڑھ سکے، آپ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نیچے بٹھایا، پھر آپ ﷺ ان پر چڑھ گئے یہاں تک کہ چٹان پر سیدھے کھڑے ہو گئے، زبیر کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: "طلحہ نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی۔"

فرمانِ نبوی: "طلحہ نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی" یعنی انھوں نے ایسا عمل کیا جس نے ان کے لیے جنت کو واجب کر دیا۔

١٣٥- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ يَوْمَئِذٍ: « أَوْجَبَ طَلْحَةُ ». حِينَ صَنَعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا صَنَعَ، وَقَدْ كَانَ النَّاسُ انْهَزَمُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى انْتَهَى بَعْضُهُمْ إِلَى الْمنقَّى دُونَ الأَعْوَصِ،

---

(١) حسن: رواه الترمذي (١٦٩٢، ٣٧٣٨)، وأحمد (١٤١٧)، وصححه ابن حبان (٦٩٧٩).

وَفَرَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَعُقْبَةُ بْنُ عُثْمَانَ، وَسَعْدُ بْنُ عُثْمَانَ رَجُلانِ مِنَ الأَنْصَارِ، حَتَّى بَلَغُوا الْجَلْعَبَ - جَبَلًا بِنَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ - فَأَقَامُوا بِهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ لَهُمْ: « لَقَدْ ذَهَبْتُمْ فِيهَا عريضَةً ».(١)

135- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: طلحہ نے اپنے لیے (جنت) واجب کرلی۔ اس وقت جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو کارنامہ انجام دیا تھا، اور لوگ شکست کھاکر اس وقت رسول اللہ ﷺ سے دور چلے گئے تھے، یہاں تک کہ بعض لوگ اعوص کے قریب منقا تک پہنچ گئے، اور عثمان بن عفان، اور دو آدمی انصار بنو زریق کے عقبہ بن عثمان، سعد بن عثمان تو مدینہ سے قریب ایک پہاڑی علاقے بمقام جلعب تک پہنچ گئے، اور وہاں وہ لوگ تین دنوں تک ٹھہرے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ تو کافی دور نکل گئے تھے۔"

١٣٦- عن أنس ﷺ عنْ أَبِي طَلْحَةَ ﷺ قَالَ: "كُنْتُ فِيمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ، حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مِرَارًا، يَسْقُطُ وَآخُذُهُ، وَيَسْقُطُ فَآخُذُهُ. (٢)

136- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنھیں غزوۂ اُحد کے موقعے پر اونگھ نے آگھیرا تھا اور اسی حالت میں میری تلوار کئی مرتبہ (ہاتھ سے چھوٹ کر بے اختیار) گری تھی۔ میں اسے اٹھا لیتا، پھر گر جاتی اور میں اسے پھر اٹھا لیتا۔

١٣٧- عن طلحة ﷺ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوا لاَ يَجْتَرِئُونَ عَلَى مَسْأَلَتِهِ، يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ، فَسَأَلَهُ الأَعْرَابِيُّ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ، وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ، فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ؟ ». قَالَ الأَعْرَابِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

---

(١) **حسن**: رواه محمد بن إسحاق في سيرته (٥١٤).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٤٠٦٨).

« هَذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ ».(١)

137- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک جاہل دیہاتی سے کہا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے «من قضى نحبه» سے متعلق پوچھے کہ اس سے مراد کیا ہے؟ وہ لوگ خود آپ سے یہ سوال پوچھنے کی ہمت نہیں کر رہے تھے، وہ آپ کا ادب و احترام کرتے تھے اور آپ سے ڈرتے بھی تھے، اعرابی نے آپ سے پوچھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا، اس نے پھر پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کی طرف توجہ نہ دی، اس نے پھر پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بے رخی برتی، پھر میں مسجد کے دروازے سے نمودار ہوا اور (اندر آیا) میں (نمایاں) سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا: "من قضى نحبه سے متعلق پوچھنے والا شخص کہاں ہے"؟ اعرابی نے کہا: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ شخص (طلحہ) انہی لوگوں میں سے ہے، جنھوں نے اپنے کام اور ذمہ داریاں پوری کر دی ہیں۔"

٢- باب ثبات طلحة مع النبي ﷺ يوم أحد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی کا بیان

١٣٨- عن السائب بن يزيد قال: صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ ابْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا -رضى الله عنهم- فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، إِلاَّ أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ.(٢)

138- سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں، عبدالرحمان بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، مقداد بن اسود اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہا ہوں، لیکن میں نے ان حضرات میں سے کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ صرف طلحہ رضی اللہ عنہ سے غزوۂ اُحد کے متعلق حدیث سنی تھی۔

١٣٩- عَنْ قَيْسِ بن أبي حازم، قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلاَّءَ، وَقَى بِهَا

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٢٠٣، ٣٧٤٢) وحسّنه، والبزار (٩٤٣)، وأبو يعلىٰ (٦٦٣).
(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٤٠٦٢).

النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. (١)

139- قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا۔ اس ہاتھ سے انھوں نے غزوۂ اُحد کے دن نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا تھا۔

١٤٠- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ فِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ، وَفِيهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَأَدْرَكَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ: « مَنْ لِلْقَوْمِ؟ ». فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « كَمَا أَنْتَ ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: « أَنْتَ ». فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ: «مَنْ لِلْقَوْمِ؟ ». فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا. قَالَ: « كَمَا أَنْتَ ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا. فَقَالَ: « أَنْتَ ». فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ وَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَيُقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتَّى يُقْتَلَ، حَتَّى بَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ لِلْقَوْمِ؟ ». فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا. فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الأَحَدَ عَشَرَ حَتَّى ضُرِبَتْ يَدُهُ، فَقُطِعَتْ أَصَابِعُهُ فَقَالَ: حَسٍّ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللَّهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلاَئِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ ». ثُمَّ رَدَّ اللَّهُ الْمُشْرِكِينَ. (٢)

140- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد کے دن جب لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے، (اس وقت) رسول اللہ ﷺ بارہ (١٢) انصاری صحابہ کے ساتھ ایک طرف موجود تھے۔ انہیں میں ایک طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مشرکین نے انھیں (تھوڑا دیکھ کر) گھیر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: "ہماری طرف سے کون لڑے گا؟" طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں (آپ کا دفاع کروں گا)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جیسے ہو ویسے ہی رہو" تو

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٠٦٣).
(٢) حسن: رواه النسائي (٣١٤٩) وعنه ابن السني في عمل اليوم والليلة (٦٧٠).

ایک دوسرے انصاری صحابی نے کہا: اللہ کے رسول! میں (دفاع کے لیے تیار ہوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم (لڑو ان سے) تو وہ لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیے گئے۔" پھر آپ ﷺ نے مڑ کر (سب پر) ایک نظر ڈالی تو مشرکین موجود تھے آپ نے پھر آواز لگائی: "قوم کی کون حفاظت کرے گا"؟ طلحہ رضی اللہ عنہ (پھر) بولے: میں حفاظت کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "(تم ٹھہرو) تم جیسے ہو ویسے ہی رہو"، تو دوسرے انصاری صحابی نے کہا: اللہ کے رسول! میں قوم کی حفاظت کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم (لڑو ان سے)" پھر وہ صحابی (مشرکین سے) لڑے اور شہید ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ برابر ایسے ہی پکارتے رہے اور کوئی نہ کوئی انصاری صحابی ان مشرکین کے مقابلے کے لیے میدان میں اترتا اور نکلتا رہا اور اپنے پہلوں کی طرح لڑ لڑ کر شہید ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور طلحہ بن عبید اللہ ہی باقی رہ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آواز لگائی: "قوم کی کون حفاظت کرے گا؟" طلحہ رضی اللہ عنہ نے (پھر) کہا: میں کروں گا (یہ کہہ کر) پہلے گیارہ (شہید ساتھیوں) کی طرح مشرکین سے جنگ کرنے لگ گئے۔ (اور لڑتے رہے) یہاں تک کہ ہاتھ پر ایک کاری ضرب لگی اور انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔ انھوں نے کہا: "حس"، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم (حس کے بجائے) «بسم الله» کہتے تو فرشتے تمھیں اٹھا لیتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔" پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو واپس کر دیا (یعنی وہ مکہ لوٹ گئے)۔

١٤١- عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ: لَمْ يَبْقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا. (١)

141- ابو عثمان سے روایت ہے کہ بعض غزوات کے وقت جن میں خود رسول اللہ ﷺ نے شمولیت کی، نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حضرات طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ یہ بات خود ان کی بیان کردہ حدیث میں ہے۔

٣- باب ما روي أن طلحة والزبير جارا النبي ﷺ في الجنة

طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے جنت میں نبی کریم ﷺ کا پڑوسی ہونے کا بیان

روي عَنْ عَلِيِّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنِي، مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٢٢، ٣٧٢٣)، ومسلم (٢٤١٤).

وَهُوَ يَقُولُ: « طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ ».(١)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ کلمات سنے: "طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔"

***

(١) **صحيح**: رواه الترمذي (٣٧١٤) والبزار (٨١٨)

جموع مناقب الزبير بن العوام وأخباره

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

هو الزبير بن العوام حواري رسول الله ﷺ، وابن عمته صفية بنت عبد المطلب، وأحد العشرة المشهود لهم بالجنة، وأحد الستة من أهل الشورىٰ، وأول من سلَّ سيفه في سبيل الله، أسلم وهو حدث، له ست عشرة سنة.

وقد ورد أن الزبير كان رجلا طويلا إذا ركب خطَّت رجلاه الأرض.

آپ کا نام زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں، آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہیں، آپ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں، اس چھے رکنی شورائی کمیٹی کا بھی آپ حصہ تھے جو عمر رضی اللہ عنہ نے تشکیل دی تھی، آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی تلوار اللہ کی راہ میں سونتی تھی، آپ بچپنے ہی میں اسلام لائے تھے، اس وقت آپ کی عمر صرف سولہ سال تھی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اتنے لمبے تھے کہ جب سوار ہوتے تو آپ کے پیر زمین پر گھسٹ رہے ہوتے۔

١- باب ما جاء في شجاعة الزبير يوم الخندق وجمع النبي ﷺ له أبويه

خندق کے دن زبیر رضی اللہ عنہ کی بہادری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لیے اپنے والدین کے فدا ہونے کا ذکر کرنے کا بیان

١٤٢- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فِي النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ، يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ، رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ. قَالَ: أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ ». فَانْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَوَيْهِ فَقَالَ:

« فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ».(١)

142- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جنگِ احزاب کے موقعے پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آجا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا، پھر جب میں وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کی: ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انھوں نے کہا: بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔" اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے (فرطِ مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔"

١٤٣- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الأَحْزَابِ؟ ». قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: « مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟ ». قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ ».(٢)

قوله: « **مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ** » أي: خبر بني قريظة في نقض العهد، وأما قصة حذيفة رضي الله عنه فكانت لخبر قريش، وكانت في ليلة شديدة البرد.

143- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگِ خندق کے دن فرمایا: "دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لائے گا؟" زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاؤں گا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ پھر پوچھا: "دشمن کے لشکر کی خبر کون لائے گا؟" اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاؤں گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے حواری (سچے مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری (زبیر) ہیں۔"

فرمانِ نبوی: "دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لائے گا؟": یہاں دشمن سے مراد بنو قریظہ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٢٠)، ومسلم (٢٤١٦).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٨٤٦) و (٤١١٣)، ومسلم (٢٤١٥-٤٨).

ہیں، جنھوں نے معاہدہ توڑ دیا تھا، البتہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ ہے وہ قریش کی خبر لانے سے متعلق ہے، اور وہ سخت سردی والی رات تھی۔

١٤٤- عَنْ عَلِيِّ بن أبي طالب رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّام ».(١)

144- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر نبی کے حواری (سچے مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام ہیں۔"

١٤٥- عن ابْنِ عُمَرَ أنه سَمِعَ رَجُلا، يَقُولُ: يَا ابْنَ حَوَارِيِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنْ كُنْتَ مِنْ آلِ الزُّبَيْرِ وَإِلا فَلا.(٢)

145- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کے بیٹے! کہا: اگر آپ آلِ زبیر رضی اللہ عنہ سے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔

٢- باب ما جاء في أخبار الزبير بن العوام

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان

١٤٦- عن عروة بن الزبير قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ رضي الله عنها: أَبَوَاكَ وَاللَّهِ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ.(٣)

وزاد في لفظ: "تعني أبا بكر والزبير".

146- عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! تمھارے دونوں باپ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے (اُحد کے دن) زخم کھا لینے کے بعد (بھی) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے پر لبیک کہا تھا۔ اور ایک حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا (دونوں باپوں سے) ابو بکر اور زبیر رضی اللہ عنہما مراد لے رہی تھیں۔

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٧٤٤)، وأحمد (٦٨٠).

(٢) صحيح: رواه البزار -كشف الأستار (٢٥٩٤)، والطبراني في الكبير (١/٧٨).

(٣) صحيح: رواه مسلم (٢٤١٨-٥١).

١٤٧- عن مروان بن الحكم قال: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ﷺ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ، حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ، وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: اسْتَخْلِفْ. قَالَ: وَقَالُوهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَمَنْ؟ فَسَكَتَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ - أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ - فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ. فَقَالَ عُثْمَانُ: وَقَالُوا؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا: الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ، وَإِنْ كَانَ لأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.(١)

147- مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور عرض کی کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے، -میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے- انھوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ نامزد کر دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا: کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

١٤٨- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي، فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَقَالَ: يَا بُنَيِّ، إِنَّهُ لاَ يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلاَّ ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ، وَإِنِّي لاَ أُرَانِي إِلاَّ سَأُقْتَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا، وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدَيْنِي، أَفَتُرَى يُبْقِي دَيْنُنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا؟ فَقَالَ: يَا بُنَيِّ بِعْ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي. وَأَوْصَى بِالثُّلُثِ، وَثُلُثِهِ لِبَنِيهِ، يَعْنِي

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧١٧).

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: ثُلُثُ الثُّلُثِ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَثُلُثُهُ لِوَلَدِكَ. قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ وَازَى بَعْضَ بَنِي الزُّبَيْرِ خُبَيْبٌ وَعَبَّادٌ، وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِينَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَجَعَلَ يُوصِينِي بِدَيْنِهِ، وَيَقُولُ: يَا بُنَيَّ، إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلاَيَ. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ: يَا أَبَتِ مَنْ مَوْلاَكَ؟ قَالَ: اللَّهُ. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دَيْنِهِ إِلاَّ قُلْتُ: يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ، اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ. فَيَقْضِيهِ، فَقُتِلَ الزُّبَيْرُ ﷺ وَلَمْ يَدَعْ دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا، إِلاَّ أَرَضِينَ مِنْهَا الْغَابَةُ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ، وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ، وَدَارًا بِالْكُوفَةِ، وَدَارًا بِمِصْرَ.

قَالَ: وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ: لاَ، وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ، فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ، وَمَا وَلِيَ إِمَارَةً قَطُّ، وَلاَ جِبَايَةَ خَرَاجٍ وَلاَ شَيْئًا، إِلاَّ أَنْ يَكُونَ فِي غَزْوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﷺ.

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: فَحَسَبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ قَالَ: فَلَقِيَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، كَمْ عَلَى أَخِي مِنَ الدَّيْنِ؟ فَكَتَمَهُ. فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ. فَقَالَ حَكِيمٌ: وَاللَّهِ مَا أُرَى أَمْوَالَكُمْ تَسَعُ لِهَذِهِ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَمِائَتَيْ أَلْفٍ؟ قَالَ: مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هَذَا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي.

قَالَ: وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ، فَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِأَلْفِ أَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ، فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ، وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ: إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لاَ. قَالَ: فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تُؤَخِّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لاَ. قَالَ: قَالَ: فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَكَ مِنْ

هَا هُنَا إِلَى هَا هُنَا. قَالَ: فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ، وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ أَلْفٍ. قَالَ: كَمْ بَقِيَ؟ قَالَ: أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ وَنِصْفٌ. قَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ. قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ. وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: كَمْ بَقِيَ؟ فَقَالَ: سَهْمٌ وَنِصْفٌ. قَالَ: أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ. قَالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّمِائَةِ أَلْفٍ.

فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ: اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا. قَالَ: لاَ، وَاللَّهِ لاَ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعَ سِنِينَ أَلاَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ. قَالَ: فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ، فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعُ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ: فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَرَفَعَ الثُّلُثَ، فَأَصَابَ كُلَّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ، فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ. (١)

148- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمل کی جنگ کے موقع پر جب زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انھوں نے مجھے بلایا، میں ان کے پہلو میں جاکر کھڑا ہو گیا، انھوں نے کہا: بیٹے! آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم، میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرض کی (ادائیگی کی) ہے۔ کیا تمھیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ سکے گا؟ پھر انھوں نے کہا: بیٹے! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا۔ اس کے بعد انھوں نے ایک تہائی کی میرے لیے اور اس تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے کی، یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بچوں کے لیے۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا ایک تہائی تمھارے بچوں کے لیے ہو گا۔ ہشام راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض لڑکے زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣١٢٩).

اور عباد۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے اس وقت نو لڑکے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر زبیر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد طلب کر لینا۔ عبد اللہ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا یہاں تک کہ میں نے پوچھا کہ ابا جان! آپ کے مولا کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: اللہ کی قسم! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی کہ اے زبیر کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرا دے اور پھر ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زبیر رضی اللہ عنہ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انھوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو اراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ میں تھے، دو مکان بصرہ میں تھے، ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔

عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اسے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ زبیر رضی اللہ عنہ کسی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ نہ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور نہ کوئی دوسرا عہدہ انھوں نے قبول کیا، البتہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ جہاد کے لیے ضرور جاتے تھے۔

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے قرض کا حساب لگایا تو اسے ۲۲ لاکھ درہم پایا۔ کہتے ہیں کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ملاقات عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو انھوں نے پوچھا: بھتیجے! میرے بھائی پر قرض کتنا ہے؟ تو انھوں نے چھپا کر کہا کہ صرف ایک لاکھ۔ حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگوں کا مال اسے ادا کر پائے گا، تو ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ قرض ۲۲ لاکھ ہو؟ تو فرمایا: پھر تو میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ اسے ادا کر پاؤ گے، اگر ضرورت پڑی تو مجھ سے ضرور مدد لینا۔

کہتے ہیں کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار درہم میں خریدی تھی جسے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ۱۶ لاکھ میں بیچا، پھر کھڑے ہو کر کہا: زبیر رضی اللہ عنہ پر جس کا کوئی قرضہ ہو وہ غابہ کی زمین میں آ کر مجھ سے

ملے، تو عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما آئے جن کا قرضہ زبیر رضی اللہ عنہ پر ۴ لاکھ تھا، آکر عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ لوگ چاہیں تو میں اسے تم لوگوں کے لیے چھوڑ دیتا ہوں، تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ پھر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر چاہو تو قرض مؤخر میں اسے شامل کرلو۔ تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ تو پھر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا: پھر مجھے غابہ کی زمین کا ایک ٹکڑا دے دو۔ تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے، یہاں سے یہاں تک لے لو۔ کہتے ہیں کہ اس طرح اسے بیچ کر پورا قرض ادا کر دیا، پھر بھی اس غابہ کی زمین کے ساڑھے چار حصے بچ گئے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اس وقت آپ کے پاس عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بیٹھے تھے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: غابہ کی قیمت کتنی لگائی ہے؟ کہا: ہر حصے کا ایک لاکھ۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کتنے حصے باقی ہیں؟ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ساڑھے چار حصے باقی ہیں۔ منذر بن زبیر نے کہا: میں ایک حصہ ایک لاکھ میں لے لیتا ہوں۔ عمرو بن عثمان نے کہا: میں بھی ایک حصہ ایک لاکھ میں لے لیتا ہوں۔ ابن زمعہ نے کہا: میں بھی ایک حصہ ایک لاکھ میں لے لیتا ہوں۔ معاویہ نے کہا: اب کتنا باقی رہا؟ کہا: ڈیڑھ حصہ باقی رہ گیا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے ڈیڑھ لاکھ میں لے لیا۔ راوی کہتے ہیں: پھر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چھے لاکھ میں فروخت کر دیا۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب قرض کی ادائیگی سے فارغ ہوگئے تو آلِ زبیر نے کہا: اب ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کردیں، تو انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تقسیم نہیں کرسکتا جب تک کہ چار سالوں تک موسمِ حج میں منادی نہ کر دوں کہ جس کا بھی زبیر رضی اللہ عنہ پر کوئی قرض ہو وہ آکر لے لے، ہم اسے ادا کریں گے۔ کہتے ہیں: پھر ہر سال آکر موسمِ حج میں منادی کرتے، چنانچہ جب چار سال گزر گئے تو پھر تقسیم کیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں، وصیت کی تہائی علاحدہ کرنے کے بعد ان میں سے ہر بیوی کو بارہ بارہ لاکھ ملے، اس طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے تمام ترکے کی مالیت پانچ کروڑ دو لاکھ تھی۔

٣- أخبار الزبير بن العوام في قتاله وشجاعته

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت کا بیان

١٤٩- عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ﷺ ثَلاَثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ، إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لأُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيهَا. قَالَ: ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَوَاحِدَةً

يَوْمَ الْيَرْمُوكِ. قَالَ عُرْوَةُ: وَقَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِينَ قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: يَا عُرْوَةُ، هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَمَا فِيهِ؟ قُلْتُ: فِيهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ: صَدَقْتَ، بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ. ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ. قَالَ هِشَامٌ: فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلاَثَةَ آلاَفٍ، وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ. (١)

149- عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر تلوار کے تین (گہرے) زخموں کے نشانات تھے۔ ایک ان کے کندھے پر تھا (اور اتنا گہرا تھا) کہ میں بچپن میں اپنی انگلیاں ان میں داخل کر دیا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ ان میں سے دو زخم بدر کی لڑائی میں آئے تھے اور ایک جنگِ یرموک میں آیا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا تو مجھ سے عبدالملک بن مروان نے کہا: اے عروہ! کیا زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار تم پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، پہچانتا ہوں۔ اس نے پوچھا: اس کی نشانی بتاؤ؟ میں نے کہا: اس کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے ہیں اور یہ بدر کے روز پڑے تھے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم نے سچ کہا، (پھر اس نے نابغہ شاعر کا یہ مصرع پڑھا):

بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

یعنی فوجوں کے ساتھ لڑتے لڑتے ان کی تلواروں میں دندانے پڑے ہوئے ہیں۔ پھر عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو واپس کر دی۔ ہشام نے بیان کیا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ اس تلوار کی قیمت تین ہزار درہم تھی۔ وہ تلوار ہمارے ایک عزیز (عثمان بن عروہ) نے قیمت دے کر لے لی تھی میری بڑی آرزو تھی کہ کاش! وہ تلوار میرے حصے میں آتی۔

١٥٠- عن عروة بن الزبير أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ: أَلاَ تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ. فَقَالُوا: لاَ نَفْعَلُ، فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوفَهُمْ، فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ، ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلاً، فَأَخَذُوا بِلِجَامِهِ، فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ، بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٩٧٣).

عُرْوَةُ: كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ. قَالَ عُرْوَةُ: وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهْوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ، فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَ وَكَّلَ بِهِ رَجُلاً. (١)

150- عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے یرموک کی جنگ میں کہا: آپ حملہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر حملہ کریں؟ انھوں نے کہا کہ اگر میں نے ان پر زور کا حملہ کر دیا تو پھر تم لوگ پیچھے رہ جاؤ گے۔ سب بولے کہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمن (رومی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ کوئی ایک بھی (مسلمان) نہیں رہا، پھر (مسلمان فوج کی طرف) آنے لگے تو رومیوں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کندھے پر دو کاری زخم لگائے، جو زخم بدر کی لڑائی کے موقع پر ان کو لگا تھا وہ ان دونوں زخموں کے درمیان میں تھا۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جب میں چھوٹا تھا تو ان زخموں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ یرموک کی لڑائی کے موقعے پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ گئے تھے، اس وقت ان کی عمر کل دس سال کی تھی اس لیے ان کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک صاحب کی حفاظت میں دے دیا تھا۔

١٥١- عن عروة قَالَ: كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ. قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ. (٢)

151- عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پر چاندی جڑی ہوئی تھی۔ ہشام نے کہا کہ (میرے والد) عروہ کی تلوار پر بھی چاندی جڑی ہوئی تھی۔

***

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٩٧٥).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٩٧٤).

جموع مناقب سعد بن أبي وقاص وأخباره

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

هو: سعد بن مالك بن وهيب بن عبد مناف يجمع مع النبي ﷺ في كلاب بن مرة، وكنية أبيه "أبو وقاص"، وأن الله فتح العراق على يد سعد بن أبي وقاص، وكان مقدم الجيوش يوم وقعة القادسية، ونصر الله به دينه، ونزل سعد بالمدائن، ثم كان أمير الناس يوم جلولاء، فكان النصر على يده، واستأصل الله الأكاسرة، وأمه حمنة بنت سفيان بن أبي أمية، لم تُسلم وسيأتي ذكرُها في الباب الثالث.

آپ کا نام سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف ہے، کلاب بن مرہ میں جاکر آپ نبی کریم ﷺ کے نسبِ اطہر سے مل جاتے ہیں، آپ کے والد کی کنیت ابو وقاص ہے، اللہ تعالیٰ نے عراق کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح کیا، جنگِ قادسیہ میں آپ اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اپنے دین کو غالب کیا۔ سعد رضی اللہ عنہ مدائن میں ٹھہر گئے تھے، معرکۂ جلولاء میں آپ لوگوں کے امیر تھے، چنانچہ آپ ہی کے ہاتھ پر وہاں بھی فتح حاصل ہوئی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کی حکومت کی جڑ کاٹ دی، آپ کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان بن ابی امیہ تھا، لیکن وہ اسلام نہ لا سکیں، عنقریب ان کا ذکر تیسرے باب میں آئے گا۔

١- باب أن سعد بن أبي وقاص رجل صالح

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نیک آدمی تھے

١٥٢- عن عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَرِقَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: « لَيْتَ رَجُلاً صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ »، إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلاَحِ قَالَ: «مَنْ هَذَا؟» قَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ. فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَهُ.(١)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧٢٣١)، ومسلم (٢٤١٠-٣٩).

وفي لفظ: سَهِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً، وَفِيهِ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ سِلاَحٍ فَقَالَ: « مَنْ هَذَا؟ ». قَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا جَاءَ بِكَ؟ ». قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَامَ. رواه مسلم (٢٤١٠-٤٠) من وجه آخر.

152- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ کو نیند نہ آئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد میرے لیے آج رات پہرہ دیتا۔" اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "کون صاحب ہیں؟" کہا: میں سعد ہوں، اے اللہ کے رسول! میں آپ کے لیے پہرہ دینے آیا ہوں، پھر نبی کریم ﷺ سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں: مدینہ طیبہ آنے کے بعد ایک رات رسول اللہ ﷺ جاگتے رہے (یعنی آپ ﷺ کو نیند نہیں آئی)، اسی حدیث میں ہے کہ ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" عرض کی: سعد بن ابی وقاص! رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "تم کیوں آئے؟"، وہ بولے: مجھے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ڈر ہوا تو میں آپ ﷺ کی حفاظت کرنے کے لیے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، پھر آپ ﷺ سو گئے۔ (مسلم: ۲۴۱۰-۴۰)

٢- باب أن النبي ﷺ جمع أبويه لسعد بن أبي وقاص

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے والدین کو جمع کیا

١٥٣- عن علي رضي الله عنه يقول: ما جمع رسول الله ﷺ أبويه لأحد غير سعد بن مالك، فإنه جعل يقول له يوم أحد: « اِرْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ». (١)

قوله: **"سعد بن مالك"** هو سعد بن أبي وقاص.

153- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کو کسی کے لیے جمع

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٩٠٥) و (٤٠٥٩)، ومسلم (٢٤١١-٤١).

نہیں کیا (یعنی یوں نہیں فرمایا کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں) مگر سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن ان سے فرمایا: "تیر چلاؤ، اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔"

سعد بن مالک سے مراد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

١٥٤- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ. (١)

وفي لفظ: نَثَلَ لِي النَّبِيُّ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: « ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ». رواه البخاري (٤٠٥٥).

وفي لفظ: "لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا. يُرِيدُ حِينَ قَالَ: «فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي » وَهُوَ يُقَاتِلُ". رواه البخاري (٤٠٥٧)، ومسلم (٢٤١٢-٤٢).

وفي لفظ زاد مسلم (٢٤١٢-٤٢) بعد قوله: "جمع له أبويه يوم أحد"، قال: "كان رجل من المشركين قد أحرق المسلمين، فقال له النبي ﷺ: « **ارم فداك أبي وأمي**»، قال: فنزعت له بسهم ليس فيه نصل، فأصبت جَنْبه فسقط، فانكشفت عورته، فضحك رسول الله ﷺ حتى نظرت إلى نواجذه".

154- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ دونوں کو میرے لیے احد کے دن جمع کیا تھا۔

یہ الفاظ مسلم کے ہیں، اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: غزوۂ اُحد کے موقعے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیے اور فرمایا: "خوب تیر برسائے جاؤ، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔" (البخاری:۴۰۵۵)

اور ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے موقعے پر (میری ہمت بڑھانے کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا۔ ان کی مراد آپ کے اس ارشاد سے تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا جب وہ جنگ کر رہے تھے: "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٢٥)، ومسلم (٢٤١٢)- واللفظ لمسلم.

اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں جسے مسلم (۲۴۱۲-۴۲) نے اس قول: "احد کے دن اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا۔" کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: مشرکوں میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو جلا ڈالا تھا، (یعنی بہت مسلمانوں کو قتل کیا تھا) تو ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تیر چلاؤ اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔" چنانچہ میں نے اس کے لیے ایک تیر کھینچا، اس کے پَر ہی نہیں تھے، میں نے وہ اس کے پہلو میں مارا تو وہ گر گیا جس سے اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ تو (اس کے اس طرح گرنے پر) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، یہاں تک کہ مجھے آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں (یعنی آپ ﷺ کھل کھلا کر ہنسے)۔

٣- باب أن سعدا نزلت فيه آيات من القرآن الكريم

سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں قرآنِ کریم کی چند آیتیں نازل ہوئی ہیں

١٥٥- عن مصعب بن سعد، عن أبيه ﷺ أَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِ آيَاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ: حَلَفَتْ أُمُّ سَعْدٍ أَنْ لاَ تُكَلِّمَهُ أَبَدًا حَتَّى يَكْفُرَ بِدِينِهِ وَلاَ تَأْكُلَ وَلاَ تَشْرَبَ. قَالَتْ: زَعَمْتَ أَنَّ اللَّهَ وَصَّاكَ بِوَالِدَيْكَ وَأَنَا أُمُّكَ وَأَنَا آمُرُكَ بِهَذَا. قَالَ: مَكَثَتْ ثَلاَثًا حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ، فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ: عُمَارَةُ فَسَقَاهَا، فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى سَعْدٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حُسْنًا﴾ [العنكبوت:٨] ﴿وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِى﴾ [لقمان: ١٥] وَفِيهَا: ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ [لقمان: ١٥].

قَالَ: وَأَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَنِيمَةً عَظِيمَةً، فَإِذَا فِيهَا سَيْفٌ، فَأَخَذْتُهُ فَأَتَيْتُ بِهِ الرَّسُولَ ﷺ، فَقُلْتُ: نَفِّلْنِي هَذَا السَّيْفَ فَأَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُ. فَقَالَ: « رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ ». فَانْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُلْقِيَهُ فِي الْقَبَضِ لاَمَتْنِي نَفْسِي فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ أَعْطِنِيهِ. قَالَ: فَشَدَّ لِي صَوْتَهُ "رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ". قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ﴾[الأنفال: ١].

قَالَ: وَمَرِضْتُ فَأَرْسَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَانِي فَقُلْتُ: دَعْنِي أَقْسِمْ مَالِي حَيْثُ

شِئْتُ . قَالَ: فَأَبَى. قُلْتُ: فَالنِّصْفَ. قَالَ: فَأَبَى. قُلْتُ: فَالثُّلُثَ. قَالَ: فَسَكَتَ فَكَانَ بَعْدُ الثُّلُثُ جَائِزًا.

قَالَ: وَأَتَيْتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِينَ فَقَالُوا: تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَنَسْقِيكَ خَمْرًا. وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ قَالَ: فَأَتَيْتُهُمْ فِي حَشٍّ وَالْحَشُّ الْبُسْتَانُ- فَإِذَا رَأْسُ جَزُورٍ مَشْوِيٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ قَالَ: فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ مَعَهُمْ قَالَ: فَذُكِرَتِ الأَنْصَارُ وَالْمُهَاجِرُونَ عِنْدَهُمْ. فَقُلْتُ: الْمُهَاجِرُونَ خَيْرٌ مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: فَأَخَذَ رَجُلٌ أَحَدَ لَحْيَيِ الرَّأْسِ فَضَرَبَنِي بِهِ فَجَرَحَ بِأَنْفِي. فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ - يَعْنِي نَفْسَهُ - شَأْنَ الْخَمْرِ: ﴿إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ﴾ [المائدة: ٩٠]. (١)

وفي لفظ عنده: "نزلت فيَّ أربع آيات: فذكر قصة السيف، وفيه أنه كرر طلبه أربع مرات، ويقول له النبي ﷺ في كل مرة: « **ضعه من حيث أخذته** ».

قلت: تبين مما سبق أن سعدا نزلت فيه أربع آيات، ولكن ورد في هذه الطرق ذكر ثلاث آيات فقط، وسيأتي ذكر الآية الرابعة إن شاء الله.

155- مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے اپنے باپ سے سنا کہ ان کے بارے میں قرآن کی کئی آیتیں اتریں۔ کہتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں نے قسم کھائی تھی کہ ان سے کبھی بات نہ کرے گی جب تک وہ اپنا دین (یعنی دینِ اسلام) نہ چھوڑیں گے اور نہ کھائے گی نہ پیے گی۔ وہ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ نے تجھے ماں باپ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تیری ماں ہوں، تجھے اس دین کو چھوڑنے کا حکم دیتی ہوں۔ پھر تین دن تک یوں ہی رہی کچھ کھایا نہ پیا، یہاں تک کہ کمزوری سے بے ہوش ہو گئی، آخر ایک بیٹا اس کا جس کا نام عمارہ تھا، کھڑا ہوا اور اس کو پانی پلایا۔ (ہوش میں آکر) وہ سعد رضی اللہ عنہ کے لیے بددعا کرنے لگی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ بِوَٰلِدَيْهِ حُسْنًا﴾ [العنكبوت: ٨]

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (١٧٤٨-٤٣).

"اور ہم نے حکم دیا آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا۔"

﴿وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشۡرِكَ بِي﴾ [لقمان: ١٥]

"لیکن وہ اگر زور ڈالیں تجھ پر کہ تو شریک کرے میرے ساتھ۔"

اور اسی آیت میں یہ بھی ہے:

﴿وَصَاحِبۡهُمَا فِي ٱلدُّنۡيَا مَعۡرُوفٗا﴾ [لقمان: ١٥]

"اور رہ ان کے ساتھ دنیا میں دستور کے موافق۔"

اور ایک بار رسول اللہ ﷺ کو بہت سا غنیمت کا مال ہاتھ آیا، اس میں ایک تلوار بھی تھی، وہ میں نے لے لی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا۔ میں نے عرض کی: یہ تلوار مجھ کو انعام دے دیجیے اور میرا حال آپ جانتے ہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو وہیں رکھ دے جہاں سے تو نے اٹھائی ہے۔" میں چلا گیا، جب میں نے اس کو مقبوضہ غنائم میں واپس رکھنا چاہا تو میرے دل نے مجھے ملامت کی اور میں پھر آپ ﷺ کے پاس آگیا۔ میں نے عرض کی کہ یہ تلوار مجھے دے دیجیے۔ آپ ﷺ نے سختی سے فرمایا: "رکھ دے اسی جگہ، جہاں سے تو نے اٹھائی ہے۔" تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿يَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلۡأَنفَالِ﴾ [الأنفال: ١]

"تجھ سے پوچھتے ہیں لوٹ کی چیزوں کو۔"

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بیمار ہوا تو میں نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ تشریف لائے، میں نے کہا: مجھ کو اجازت دیجیے میں اپنے مال کو بانٹ دوں جس کو چاہوں۔ آپ ﷺ نے نہ مانا، میں نے کہا: اچھا آدھا مال بانٹ دوں۔ آپ ﷺ نے نہ مانا، میں نے کہا: اچھا تہائی مال بانٹ دوں، آپ ﷺ خاموش ہوگئے، پھر یہی حکم ہوا کہ تہائی مال تک بانٹنا درست ہے۔

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک بار میں انصار اور مہاجرین کے کچھ لوگوں کے پاس گیا، انھوں نے کہا: آؤ ہم تم کو کھانا کھلائیں گے اور شراب پلائیں گے۔ اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ میں کھجوروں کے جھنڈ کے درمیان خالی جگہ میں ان کے پاس پہنچا، وہاں ایک اونٹ کے سر کا گوشت بھونا گیا تھا اور شراب کی ایک مشک رکھی تھی، میں نے گوشت کھایا اور ان کے ساتھ شراب پی، وہاں مہاجرین اور انصار کا ذکر آیا۔ میں نے کہا: مہاجرین، انصار سے بہتر ہیں۔ ایک شخص نے (اونٹ کا) ایک جبڑا لیا اور

مجھے مارا، میری ناک زخمی ہو گئی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا، تب اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں شراب کے متعلق یہ آیت اتاری:

﴿ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ ﴾ [المائدة: ٩٠]

"شراب، جوا، تھان اور پانسے یہ سب نجس اور شیطان کے کام ہیں۔"

اور صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: میرے بارے میں چار آیتیں اتری ہیں: پھر تلوار کا قصہ بیان کیا، اور اسی میں ہے کہ آپ نے چار مرتبہ اس کا مطالبہ کیا، اور ہر بار نبی کریم ﷺ آپ سے یہی کہتے رہے: "جہاں سے اٹھایا ہے اسی جگہ رکھ دو۔"

میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں چار آیتیں اتری ہیں، البتہ سیاق میں صرف تین ہی آیتوں کا ذکر آیا ہے، ان شاء اللہ چوتھی آیت کا ذکر عنقریب آنے والا ہے۔

١٥٦- عَنْ سَعْد بن أبي وقاص رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اطْرُدْ هَؤُلاَءِ لاَ يَجْتَرِئُونَ عَلَيْنَا. قَالَ: وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ وَبِلاَلٌ وَرَجُلاَنِ لَسْتُ أُسَمِّيهِمَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَىْءٍ﴾ [الأنعام: ٥٢]. (١)

156- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھے آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ مشرکوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے بھیج دیجیے یہ ہمارے سامنے آنے کی جرأت نہ کریں گے، ان لوگوں میں میں بھی تھا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے اور ایک شخص ہذیل کا تھا اور بلال رضی اللہ عنہ اور دو شخص اور تھے جن کا میں نام نہیں لیتا۔ تو رسول اللہ ﷺ کے دل میں جو اللہ نے چاہا وہ آیا۔ آپ ﷺ نے دل ہی دل میں باتیں کیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

﴿ وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَىْءٍ ﴾ [الأنعام: ٥٢]

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤١٣-٤٦).

"مت ہٹا ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام اور چاہتے ہیں اس کی رضا مندی، ان کا حساب تمھارے اوپر نہیں ہے۔"

٤- باب أن سعدا أسلم يوم أسلم وهو ثلث الإسلام

سعد رضی اللہ عنہ جس دن اسلام لائے اس وقت اسلام کا تیسرا فرد تھے

١٥٧- عن سعد بن أبي وقاص ﷺ يقول: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ. (١)

قوله: "**ثلث الإسلام**" أي: خديجة وأبو بكر وهو الثالث، وذلك حسب علمه، وقد أسلم قبله أناس آخرون، ولكنهم أخفوا إسلامَهم.

157- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن میں اسلام لایا، اسی دن دوسرے (سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے حضرات صحابہ) بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی طور پر رہا کہ میں اسلام کا تیسرا فرد تھا۔

آپ کا کہنا: "اسلام کا تیسرا فرد تھا": یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور یہ تیسرے تھے، اور یہ ان کی جانکاری کے حساب سے ہے، ورنہ ان سے پہلے دیگر چند لوگ اسلام لا چکے تھے، لیکن ان لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپا کر رکھا تھا۔

٥- باب أن سعد بن أبي وقاص أول العرب رمى بسهم في سبيل الله

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سب سے پہلے عرب ہیں جنھوں نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا

١٥٨- عن سعد بن أبي وقاص ﷺ قال: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَرَأَيْتُنَا نَغْزُو، وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهَذَا السَّمُرُ، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ، مَا لَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ، خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِي. (٢)

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٤٢٧).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٤٥٣)، ومسلم (٢٩٦٦-١٢).

158- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا۔ ہم نے اس حال میں وقت گزارا ہے کہ جہاد کر رہے ہیں اور ہمارے پاس حبلہ کے پتوں اور کیکر کے چھلکے کے علاوہ دوسری کوئی چیز کھانے کے لیے نہ تھی۔ اور بکری کی مینگنیوں کی طرح ہم پاخانہ کیا کرتے تھے، (خشکی کے سبب) اس میں کچھ بھی خلط ملط نہ ہوتا تھا۔ اب یہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں، پھر تو میں بالکل بدنصیب ٹھہرا اور میرا سارا کیا کرایا اکارت گیا۔

٦- باب في انعزال سعد بن أبي وقاص عن الفتنة

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا فتنوں سے الگ تھلگ رہنے کا بیان

١٥٩- عن عامِرِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ كَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ فِي إِبِلِهِ فَجَاءَهُ ابْنُهُ عُمَرُ فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ هَذَا الرَّاكِبِ، فَنَزَلَ، فَقَالَ لَهُ: أَنَزَلْتَ فِي إِبِلِكَ وَغَنَمِكَ وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَتَنَازَعُونَ الْمُلْكَ بَيْنَهُمْ؟ فَضَرَبَ سَعْدٌ فِي صَدْرِهِ فَقَالَ: اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ ».(١)

قال الحافظ في الإصابة (٣٢٠٨): "ولما قتل عثمان اعتزل الفتنة ولزم بيته".

159- عامر بن سعد سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے اتنے میں ان کا بیٹا عمر آیا، جب سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو کہا: میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر وہ اترے اور ان (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) سے کہا: آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں کے پاس رہائش پذیر ہو گئے ہو اور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے کہ وہ سلطنت کے لیے باہم جھگڑ رہے ہیں (یعنی خلافت اور حکومت کے لیے)؟ سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر مارا اور کہا: چپ رہ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: "اللہ دوست رکھتا ہے اس بندے کو جو پرہیز گار ہے، دل کا غنی ہے، چھپا بیٹھا ہے ایک کونے میں (فساد اور فتنے کے وقت)۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "الإصابة" میں کہا: جب عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو آپ فتنوں سے

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٩٦٥).

الگ تھلگ رہے اور اپنے گھر کو لازم پکڑ لیا۔

٧- باب دعاء النبي ﷺ لسعد بالشفاء في مرضه عام حجة الوداع بمكة

نبی کریم ﷺ کا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے مکہ میں حجۃ الوداع کے موقعے پر ان کی بیماری میں شفا کی دعا کرنا

١٦٠- عن سعد بن أبي وقاص ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى سَعْدٍ يَعُودُهُ بِمَكَّةَ فَبَكَى، قَالَ: « مَا يُبْكِيكَ؟ ». فَقَالَ: قَدْ خَشِيتُ أَنْ أَمُوتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا » ثَلاَثَ مِرَارٍ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالاً كَثِيرًا، وَإِنَّمَا يَرِثُنِي ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: « لاَ ». قَالَ: فَبِالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: « لاَ ». قَالَ: فَالنِّصْفُ؟ قَالَ: « لاَ ». قَالَ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: « الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّ صَدَقَتَكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ نَفَقَتَكَ عَلَى عِيَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّ مَا تَأْكُلُ امْرَأَتُكَ مِنْ مَالِكَ صَدَقَةٌ وَإِنَّكَ أَنْ تَدَعَ أَهْلَكَ بِخَيْرٍ - أَوْ قَالَ: بِعَيْشٍ - خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ». وَقَالَ بِيَدِهِ.(١)

160- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ میں نبی کریم ﷺ بیمار پرسی کے لیے سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو وہ رونے لگے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تم کیوں رو رہے ہو؟" سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ اس زمین میں فوت ہو جاؤں جہاں سے ہجرت کی تھی، جیسے سعد بن خولہ فوت ہو گئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! سعد کو اچھا کر دے۔ یا اللہ! سعد کو اچھا کر دے۔" تین بار کہا۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت مال ہے اور وارث میری صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے عرض کی: اچھا دو تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے عرض کی: اچھا نصف کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے عرض کی: تہائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں تہائی اور تہائی بھی بہت زیادہ ہے

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٦٢٨-٨).

اور تم جو اپنے مال میں سے صدقہ دو وہ تو صدقہ ہے، اور جو اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، اور جو تمھارے مال میں سے تمھاری بیوی کھاتی ہے وہ بھی صدقہ ہے، اور جو تم اپنے اہل وعیال کو بھلائی سے اور عیش سے چھوڑ جاؤ (مال دار اور غنی) تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم چھوڑ جاؤ ان کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے۔" اور آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے کر کے دکھایا۔

٨- باب قوله ﷺ لسعد: « يُنْفَع بك أقوام ويُضَرُّ بك آخرون »

آپ ﷺ کا سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمان: "تم سے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بہتوں کو نقصان ہو گا۔"

١٦١- عن سعد بن أبي وقاص ﷺ قال: عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلاَ يَرِثُنِي إِلاَّ ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ: « لاَ ». قَالَ: فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ، قَالَ: « الثُّلُثُ يَا سَعْدُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلاَّ أُجِرْتَ اللَّهُ بِهَا، حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ ». قُلْتَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: « إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلاَّ ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يُنْفَعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَمْضِ لأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ ».

قال: رثى له رسول الله ﷺ من أن توفي بمكة. (١)

قوله: « **لعلك تُخَلَّف حتى يُنْفَع بك أقوام ...** » أي: أنك لا تموت في هذا المرض بل تبقى، فعاش ﷺ بعده حتى فتح العراق وغيره، فانتفع به المسلمون وتضرر به الكفار حيث فتح القادسية في خلافة عمر بن الخطاب.

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٩٣٦)، ومسلم (١٦٢٨-٥).

161- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقعے پر میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مرض کی شدت آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں، میرے پاس مال بہت ہے اور میری وارث صرف ایک لڑکی ہے، تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کا صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کی: پھر آدھے کا کر دوں؟ فرمایا: "اے سعد! بس ایک تہائی کا کر دو، یہ بھی بہت ہے۔ تو اگر اپنی اولاد کو مالدار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انھیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو گی تو اللہ تعالیٰ تمھیں اس کا ثواب دے گا، یہاں تک کہ اللہ تمھیں اس لقمے پر بھی ثواب دے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔" میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل کرو گے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو گی تو تمھارا مرتبہ اس کی وجہ سے بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے یہاں تک کہ تم سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور بہتوں کو (غیر مسلموں) نقصان ہو گا۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر دے اور انھیں الٹے پاؤں واپس نہ کر (کہ وہ ہجرت کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آ جائیں) البتہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ نقصان میں پڑ گئے۔"

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رنج و دکھ کا اظہار کیا اس وجہ سے کہ ان کا انتقال مکہ ہی میں ہو گیا تھا۔

فرمانِ نبوی: "شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے یہاں تک کہ تم سے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے گا..." یعنی تم اس بیماری میں نہیں مرو گے، بلکہ ابھی باحیات رہو گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ عراق وغیرہ انہی کے ہاتھ پر فتح ہوئے اور مسلمانوں کو فائدہ ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انہی کے ہاتھ پر قادسیہ فتح ہوا تو کفار کو بہت نقصان ہوا۔

١٦٢- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: مَرِضَ سَعْدٌ رضي الله عنه بِمَكَّةَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ تَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ الرَّجُلُ فِي الْأَرْضِ الَّتِي

هَاجَرَ مِنْهَا؟ قَالَ: « بَلَى، وَلَعَلَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَرْفَعُكَ فَيَضُرُّ بِكَ قَوْمًا، وَيَنْفَعُ آخَرِينَ بِكَ ».(١)

162- حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ مکہ میں بیمار ہوئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے، انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ آپ کو ناپسند نہیں ہے کہ آدمی اسی سرزمین میں فوت ہو جہاں سے اس نے ہجرت کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیوں نہیں، لیکن امید یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ابھی اس بیماری سے نکال دے گا، اور کچھ لوگوں (کفار) کو تم سے نقصان اور کچھ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) کو فائدہ ہو گا۔

٩- باب ما جاء في أخبار سعد بن أبي وقاص

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان

١٦٣- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ: اِلْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا، كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (٢)

163- عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا کہ میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر مبارک) کے ساتھ کیا گیا تھا۔

١٠- باب أن سعد بن أبي وقاص مجاب الدعاء

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مستجاب الدعاء تھے

١٦٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا إِلَى عُمَرَ ﷺ فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لاَ يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ إِنَّ هَؤُلاَءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لاَ تُحْسِنُ تُصَلِّي؟ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ:

(١) **حسن**: رواه البزار (٣١٣٩).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٩٦٦).

أَمَّا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلاَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أُصَلِّي صَلاَةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الأُولَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الأُخْرَيَيْنِ. قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ. فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلاً أَوْ رِجَالاً إِلَى الْكُوفَةِ، فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ، وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلاَّ سَأَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُونَ مَعْرُوفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ: أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ قَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لاَ يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلاَ يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلاَ يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ. قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللَّهِ لأَدْعُوَنَّ بِثَلاَثٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ، وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ. قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ. (١)

164- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی، اس لیے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنایا، پس کوفہ والوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی بہت شکایات کیں، یہاں تک کہہ دیا کہ وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے ہو۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں تو انھیں رسول اللہ ﷺ ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا، اس میں کوتاہی نہیں کرتا، عشاء کی نماز پڑھاتا تو اس کی دو پہلی رکعات میں (قراءت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق! مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی۔ پھر آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ (تاکہ وہ اہل کوفہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے متعلق شکایات کی تحقیق کریں) قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی، لیکن جب مسجدِ بنی عبس میں گئے۔ تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابو سعدہ تھی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے اللہ کا واسطہ دے کر

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧٥٥) ومسلم (٤٥٣).

پوچھا ہے تو (سنیے کہ) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے، نہ ہی مالِ غنیمت کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل و انصاف کرتے تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں (تمھاری اس بات پر) تین بددعائیں کرتا ہوں: اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف دکھانے یا ہنسانے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اسے خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا کہ فتنے میں مبتلا ایک بوڑھا اور پریشان حال ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک نے بیان کیا کہ میں نے اسے دیکھا اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آگئی تھی، لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا رہتا تھا۔

١١- باب قصة سعد مع شخص قطع شجرا في حدود الحرم

سعد رضی اللہ عنہ کا ایک ایسے شخص کے ساتھ کا واقعہ جس نے حدودِ حرم میں ایک درخت کو کاٹ ڈالا تھا

١٦٥- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا ﷺ رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيقِ، فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا أَوْ يَخْبِطُهُ فَسَلَبَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ، فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غُلاَمِهِمْ أَوْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَذَ مِنْ غُلاَمِهِمْ، فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ. (١)

165- عامر بن سعد نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ (مدینہ کے قریب) اپنے محل کو چلے جو عقیق میں تھا، راستے میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کاٹ رہا ہے، یا پتے جھاڑ رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے (اس کا لباس اور ساز و سامان) سلب کر لیا، جب سعد رضی اللہ عنہ (مدینہ) لوٹے تو اس کے گھر والے آئے اور انھوں نے کہا: آپ نے جو ان کے غلام سے سلب کیا وہ غلام کو، یا انھیں، واپس کر دیں، انھوں نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ کہ میں کوئی ایسی چیز واپس کر دوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بطورِ غنیمت دی ہے اور انھوں نے وہ (سامان) انھیں واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٣٦٤).

١٢- باب قول النبي ﷺ: « هذا خالي »

نبی کریم ﷺ کا فرمان: "یہ میرے ماموں ہیں"

١٦٦- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه، قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدُ بن أبي وقاص، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ ».(١)

قال الترمذي: "وكان سعد بن أبي وقاص من بني زهرة، وكانت أم النبي ﷺ من بني زهرة، فلذلك قال النبي ﷺ: « **هذا خالي** » " أهـ.

166- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے ماموں ہیں، تو مجھے دکھائے کوئی اپنا ماموں۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو زہرہ میں سے تھے، اور نبی کریم ﷺ کی والدہ بنو زہرہ سے تھیں، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے ماموں ہیں۔"

***

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٧٥٢) والحاكم (٣/٤٩٨).

جموع فضائل عبد الرحمن بن عوف وأخباره

عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب اور فضائل کا ذکر

هو عبد الرحمن بن عوف القرشي الزهري، أحد العشرة المشهود لهم بالجنة، وأحد الستة أهل الشورى، وأحد السابقين البدريين، وأحد الثمانية الذين بادروا إلى الإسلام. وكان من أغنياء الصحابة، وبعثه النبي ﷺ إلى دومة الجندل، وأذن له أن يتزوج بنت ملكهم الأصبغ بن ثعلبة الكلبي، ففتح عليه فتزوجها وهي تماضر أم ابنه أبي سلمة. الإصابة (٦/ ٥٤٤).

وذكر خليفة بسند له قوي عن ابن عمر قال: استخلف عمر عبد الرحمن بن عوف على الحج سنة ولي الخلافة، ثم حج عمر في بقية عمره. وقال ابن عبد البر: "كان مجدودا في التجارة..." السير (١/ ٩٢). مات سنة إحدى وثلاثين، ودفن بالبقيع.

آپ کا نام عبد الرحمان بن عوف قریشی زہری ہے۔ آپ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ چھے رکنی شورائی کمیٹی کا آپ بھی حصہ تھے۔ آپ بدری صحابی ہیں، آپ کا شمار ان آٹھ لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ مال دار صحابہ میں سے تھے، نبیِ کریم ﷺ نے آپ کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا اور یہ اجازت دے دی تھی کہ وہاں کے بادشاہ اصبغ بن ثعلبہ کلبی کی لڑکی سے شادی کر لینا، آپ کو فتح حاصل ہوئی اور آپ نے اس کی لڑکی "تماضر" سے شادی کی جس سے آپ کے لڑکے ابو سلمہ پیدا ہوئے۔(الإصابة:٦/ ٥٤٤)

اور خلیفہ نے ایک مضبوط سند سے یہ روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس سال حج کا امیر منتخب کیا جس سال آپ خلیفہ بنے تھے، پھر باقی دورِ خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ نے خود حج کی سربراہی کی۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کہا: آپ تجارت میں بڑے نصیب والے تھے۔(السیر: ١/ ٩٢) آپ کی وفات سنہ ۳۱ ہجری میں ہوئی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

١- باب ما جاء في تغيير اسمه

آپ رضی اللہ عنہ کے نام کی تبدیلی کا بیان

١٦٧- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ: كَانَ اسْمِي عَبْدَ عَمْرٍو، فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمَنِ. (١)

167- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے میرا نام عبدِ عمرو تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرا نام تبدیل کرکے) عبدالرحمان رکھ دیا۔

٢- باب ما جاء في مؤاخاته

آپ رضی اللہ عنہ کے مواخات کا بیان

١٦٨- عن أَنَسٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَآخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ، فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ عَلِمَتِ الأَنْصَارُ أَنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالاً، سَأَقْسِمُ مَالِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ، وَلِي امْرَأَتَانِ، فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا، حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ. فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلاَّ يَسِيرًا، حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَهْيَمْ ». قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ. فَقَالَ: « مَا سُقْتَ فِيهَا ». قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: « أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ». (٢)

168- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ (مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ) آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ بہت دولت مند تھے، انھوں نے کہا: انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ

---

(١) **صحيح**: رواه أبو نعيم في معرفة الصحابة (٤٥٦)، وصحّحه الحاكم (٣/٣٠٦).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٨١) ومسلم (١٤٢٧:٨١).

مالدار ہوں، اس لیے میں اپنے مال کے دو حصے کرتا ہوں اور اس کو اپنے اور آپ کے درمیان بانٹ دینا چاہتا ہوں اور میرے گھر میں دو بیویاں ہیں، جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اس کی عدت گزر جانے پر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تمھارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے، (مجھ کو اپنا بازار دکھلا دو)۔ پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پنیر بہ طور نفع بچا نہیں لیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا نشان تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "یہ کیا ہے؟" بولے کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "مہر کیا دیا ہے؟" بولے: ایک گٹھلی کے برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی دی ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اب ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری ہی سے ہو۔"

٣- باب أن النبي ﷺ صلى خلف عبد الرحمن بن عوف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی

١٦٩- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه قَالَ في قصة: فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلاَةِ، يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ، ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، فَصَلَّى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا. (١)

169- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایک واقعے میں روایت ہے کہ جب ہم لوگوں کے پاس پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے، عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ ان کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی تشریف آوری) کا احساس ہوا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ آخر انھوں نے نماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی وہ پڑھ لی۔

١٧٠- عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ لما انتَهى إليه، وهو

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٧٤-٨١).

يصلِّي بالناسِ فأراد أن يتأخَّرَ فأومَأ إليه أن مَكانَكَ فصلَّى رسولُ اللهِ ﷺ بصلاةِ عبدِ الرحمنِ بن عوف. (١)

170- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے تو وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ہی رہو، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔

٤- باب ما جاء في كثرة أمواله

آپ رضی اللہ عنہ کے کثرتِ مال کا بیان

١٧١- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، فَقَالَ: يَا أُمَّهْ، قَدْ خِفْتُ أَنْ يُهْلِكَنِي كَثْرَةُ مَالِي، أَنَا أَكْثَرُ قُرَيْشٍ مَالًا، قَالَتْ: يَا بُنَيَّ فَأَنْفِقْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « إِنَّ مِنْ أَصْحَابِي مَنْ لَمْ يَرَنِي بَعْدَ أَنْ أُفَارِقَهُ، فَخَرَجَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَلَقِيَ عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ بالذي قالت أم سلمة، فَجَاءَ عُمَرُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: بِاللَّهِ مِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَتْ: لَا، وَلَنْ أُبَرِّئَ أَحَدًا بَعْدَكَ. (٢)

171- ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: اماں جان! مجھے اندیشہ ہے کہ مال کی کثرت مجھے ہلاک نہ کر دے، کیونکہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، تو انھوں نے کہا: بیٹا! اسے خرچ کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "میرے بعض ساتھی ایسے بھی ہوں گے جو میری ان سے جدائی ہونے کے بعد وہ مجھے دوبارہ کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔" عبدالرحمان رضی اللہ عنہ جب باہر نکلے تو عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی تو انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو وہ ساری بات بتا دی جو ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہی تھی، عمر رضی اللہ عنہ خود ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور گھر میں داخل ہو کر پوچھا: اللہ کی قسم کھا کر بتایئے، کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ انھوں نے فرمایا: نہیں، لیکن اب آپ کے بعد میں کسی کو بری نہیں کروں گی۔

---

(١) صحيح: رواه الطيالسي (٢٢٣)، والبزار (١٠١٤)، وأبو يعلىٰ (٨٥٣)، والشاشي في مسنده (٢٤٦).

(٢) صحيح: رواه أحمد (٢٦٤٨٩)، والبزار -كشف الأستار- (٢٤٩٦)، وأبو يعلىٰ (٧٠٠٣)

٥- باب قصة إنفاقه على أزواج النبي ﷺ

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات پر آپ کے خرچ کرنے کا بیان

١٧٢- عن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: « إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلاَّ الصَّابِرُونَ » قَالَ: ثُمَّ تَقُولُ عَائِشَةُ: فَسَقَى اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ، تُرِيدُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَالٍ، يقالُ: بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا. (١)

وقوله: « **إن أمركن لمما يهمني بعدي** » يعني أمر أزواجه ﷺ، فقد دخل على إحدى عشرة امرأة ماتت منهن عنده ﷺ، خديجة بنت خويلد، وزينب بنت خزيمة أم المساكين، ومات هو عن سائرهن.

وكان عبد الرحمن بن عوف ممن اهتم بأمور أمهات المؤمنين بعد النبيﷺ فأوصى بحديقة لأمهات المؤمنين بيعت بأربعين ألفا أو أربع مائة ألف كما عند الترمذي (٣٧٥٠).

172- ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی بیویوں سے) فرماتے تھے: ”تم لوگوں کا معاملہ مجھے پریشان کیے رہتا ہے کہ میرے بعد تمھارا کیا ہو گا؟ تمھارے حقوق کی ادائیگی کے معاملے میں صرف صبر کرنے والے ہی صبر کر سکیں گے۔“ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے (ابو سلمہ سے) کہا: اللہ تمھارے والد، یعنی عبد الرحمان بن عوف کو جنت کی نہر سلسبیل سے سیراب کرے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے ساتھ ایک ایسے مال کے ذریعہ جو چالیس ہزار (دینار) میں فروخت کیا گیا، اچھے سلوک کا مظاہرہ کیا۔

فرمانِ نبوی: ”تم لوگوں کا معاملہ مجھے پریشان کیے رہتا ہے کہ میرے بعد تمھارا کیا ہو گا؟“: یعنی ازواجِ مطہرات کا معاملہ، اس وقت آپ ﷺ کی منکوحہ بیویوں کی تعداد گیارہ تھی جن میں سے خدیجہ

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٧٤٩)، وأحمد (٢٤٤٨٥)، وصحّحه ابن حبان (٦٩٩٥)، والحاكم (٣/ ٣١٢).

بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور ام المساکین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، اور باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زندہ رہیں۔

اور عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امہات المومنین کے معاملے کا بڑا خیال رکھتے تھے، انھوں نے اپنے بیٹے کو امہات المومنین کے لیے ایک باغ کی وصیت کر دی تھی جسے چالیس ہزار یا چار لاکھ میں فروخت کیا گیا جیسا کہ سنن ترمذی (۳۷۵۰) میں ہے۔

٦- باب ما جاء من أخبار عبدالرحمن بن عوف

عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان

١٧٣- عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ: كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ، وَأَحْفَظَهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالمدِينَةِ، فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمَنَ قَالَ: لَا أَعْرِفُ الرَّحْمَنَ، كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الجاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدَ عَمْرٍو، فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لِأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ، فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ، فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسٍ مِن الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ، فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِن الْأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا، فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَلْحَقُونَا خَلَّفْتُ لهم ابْنَهُ لِأَشْغَلَهُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَبَوْا حَتَّى يَتْبَعُونَا، وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيلًا، فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ: ابْرُكْ فَبَرَكَ، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لِأَمْنَعَهُ، فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي حَتَّى قَتَلُوهُ، وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ، وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذَلِكَ الْأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ. (١)

173- حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے امیہ بن خلف سے یہ معاہدہ اپنے اور اس کے درمیان لکھوایا کہ وہ میرے بال بچوں یا میری جائیداد کی جو مکہ میں ہے، حفاظت کرے اور میں اس کی جائیداد کی جو مدینہ میں ہے حفاظت کروں۔ جب میں نے اپنا نام لکھتے وقت رحمان کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمان کو نہیں جانتا۔ تم اپنا وہی نام لکھواؤ جو زمانۂ جاہلیت میں تھا۔ چنانچہ میں نے

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٢٣٠١).

عبد عمرو لکھوایا۔ بدر کی لڑائی کے موقعے پر جب سب لوگ سو گئے تو میں ایک پہاڑ کی طرف گیا تاکہ لوگوں سے آنکھ بچا کر اس کی (امیہ) حفاظت کر سکوں، لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور فوراً ہی انصار کی ایک مجلس میں آئے۔ انھوں نے مجلس والوں سے کہا کہ یہ دیکھو امیہ بن خلف (کافر دشمنِ اسلام) ادھر موجود ہے۔ اگر امیہ کافر بچ نکلا تو میری ناکامی ہو گی۔ چنانچہ ان کے ساتھ انصار کی ایک جماعت ہمارے پیچھے نکلی۔ جب مجھے خوف ہوا کہ اب یہ لوگ ہمیں پالیں گے تو میں نے اس کے لڑکے کو چھوڑ دیا تاکہ اس کے ساتھ (آنے والی جماعت) مشغول رہے، لیکن لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور پھر بھی وہ ہماری ہی طرف بڑھنے لگے۔ امیہ بہت بھاری جسم کا تھا۔ آخر جب جماعتِ انصار ہم تک پہنچ گئی، تو میں نے اس سے کہا کہ زمین پر لیٹ جا۔ جب وہ زمین پر لیٹ گیا تو میں نے اپنا جسم اس کے اوپر ڈال دیا۔ تاکہ لوگوں کو روک سکوں، لیکن لوگوں نے میرے جسم کے نیچے سے اس کے جسم پر تلوار کی ضربات لگائیں اور اسے قتل کر کے ہی چھوڑا۔ ایک صحابی نے اپنی تلوار سے میرے پاؤں کو بھی زخمی کر دیا تھا۔

عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اس کا نشان اپنے پاؤں کے اوپر ہمیں دکھایا کرتے تھے۔

***

جموع مناقب أبي عبيدة بن الجراح وأخباره

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

هو: عامر بن عبد الله بن الجراح، المشهور بكنيته، وبالنسبة إلى جدّه الجرّاح، هاجر هجرتين، وشهد بدرًا وما بعده، وهو الذي انتزع الحلقتين من وجه رسول الله ﷺ، فسقطت ثنيتاه ﷺ.

آپ کا نام عامر بن عبد اللہ بن جراح ہے، آپ اپنی کنیت اور اپنے دادا کی طرف نسبت سے مشہور ہیں، آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی، بدر اور اس کے بعد سارے غزوات میں شریک رہے، آپ ہی نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے دو کڑوں کو نکالا تھا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

١- باب ما جاء أن أبا عبيدة أمين هذه الأمة

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں

١٧٤- عن أنس ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: « إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيَّتُهَا الأُمَّةُ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ». (١)

وفي لفظ: "إن أهل اليمن قدموا على رسول الله ﷺ فقالوا: ابعث معنا رجلا يعلمنا السنة والإسلام، قال: فأخذ بيد أبي عبيدة، فقال: « **هذا أمين هذه الأمة** ».

رواه مسلم (٢٤١٩-٥٤).

174- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٤٤) ومسلم (٢٤١٩-٥٣).

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: کچھ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ہمارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجیے جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے، تو آپ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "یہ اس امت کے امین ہیں۔"

١٧٥ - عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ابْعَثْ لَنَا رَجُلاً أَمِينًا. فَقَالَ: « لأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلاً أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ » فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ. (١)

وفي لفظ من وجه آخر عند البخاري (٤٣٨٠): "جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُرِيدَانِ أَنْ يُلاَعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لاَ تَفْعَلْ، فَوَاللَّهِ إِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلاَعَنَّا، لاَ نُفْلِحُ نَحْنُ وَلاَ عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا. قَالاَ: إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا، وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلاً أَمِينًا، وَلاَ تَبْعَثْ مَعَنَا إِلاَّ أَمِينًا. فَقَالَ: « لأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلاً أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ ». فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ ». فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الأُمَّةِ ».

175- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل نجران نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار آدمی بھیجیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمھارے ساتھ ایسا آدمی بھیجوں گا جو ہر حیثیت سے امانت دار ہو گا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے، آخر آپ ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

اور صحیح بخاری (۴۳۸۰) کے اندر ایک دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: نجران کے دو سردار عاقب اور سید، رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرنے کے لیے آئے تھے، لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ اس سے مباہلہ نہ کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! اگر یہ سچے نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو ہماری اور ہماری اولاد سب کی تباہی ہو جائے گی۔ پھر ان دونوں نے آپ ﷺ نے عرض کی کہ جو کچھ آپ مانگیں ہم جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین بھیج دیجیے، جو بھی آدمی

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٣٨١)، ومسلم (٢٤٢٠-٥٥).

ہمارے ساتھ بھیجیں وہ امین ہونا ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمھارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانت دار ہو گا، بلکہ پورا پورا امانت دار ہو گا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے منتظر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابوعبیدہ بن جراح! اٹھو۔" جب وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اس امت کے امین ہیں۔"

١٧٦- عَنِ عبدِ الله بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ، قَالَ: وَأَرَادَا أَنْ يُلَاعِنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَا تُلَاعِنْهُ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَعَنَّا، - قَالَ خَلَفٌ: فَلَاعَنَّا - لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا أَبَدًا، قَالَ: فَأَتَيَاهُ، فَقَالَا: لَا نُلَاعِنُكَ، وَلَكِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَ، فَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، حَقَّ أَمِينٍ » ، قَالَ: فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَقَالَ: « قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ » ، قَالَ: فَلَمَّا قَفَّا، قَالَ: « هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ ».(١)

176- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران کے دو سردار عاقب اور سید آئے اور رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرنا چاہا، تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ان سے مباہلہ مت کرو، کیونکہ اگر یہ واقعی نبی ہوئے اور ہم نے ان سے ملاعنہ، یعنی مباہلہ کر لیا اور انھوں نے ہمارے اوپر لعنت بھیج دی تو ہم اور ہماری نسل کبھی کامیاب نہ ہو سکے گی، چنانچہ وہ دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: ہم آپ سے مباہلہ نہیں کریں گے، ہم آپ کو وہ سب دینے کے لیے تیار ہیں جس کا آپ مطالبہ کریں گے، بس آپ ہمارے ساتھ کسی امانت دار آدمی کو بھیج دیجیے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں تمھارے ساتھ ایسے امانت دار آدمی کو بھیجوں گا جو واقعی امین کہلانے کا حق دار ہو گا۔" یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابوعبیدہ بن جراح! کھڑے ہو جاؤ۔" پھر جب وہ جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اس امت کے امین ہیں۔"

---

(١) صحيح: رواه ابن ماجه (١٣٦)، والنسائي في فضائل الصحابة (٩٣)، وأحمد (٣٩٣٠).

١٧٧ - عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ ».(١)

177- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، اور میری اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔"

٢- باب كان أبو عبيدة أحبّ الناس إلى رسول الله ﷺ بعد أبي بكر وعمر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے

١٧٨ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها: أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: عُمَرُ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: فَسَكَتَتْ.(٢)

ومن أخبار أبي عبيدة بن الجراح ﷺ أن أبا بكر الصديق قال وقت وفاة رسول ﷺ بسقيفة بني ساعدة: "قد رضيتُ لكم أحد هذين الرجلين: عُمَر وأبا عبيدة"، وكان أبو بكر ولَّى أبا عبيدة بيت المال، يعني أموال المسلمين.

ومن أخباره: أنّ أبا بكر الصديق سيّره على الشام أميراً، فكان فتح أكثر الشام على يده، و توفي في طاعون عمواس بالشام في سنة ثماني عشرة، وله ثمان وخمسون سنة.

178- عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب تھے؟ انھوں نے کہا: ابو بکر، میں نے پوچھا: پھر کون؟ انھوں نے کہا: عمر، میں نے پوچھا: پھر کون؟ کہا: پھر ابو عبیدہ بن جراح، میں نے پوچھا: پھر کون؟ تو وہ خاموش رہیں۔

اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی خبروں میں سے یہ بھی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا: میں تم لوگوں کے لیے ان دونوں میں سے کسی بھی ایک شخص پر

---

(١) **حسن**: رواه الطبراني في الكبير (٣٨٢٥).

(٢) **صحيح**: رواه الترمذي (٣٦٥٧)، وابن ماجه (١٠٢)، وأبو يعلىٰ (٤٧٣٢).

راضی ہوں: عمر اور ابو عبیدہ۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا ذمے دار بنا رکھا تھا۔

اور آپ کی خبروں میں سے یہ بھی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ملکِ شام کا امیر بنا کر بھیجا تھا، چنانچہ شام کا اکثر علاقہ آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ آپ کی وفات شام ہی کے اندر طاعونِ عمواس کی وبائی بیماری میں سنہ ۱۸ ہجری میں ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۵۸ برس تھی۔

***

جموع أخبار سعيد بن زيد بن عمرو العدوي

سعید بن زید بن عمرو عدوی رضی اللہ عنہ کے جملہ فضائل کا ذکر

١- باب إسلام سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل بن عبدالعزى العدوي (زوج أخت عمر بن الخطاب)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بہنوئی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی عدوی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

١٧٩- عَنْ سَعِيد بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ﷺ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الإِسْلاَمِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.(١)

وفي لفظ: "لو رأيتني موثقي عمرُ على الإسلام أنا وأخته وما أسلم، ولو أن أحدا انقضَّ لما صنعتم بعثمان لكان محقوقا أن ينقضَّ". رواه البخاري (٣٨٦٧).

179- سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کوفہ کی مسجد میں فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا، لیکن تم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی وجہ سے اگر اُحد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی چاہیے۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ایک وقت تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لیے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے اور آج تم نے جو کچھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے اگر اس پر اُحد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٨٦٢).

٢- باب كان سعيد بن زيد مستجاب الدعوة

سعید بن زید رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے

١٨٠- عن عُمَر بن مُحَمَّدٍ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ﷺ أَنَّ أَرْوَى خَاصَمَتْهُ فِي بَعْضِ دَارِهِ، فَقَالَ: دَعُوهَا وَإِيَّاهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ طُوِّقَهُ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاجْعَلْ قَبْرَهَا فِي دَارِهَا.

قَالَ: فَرَأَيْتُهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الجدُرَ، تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي الدَّارِ، مَرَّتْ عَلَى بِئْرٍ فِي الدَّارِ، فَوَقَعَتْ فِيهَا، فَكَانَتْ قَبْرَهَا. (١)

ومن أخبار سعيد بن زيد ﷺ أنه كان من السابقين إلى الإسلام، أسلم قبل دخول رسول الله ﷺ دار أرقم، وكان إسلام عمر عنده في بيته، لأنه كان زوج أخته فاطمة.

وقال سعيد بن جبير: كان مقام أبي بكر وعمر وعثمان وعلي وسعد وسعيد وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف مع النبي ﷺ واحدا، كانوا أمامه في القتال، وخلفه في الصلاة. ذكره ابن حجر في الإصابة.

قال الواقدي: توفي بالعقيق، فحمل إلى المدينة، وذلك سنة خمسين، و قيل: إحدى وخمسين، وقيل: سنة اثنتين، وعاش بضعا وسبعين سنة.

180- *عمر بن محمد سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اروی بنت اویس نے ان کے ساتھ گھر کے کسی حصے کے بارے میں جھگڑا کیا، انھوں نے کہا: اسے چھوڑ دو اور اس کو دے دو جو دعویٰ کرتی ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: "جو شخص ایک بالشت برابر زمین ناحق لے لے اللہ قیامت کے روز اس کو ساتوں زمین کا طوق پہنا دے گا۔"*

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٦١٠: ١٣٨).

سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: یا اللہ! اگر اروىٰ جھوٹی ہے تو اس کی بینائی کھو دے اور گھر ہی میں اس کی قبر بنادے۔

راوی نے کہا: پھر میں نے اروىٰ کو دیکھا اندھی ہو گئی تھی، دیواروں کو ٹٹولتی تھی اور کہتی تھی: سعید کی بد دعا مجھے لگی ہے، ایک روز وہ اسی حالت میں گھر پر چل رہی تھی کہ گھر ہی کے کنوئیں میں گر پڑی اور اس طرح وہی اس کی قبر ہو گئی۔ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی خبروں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لانے والے خوش نصیبوں میں سے ہیں، دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داخل ہونے سے پہلے ہی آپ اسلام لے آئے تھے، اور عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کے گھر میں اسلام قبول کیا تھا، کیونکہ آپ ان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔

اور سعید بن جبیر نے کہا: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ابو بکر، عمر، عثمان، علی، سعد، سعید، طلحہ، زبیر اور عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ ایک ہی جیسا تھا۔ یہ لوگ لڑائی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتے، اور نماز میں آپ کے پیچھے، اسے ابن حجر رحمہ اللہ نے "اصابہ" میں ذکر کیا ہے۔

واقدی نے کہا: آپ کی وفات سنہ ۵۰ ہجری میں وادیِ عقیق میں ہوئی، وہاں سے آپ کو مدینہ شہر میں لایا گیا۔ بعض کے مطابق ۵۱ ہجری میں کہا گیا ہے اور بعض اقوال کے مطابق ۵۲ ہجری میں ان کی وفات ہوئی اور اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال سے زائد تھی۔

***

جموع ما جاء في فضل جماعات الصحابة

جماعتِ صحابہ کے جملہ فضائل ومناقب کا ذکر

١- باب ما جاء في فضل أهل البيت

اہلِ بیت کی فضیلت کا بیان

قال الله تعالى: ﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِنِ ٱتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِٱلْقَوْلِ فَيَطْمَعَ ٱلَّذِى فِى قَلْبِهِۦ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٣٢﴾ وَقَرْنَ فِى بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِى بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾ [الأحزاب: ٣٢ - ٣٤].

قال أبو بكر الصديق: ارقبوا محمدا ﷺ في أهل بيته. رواه البخاري (٣٧١٣).

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی ایک جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو۔ اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکات دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔ اور تمھارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انھیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔“

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد ﷺ کا خیال آپ کے اہلِ بیت میں رکھو۔ (بخاری: ٣٧١٣).

١٨١- عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ».(١)

قلت: وقد ورد عند الشيخين وغيرهما - كما سبق في الصلاة في موضعه - **«وعلى آل محمد »**. مكان **«أزواجه، وذريته »** فدل على أن الآل يشملهم.

181- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو:

« اللهم صل على محمد وأزواجه وذريته، كما صليت على آل إبراهيم، وبارك على محمد وأزواجه وذريته، كما باركت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد»

"اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔"

میں کہتا ہوں: صحیحین وغیرہ میں -جیسا کہ کتاب الصلاۃ میں گزرا- کہ « أزواجه وذريته » کی جگہ پر «وعلى آل محمد» آیا ہے، پتا چلا کہ آلِ محمد میں یہ سب داخل ہیں۔

١٨٢- عن زيد بن أرقم ﷺ قال: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ: « أَمَّا بَعْدُ، أَلاَ أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ ». فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: « وَأَهْلُ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي ». فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ:

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٣٦٩)، ومسلم (٤٠٧-٦٩).

وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ. قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ. قَالَ: كُلُّ هَؤُلاَءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. (١)

وليس في هذا الحديث الأمر بالتمسك بهدي أهل بيت النبي ﷺ وإنما فيه وجوب مراعاتهم ومحبتهم واجتناب مايسؤهم إذا كانوا متمسكين بالكتاب والسنة، وهذا الذي فهمه الصحابة فقال أبو بكرالصديق ﷺ: والذي نفسي بيده لقرابة رسول الله ﷺ أحب إلي أن أصل من قربتي . رواه البخاري (٣٧١٢).

وأما الأخذ بأقوالهم والاعتصام بأعمالهم مع كتاب الله فلم يثبت فيه شيء.

182- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے، مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک پانی کے کنارے پر جس کو خم کہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف بیان کی اور ہمیں وعظ و نصیحت فرمائی، پھر فرمایا: "امابعد، اے لوگو! میں ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) آئے اور میں قبول کروں، میں تم میں دو بڑی بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، پہلی تو اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، تو اللہ کی کتاب کو تھامے رکھو اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔" غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی طرف بہت زور دیا، پھر فرمایا: "دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں، میں اپنے اہلِ بیت کے معاملے میں تمھیں اللہ (کا خوف) یاد دلاتا ہوں۔" تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان فرمائی۔ حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے زید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہلِ بیت نہیں ہیں؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: بیویاں بھی اہلِ بیت میں داخل ہیں، لیکن اہلِ بیت میں ہر وہ شخص شامل ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدقہ حرام ہے۔ حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

اس حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے پتا چلے کہ اہلِ بیتِ نبوت کے طریقوں پر چلنا

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠٨).

واجب ہے، بلکہ اس سے مراد ان کے حقوق کا خیال کرنا، ان سے محبت کرنا، اور ایسی چیزوں سے بچنا جن سے انھیں تکلیف ہو، اس شرط کے ساتھ کہ وہ کتاب وسنت پر قائم رہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حدیث سے یہی سمجھا ہے، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۱۲).

اور جہاں تک کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ ان کے اقوال واعمال پر بھی عمل کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

١٨٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ رَجُلٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ ». (١)

183- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بھی اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اسے جہنم میں ڈال دے گا۔"

١٨٤- عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيِّ الْوَالِبِيِّ قَالَ: لَقِيتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ ﷺ - وَهُوَ يُرِيدُ الدُّخُولَ عَلَى الْمُخْتَارِ- فَقُلْتُ لَهُ: بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ. قَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: « إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَعِتْرَتِي؟ » قَالَ: نَعَمْ. (٢)

قوله: "عترتي" أي: أهل بيتي.

184- علی بن ربیعہ اسدی والبی سے مروی ہے کہ میری ملاقات زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اس وقت ہوئی جب آپ مختار کے پاس جانے کا ارادہ کر رہے تھے، تو میں نے آپ سے عرض کی: مجھے آپ کے واسطے سے ایک حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

(١) حسن: رواه ابن حبان (٦٩٧٨)

(٢) صحيح: رواه يعقوب الفسوي في "المعرفة والتاريخ" (١/٥٣٧) والطبراني في الكبير (٥/٢١٠).

ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے: ”میں تمھارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: ایک کتاب اللہ اور دوسری میرا خاندان۔“؟ کہا: ہاں۔

حدیث میں موجود خاندان اور ذریت سے مراد: اہلِ بیتِ نبوت ہے۔

١٨٥ - عن يزيد بن حيان، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﷺ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَيْهِ، فَقُلْنَا لَهُ: لَقَدْ رَأَيْتَ خَيْرًا. لَقَدْ صَاحَبْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي حَيَّانَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: « أَلاَ وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ، مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلاَلَةٍ». وَفِيهِ فَقُلْنَا: مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ نِسَاؤُهُ؟ قَالَ: لاَ، وَأَيْمُ اللَّهِ، إِنَّ الْمَرْأَةَ تَكُونُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ، ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ إِلَى أَبِيهَا وَقَوْمِهَا، أَهْلُ بَيْتِهِ أَصْلُهُ وَعَصَبَتُهُ الَّذِينَ حُرِمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ. (١)

قوله: "هو حبل الله" أي: السبب الموصل إلى رضاه ورحمته ... وقيل: هو نوره الذي يهدي به. وقيل: عهده.

وفي الباب أيضا ما روي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: « يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللَّهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي ». رواه الترمذي (٣٧٨٦).

185- یزید بن حیان سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم زید بن ارقم ﷺ کے پاس گئے اور ہم نے کہا: تم نے بہت ثواب کمایا، تم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی، آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور پھر حدیث کو اسی طرح بیان کیا جیسے اوپر ابو حیان کی حدیث میں گزرا ہے۔ البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں دو بھاری چیزیں تمھارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں: ایک تو اللہ کی کتاب، وہ اللہ کی رسی ہے جو (اس کو تھام کر) اس کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پر ہو گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا وہ

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠٨).

گمراہ ہو جائے گا۔" اس روایت میں یہ ہے کہ ہم نے کہا: آپ ﷺ کے اہلِ بیت کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ کی بیویاں؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! عورت ایک مدت تک مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر وہ اس کو طلاق دے دیتا ہے تو اپنے باپ اور قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ اہلِ بیت آپ ﷺ کے دُدھیالی رشتے دار ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے۔

فرمانِ نبوی: "وہ اللہ کی رسی ہے۔" یعنی اللہ کی رضا اور رحمت تک پہنچنے کا سبب ہے، اور کہا گیا: اس سے مراد اس کا نور ہے جس سے ہدایت ملتی ہے، اور کہا گیا: اس سے مراد عہد وپیمان ہے۔

اور اس باب میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں عرفے کے دن دیکھا، آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: ایک اللہ کی کتاب ہے، دوسری میری عترت، یعنی اہلِ بیت ہیں۔"

٢- باب ما جاء في فضل أبي بكر وعمر

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

١٨٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: « أُرِيتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ ».(١)

وفي لفظ للبخاري: "رأيت الناس مجتمعين في صعيد ... وفي بعض نزعه ضعف".

رواه البخاري (٣٦٣٤).

186- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے چرخی والے ڈول سے پانی کھینچ رہا ہوں، پھر ابو بکر آئے اور انھوں نے بھی

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٨٢)، ومسلم (٢٣٩٣).

ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر عمر آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انھوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ خود بھی سیر اب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو بھی سیر اب کر کے ان کے ٹھکانوں میں باندھ دیا۔

بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: "میں نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا دیکھا... اور ان کے بعض کے ڈول کھینچنے میں کمزوری پائی جاتی تھی۔" (صحیح بخاری: ۳۶۳۴)

١٨٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: « بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ».(١)

187- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا، پھر اسے ابن ابی قحافہ نے لے لیا اور انھوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے، ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی، اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پہلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر کی طرح ڈول کھینچ سکتا۔ انھوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو بھی سیر اب کر کے بٹھا دیے۔"

١٨٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنِّي أَنْزِعُ عَلَى حَوْضِي أَسْقِي النَّاسَ، فَجَاءَنِي أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِي لِيُرَوِّحَنِي، فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضُعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَأَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ أَرَ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٦٤)، ومسلم (٢٣٩٢-١٧).

نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ أَقْوَى مِنْهُ، حَتَّى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ مَلآنُ يَتَفَجَّرُ ».(١)

والعطن: هو مناخ الإبل إذا شربت ثم صدرت.

188- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے حوض سے پانی کھینچ رہا ہوں اور لوگوں کو پلا رہا ہوں، پھر ابو بکر میرے پاس آئے، انھوں نے مجھے آرام پہنچانے کے لیے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا، اور دو ڈول نکالے اور ان کے پانی نکالنے میں کچھ کمزوری تھی، اللہ ان کو بخشے، پھر خطاب کے بیٹے آئے، انھوں نے ڈول ابو بکر کے ہاتھ سے لے لیا، تو میں نے کسی شخص کو ان سے زیادہ قوت کے ساتھ ڈول کھینچتے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ لوگ (سیراب ہو کر) چلے گئے اور حوض پوری طرح بھرا ہوا تھا (اس سے) پانی امڈ رہا تھا۔“

١٨٩- عن ابن عباس رضي الله عنهما يقول: وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى سَرِيرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ: فَلَمْ يَرُعْنِي إِلاَّ بِرَجُلٍ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي، فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ، أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَذَاكَ أَنِّي كُنْتُ أُكَثِّرُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « جِئْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ». فَإِنْ كُنْتُ لأَرْجُو، أَوْ لأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَهُمَا. (٢)

وفي لفظ للبخاري (٣٦٧٧): "إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي، يَقُولُ: رَحِمَكَ اللَّهُ ".

189- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (کے جسدِ خاکی) کو چارپائی پر رکھا گیا تو جنازہ اٹھانے سے پہلے لوگوں نے چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا، وہ دعائیں کر رہے

(١) **صحيح:** رواه مسلم (٢٣٩٢-١٨).
(٢) **متفق عليه:** رواه البخاري (٣٦٨٥)، ومسلم (٢٣٨٩).

تھے، تعریف کر رہے تھے اور دعائے رحمت کر رہے تھے، میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا، اچانک ایک آدمی نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھے، میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، پھر (ان کو خطاب کر کے) کہا: اے عمر! تم نے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو عمل و کردار کے اعتبار سے مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو (اور میں تمنا کروں گا) کہ میں اس جیسا بن کر اللہ سے ملوں۔ اللہ کی قسم! مجھے ہمیشہ سے یہ یقین تھا کہ اللہ تم کو تمھارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا (یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ) اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا: "میں آیا اور ابو بکر اور عمر آئے اور میں داخل ہوا اور ابو بکر اور عمر داخل ہوئے اور میں نکلا اور ابو بکر اور عمر نکلے۔" اس لیے مجھے امید تھی بلکہ مجھے ہمیشہ سے یقین رہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا۔

اور بخاری کی ایک روایت (۳۶۷۷) کے الفاظ ہیں: اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے!

١٩٠- عن أبي هريرة ﷺ يقول: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً لَهُ، قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، اِلْتَفَتَتْ إِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، وَلَكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ ». فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، تَعَجُّبًا وَفَزَعًا. أَبَقَرَةٌ تَكَلَّمُ؟! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ».

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « بَيْنَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ، فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي ». فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « فَإِنِّي أُومِنُ بِذَلِكَ، أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ ».(١)

190- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک شخص اپنی ایک گائے کو ہانک رہا تھا اس پر بوجھ لادا ہوا تھا، گائے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: مجھے اس کام کے لیے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٦٣)، ومسلم (٢٣٨٨-١٣).

پیدا نہیں کیا گیا، بلکہ کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔" لوگوں نے تعجب اور حیرت سے کہا: سبحان اللہ! کیا گائے بولتی ہے؟! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تو اس بات کو سچ جانتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی سچ جانتے ہیں۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا، اتنے میں ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری لے گیا۔ چرواہے نے پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ بھیڑیے نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: اس دن اسے کون بچائے گا جب درندوں (کے حملے) کا دن آئے گا اور سوائے میرے اس کا کوئی چرواہا نہ ہو گا۔" لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اس کو سچ جانتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی سچ جانتے ہیں۔"

١٩١- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: « مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ».(١)

191- محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انھوں نے بتلایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا: پھر کون ہیں؟ انھوں نے بتلایا کہ ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ آپ اب عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کریں گے، اس لیے میں نے خود ہی کہا: اس کے بعد پھر آپ ہیں؟ یہ سن کر وہ بولے کہ میں تو صرف عام مسلمانوں جیسا ایک شخص ہوں۔

١٩٢- عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: « إِنِّي لَا أَدْرِي مَا قَدْرُ بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي -وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ- وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَمَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ ».(٢)

192- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ میں تم میں کب تک رہوں گا (یعنی کتنے دنوں تک زندہ رہوں

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٧١).

(٢) حسن: رواه الترمذي (٣٧٩٩)، وابن ماجه (٩٧)، وأحمد (٢٣٢٧٦، ٢٣٤١٩).

گا) تو تم ان دونوں کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے -اور آپ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا- اور عمار کی روش پر چلنا اور عبد اللہ بن مسعود جو تم سے بیان کریں اسے سچ جاننا۔"

٣- باب أن أبا بكر وعمر سيدا كهول أهل الجنة

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہوں گے

١٩٣- عن أبي جحيفة ﷺ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ إِلاَّ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ».(١)

193- حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر و عمر انبیاء و رسل کے علاوہ جملہ اولین و آخرین میں جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہوں گے۔"

١٩٤- عن أبي هريرة ﷺ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: « هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ».(٢)

194- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: "یہ دونوں جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہوں گے۔"

١٩٥- عَنْ عَلِيّ بن أبي طالب ﷺ قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ مَعَنَا أَحَدٌ مِنَ الْبَشَرِ، إِذْ أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمْشِيَانِ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا آخِذٌ بِيَدِ صَاحِبِهِ، فَقَالَ لِي: « هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ ». فما أخبرتهما ولو كانا حيين ما حدَّثت به.(٣)

195- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ہمارے ساتھ اور کوئی اور آدمی نہیں تھا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آ رہے تھے، انھیں دیکھ کر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ابو بکر و عمر انبیاء و رسل کے علاوہ جملہ اولین

---

(١) حسن: رواه ابن ماجه (١٠٠).
(٢) حسن: رواه عبدالله بن أحمد في زوائد الفضائل (٢٠٠).
(٣) حسن: رواه الدولابي في الكنى (٢/٩٩).

وآخرین میں جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہوں گے، اے علی! ان کو یہ بات نہ بتلانا۔" چنانچہ یہ بات میں نے ان کو نہیں بتلائی، اور اگر آج وہ زندہ ہوتے تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا۔

١٩٦- عن عمر بن الخطاب ﷺ قال: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ مَالاً عِنْدِي، فَقُلْتُ: اَلْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ؟ ». قُلْتُ: مِثْلَهُ. قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ ﷺ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا أَبْقَيْتَ لأَهْلِكَ؟ ». قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. قُلْتُ: لاَ أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا . (١)

196- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں، اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال بھی تھا، میں نے کہا: اگر میں کسی دن ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جا سکوں گا تو آج کا دن ہو گا، چنانچہ میں اپنا آدھا مال لے کر آیا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟"، میں نے کہا: اسی قدر یعنی آدھا مال، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟"، انھوں نے کہا: میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ تب میں نے (دل میں) کہا: میں آپ سے کبھی بھی کسی معاملے میں نہیں بڑھ سکوں گا۔

١٩٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيِّيْنَ يُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا ». (٢)

197- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی اہلِ علیین میں سے ہو گا جو اہلِ جنت کو جھانک کر دیکھے گا تو وہ ایسا لگے گا جیسے کوئی چمک دار ستارہ ہو، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما انھیں میں سے ہوں گے، بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتوں میں ہوں گے۔"

١٩٨- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: « إِنَّ أَهْل عِلِّيِّينَ

---

(١) حسن: رواه أبو داود (١٦٧٨)، والترمذي (٣٦٧٥)، وقال الترمذي: "حسن صحيح"

(٢) حسن: رواه أحمد في فضائل الصحابة (٧٠٦)، والبزار في مسنده (٩٦١٩).

ليراهم من هو أسفل منهم كما يرى الكوكب الدري في أفق السماء، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا ». (١)

والجزء الأول من الحديث صحيح ثابت بلفظ: « إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءُونَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ، كَمَا يَتَرَاءُونَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لاَ يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ؟ قَالَ: « بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ ». رواه البخاري (٣٢٥٦)، ومسلم(٢٨٣١).

198- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اہلِ علیین یعنی بلند درجے والوں کو (جنت میں) نیچے درجے والے دیکھیں گے جس طرح چمکتا ہوا ستارہ آسمان کی بلندیوں میں دیکھا جاتا ہے، اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی انھیں میں سے ہیں، اور بڑی فضیلت والے ہیں۔"

حدیث کا پہلا حصہ صحیح اور ثابت ہے جو ان الفاظ میں ہے: "جنتی لوگ اپنے سے بلند کمرے والوں کو اوپر اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو، آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے میں دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے افضل ہو گا۔" لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنھیں ان کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔" البخاری(٣٢٥٦)، و مسلم(٢٨٣١).

٤- باب ما جاء في فضل الخلفاء الثلاثة : أبي بكر، وعمر، وعثمان

خلفائے ثلاثہ؛ ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

١٩٩- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله عنهم. (٢)

---

(١) **حسن بالمتابعة**: رواه أبو داود (٣٩٨٧)، والترمذي (٣٦٥٨)، وابن ماجه (٩٦)، و أحمد (١١٤٦٧، ١١٨٨٢).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٦٥٥).

199- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے ہی میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کے لیے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو، پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا درجہ آتا تھا۔

٢٠٠- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ. (١)

200- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو ہم چھوڑ دیتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

٢٠١- عن أنس رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ: « اُثْبُتْ أُحُدُ، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ ». (٢)

وفي لفظ له (٣٦٨٦): "فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: « اُثْبُتْ أُحُدُ ...»"

201- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد پہاڑ کانپ اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اُحد! ٹھہر جا کیونکہ اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

اور بخاری ہی کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: انھیں لے کر پہاڑ کانپنے لگا، تو آپ ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: "اے اُحد! ٹھہر جا...۔"

٢٠٢- عن أبي موسى رضي الله عنه: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ، فَقُلْتُ: لأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَلأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا. قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا، فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ، حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٩٧) .

(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٦٧٥).

حَاجَتَهُ، فتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ، وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلاَّهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ، فَقُلْتُ: لأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ. فَقَالَ: « ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِفُلاَنٍ خَيْرًا . يُرِيدُ أَخَاهُ . يَأْتِ بِهِ. فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ. ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ. فَقَالَ: «ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». فَجِئْتُ فَقُلْتُ: ادْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ، فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللَّهُ بِفُلاَنٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ. فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ. فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: « ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ ». فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: ادْخُلْ، وَبَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُكَ. فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ، فَجَلَسَ وُجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ. قَالَ شَرِيكٌ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَأَوَّلْتُهَا قُبُورَهُمْ.(١)

202- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر نکلے اور کہنے لگے: میں آج کے دن رسول اللہ ﷺ کو لازم پکڑوں گا اور آپ ﷺ کی خدمت میں آپ کے ساتھ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٧٤)، ومسلم (٢٤٠٣-٩).

رہوں گا، وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا: اس طرف تشریف لے گئے ہیں، چنانچہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے قدموں کے نشان پر پوچھتے ہوئے اسی طرف چلے یہاں تک کہ بئرِ اریس پر پہنچے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کیا، تب میں آپ ﷺ کے پاس گیا، اس وقت آپ ﷺ کنویں کی منڈیر پر پنڈلیاں کھول کر کنویں میں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے، میں نے سلام کیا، پھر میں لوٹا اور دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا، اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور دروازے پر دستک دی، میں نے کہا: کون ہے؟ انھوں نے کہا: ابو بکر۔ میں نے کہا: ٹھہرو، پھر میں گیا، اور میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو۔" میں آیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اندر آؤ، رسول اللہ ﷺ تم کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے داہنی طرف کنویں کی منڈیر پر بیٹھے اور کنویں میں اپنے پاؤں لٹکا دیے، جس طرح رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور پنڈلیاں کھول دیں۔

میں لوٹا اور دروازے پر جا کر بیٹھ گیا، اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ کر آیا تھا اور اس نے میرے پیچھے آنا تھا، میں نے (اپنے دل میں) کہا: اگر اللہ کو اس کی بہتری منظور ہے تو اس کو لے آئے گا، اچانک ہی ایک آدمی نے دروازہ ہلایا، میں نے کہا: کون؟ انھوں نے کہا: عمر بن خطاب۔ میں نے کہا: ٹھہرو، اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سلام کیا اور عرض کی: عمر اجازت مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو۔" میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اندر آؤ، رسول اللہ ﷺ نے تم کو جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے بائیں طرف کنویں کی منڈیر پر بیٹھے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیے۔

میں لوٹا اور بیٹھ گیا اور کہا: اگر اللہ کو فلانے کی یعنی میرے بھائی کی بھلائی منظور ہے تو وہ بھی آئے گا، ایک آدمی آیا اور دروازہ ہلایا، میں نے کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: عثمان بن عفان۔ میں نے کہا: ٹھہرو۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور ان کو خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور جو آزمائش ان کو پہنچے گی اس کے بدلے میں جنت کی بشارت بھی دے دو۔" چنانچہ میں آیا اور ان سے

کہا کہ اندر آ جائیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس آزمائش پر جو تم کو پہنچے گی اس کے بدلے میں جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ آئے، انھوں نے دیکھا منڈیر پر جگہ نہیں رہی تو وہ ان کے سامنے دوسری طرف بیٹھے۔ شریک نے کہا: سعید بن مسیب نے کہا: میں نے اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔ (چنانچہ ویسا ہی ہوا، عثمان رضی اللہ عنہ کو اس حجرے میں جگہ نہ ملی وہ آپ ﷺ کے سامنے بقیع میں دفن ہوئے)

٢٠٣- عَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ، فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ عُمَرُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ، فَقَالَ لِي: « افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ ». فَإِذَا عُثْمَانُ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَحَمِدَ اللَّهَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ. (١)

وفي لفظ لمسلم (٢٤٠٣-٢٨): "فقال، أي: عثمان: اللَّهُمَّ صَبْرًا أَوِ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ".

203- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ (بئرِ اریس) میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آ کر دروازہ کھلوایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انھیں جنت کی بشارت سنا دو۔" میں نے دروازہ کھولا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انھیں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انھوں نے اس پر اللہ کی حمد بیان کی، پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقعے پر بھی یہی فرمایا: "دروازہ ان کے لیے کھول دو اور انھیں جنت کی بشارت سنا دو۔" میں نے دروازہ کھولا تو عمر رضی اللہ عنہ تھے، انھیں بھی جب نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان کے لیے بھی آپ ﷺ نے فرمایا: "دروازہ کھول دو اور

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٩٣)، ومسلم (٢٤٠٣-٢٨).

انھیں جنت کی بشارت سنا دو، ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انھیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔" دیکھا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی اطلاع دی تو انھوں نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت (٢٤٠٣-٢٨) کے الفاظ ہیں: تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! تو مجھے صبر عطا کرنا، اور اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔

٢٠٤- عَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ باب الْحَائِطِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: « ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ: « ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». فَإِذَا عُمَرُ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ: « ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ ». فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ.

قَالَ حَمَّادٌ: وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى بِنَحْوِهِ، وَزَادَ فِيهِ عَاصِمٌ "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ، قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ أَوْ رُكْبَتِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا". (١)

وفي لفظ للبخاري (٦٢١٦): عَنْ أَبِي مُوسَى، "أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، وَفِي يَدِ النَّبِيِّ ﷺ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ ..."، وفي آخره،: « **افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ أَوْ تَكُونُ** ».

204- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ (بئرِ اریس) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازے پر پہرہ دیتا رہوں۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انھیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔" وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انھیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو۔" وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے، پھر تیسرے ایک اور صاحب آئے اور

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٦٩٥).

اجازت چاہی۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے پھر فرمایا: "انھیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنادو۔" وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا، انھوں نے ابو عثمان سے سنا اور وہ ابو موسیٰ سے اسی طرح بیان کرتے تھے، لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ نبیِ کریم ﷺ اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنوں یا ایک گھٹنے سے کپڑا اٹھا رکھا تھا، لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے گھٹنوں پر کپڑا کر لیا۔

اور صحیح بخاری (٦٢١٦) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: وہ نبیِ کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی، آپ اس کو پانی اور مٹی میں مار رہے تھے۔ اس دوران میں ایک صاحب نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا ... اور حدیث کے آخر میں ہے: پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ آپ ﷺ اس وقت ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، اب سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: "دروازہ کھول دے اور جنت کی خوشخبری سنادے، ان آزمائشوں کے ساتھ جس سے (دنیا میں) انھیں دوچار ہونا پڑے گا۔"

٢٠٥- عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ، وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ: لأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَأْمُرْنِي، فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَضَى حَاجَتَهُ، وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلاَّهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ، فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ، حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ، قَالَ: « ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ». فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلاَّهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ، حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلاَّهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَامْتَلأَ

الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ، حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، مَعَهَا بَلاَءٌ يُصِيبُهُ ». فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا، فَتَحَوَّلَ حَتَّى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلَى شَفَةِ الْبِئْرِ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلاَّهُمَا فِي الْبِئْرِ. فَجَعَلْتُ أَتَمَنَّى أَخًا لِي وَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يَأْتِيَ.

قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَتَأَوَّلْتُ ذَلِكَ قُبُورَهُمُ اجْتَمَعَتْ هَا هُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ. (١)

وقوله: "**لأكونن اليوم بواب النبي ﷺ ولم يأمرني**". ولعل ذلك كان في بداية الأمر أن أبا موسى الأشعري تطوع فجلس يحفظ باب الحائط دون أمر من النبي ﷺ، ثم أمره النبي ﷺ بحفظ الباب.

205- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے باغات میں کسی باغ کی طرف اپنی کسی ضرورت کے لیے تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب آپ ﷺ باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج میں نبی کریم ﷺ کا دربان بنوں گا حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ اندر چلے گئے اور اپنی حاجت پوری کی۔ پھر آپ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول کر انھیں کنوئیں میں لٹکا لیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اندر جانے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہیں رہیں، میں آپ کے لیے اجازت لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ کھڑے رہے اور میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے نبی! ابو بکر آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا: "انھیں اجازت دے دو اور انھیں جنت کی بشارت سنا دو۔" چنانچہ وہ اندر آ گئے اور نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب آ کر انھوں نے بھی اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنوئیں میں لٹکا لیا۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے ان سے کہا: ٹھہرو، میں آپ کے لیے اجازت لے لوں (اور میں نے اندر جا کر آپ ﷺ سے عرض کی) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ان کو بھی اجازت دے اور جنت کی بشارت سنا دو۔" خیر وہ بھی آئے اور اسی کنوئیں کی منڈیر پر نبی کریم ﷺ کی بائیں جانب بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا دیں۔ اور کنوئیں کی

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٧٠٩٧).

منڈیر بھر گئی اور وہاں جگہ نہ رہی۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے ان سے بھی کہا: آپ ذرا ٹھہریں، یہاں تک کہ میں آپ کے لیے اجازت لے لوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انھیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو اور اس کے ساتھ ایک آزمائش ہے جو انھیں پہنچے گی۔" پھر وہ بھی داخل ہوئے، ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ گھوم کر ان کے سامنے کنوئیں کے کنارے پر آگئے، پھر انھوں نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں پاؤں لٹکا لیے، پھر میرے دل میں میرے ایک بھائی کی تمنا پیدا ہوئی اور میں دعا کرنے لگا کہ وہ بھی آجاتے۔

ابن المسیب نے بیان کیا کہ میں نے اس سے ان کی قبروں کی تعبیر لی کہ سب کی قبریں ایک جگہ ہوں گی، لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر ان سے الگ ہو گی۔

الفاظِ حدیث: "آج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا": شاید یہ ابتداء کی بات ہو کہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر رضا کارانہ طور پر باغ کے دروازے پر دربان بن گئے تھے، پھر بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دروازے کی نگرانی کا حکم دے دیا۔

٢٠٦- عن عائشة رضي الله عنها قالت: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ أَوْ سَاقَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَوَّى ثِيَابَهُ - قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلاَ أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ- فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ فَلَمَّا خَرَجَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ؟ فَقَالَ: « أَلاَ أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلاَئِكَةُ ».(١)

206- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر لیٹے ہوئے تھے، رانیں اور پنڈلیاں کھولے ہوئے، اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠١).

آپ ﷺ اسی حالت میں رہے، پھر آپ باتیں کرتے رہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ان کو بھی اجازت دی اور آپ ﷺ اسی حالت میں رہے، پھر آپ باتیں کرتے رہے، پھر عثمان ﷺ نے اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور کپڑے سیدھے کر لیے۔ -محمد (بن ابی حرملہ) نے کہا: میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کا واقعہ ہے-، پھر وہ آئے اور باتیں کیں، جب وہ چلے گئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ان کے لیے ہشاش بشاش نہیں ہوئے اور نہ ان کے لیے اہتمام کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ہشاش بشاش نہیں ہوئے اور نہ ان کے لیے اہتمام کیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں اس شخص سے شرم نہ کروں جس شخص سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔"

٢٠٧- عن عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعُثْمَانَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لاَبِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ، فَأَذِنَ لأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ كَذَلِكَ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَقَضَى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ. قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ وَقَالَ لِعَائِشَةَ: « اجْمَعِي عَلَيْكِ ثِيَابَكِ ». فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لاَ يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ ».(١)

207- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی، آپ ﷺ اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے ہوئے اپنے بچھونے پر لیٹے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اسی حال میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی، وہ اپنا کام پورا کر کے چلے گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے، انھوں نے اجازت مانگی، آپ ﷺ نے اسی حال میں اجازت دی۔ وہ بھی اپنے کام سے فارغ ہو کر چلے گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "اپنے کپڑے اچھی طرح پہن لے۔" میں اپنے کام سے فارغ ہو کر چلا گیا، اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٠٢).

نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سبب ہے کہ آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنے سے نہ گھبرائے، نہ عمر رضی اللہ عنہ کے آنے سے جیسا عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے سے گھبرائے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عثمان حیا دار مرد ہیں اور مجھے ڈر تھا کہ اگر اسی حال میں ان کو اجازت دوں تو وہ اپنی ضرورت کے بارے میں مجھ سے بات نہیں کر سکیں گے۔"

٢٠٨- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ رَجُلاً، بِالْكُوفَةِ، شَهِدَ أَنَّ عُثْمَانَ ﷺ قُتِلَ شَهِيدًا فَأَخَذَتْهُ الزَّبَانِيَةُ فَرَفَعُوهُ إِلَى عَلِيٍّ ﷺ، وَقَالُوا: لَوْلاَ أَنْ تَنْهَانَا، أَوْ نَهَيْتَنَا، أَنْ لاَ نَقْتُلَ أَحَدًا لَقَتَلْنَاهُ، هَذَا زَعَمَ أَنَّهُ يَشْهَدُ أَنَّ عُثْمَانَ ﷺ قُتِلَ شَهِيدًا، فَقَالَ الرَّجُلُ لِعَلِيٍّ ﷺ: وَأَنْتَ تَشْهَدُ، أَتَذْكُرُ أَنِّي أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، وَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، وَأَتَيْتُ عُمَرَ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، وَأَتَيْتُ عُثْمَانَ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « كَيْفَ لاَ يُبَارَكُ لَكَ وَأَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ، وَأَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ، وَأَعْطَاكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ؟ ».(١)

208- محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کوفہ میں گواہی دی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید قتل کیے گئے، تو اسے پولیس پکڑ کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئی اور کہا: اگر آپ نے ہمیں اس بات سے نہ روکا ہوتا کہ ہم کسی کو قتل نہ کریں تو ہم اسے قتل کر دیتے، اس کا کہنا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید قتل کیے گئے، تو اس آدمی نے علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اور آپ بھی یہ گواہی دیں گے، کیا آپ کو نہیں یاد ہے جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا تھا تو آپ نے مجھے دیا تھا، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی مجھے دیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے مانگا تو انھوں نے بھی دیا، اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے مانگا تو انھوں نے بھی دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے برکت کی دعا فرمادیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کو اللہ برکت کیوں نہیں دے گا جبکہ تم کو ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، جبکہ تم کو ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، جبکہ تم کو ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے؟"

---

(١) **صحيح**: رواه أبو يعلىٰ (١٦٠١).

٢٠٩- عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ قَالَ: كَانَ يَقُولُ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ: لَا يَمُوتُ عُثْمَانُ حَتَّى يُسْتَخْلَفَ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ تَعْلَمُ ذَلِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ ثَلَاثَةٌ مِنْ أَصْحَابِي وُزِنُوا، فَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ فَوَزَنَ، ثُمَّ وُزِنَ عُثْمَانُ فَنَقَصَ صَاحِبُنَا، وَهُوَ صَالِحٌ ».(١)

209- اسود بن ہلال اپنی قوم کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کہا کرتا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک خلیفہ نہیں بن جاتے، ہم نے پوچھا: تمھیں یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے تین صحابہ کا وزن کیا گیا ہے، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ان کا پلڑا جھک گیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ان کا بھی پلڑا جھک گیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو ہمارے ساتھی کا وزن کم رہا، اور وہ نیک آدمی ہیں۔"

٢١٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: « ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: « ائْذَنْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَقَالَ: « ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ». قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: « أَنْتَ مَعَ أَبِيكَ ».(٢)

210- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انھیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو۔" پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انھیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔" پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انھیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری دے دو۔" میں نے عرض کی: اور میں کہاں رہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے باپ کے ساتھ رہو گے۔"

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٦٦٠٤).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (٦٥٤٨)، والطبراني في الكبير (١٣/ ٦١٥-٦١٦).

٢١١- عن بريدة بن الحصيب ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ جَالِسًا عَلَى حِرَاءٍ، وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ فتَحَرَّكَ الْجَبَلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اُثْبُتْ حِرَاءُ ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ ».(١)

وقوله: "حراء" غير صحيح. والصواب "أُحُد" كما في الأحاديث الصحيحة.

211- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر بیٹھے تھے، آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، پہاڑ ہلنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے حراء! ٹھہر جا، کیونکہ اس وقت تیرے اوپر نبی، یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی نہیں۔"

الفاظِ حدیث: "حراء" صحیح نہیں ہے، صحیح لفظ "اُحد" ہے جیسا کہ صحیح روایتوں میں وارد ہے۔

٢١٢- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنهما، اِرْتَجَّ أُحُدٌ، وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « اُثْبُتْ أُحُدُ، مَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ ».(٢)

212- سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُحد پہاڑ ہلنے گا، اور اس وقت اس پر نبی کریم ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے اُحد! ٹھہر جا، کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

٢١٣- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ: « مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ، فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ، فَرَجَحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ، وَوُزِنَ عُمَرُ وَأَبُو بَكْرٍ، فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ، وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَحَ عُمَرُ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ، فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.(٣)

213- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن فرمایا: "تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟" ایک شخص بولا: میں نے دیکھا: گویا ایک ترازو آسمان سے اترا، آپ ﷺ کو

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (٢٢٩٣٩)، وابن أبي عاصم في السنة (١٤٤٣)

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (٢٢٨١١)، وابن أبي عاصم في السنة (١٤٤٤)، وابن حبان (٦٤٩٢)

(٣) **حسن**: رواه أبو داود (٤٦٣٤)، والترمذي (٢٢٨٧)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٠٨٠)، والحاكم (٣/ ٧٠-٧١).

اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا، تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھاری نکلے، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھاری نکلے، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ بھاری نکلے، پھر ترازو اٹھالیا گیا، تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔

٥- باب ما جاء في فضل الخلفاء الأربعة

خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢١٤- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ شُرْبًا ضَعِيفًا، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَانْتُشِطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ. (١)

214- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے دیکھا گویا کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا، پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو اس کی دونوں مٹھیاں پکڑ کر اس میں سے تھوڑا سا پانی پیا، مگر کمزوری کے ساتھ، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں اور انھوں نے خوب سیر ہو کر پیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں اور خوب سیر ہو کر پیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور اس کی دونوں لکڑیاں پکڑیں، تو وہ چھلک گیا اور اس میں سے کچھ ان کے اوپر بھی پڑ گیا۔

٦- باب في فضل الخلفاء الأربعة وطلحة، والزبير

خلفائے اربعہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢١٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ». (٢)

---

(١) **حسن**: رواه أبو داود (٤٦٣٧)، وأحمد (٢٠٢٤٢).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤١٧-٥٠).

وأما ذكر "حراء" في هذا الحديث، فالصحيح أنه "أُحُد" كما ثبت في الأحاديث الأخرى.

215- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے، کہ اچانک چٹان ہلنے لگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تھم جا اے حراء! تیرے اوپر کوئی نہیں مگر نبی یا صدیق یا شہید۔"

الفاظِ حدیث: "حراء" صحیح نہیں ہے، صحیح لفظِ "اُحد" ہے جیسا کہ صحیح روایتوں میں وارد ہے۔

٧- باب ما جاء في فضل العشرة المبشرين بالجنة

عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢١٦- عن سَعِيد بْنَ زَيْدٍ ﷺ قال: أَنَا أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا سَمِعَت أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنِّي لَمْ أَكُن أَرْوِي عَنْهُ كَذِبًا يَسْأَلُنِي عَنْهُ إِذَا لَقِيتُهُ، أَنَّهُ قَالَ: « أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ فِي الْجَنَّةِ، وَتَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ ». لَوْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ لَسَمَّيْتُهُ، قَالَ: فَضَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ يُنَاشِدُونَهُ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنِ التَّاسِعُ ؟ قَالَ: نَاشَدْتُمُونِي بِاللَّهِ، وَاللَّهِ عَظِيمٍ أَنَا تَاسِعُ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَاشِرُ، ثُمَّ أَتْبَعَ ذَلِكَ يَمِينًا، قَالَ: وَاللَّهِ لَمَشْهَدٌ شَهِدَهُ رَجُلٌ يُغَبَّرُ فِيهِ وَجْهَهُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ . وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلامُ (١)

216- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا ہے اور میں آپ سے کوئی جھوٹ بات روایت نہیں کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر جنت میں ہوں گے، عمر جنت میں ہوں گے، علی جنت میں ہوں گے، عثمان جنت میں ہوں گے، طلحہ جنت میں ہوں گے، زبیر جنت میں ہوں گے،

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٦٢٩) واللفظ له، وأبو داود (٤٦٥٠)، وابن ماجه (١٣٣).

عبد الرحمان جنت میں ہوں گے، سعد بن مالک جنت میں ہوں گے، اور ایک نواں مسلمان بھی جنت میں ہو گا۔" جس کا نام اگر میں بتانا چاہتا تو بتا سکتا ہوں۔ اہلِ مسجد نے بآوازِ بلند انھیں قسم دے کر پوچھا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی! وہ نواں آدمی کون ہے؟ فرمایا: تم مجھے اللہ کی قسم دے رہے ہو، اللہ کا نام بہت بڑا ہے، وہ نواں آدمی میں ہی ہوں، اور دسویں خود رسول اللہ ﷺ تھے، اس کے بعد وہ دائیں طرف چلے گئے، اور فرمایا: بخدا! وہ ایک غزوہ جس میں کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہا اور اس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوا، وہ تمھارے ہر عمل سے افضل ہے اگرچہ تمھیں عمرِ نوح ہی مل جائے۔

٢١٧- عَنِ عبد الله بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « عَشَرَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْجَنَّةِ: أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدٌ وَسَعِيدُ بن زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بن عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بن الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ ».(١)

217- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قریش کے دس افراد جنت میں ہوں گے: ابو بکر جنت میں ہوں گے، عمر جنت میں ہوں گے، عثمان جنت میں ہوں گے، علی جنت میں ہوں گے، طلحہ جنت میں ہوں گے، زبیر جنت میں ہوں گے، سعد اور سعید جنت میں ہوں گے، عبد الرحمان بن عوف جنت میں ہوں گے، ابو عبیدہ بن جراح جنت میں ہوں گے۔"

٨- باب ما جاء في فضل أبي بكر وعمر وأبي عبيدة بن الجراح

ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢١٨- عن عَائِشَةَ وَسُئِلَتْ: مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، فَقِيلَ لَهَا: ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: مَنْ بَعْدَ عُمَرَ؟ قَالَتْ: أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثُمَّ انْتَهَتْ إِلَى هَذَا.(٢)

218- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ خلیفہ بناتے تو کس کو

---

(١) حسن: رواه الطبراني في الكبير (١٣٨٢٣) وفي الأوسط (٢٢٢٢) وفي الصغير (٦٢).
(٢) حسن: رواه مسلم (٢٣٨٥).

بناتے؟ انھوں نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتے، پھر پوچھا گیا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو بناتے؟ انھوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر پوچھا گیا: عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کس کو بناتے؟ انھوں نے کہا: ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو، پھر خاموش ہو رہیں (مزید جواب نہ دیا)۔

٢١٩- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها: أَيُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ؟ قَالَتْ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ، عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: فَسَكَتَتْ. (١)

219- عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: صحابہ کرام میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھے؟ انھوں نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا: پھر کون؟ انھوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا: پھر کون؟ کہا: پھر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا: پھر کون؟ تو وہ خاموش رہیں۔

٩- باب ما جاء في فضل أبي بكر وعمر وعائشة

ابو بکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٢٠- عن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلاَسِلِ، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: « عَائِشَةُ »، فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: « أَبُوهَا »، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: « ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ »، فَعَدَّ رِجَالاً. (٢)

220- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں غزوہ ذات السلاسل میں امیر بنا کر بھیجا، (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا کہ کون شخص آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ۔" میں نے پوچھا: اور مردوں

---

(١) **صحيح**: رواه الترمذي (٣٦٥٧)، وابن ماجه (١٠٢)، وأبو يعلىٰ (٤٧٣٢) وقال الترمذي: "حسن صحيح".

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦٦٢)، ومسلم (٢٣٤٨-٨)

میں سے؟ فرمایا: "ان کے والدِ گرامی۔" میں نے پوچھا: اس کے بعد؟ فرمایا: "عمر بن خطاب۔" اس طرح آپ ﷺ نے درجہ بدرجہ کئی لوگوں کے نام لیے۔

١٠- باب في فضل فاطمة وعلي

فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٢٢١- عن بريدة بن الحصيب ﷺ قال: كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاطِمَةُ وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ. (١)

والحديث محمول على أهل بيته وأقاربه من حيث النسب، كما ذكر الترمذي عن شيخه إبراهيم بن سعد الجوهري.

فعلى هذا لا تعارض بين هذا الحديث وبين الحديث الذي ورد فيه أن أحب الناس إلى رسول الله ﷺ: "**عائشة**"، ومن الرجال: "**أبوها**".

221- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں علی رضی اللہ عنہ تھے۔

یہ حدیث آپ ﷺ کے اہلِ بیت اور رشتے داروں پر محمول کی جائے گی، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے شیخ ابراہیم بن سعد جوہری نے ذکر کیا ہے۔

پھر ایسی صورت میں اس حدیث اور اس حدیث میں کوئی تعارض نہیں رہے گا جس میں یہ آیا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب رسول اللہ ﷺ کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مردوں میں ان کے والد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

١١- باب في فضل علي والحسن والحسين وفاطمة

علی، حسن، حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٢٢- عن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ، خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٨٦٨)، والطبراني في الأوسط (٧٢٥٨)، والحاكم (٣/١٥٥)

مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب: ٣٣]. (١)

222- زوجۂ رسول ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کو نکلے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کجاووں کے نقوش والی کالی اون کی ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے، اتنے میں حسن رضی اللہ عنہ آئے، آپ ﷺ نے ان کو اس چادر کے اندر کر لیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی اندر کر لیا، پھر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا آئیں ان کو بھی اندر کر لیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی اندر کر لیا، اس کے بعد فرمایا: "

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

[الأحزاب: ٣٣]

"اللہ تعالیٰ جل جلالہ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ناپاکی کو اور پاک کرے تم کو اے گھر والو!"

٢٢٣- عن أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي بَيْتِهَا، فَأَتَتْهُ فَاطِمَةُ بِبُرْمَةٍ فِيهَا خَزِيرَةٌ، فَدَخَلَتْ بِهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا: « ادْعِي زَوْجَكِ وَابْنَيْكِ ». قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ وَالْحُسَيْنُ، وَالْحَسَنُ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَجَلَسُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تِلْكَ الْخَزِيرَةِ، وَهُوَ ... عَلَى ... لَهُ عَلَى دُكَّانٍ تَحْتَهُ كِسَاءٌ خَيْبَرِيٌّ. قَالَتْ: وَأَنَا أُصَلِّي فِي الْحُجْرَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ قَالَتْ: فَأَخَذَ فَضْلَ الْكِسَاءِ، فَغَشَّاهُمْ بِهِ، ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ، فَأَلْوَى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ قَالَ: « اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا، اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي وَخَاصَّتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا ». قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْبَيْتَ، فَقُلْتُ: وَأَنَا مَعَكُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: « إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ، إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ ». (٢)

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٢٤).

(٢) **حسن**: رواه أحمد (٢٦٥٠٨).

والمقصود من أهل البيت هنا: من حيث النسب، وأما إطهار أهل البيت من الرجس فهو شامل للنسب والصهر جميعا.

223- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک ہنڈیا لے کر آگئیں جس میں خزیرہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اپنے شوہر اور اپنے دونوں بچوں کو بھی بلا لاؤ۔" کہتی ہیں: چنانچہ علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی آگئے، اور سب بیٹھ کر اس خزیرے کو کھانے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک چبوترے پر نیند کی حالت میں تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک کے نیچے خیبر کی ایک چادر تھی، اور میں حجرے میں نماز پڑھ رہی تھی کہ اسی دوران میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾

[الأحزاب: ٣٣]

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ناپاکی کو اور پاک کرے تم کو اے گھر والو!"

کہتی ہیں: اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کا بقیہ حصہ لے کر ان سب پر ڈال دیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "اے اللہ! یہ لوگ میرے اہلِ بیت اور میرے خاص ہیں، تو ان سے گندگی کو دور کرکے انھیں خوف صاف ستھرا کردے، اے اللہ! یہ لوگ میرے اہلِ بیت اور میرے خاص ہیں، تو ان سے گندگی کو دور کرکے انھیں خوف صاف ستھرا کر دے۔" کہتی ہیں: اس پر میں نے اس کمرے میں اپنا سر داخل کرکے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں بھی تو آپ کے ساتھ ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم بھی خیر پر ہو، تم بھی خیر پر ہو۔"

یہاں اہلِ بیت سے مراد نسبی خاندان کے اعتبار سے ہے، ورنہ اہلِ بیتِ نبوت کو گندگی سے صاف کرنے میں نسبی اور سسرالی دونوں رشتے داخل ہیں۔

٢٢٤- عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ﷺ رَبِيبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ، ثُمَّ قَالَ: « اللَّهُمَّ هَؤُلاَءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ

الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا ». قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ﵂: وَأَنَا مَعَهُمْ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ قَالَ: « أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ وَأَنْتِ إِلَيَّ خَيْرٍ ».(١)

224- نبی اکرم ﷺ کے پروردہ عمر بن ابی سلمہ ﵁ کہتے ہیں کہ جب یہ آیتِ کریمہ:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ناپاکی کو اور پاک کرے تم کو اے گھر والو!"

نبی اکرم ﷺ پر ام سلمہ ﵂ کے گھر میں اتری تو آپ ﷺ نے فاطمہ اور حسن و حسین ﵃ کو بلایا اور آپ ﷺ نے انھیں ایک چادر میں ڈھانپ لیا، اور علی ﵁ آپ کی پشت مبارک کے پیچھے تھے تو انھیں بھی چادر میں چھپالیا۔ پھر فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں تو ان کی ناپاکی کو دور فرمادے اور انھیں اچھی طرح پاک کردے۔"

ام سلمہ ﵂ نے عرض کی: اللہ کے نبی! میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنی جگہ پر ہو اور تم بھی نیکی پر ہو۔"

٢٢٥- عَنْ شَدَّادٍ أَبِي عَمَّارٍ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ﵁، وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا، فَلَمَّا قَامُوا قَالَ لِي: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا رَأَيْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: أَتَيْتُ فَاطِمَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ عَلِيٍّ، قَالَتْ: تَوَجَّهَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ ﵃، آخِذٌ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِهِ، حَتَّى دَخَلَ فَأَدْنَى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، فَأَجْلَسَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ لَفَّ عَلَيْهِمْ ثَوْبَهُ - أَوْ قَالَ: كِسَاءً- ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ وَقَالَ: « اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، وَأَهْلُ بَيْتِي أَحَقُّ ».(٢)

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٢٠٥، ٣٧٨٧)، والطبري في تفسيره (١٠٦/١٩)، والطبراني في الكبير (٨٢٩٥).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (١٦٩٨٨)، وصحّحه ابن حبان (٦٩٧٦)، والحاكم (٤١٦/٢، ١٧٤/٣).

وزاد ابن حبان والبيهقي في آخر الحديث: "قال واثلة من ناحية البيت: وأنا يا رسول الله من أهلك؟ قال: « **وأنت من أهلي** ». قال واثلة: إنها لمن أرجى ما ارتجي".

أي: من أهل الإسلام ليس من أهلي نسبا.

225- شداد ابو عمار سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے پاس کچھ لوگ تھے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرنے لگے، جب وہ لوگ اٹھ گئے، تو حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمھیں وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ وہ کہنے لگے: ایک مرتبہ میں علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھنے کے لیے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا، انھوں نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے ہیں، میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگا، اتنی دیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ کے ہمراہ علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے، وہ سب ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے قریب بلا کر بٹھایا، اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی رانوں پر بٹھالیا، پھر ان سب کو ایک چادر اوڑھا کر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾

[الأحزاب: ٣٣]

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ناپاکی کو اور پاک کرے تم کو اے گھر والو!"

اور فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہل بیت کا حق زیادہ ہے۔"

ابن حبان اور بیہقی نے حدیث کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ گھر کے ایک جانب سے واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اور میں بھی اے اللہ کے رسول آپ کے اہل میں سے ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور تم بھی میرے اہل سے ہو۔" واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً یہ میرے لیے بہت بڑی امید تھی جس کی امید میں کر سکتا تھا۔ یہاں "اہل" سے مراد اہل اسلام ہے نہ کہ اہل نسب۔

٢٢٦- عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ بَسَطَ شَمْلَةً، فَجَلَسَ عَلَيْهَا هُوَ وَفَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، ثُمَّ أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَجَامِعِهِ، فَعَقَدَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ ارْضَ عَنْهُمْ كَمَا أَنَا عَنْهُمْ رَاضٍ». (١)

(١) **حسن**: رواه الطبراني في الأوسط (٥٥١٠).

226- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس حال میں کہ آپ ﷺ نے ایک چادر بچھائی اور اس پر آپ ﷺ، فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سب بیٹھ گئے، پھر نبی کریم ﷺ سب کو ایک ساتھ پکڑ کر ان پر چادر کو باندھ دیا پھر فرمایا: "اے اللہ! تو ان سے راضی ہو جا، جیسا کہ میں ان سے راضی ہوں۔"

١٢- باب في حب النبي ﷺ للحسن والحسين

نبی کریم ﷺ کا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت کرنے کا بیان

٢٢٧- عَنْ عَطَاء بن يسار، أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَضُمُّ إِلَيْهِ حَسَنًا وَحُسَيْنًا يَقُولُ: « اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا ».(١)

227- عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے آپ کو بتلایا کہ انھوں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر فرما رہے تھے: "اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔"

٢٢٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا». (٢)

وزاد الطبراني في آخر الحديث: ((**وأبغض من أبغضهما**)).

228- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا: "اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں سے محبت کر۔"

اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے حدیث کے آخر میں یہ اضافہ کیا: "اور اس سے بغض رکھ جو ان دونوں سے بغض رکھا۔"

٢٢٩- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن مسعود رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: « اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحْبِبْهُمَا وَمَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي ».(٣)

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (٢٣١٣٣) .

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (٩٧٥٩)، والبزار (٩٧٣٦)، والطبراني في الكبير (٣/ ٤٢).

(٣) **حسن**: رواه البزار (١٨٢٠) .

229- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا: "اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کرنا، اور جو ان سے محبت کرے گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔"

٢٣٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي ».(١)

230- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرے اس نے مجھ سے محبت کی، اور جو ان دونوں سے بغض رکھے تو اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

٢٣١- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن مسعود ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَإِذَا مَنَعُوهُمَا أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوهُمَا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ وَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: « مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ هَذَيْنِ ».(٢)

231- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو حسن و حسین آپ کی پشت پر کود کر بیٹھ جاتے، جب لوگ انھیں منع کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اشارے سے کہتے کہ انھیں چھوڑ دو، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کرلی تو انھیں اپنی گود میں لے کر کہا: "جو مجھ سے محبت کرتا ہے تو چاہیے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے۔"

٢٣٢- عن بريدة بن الحصيب ﷺ قال: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ المِنْبَرِ، فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: « صَدَقَ اللَّهُ ﴿أَنَّمَآ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَأَوۡلَٰدُكُمۡ فِتۡنَةٞ﴾ نَظَرْتُ إِلَى هَذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا ».(٣)

---

(١) حسن: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨١١٢)، وابن ماجه (١٤٣)، وأحمد (٧٨٧٦).

(٢) حسن: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨١١٤)، وصحّحه ابن خزيمة (٨٨٧) -والسياق له-، وابن حبان (٦٩٧٠).

(٣) حسن: رواه أبو داود (١١٠٩)، والترمذي (٣٧٧٤) وحسّنه، والنسائي (١٤١٣)

232- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں سرخ قمیص پہنے ہوئے گرتے پڑتے چلے آ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر ان دونوں کو اٹھالیا، اور ان کو لا کر اپنے سامنے بٹھالیا، پھر فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: ﴿ أَنَّمَآ أَمۡوَٰلُكُمۡ وَأَوۡلَٰدُكُمۡ فِتۡنَةٞ ﴾ یعنی "تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھارے لیے آزمائش ہیں۔" میں نے ان دونوں کو گرتے پڑتے آتے ہوئے دیکھا تو صبر نہیں کر سکا، یہاں تک کہ اپنی بات روک کر میں نے انھیں اٹھالیا۔"

٢٣٣- عَنْ خَالِدِ بن معدان، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ ﷺ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لاَ أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: « هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ ».(١)

وقوله في الحديث: « **هذا مني** ». يعني الحسن بن علي وذلك من باب إظهار المحبة، لأن الحسن كان أكبر من الحسين، ولأنه قال فيه: « **إن الله سيصلح على يديه بين فئتين عظيمتين** ». فقوله: « **هذا مني** » له مزيد من المزية.

233- خالد بن معدان سے روایت ہے کہ مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور بنی اسد کے قنسرین کے رہنے والے ایک شخص معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا: کیا آپ کو خبر ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا؟ مقدام نے یہ سن کر «إنا لله وإنا إليه راجعون» پڑھا تو ان سے ایک شخص نے کہا: کیا آپ اسے کوئی مصیبت سمجھتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی گود میں بٹھایا، اور فرمایا: "یہ میرے مشابہ ہے، اور حسین علی کے مشابہ۔"

الفاظِ حدیث: "یہ میرے مشابہ ہے": یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہما۔ ایسی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ محبت

---

(١) حسن: رواه أبو داود (٤١٣١)، وأحمد (١٧١٨٩)، والطبراني في الكبير (٢٠/٢٦٩).

میں کہی تھی، کیونکہ حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے، اور اس لیے کہ ان کے بارے میں آپ یہ کہہ چکے تھے: "ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔" چنانچہ آپ کا ان کے بارے میں یہ کہنا: "یہ میرے مشابہ ہے۔" حسن رضی اللہ عنہ کے لیے مزید فضیلت کی بات ہے۔

١٣- باب ما جاء أن الحسن والحسين هما ريحانتا رسول الله ﷺ

حسن و حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو پھول تھے

٢٣٤- عن عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما - وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ، قَالَ شُعْبَةُ: أَحْسِبُهُ، يَقْتُلُ الذُّبَابَ؟- فَقَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا ».(١)

وفي لفظ له (٥٩٩٤): "قال ابن أبي نُعْم: كنت شاهدا لابن عمر، وسأله رجل عن دم البعوض؟ فقال: ممن أنت؟ فقال: من أهل العراق، قال: انظروا إلى هذا يسألني عن دم البعوض، وقد قتلوا ابن النبي ﷺ...".

234- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟، اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔"

اور صحیح بخاری کی ایک روایت (۵۹۹۴) کے الفاظ یہ ہیں: ابو نعم نے بیان کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں موجود تھا، ان سے ایک شخص نے (حالتِ احرام میں) مچھر کے مارنے کے متعلق پوچھا (کہ اس کا کیا کفارہ ہو گا؟) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا کہ تم کہاں کے ہو؟ اس نے بتایا کہ عراق سے ہوں، فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو، مچھر کی جان لینے کے تاوان کا مسئلہ پوچھتا ہے، حالانکہ اس کے ملک والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر ڈالا ....

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٥٣).

٢٣٥- عَنْ سَعْدِ بن أبي وقاص ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ عَلَى بَطْنِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُحِبُّهُمَا؟ فَقَالَ: «وَمَالِي لَا أُحِبُّهُمَا، رَيْحَانَتَايَ».(١)

235- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن مبارک پر حسن و حسین رضی اللہ عنہما کھیل رہے ہیں، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ان دونوں سے پیار کر رہے ہیں؟ فرمایا: "میں ان سے پیار کیوں نہ کروں کہ یہ دونوں تو میرے پھول ہیں۔"

١٤- باب أن الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة

حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں

٢٣٦- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ».(٢)

236- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔"

٢٣٧- عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ: سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ، تَعْنِي بِالنَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا لِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا. فَنَالَتْ مِنِّي، فَقُلْتُ لَهَا: دَعِينِي آتِي النَّبِيَّ ﷺ فَأُصَلِّيَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي وَلَكِ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِي فَقَالَ: « مَنْ هَذَا؟ حُذَيْفَةُ؟ ». قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: « مَا حَاجَتُكَ؟ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلأُمِّكَ ». قَالَ: « إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ

---

(١) **حسن**: رواه البزار (١٠٧٨).

(٢) **حسن**: رواه الترمذي (٣٧٦٨)، وأحمد (١٠٩٩٩)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٤٧٤، ٨٤٧٣، ٨٤٧٢).

وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ».(١)

ورواه أحمد (٢٣٣٣٠) من وجه آخر عن إسرائيل، عن أبي السفر، عن الشعبي، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، ثُمَّ تَبِعْتُهُ وَهُوَ يُرِيدُ يَدْخُلُ بَعْضَ حُجَرِهِ، فَقَامَ وَأَنَا خَلْفَهُ، كَأَنَّهُ يُكَلِّمُ أَحَدًا، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: « مَنْ هَذَا؟ » قُلْتُ: حُذَيْفَةُ، قَالَ: « أَتَدْرِي مَنْ كَانَ مَعِي؟ » قُلْتُ: لَا، قَالَ: « فَإِنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ يُبَشِّرُنِي أَنَّ الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ». قَالَ: فَقَالَ حُذَيْفَةُ: فَاسْتَغْفِرْ لِي وَلِأُمِّي، قَالَ: « غَفَرَ اللهُ لَكَ يَا حُذَيْفَةُ وَلِأُمِّكَ ».

237- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے میری والدہ نے پوچھا: تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حال ہی میں کب گئے تھے؟ میں نے کہا: اتنے اتنے دنوں سے میں ان کے پاس نہیں جا سکا ہوں، تو وہ مجھ پر خفا ہوئیں، میں نے ان سے کہا: اب مجھے نبی اکرم ﷺ کے پاس جانے دیجیے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھوں گا اور آپ ﷺ سے میں اپنے اور آپ کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست کروں گا، چنانچہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی، پھر آپ ﷺ (نوافل) پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا، آپ ﷺ نے میری آواز سنی تو فرمایا: "کون ہو؟ حذیفہ؟" میں نے عرض کی: جی ہاں، حذیفہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا بات ہے؟ اللہ تمھیں اور تمھاری ماں کو معاف فرمائے۔" (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا تھا، اس نے اپنے رب تعالیٰ سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین اہلِ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔"

اور امام احمد رحمہ اللہ (٢٣٣٣٠) نے اس حدیث کو ایک دوسری سند سے إسرائيل عن أبي السفر عن الشعبي کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبیِ کریم ﷺ کے پاس آیا اور

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٧٨١) وابن خزيمة (١١٩٤)، وابن حبان (٦٩٦٠)، والحاكم (٣/ ٣٨١).

آپ ﷺ کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنے بعض حجروں میں داخل ہونا چاہتے تھے، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور میں آپ کے پیچھے تھا، گویا کہ آپ ﷺ کسی سے بات کر رہے ہوں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "تم کون ہو؟" میں نے کہا: حذیفہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا تمھیں پتا ہے میرے ساتھ کون تھا؟" میں نے عرض کی: نہیں، تو آپ ﷺ نے بتلایا: "یہ جبریل علیہ السلام تھے جو یہ خوشخبری دینے آئے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔"

راویِ حدیث کہتے ہیں کہ تب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے لیے اور میری ماں کے لیے مغفرت کی دعا فرما دیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے حذیفہ! اللہ تمھیں اور تمھاری ماں کو معاف فرمائے۔"

٢٣٨- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ ابْنَةِ عِمْرَانَ». (١)

238- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت نوجوانوں کے سردار ہیں، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت عورتوں کی سردار ہیں، مگر مریم بنت عمران کا معاملہ الگ ہے۔"

١٥- باب في فضل أبي موسى الأشعري وبلال

ابو موسی اشعری اور بلال رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٢٣٩- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَهُ بِلاَلٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: « أَبْشِرْ». فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ "أَبْشِرْ". فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: « رَدَّ الْبُشْرَى فَاقْبَلاَ أَنْتُمَا »، قَالاَ: قَبِلْنَا. ثُمَّ دَعَا

---

(١) حسن: رواه النسائي في الكبرى (٨٤١٦)، وأحمد في مسنده (١١٦١٨) (١١٧٥٦) والحاكم (٣/١٥٤).

بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: « اِشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا، وَأَبْشِرَا »، فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلاَ، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ﵂ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلاَ لأُمِّكُمَا. فَأَفْضَلاَ لَهَا مِنْ طَائِفَةٍ. (١)

239- حضرت ابو موسیٰ ﵁ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا جب آپ ﷺ جعرانہ میں ٹھہرے تھے، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ بلال ﵁ تھے۔ اسی دوران میں نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بدوی آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھیں بشارت ہے۔" اس پر وہ بدوی بولا: بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے۔ پھر آپ ﷺ نے چہرۂ مبارک ابو موسیٰ اور بلال کی طرف پھیرا، آپ ﷺ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے تو بشارت واپس کر دی، اب تم دونوں اسے قبول کر لو۔" ان دونوں حضرات نے عرض کی: ہم نے قبول کی۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور فرمایا: "اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔" چنانچہ ان دونوں نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پردے کے پیچھے سے ام سلمہ ﵂ نے بھی پکارا: اپنی ماں کے لیے بھی کچھ پانی چھوڑ دینا۔ چنانچہ ان دونوں نے ام سلمہ ﵂ کے لیے کچھ پانی چھوڑ دیا۔

١٦- باب في فضل أسيد بن حضير وعباد بن بشر

اسید بن حضیر اور عباد بن بشر ﵄ کی فضیلت کا بیان

٢٤٠- عَنْ أَنَسٍ ﵁ أَنَّ رَجُلَيْنِ، خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا، فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا.

وَقَالَ مَعْمَرٌ: عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ.

قَالَ حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ ﵁: كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. (٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٣٢٨)، ومسلم (٢٤٩٧).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٨٠٥).

240- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو دیکھتے ہیں کہ ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا۔ اور معمر نے ثابت سے بیان کیا اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ دونوں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری صحابی تھے۔ اور حماد نے بیان کیا، انھیں ثابت نے خبر دی اور انھیں انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔

١٧- باب ما جاء في فضل سلمان وصهيب وبلال

سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٤١- عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَتَى عَلَى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلاَلٍ رضي الله عنهم فِي نَفَرٍ، فَقَالُوا: وَاللَّهِ مَا أَخَذَتْ سُيُوفُ اللَّهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللَّهِ مَأْخَذَهَا. قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: أَتَقُولُونَ هَذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ؟ فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ، لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ». فَأَتَاهُمْ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا إِخْوَتَاهْ، أَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوا: لاَ، يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أُخَيَّ. (١)

241- عائذ بن عمرو سے روایت ہے کہ ابوسفیان سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آئے۔ اور بھی چند لوگ بیٹھے تھے، انھوں نے کہا: اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر اپنی جگہ تک نہیں پہنچیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم قریش کے بوڑھے اور سردار کے حق میں ایسا کہتے ہو؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو بکر! تم نے شاید ان لوگوں (یعنی سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم) کو ناراض کیا، اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا۔" یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے بھائیو! میں نے تم کو ناراض کیا؟ وہ بولے: نہیں، اے بھائی! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٥٠٤).

١٨- باب ما جاء في فضائل علي بن أبي طالب، وجعفر بن أبي طالب، وزيد بن حارثة

علی بن ابی طالب، جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٤٢- عَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ: اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ الحديث ... وفيه: قصة ابنة حمزة وأنها تبعتهم حين الخروج من مكة، فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، حَمَلَتْهَا. فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهْيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي. فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا. وَقَالَ: « اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ »، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: « أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ »، وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: « أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي »، وَقَالَ لِزَيْدٍ: « أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلاَنَا ». (١)

242- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو القعدہ میں عمرہ کیا، پھر پوری حدیث بیان کی ... اس میں حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا قصہ بھی مذکور ہے اور یہ کہ مکہ سے نکلنے کے وقت وہ ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلی تو علی رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے ساتھ لے لیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور فرمایا: اپنی چچازاد بہن کو بھی ساتھ لے لو، انھوں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا، پھر اس لڑکی کو لے کر حضرت علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا میں زیادہ مستحق ہوں، یہ میرے چچا کی بچی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بچی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا: "خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔" پھر علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔" اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو۔" اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے آزاد کردہ غلام بھی۔"

٢٤٣- عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي: يَا عَمِّ،

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٢٦٩٩).

يَا عَمِّ. قَالَ: فَتَنَاوَلْتُهَا بِيَدِهَا، فَدَفَعْتُهَا إِلَى فَاطِمَةَ، فَقُلْتُ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ اخْتَصَمْنَا فِيهَا أَنَا وَجَعْفَرٌ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا عِنْدِي - يَعْنِي أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ- وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي. وَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « أَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ، أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَمِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ، فَأَخُونَا وَمَوْلَانَا، وَالْجَارِيَةُ عِنْدَ خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ وَالِدَةٌ ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا تَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ: « إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ ».(١)

243- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مکہ مکرمہ سے نکلنے لگے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا جان! چچا جان ! پکارتی ہوئی ہمارے پیچھے لگ گئی، میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دیا اور ان سے کہا: اپنی چچازاد بہن کو سنبھالو۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس بچی کی پرورش کے سلسلے میں میرا، جعفر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کا جھگڑا ہو گیا۔ جعفر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے، اور اس کی خالہ، یعنی اسماء بنت عمیس میرے نکاح میں ہیں، اور زید رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ میری بھتیجی ہے اور میں نے یہ موقف اختیار کیا کہ اسے میں لے کر آیا ہوں، اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے جعفر! تم تو صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو، اور تم اے علی! مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، اور اے زید! تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہو۔ بچی اپنی خالہ کے پاس رہے گی، کیونکہ خالہ بھی ماں کے مرتبہ میں ہوتی ہے۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ فرمایا: "یہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔"

٢٤٤- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زيد، قَالَ: اجْتَمَعَ جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ ﷺ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَالَ زَيْدٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، حَتَّى نَسْأَلَهُ، فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: فَجَاءُوا يَسْتَأْذِنُونَهُ فَقَالَ: « اُخْرُجْ فَانْظُرْ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ ». فَقُلْتُ: هَذَا جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدٌ، مَا أَقُولُ: أَبِي، قَالَ: « ائْذَنْ لَهُمْ ».

---

(١) حسن: رواه أبو داود (٢٢٨٠)، وأحمد (٧٧٠) واللفظ له، وصحّحه الحاكم (٣/ ١٢٠)

وَدَخَلُوا فَقَالُوا: مَنْ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: « فَاطِمَةُ ». قَالُوا: نَسْأَلُكَ عَنِ الرِّجَالِ. قَالَ: « أَمَّا أَنْتَ يَا جَعْفَرُ فَأَشْبَهَ خُلُقُكَ خُلُقِي، وَأَشْبَهَ خَلْقِي خَلْقَكَ، وَأَنْتَ مِنِّي وَشَجَرَتِي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَخَتَنِي وَأَبُو وَلَدِي، وَأَنَا مِنْكَ وَأَنْتَ مِنِّي، وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ فَمَوْلَايَ، وَمِنِّي وَإِلَيَّ، وَأَحَبُّ الْقَوْمِ إِلَيَّ ».(١)

244- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جعفر، علی اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے، دورانِ گفتگو جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سب سے زیادہ محبوب ہوں، اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سب سے زیادہ محبوب ہوں، اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سب سے زیادہ محبوب ہوں، پھر سب نے کہا: آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے پوچھ لیتے ہیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا: چنانچہ وہ تینوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جاکر دیکھو یہ کون لوگ آئے ہیں؟" میں نے کہا: یہ جعفر، علی اور زید رضی اللہ عنہم ہیں، میں نے یہ نہیں کہا کہ میرے والد آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انھیں اندر آنے کی اجازت دے دو۔" چنانچہ وہ اندر آئے اور کہنے لگے: آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ فرمایا: "فاطمہ سے۔" پھر ان لوگوں نے کہا: ہم آپ سے مردوں کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جعفر! تمھاری صورت میری صورت اور تمھاری سیرت میری سیرت سے سب سے زیادہ مشابہ ہے، تم مجھ سے ہو اور میرا شجرہ ہو، اور اے علی! تم میرے داماد اور میرے بچوں (نواسوں) کے باپ ہو، میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، اور اے زید! تم ہمارے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہو اور مجھ سے ہو اور میری طرف سے ہو، اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔"

١٩- باب ما جاء في فضائل زيد بن حارثة، وجعفر، وعبد الله بن رواحة، وخالد بن الوليد

زید بن حارثہ، جعفر، عبداللہ بن رواحہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٤٥- عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاحٍ فَوَجَدْتُهُ

(١) **حسن:** رواه أحمد (٢١٧٧٧)، والنسائي في خصائص علي (١٣٨)، والحاكم (٣/٢١٧)

اِجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ ﷺ فَارِسُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَيْشَ الْأُمَرَاءِ وَقَالَ: « عَلَيْكُمْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَإِنْ أُصِيبَ زَيْدٌ فَجَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرُ فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيّ »، فَوَثَبَ جَعْفَرٌ فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللهِ وَأُمِّي، مَا كُنْتُ أَرْهَبُ أَنْ تَسْتَعْمِلَ عَلَيَّ زَيْدًا وَقَالَ: « اِمْضوا، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيّ ذَلِكَ خَيْرٌ؟» قال فَانْطَلَقَ الْجَيْشُ، فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَأَمَرَ أَنْ يُنَادَى: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « ناب خبر- أو ثاب خبر، شك عبد الرحمن- أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنْ جَيْشِكُمْ هَذَا الْغَازِي؟ إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا، حَتَّى لَقُوا الْعَدُوَّ، فَأُصِيبَ زَيْدٌ شَهِيدًا، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ ». فَاسْتَغْفَرَ لَهُ النَّاسُ، « ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَشَدَّ عَلَى الْقَوْمِ حَتَّى قُتِلَ شَهِيدًا، أَشْهَدُ لَهُ بِالشَّهَادَةِ، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَأَثْبَتَ قَدَمَيْهِ حَتَّى أُصِيبَ شَهِيدًا، فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ، ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْأُمَرَاءِ، هُوَ أَمَّرَ نَفْسَهُ ». فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِصْبُعَيْهِ وَقَالَ: « اللَّهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ، فانصره ». وقال عبد الرحمن مرة: « فَانْتَصِرْ بِهِ ». فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ خَالِدًا سَيْف الله ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « انْفِرُوا فَأَمِدُّوا إِخْوَانَكُمْ، وَلَا يَتَخَلَّفَنَّ أَحَدٌ ». فَنَفَرَ النَّاسُ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ مُشَاةً وَرُكْبَانًا. (١)

245- خالد بن سمیر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے یہاں عبد اللہ بن رباح آئے، میں نے دیکھا کہ ان کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں، اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں فارسِ رسول ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے جیشِ امراء نامی لشکر کو روانہ کرتے ہوئے فرمایا: "تمھارے امیر زید بن حارثہ ہیں، اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر امیر ہوں گے، اگر جعفر بھی شہید ہو

---

(١) **حسن**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨١٥٩)، وأحمد (٢٢٥٥١)- والسياق له-، وصحّحه ابن حبان (٧٠٤٨).

جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ انصاری امیر ہوں گے۔" اس پر جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میرا خیال نہیں تھا کہ آپ زید کو مجھ پر امیر مقرر کریں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم روانہ ہو جاؤ، کیونکہ تمھیں معلوم نہیں کہ کس بات میں خیر ہے۔" چنانچہ وہ لشکر روانہ ہو گیا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور "نماز تیار ہے۔" کی منادی کرنے کا حکم دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک افسوس ناک خبر ہے، کیا میں تمھیں مجاہدین کے اس لشکر کے متعلق نہ بتاؤں؟ وہ لوگ یہاں سے روانہ ہوئے اور دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو زید شہید ہو گئے، ان کے لیے بخشش کی دعا کرو۔" تو لوگوں نے دعا کی، "پھر جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا پکڑا اور دشمن پر سخت حملہ کیا حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے، میں ان کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں، لہذا ان کی بخشش کے لیے بھی دعا کرو، پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑا اور نہایت پامردی سے ڈٹے رہے حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے، ان کے لیے بھی استغفار کرو، پھر خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑ لیا گو کہ کسی نے انھیں امیر منتخب نہیں کیا تھا، انھوں نے خود اپنے آپ کو امیر منتخب کر لیا۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو بلند کر کے فرمایا: "اے اللہ! وہ تیری تلواروں میں ایک تلوار ہے، تو اس کی مدد فرما۔" - اور راویِ حدیث عبد الرحمان نے ایک مرتبہ کہا: "انھیں غلبہ عطا کر۔" اسی دن سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام سیف اللہ پڑ گیا، پھر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے کوچ کرو اور کوئی آدمی بھی پیچھے نہ رہے۔" چنانچہ اس سخت گرمی کے موسم میں لوگ پیدل اور سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔

٢٠- باب ما جاء في فضائل أربعة من الأنصار جمعوا القرآن على عهد رسول الله ﷺ

ان چار انصار صحابہ کی فضیلت کا بیان جنھوں نے عہدِ نبوی میں قرآن کو جمع کیا تھا

٢٤٦- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأُبَيٌّ بن كعب، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ رضي الله عنهم. قال قتادة: قُلْتُ لأَنَس: مَنْ أَبُو زَيْدٍ ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُومَتِي. (١)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١٠)، ومسلم (٢٤٦٥-١١٩).

وفي لفظ: "قلت لأَنَس بْن مَالِكٍ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الأَنْصَارِ ..." فذكره. رواه البخاري (٥٠٠٣)، ومسلم (٢٤٦٥-١٢٠)

246- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار آدمی انصاری صحابی جو قرآن مجید جمع کرنے والے تھے: معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ عنہم۔ قتادہ نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوزید کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا تھے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قرآن کو کس نے جمع کیا تھا؟ تو انھوں نے کہا: وہ چار لوگ تھے اور سب کے سب انصاری تھے ...، پھر پوری حدیث بیان کی۔ البخاری (٥٠٠٣)، ومسلم (٢٤٦٥-١٢٠).

٢١- باب في بيان أربعة من الصحابة يؤخذ منهم القرآن

ان چار صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان جن سے قرآن سیکھا جاتا ہے

٢٤٧- عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: ذُكِرَ عَبْدُ اللَّهِ بن مسعود رضي الله عنه عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما، فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « اسْتَقْرِؤُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ».(١)

وفي لفظ: « **اقرؤوا القرآن من أربعة نفر** »، وفي لفظ: « **خذوا القرآن من أربعة** ». فذكرهم. رواه مسلم (٢٤٦٤-١١٦، ١١٧).

247- مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے یہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو انھوں نے کہا: میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: "چار اشخاص سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٥٨)، ومسلم (٢٤٦٤-١١٨).

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: "قرآن کو چار لوگوں سے پڑھو۔" ، اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: "قرآن کو چار لوگوں سے لیا کرو۔" پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں کا نام بتلایا۔ مسلم (٢٤٦٤)

٢٢- باب ما جاء في فضل أبي بكر، وعمر، وأبي عبيدة، وأسيد بن حضير، وثابت بن قيس، ومعاذ بن جبل، ومعاذ بن عمرو بن الجموح

حضرت ابو بکر، عمر، ابو عبیدہ، اسید بن حضیر، ثابت بن قیس، معاذ بن جبل اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٤٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أنّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: « نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو بَكْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ ».(١)

248- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر کیا ہی اچھے آدمی ہیں ، عمر کیا ہی اچھے آدمی ہیں ، ابو عبیدہ بن جراح کیا ہی اچھے آدمی ہیں ، اسید بن حضیر کیا ہی اچھے آدمی ہیں ، ثابت بن قیس بن شماس کیا ہی اچھے آدمی ہیں ، معاذ بن جبل کیا ہی اچھے آدمی ہیں ، معاذ بن عمرو بن جموح کیا ہی اچھے آدمی ہیں۔"

٢٣- باب في فضل أبي موسى وأبي عامر الأشعريين

ابو موسی اشعری اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٢٤٩- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ، فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللَّهُ أَصْحَابَهُ. قَالَ أَبُو مُوسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ، فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جُشَمِيٌّ

---

(١) حسن: رواه أحمد (٩٤٣١)، والنسائي في الكبرىٰ (٨١٨٦)، وصححه ابن حبان (٧١٢٩، ٦٩٩٧).

بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوسَى فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي. فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ، فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ أَلاَ تَسْتَحِي، أَلاَ تَثْبُتُ، فَكَفَّ، فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لأَبِي عَامِرٍ: قَتَلَ اللَّهُ صَاحِبَكَ. قَالَ: فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ. قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي اقْرِئِ النَّبِيَّ ﷺ السَّلاَمَ، وَقُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي. وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ، فَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ، فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ، قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِي عَامِرٍ، وَقَالَ: قُلْ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لِي، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ ». وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: « اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ ». فَقُلْتُ: وَلِي فَاسْتَغْفِرْ. فَقَالَ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلاً كَرِيمًا ». قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: إِحْدَاهُمَا لأَبِي عَامِرٍ وَالأُخْرَى لأَبِي مُوسَى.(١)

قوله: « **فأشار إلى أبي موسى فقال: ذاك قاتلي الذي رماني** » أي: فقال لأبي موسى مشيرا إلى القاتل: ذاك قاتلي الذي رماني.

249- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادیِ اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکے میں درید ابن الصمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جعشم کے ایک شخص نے ان کو تیر مارا تھا جو ان کے گھٹنے میں پیوست ہو کر رہ گیا۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا: چچا! یہ تیر آپ کو کس نے مارا ہے؟ انھوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جعشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا، لیکن

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٣٢٣)، ومسلم (٢٤٩٨).

جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ نکلا، میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا، تجھے شرم نہیں آتی، اب تو ٹھہر تا کیوں نہیں ہے۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ بالآخر میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال دو، میں نے نکال دیا تو زخم سے پانی بہنے لگا، پھر انھوں نے فرمایا: بھتیجے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اس پر ہلکا سا بستر تھا اور چارپائی کی رسیوں کے نشانات آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کیے اور یہ کہ انھوں نے دعائے مغفرت کے لیے درخواست کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی: "اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔" میں اس وقت آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: "اے اللہ! قیامت کے دن ابو عامر کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرما۔" میں نے عرض کی: اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: "اے اللہ! عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ) کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرما۔" ابو بردہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی۔

٢٤- باب حب النبي ﷺ لأسامة والحسن

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما سے محبت کا بیان

٢٥٠- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُولُ: « اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا ».(١)

250- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے: "اے اللہ! تو انھیں اپنا محبوب بنا، بلاشبہہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔"

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٣٥).

٢٥- باب ما روي في حب النبي ﷺ لعلي وأبي ذر والمقداد وسلمان

نبی کریم ﷺ کی سیدنا علی، ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم سے محبت کا بیان

● عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الحصيب ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ ». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِّهِمْ لَنَا، قَالَ: « عَلِيٌّ مِنْهُمْ ». يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثًا. « وَأَبُو ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ ». أَمَرَنِي بِحُبِّهِمْ وَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ. (١)

بریدہ بن حصیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، اور اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔" کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں ان کے نام بتلا دیجیے۔ فرمایا: "علی انہیں میں سے ہیں۔" اسی طرح باقی تین یہ ہیں: "ابوذر، مقداد اور سلمان۔" آپ ﷺ نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا اور مزید بتلایا کہ وہ بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔

اس کی سند میں "شریک قاضی" سیئ الحفظ اور "ابو ربیعہ ایادی" منکر الحدیث راوی ہیں۔

٢٦- باب ما روي في فضل علي وعمار وسلمان وغيرهم

سیدنا علی، عمار، سلمان وغیرہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

● رُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ الجنةَ تَشْتَاقُ إِلى ثلاثة: عليّ، وعمّار، وسَلْمَانَ ». (٢)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یقیناً جنت ان تین افراد کی مشتاق ہے: علی، عمار اور سلمان۔"

اس کی سند میں تین علتیں ہیں:

١۔ ابو ربیعہ ایادی منکر الحدیث ہے۔

---

(١) رواه الترمذي (٣٧١٨) وابن ماجه (١٤٩) وأحمد (٢٢٩٦٨).

(٢) رواه الترمذي (٣٧٩٧) وأبو يعلىٰ (٢٧٨٠).

۲۔ حسن بن صالح متکلم فیہ (شیعی) ہے۔

۳۔ حسن بصری مدلس ہے اور سماع کی تصریح نہیں ہے۔

● وَرُوِيَ عَنْ عَلِيّ بْن أَبِي طَالِبٍ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُفَقَاءَ أَوْ رقبَاءَ، وَأُعْطِيتُ أَرْبَعَةَ عَشَرَ ». قُلْنَا: (يعني لعلي ﷺ): مَنْ هُمْ؟ قَالَ: "أَنَا، وَابْنَايَ، وَجَعْفَرُ، وَحَمْزَةُ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَبِلَالٌ، وَسَلْمَانُ، وَعَمَّارٌ، وَالْمِقْدَادُ، وَحُذَيْفَةُ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ ". (۱)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً ہر نبی کو سات نقیب عطا کیے گئے جبکہ مجھے چودہ نقیب عطا کیے گئے۔" ہم نے (علی رضی اللہ عنہ سے) عرض کی کہ وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا: میں، میرے دو بیٹے، جعفر، حمزہ، ابو بکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ اور عبد اللہ بن مسعود۔

اس کی سند میں "کثیر النواء" ضعیف راوی ہے۔

٢٧- باب فضل سالم مولى أبي حذيفة وعمرو بن العاص

ابو حذیفہ کے مولی سالم اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٥١- عن عَمْرَو بْنِ الْعَاصِ ﷺ يَقُولُ: فَزِعَ النَّاسُ بِالْمَدِينَةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَتَفَرَّقُوا، فَرَأَيْتُ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ احْتَبَى بِسَيْفِهِ، وَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ فَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي فَعَلَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَآنِي وَسَالِمًا، وَأَتَى النَّاسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا كَانَ مَفْزَعُكُمْ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ؟ أَلَا فَعَلْتُمْ كَمَا فعل هذان الرجلان المؤمنان؟ ». (۲)

251- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(١) رواه الترمذي (٣٧٨٥) والطبراني في الكبير (٦/ ٢٦٤).

(٢) صحيح: رواه أحمد (١٧٨١٠)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٢٤٣)، وصحّحه ابن حبان (٧٠٩٢).

کے پاس گھبرا اٹھے، اور ادھر ادھر منتشر ہو گئے، میں نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولی سالم کو دیکھا اپنی تلوار نکال لی ہے، مسجد کے اندر بیٹھے ہیں، جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے بھی ایسا ہی کیا جیسا اس نے کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مجھے اور سالم کو دیکھا، پھر اور لوگ بھی آ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف گھبراہٹ کے وقت کیوں نہیں آئے؟ تم لوگوں نے ایسا کیوں نہیں کیا جیسا ان دونوں مومن بندوں نے کیا؟"

٢٨- باب فضل ابن مسعود، وعمار، وحذيفة

عبداللہ بن مسعود، عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٥٢- عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: أَبُو الدَّرْدَاءِ. فَقُلْتُ: إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لي، قَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ. قَالَ: أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ؟ وَفِيكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ، يعني عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ، أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي لاَ يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللَّهِ: ﴿وَٱلَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰ﴾، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ: ﴿وَٱلَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰ ۝١ وَٱلنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝٢ وَٱلذَّكَرَ وَٱلۡأُنثَىٰٓ﴾. قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ. (١)

ورواه البخاري (٣٧٤٣) من طريق آخر عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا. فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ. قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ، أَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ -يَعْنِي حُذَيْفَةَ-. قَالَ: قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمُ . أَوْ مِنْكُمُ . الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ؟ - يَعْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٤٢)، ومسلم (٨٢٣:٢٨٣).

عَمَّارًا-، قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ. أَوْ مِنكُمْ. صَاحِبُ السِّوَاكِ أَوِ السِّرَارِ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ: ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝١ وَٱلنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ﴾ قُلْتُ: ﴿وَٱلذَّكَرَ وَٱلْأُنثَىٰٓ﴾ قَالَ: مَا زَالَ بِي هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

252- علقمہ نے بیان کیا کہ میں جب شام کے علاقے میں آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرما۔ پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا، تھوڑی ہی دیر بعد ایک بزرگ آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا: یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو درداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر میں نے عرض کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مجھے عطا فرما، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھے عنایت فرمایا۔ انھوں نے دریافت کیا: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے عرض کی: اہلِ کوفہ سے ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا تمھارے یہاں ابن ام عبد صاحب النعلین والوساد والمطہرۃ (یعنی آپ کے نعلین بردار، صاحبِ وسادہ اور آپ کا لوٹا اٹھانے والے یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمھارے یہاں وہ نہیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دے چکا ہے؟ (مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی)۔ کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے بہت سے بھیدوں کے حامل ہیں جنھیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا؟ (یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ)؟ اس کے بعد انھوں نے دریافت فرمایا: عبداللہ بن مسعود آیت: ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ﴾ کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے انھیں پڑھ کر سنائی کہ ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝١ وَٱلنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝٢ وَٱلذَّكَرَ وَٱلْأُنثَىٰٓ ۝٣﴾ اس پر انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبانِ مبارک سے مجھے بھی اسی طرح یاد کرایا تھا۔

اور امام بخاری (۳۷۴۳) نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ شام کے علاقے میں تشریف لے گئے اور مسجد میں جا کر یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرما، چنانچہ آپ کو ابو درداء رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تمھارا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کی کہ کوفہ سے ہے، اس پر انھوں نے کہا: کیا تمھارے یہاں نبی کریم ﷺ کے راز دار نہیں ہیں کہ ان رازوں کو ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا؟ ان کی مراد حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تھی۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی: جی ہاں موجود ہیں، پھر انھوں نے کہا: کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں

جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی؟ ان کی مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ پھر انھوں نے کہا: کیا تم میں صاحبِ مسواک اور صاحبِ وسادہ نہیں ہے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں موجود ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے دریافت کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت: ﴿وَٱلَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰ ۝١ وَٱلنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ﴾ کی قراءت کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ وہ ﴿وَمَا خَلَقَ﴾ کے حذف کے ساتھ ﴿وَٱلذَّكَرَ وَٱلۡأُنثَىٰٓ ۝٣﴾ پڑھا کرتے تھے۔ اس پر انھوں نے کہا: یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اس سے مجھے ہٹا دیں۔

٢٩- باب ما جاء في أخبار أبي سعيد، وابن مسعود، وحذيفة، وسلمان

ابو سعید، عبد اللہ بن مسعود، حذیفہ اور سلمان رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان

٢٥٣- عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَ لِي أَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِي. فَقَالَ لِي: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ. فَقَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ، وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طَهُورِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَنَعْلَيْهِ، وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَعَمَّارُ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ، وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ؟ قَالَ قَتَادَةُ: وَالْكِتَابَانِ الإِنْجِيلُ وَالْقُرْآنُ. (١)

253- خیثمہ بن ابی سبرہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو میں نے اللہ سے اپنے لیے ایک صالح ہم نشیں پانے کی دعا کی، چنانچہ اللہ نے مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہم نشینی کی توفیق بخشی، میں ان کے پاس بیٹھنے لگا تو میں نے ان سے عرض کی: میں نے اللہ سے اپنے لیے ایک صالح ہم نشیں کی توفیق مرحمت فرمانے کی دعا کی تھی، چنانچہ مجھے آپ کی ہم نشینی کی توفیق ملی ہے، تو انھوں نے مجھ سے پوچھا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے عرض کی: میرا تعلق اہلِ کوفہ سے ہے اور میں خیر کی تلاش و طلب میں یہاں آیا ہوں، انھوں نے کہا:

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٨١١) وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح غريب".

کیا تمھارے یہاں سعد بن مالک رضی اللہ عنہ جو مستجاب الدعوات ہیں، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کے پانی کا انتظام کرنے والے اور آپ کے کفش بردار ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ جو آپ کے ہم راز ہیں اور عمار رضی اللہ عنہ جنھیں اللہ نے شیطان سے اپنے نبی کی زبانی پناہ دی ہے اور سلمان رضی اللہ عنہ جو دونوں کتابوں والے ہیں موجود نہیں ہیں؟

راویِ حدیث قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: دونوں کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہیں۔

٣٠- باب ما جاء في فضل أهل السفينة ممن هاجروا إلى الحبشة وأن لهم أجر هجرتين

ان اہلِ سفینہ کی فضیلت جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور یہ کہ انھیں دو دفعہ ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا

٢٥٤- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا، وَأَخَوَانِ لِي، أَنَا أَصْغَرُهُمَا، أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ، وَالآخَرُ أَبُو رُهْمٍ - إِمَّا قَالَ: بِضْعًا وَإِمَّا قَالَ: ثَلاَثَةً وَخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلاً مِنْ قَوْمِي -، قَالَ: فَرَكِبْنَا سَفِينَةً، فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ بَعَثَنَا هٰهُنَا، وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ، فَأَقِيمُوْا مَعَنَا فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قَالَ: أَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا، إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ، إِلَّا لِأَصْحَابِ سَفِيْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ، قَالَ: فَكَانَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا، يَعْنِي لأَهْلِ السَّفِينَةِ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ.

قَالَ: فَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهْيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا، عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً، وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ، فَدَخَلَ عُمَرُ

عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا، فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ. قَالَ عُمَرُ: اَلْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ؟ اَلْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ: نَعَمْ. قَالَ عُمَرُ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْكُمْ. فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلِمَةً كَذَبْتَ يَا عُمَرُ! كَلاَّ وَاللَّهِ، كُنْتُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارِ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللَّهِ وَفِي رَسُولِهِ ﷺ وَأَيْمُ اللَّهِ، وَاللَّهِ لاَ أَطْعَمُ طَعَامًا، وَلاَ أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ، وَسَأَذْكُرُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ، وَ وَاللَّهِ لاَ أَكْذِبُ وَلاَ أَزِيغُ وَلاَ أَزِيدُ عَلَى ذلك، قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: « لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكِنْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ ».

قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالاً، يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، مَا مِنَ الدُّنْيَا شَىْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلاَ أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنِّي. (١)

وزاد أبو يعلىٰ (٣٧١٧) – بعد سياقه لفظ البخاري ومسلم–: "وحدثنا مرة أخرى، وقال: « **لَكُمُ الْهِجْرَةُ مَرَّتَيْنِ، هَاجَرْتُمْ إِلَى النَّجَاشِيِّ وَهَاجَرْتُمْ إِلَيَّ** ».

وفي لفظ آخر: «لَكُمُ الْهِجْرَةُ مَرَّتَيْنِ: هِجْرَتُكُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَهِجْرَتُكُمْ إِلَى الْحَبَشَةِ» رواه أحمد (١٩٥٢٤).

254- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے۔ اس لیے ہم آپ ﷺ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے۔ میں اور میرے دو بھائی، میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ تھا اور دوسرے کا ابو رہم۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٢٣٠)، ومسلم (٢٥٠٢).

انھوں نے کہا کہ پچاس یا کچھ زیادہ، یا انھوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن (۵۳) یا باون (۵۲) میری قوم کے لوگ ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں جا اتارا۔ وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے ہو گئی، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور یہیں رہنے کا ہمیں حکم دیا ہے، آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ ٹھہر جائیں۔ چنانچہ ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا، پھر ہم سب مدینہ کے لیے اکٹھے روانہ ہوئے، تو یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں ہمارے لیے بھی حصہ نکالا، یا کہا کہ اس میں سے ہمیں بھی دیا، آپ نے کسی کو بھی جو فتح خیبر میں موجود نہ تھا، کوئی حصہ نہیں دیا تھا، سوائے ان لوگوں کے جو آپ کے ساتھ (فتح میں) شریک تھے مگر جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہماری کشتی والوں کو بھی دیا۔ ان کے لیے (فتح میں شریک ہونے والوں) کے ساتھ ہی حصہ نکالا۔ کچھ لوگ ہم کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے۔

اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، جو ان لوگوں میں تھیں جو ہمارے ساتھ مدینہ آئے تھے، ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان سے ملاقات کے لیے، وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے تو اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا: اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تمھارے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور ایک (سخت) جملہ کہہ دیا، اے عمر! آپ نے جھوٹی بات کہی، اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہو، تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھلاتے تھے۔ لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے، یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے راستے ہی میں تو کیا، اور اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمھاری بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں (عام لوگوں کی طرف سے) اذیت دی جاتی تھی، دھمکایا ڈرایا جاتا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

متعلق پوچھوں گی۔ اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلافِ واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی۔ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! عمر نے ایسی بات کہی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے مقابلے میں میری قربت کا حقدار اور کوئی نہیں، انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی، لیکن تم کشتی والوں نے دو دفعہ ہجرت کی ہے۔"

کہتی ہیں: پھر میں نے ابو موسیٰ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ میرے پاس جوق در جوق آ رہے ہیں، اور مجھ سے اس حدیث کے بارے میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعلق سے فرمایا تھا، پوچھ رہے ہیں جو میرے نزدیک دنیا میں سب سے خوشی والی بات تھی کہ اس سے زیادہ خوشی کا باعث میرے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔

ابو بردہ نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ابو موسی کو دیکھا وہ مجھ سے اس حدیث کو بار بار پوچھ رہے تھے۔

اور ابو یعلی (۳۷۱۷) نے بخاری اور مسلم کے سیاق کو بیان کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: اور ہم سے ایک بار بیان کیا اور فرمایا: "تمھارے لیے دو ہجرتیں ہے، ایک بار تم نے نجاشی کی طرف ہجرت کی اور ایک بار میری طرف۔"

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: "تمھارے لیے دو ہجرتیں ہے: ایک ہجرت تم نے مدینہ کی طرف کی اور دوسری ہجرت حبشہ کی طرف۔" اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: (۱۹۵۲۴)

٣١- باب ما جاء في فضل فقراء المهاجرين

فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٢٥٥- عَن أبي عبد الرَّحْمَن الحُبُلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بن العاص رضي الله عنهما، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَلَكَ امْرَأَةٌ تَأْوِي إِلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: أَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْتَ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ. قَالَ: فَإِنَّ لِي خَادِمًا. قَالَ: فَأَنْتَ مِنَ الْمُلُوكِ.

قَالَ أبو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بن العاص، وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا مُحَمَّد، إنا والله مَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ، لَا نَفَقَةٍ وَلَا دَابَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ. فَقَالَ لَهُمْ: مَا شِئْتُمْ، إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللَّهُ لَكُمْ، وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ، وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا». قَالُوا: فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا. (١)

255- ابو عبد الرحمان حبلی سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے ایک شخص نے پوچھا: کیا ہم مہاجرین فقیروں میں سے نہیں ہیں؟ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمھارے پاس بیوی نہیں ہے جس کے پاس رات گزارتے ہو؟ وہ بولا: ہاں۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمھارے پاس گھر ہے جس میں تم رہتے ہو؟ وہ بولا: ہاں۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تم امیروں میں سے ہو۔ وہ بولا: میرے پاس ایک خادم بھی ہے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔

ابو عبد الرحمان نے کہا: تین آدمی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، میں ان کے پاس موجود تھا۔ وہ کہنے لگے، اے ابو محمد! اللہ کی قسم! ہم کو کوئی چیز میسر نہیں، نہ خرچ ہے، نہ سواری، نہ سامان۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم پسند کرو تو ہمارے پاس چلے آؤ، ہم تم کو وہ دیں گے جو اللہ نے تمھاری تقدیر میں لکھا ہے، اور اگر کہو تو ہم تمھارا ذکر بادشاہ سے کریں (وہ تمھاری ضرورتوں کا خیال رکھے گا) اور اگر چاہو تو صبر کرو، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "قیامت کے دن مہاجرین محتاج مالداروں سے چالیس برس پہلے (جنت میں) جائیں گے۔" وہ بولے: ہم صبر کرتے ہیں اور کچھ نہیں مانگیں گے۔

٢٥٦- عن ثَوْبَانَ ﷺ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ حَبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا، فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ: أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ:

(١) صحيح: رواه مسلم (٦٩٧٩-٣٧).

إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي ». فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ؟ ». قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ، فَنَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعُودٍ مَعَهُ، فَقَالَ: « سَلْ ». فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ ». قَالَ: فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً؟ قَالَ: « فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ ». قَالَ الْيَهُودِيُّ: فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: « زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ ». قَالَ: فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا؟ قَالَ: « يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا ». قَالَ: فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: « مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلاً ». فَقَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لاَ يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلاَنِ. قَالَ: « يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ ». قَالَ: أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ، قَالَ: جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ؟ قَالَ: « مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ، فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلاَ مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللَّهِ، وَإِذَا عَلاَ مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ آنَثَا بِإِذْنِ اللَّهِ ». قَالَ الْيَهُودِيُّ: لَقَدْ صَدَقْتَ، وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ، وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى أَتَانِيَ اللَّهُ بِهِ ».(١)

256- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا کہ اتنے میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا: «السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ» !میں نے اس کو ایک دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ وہ بولا: تو کیوں دھکا دیتا ہے؟ میں نے کہا: تو (نام لیتا ہے آپ ﷺ کا اور) رسول اللہ کیوں نہیں کہتا؟ وہ بولا: ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا نام جو گھر والوں نے رکھا وہ محمد ہے۔" یہودی نے کہا کہ میں تمھارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں۔

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٣١٥- ٣٤).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بھلا میں اگر تجھے کچھ بتلاؤں تو تجھ کو فائدہ ہو گا؟" اس نے کہا: میں دونوں کانوں سے (توجہ سے) سنوں گا، تب رسول اللہ ﷺ نے اپنی چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا: "پوچھو۔" یہودی نے کہا: جس دن یہ زمین وآسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔" اس نے پوچھا: پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پل سے پار ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "فقرائے مہاجرین۔" یہودی نے کہا: پھر جب وہ لوگ جنت میں جائیں گے تو ان کو کیا پیش کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مچھلی کے جگر کا ٹکڑا۔" (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) اس نے کہا: پھر کھانا کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کے لیے وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت میں چرا کرتا تھا۔" پھر اس نے پوچھا: یہ کھا کر وہ کیا پئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک چشمے کا پانی جس کا نام سلسبیل ہے۔" اس یہودی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ اور میں آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوائے نبی کے، شاید اَور ایک دو آدمی جانتے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں یہ بات تجھے بتادوں تو تجھے فائدہ ہو گا؟" اس نے کہا: میں اپنے دونوں کانوں سے (توجہ سے) سن لوں گا۔ پھر اس نے کہا: میں بچے کے متعلق پوچھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے، جب یہ دونوں اکھٹے ہوتے ہیں اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اور جب مرد کی منی پر عورت کی منی غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔" یہودی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا، اور بے شک آپ پیغمبر ہیں۔ پھر وہ پلٹ کر چلا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نے جو باتیں مجھ سے پوچھیں وہ مجھے معلوم نہ تھیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بتادیں۔"

٢٥٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رضي الله عنهما، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: « هَلْ تَدْرُونَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللهِ؟ ». قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: « أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللهِ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُونَ، الَّذِينَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ، وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ، لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ: ائْتُوهُمْ فَحَيُّوهُمْ، فَتَقُولُ

الْمَلَائِكَةُ: نَحْنُ سُكَّانُ سَمَائِكَ، وَخِيرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ، أَفَتَأْمُرُنَا أَنْ نَأْتِيَ هَؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا عِبَادًا يَعْبُدُونِي، لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا، وَتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُورُ، وَيُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، وَيَمُوتُ أَحَدُهُمْ، وَحَاجَتُهُ فِي صَدْرِهِ، لَا يَسْتَطِيعُ لَهَا قَضَاءً قَالَ: فَتَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذَلِكَ، فَيَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد: ٢٤]».(١)

257- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ مخلوقِ خدا میں سے سب سے پہلے جنت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟“ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت میں سب سے پہلے مخلوقِ خدا میں سے وہ فقراء اور مہاجرین داخل ہوں گے جن کے ذریعے سرحدوں کو پُر کیا جاتا تھا اور ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا، وہ اپنی حاجات اپنے سینوں میں لیے ہوئے ہی مر جاتے تھے، لیکن انھیں پورا نہیں کرسکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہے گا حکم دے گا کہ ان کے پاس جاؤ اور انھیں سلام کرو، تو فرشتے عرض کریں گے: ہم آسمانوں کے رہنے والے اور آپ کی مخلوق میں منتخب لوگ ہیں، پھر آپ ہمیں حکم دے رہے ہیں کہ ہم انھیں سلام کریں؟ تو اللہ فرمائے گا: یہ وہ ہمارے بندے تھے جو صرف میری ہی عبادت کرتے تھے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، ان کے ذریعے سرحدوں کو پُر کیا جاتا تھا اور ان کے ذریعے ناپسندیدہ امور سے بچا جاتا تھا، اور یہ اپنی ضروریات اپنے سینوں میں لیے ہوئے ہی مر جاتے تھے، لیکن انھیں پورا نہیں کر پاتے تھے، چنانچہ فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور ہر دروازے سے انھیں یہ آواز لگائیں گے:

﴿سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد: ٢٤]

تم پر سلام ہو کہ تم نے صبر کیا، آخرت کا گھر کس قدر عمدہ ہے!۔“

٢٥٨- عَنْ وَاثِلَةَ بن الأَسْقَعِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ فِي أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ تَامٌّ، وَأَخَذَ الْعَرَقُ فِي جُلُودِنَا طَرَقًا مِنَ الْغُبَارِ وَالْوَسَخِ،

(١) **صحيح**: رواه أحمد (٦٥٧١، ٦٥٧٠)، والبزار (٢٤٥٧)، وصحّحه ابن حبان (٧٤٢١)، والحاكم (٢/ ٧١).

إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: « لِيُبَشِّرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ »، إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَتَكَلَّمُ بِكَلامٍ إِلا كَلَّفَتْهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ بِكَلامٍ يَعْلُو كَلامَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: « إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ هَذَا وَصَوْتَهُ، يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ كَلَيِّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا بِالْمَرْعَى، كَذَلِكَ يَلْوِي اللَّهُ أَلْسِنَتَهُمْ وَوُجُوهَهُمْ فِي النَّارِ ».(١)

258- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اصحابِ صفہ میں سے تھا، ہم دیکھتے تھے کہ ہم میں سے کسی کے پاس پورے کپڑے نہیں تھے، ہماری جلد پر پسینے کی وجہ سے گرد وغبار کی تہہ جم جاتی تھی، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے آکر فرمایا: "فقرائے مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو۔" اسی وقت خوبصورت لباس میں ایک آدمی آیا، پس نبی کریم ﷺ کوئی بھی بات کرتے تو وہ تکلف کے ساتھ آپ ﷺ کے کلام سے عمدہ کلام لانے کی کوشش کرتا، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ اسے اور اس کی آواز کو پسند نہیں کرتا، جو لوگ اپنی زبانوں کو موڑتے ہیں جس طرح گائے گھاس چرنے کے بعد اپنی زبان موڑتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ان کی زبانوں اور چہروں کو دوزخ میں موڑ دے گا۔"

٣٢- باب ما جاء في فضل أهل بيعة العقبة الثانية

بیعتِ عقبہ ثانیہ والوں کی فضیلت کا بیان

٢٥٩- عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہما، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبِثَ عَشْرَ سِنِينَ يَتَّبِعُ الْحَاجَّ فِي مَنَازِلِهِمْ فِي الْمَوْسِمِ وَبِمَجَنَّةٍ وَبِعُكَاظٍ، وَبِمَنَازِلِهِمْ بِمِنًى يَقُولُ: « مَنْ يُؤْوِينِي، مَنْ يَنْصُرُنِي حَتَّى أُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّي وَلَهُ الْجَنَّةُ؟ ». فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَنْصُرُهُ وَيُؤْوِيهِ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ يَرْحَلُ مِنْ مُضَرَ، أَوْ مِنَ الْيَمَنِ، إِلَى ذِي رَحِمِهِ، فَيَأْتِيهِ قَوْمُهُ، فَيَقُولُونَ: احْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ لَا يَفْتِنُكَ، وَيَمْشِي بَيْنَ رِحَالِهِمْ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يُشِيرُونَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، حَتَّى بَعَثَنَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ مِنْ يَثْرِبَ،

(١) **صحيح**: رواه الطبراني في الكبير (٢٢/ ١٧٠).

فَيَأْتِيهِ الرَّجُلُ فَيُؤْمِنُ بِهِ، فَيُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ، فَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ، فَيُسْلِمُونَ بِإِسْلَامِهِ، حَتَّى لَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُورِ يَثْرِبَ إِلَّا فِيهَا رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُظْهِرُونَ الْإِسْلَامَ.

ثُمَّ بَعَثَنَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَأْتَمَرْنَا، وَاجْتَمَعْنَا سَبْعُونَ رَجُلًا مِنَّا، فَقُلْنَا: حَتَّى مَتَى نَذَرُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُطْرَدُ فِي جِبَالِ مَكَّةَ، وَيَخَافُ؟ فَرَحَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَيْهِ فِي الْمَوْسِمِ، فَوَاعَدْنَاهُ شِعْبَ الْعَقَبَةِ، فَقَالَ عَمُّهُ الْعَبَّاسُ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنِّي لَا أَدْرِي مَا هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ الَّذِينَ جَاءُوكَ؟ إِنِّي ذُو مَعْرِفَةٍ بِأَهْلِ يَثْرِبَ، فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ، فَلَمَّا نَظَرَ الْعَبَّاسُ فِي وُجُوهِنَا، قَالَ: هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا أَعْرِفُهُمْ، هَؤُلَاءِ أَحْدَاثٌ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، عَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «تُبَايِعُونِي عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَعَلَى النَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَلَى أَنْ تَقُولُوا فِي اللهِ لَا تَأْخُذُكُمْ فِيهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَعَلَى أَنْ تَنْصُرُونِي إِذَا قَدِمْتُ يَثْرِبَ، فَتَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ وَلَكُمُ الْجَنَّةُ»، فَقُمْنَا نُبَايِعُهُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ وَهُوَ أَصْغَرُ السَّبْعِينَ، فَقَالَ: رُوَيْدًا يَا أَهْلَ يَثْرِبَ، إِنَّا لَمْ نَضْرِبْ إِلَيْهِ أَكْبَادَ الْمَطِيِّ إِلَّا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ، إِنَّ إِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً، وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ، وَأَنْ تَعَضَّكُمُ السُّيُوفُ، فَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَصْبِرُونَ عَلَى السُّيُوفِ إِذَا مَسَّتْكُمْ، وَعَلَى قَتْلِ خِيَارِكُمْ، وَعَلَى مُفَارَقَةِ الْعَرَبِ كَافَّةً، فَخُذُوهُ وَأَجْرُكُمْ عَلَى اللهِ، وَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَخَافُونَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خِيفَةً، فَذَرُوهُ فَهُوَ أَعْذَرُ عِنْدَ اللهِ، قَالُوا: يَا أَسْعَدُ بْنَ زُرَارَةَ أَمِطْ عَنَّا يَدَكَ، فَوَاللهِ لَا نَذَرُ هَذِهِ الْبَيْعَةَ، وَلَا نَسْتَقِيلُهَا، فَقُمْنَا إِلَيْهِ رَجُلًا رَجُلًا يَأْخُذُ عَلَيْنَا بِشُرْطَةِ الْعَبَّاسِ،، وَيُعْطِينَا عَلَى ذَلِكَ الْجَنَّةَ. (١)

259- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دس سال تک مکہ میں رہے اور موسم حج، مجنہ اور عطاظ میں اور میدانِ منی میں لوگوں کے پاس ان کے ٹھکانوں پر جا جا کر ملتے

---

(١) حسن: رواه أحمد (١٤٦٥٣)، وصحّحه ابن حبان (٧٠١٢)، والحاكم (٢/٦٢٤-٦٢٥)

تھے، اور فرماتے تھے: "مجھے اپنے یہاں ٹھکانہ کون دے گا؟ کون میری مدد کرے گا کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں اور اسے جنت مل جائے؟" لیکن کسی کو مدد کرنے والا اور ٹھکانہ دینے والا نہ پاتے تھے، بعض اوقات ایک آدمی قبیلہ مضر سے آتا یا یمن سے تو ان کی قوم کے لوگ اس کے پاس آتے اور اس سے کہتے: قریش کے اس نوجوان سے بچ کر رہنا، کہیں یہ تمھیں گمراہ نہ کر دے، آپ ﷺ جب ان کے خیموں کے پاس سے گزرتے تو وہ انگلیوں سے آپ کی طرف اشارہ کرتے، حتی کہ اللہ نے ہمیں آپ ﷺ کے لیے یثرب سے اٹھا دیا، (یعنی ہم نے آپ کو ٹھکانہ فراہم کیا اور آپ کی تصدیق کی)، چنانچہ ہم میں سے ایک آدمی نکلتا، آپ ﷺ پر ایمان لاتا، آپ ﷺ اسے قرآن پڑھاتے، اور جب وہ واپس اپنے گھر پلٹ کر آتا تو اس کے اسلام کی برکت سے اس کے اہلِ خانہ بھی مسلمان ہو جاتے، حتی کہ انصار کا کوئی گھر ایسا باقی نہیں بچا جس میں مسلمانوں کا ایک گروہ نہ ہو، اور یہ لوگ علانیہ اسلام کو ظاہر کرتے تھے۔

پھر اللہ نے ہمیں کھڑا کیا اور ایک دن ہم سے ستر لوگ مشورہ کے لیے اکٹھا ہوئے اور کہنے لگے: ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں چھوڑے رکھیں گے کہ آپ ﷺ کو مکہ کے پہاڑوں میں دھکے دیے جاتے رہیں گے اور آپ ﷺ خوف کے عالم میں رہیں گے؟ چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور ایامِ حج میں آپ ﷺ کے پاس پہنچے، ہم نے آپ سے ملنے کے لیے عقبہ کی گھاٹی کا وعدہ کیا، تو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھتیجے! مجھے نہیں معلوم یہ کون لوگ ہیں جو تمھارے پاس آئے ہیں، یثرب کے لوگوں کو ویسے میں اچھی طرح جانتا ہوں، چنانچہ ہم آپ کے پاس ایک ایک دو دو آدمی کر کے اکٹھا ہونے لگے، عباس رضی اللہ عنہ نے جب ہمارے چہروں کو دیکھا تو کہا: یہ ایسے لوگ ہیں جنھیں میں نہیں جانتا، یہ سب نئی پیڑھی کے ہیں، ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم کس شرط پر آپ کی بیعت کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم مجھ سے چستی اور سستی، ہر حال میں بات سننے اور ماننے، تنگی اور آسانی ہر حال میں خرچ کرنے، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اور اللہ کی خاطر حق بات کہنے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنے اور یثرب آنے پر میری مدد کرنے، اور اس طرح میری حفاظت کرنے کی شرط پر بیعت کرو جس طرح تم اپنی، اپنی بیویوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو، اور تمھیں اس کے بدلے میں جنت ملے گی۔" چنانچہ ہم نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ سے بیعت کرنا شروع کر دی، تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ جو ستر لوگوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑ کر کہنے لگے: اے اہلِ یثرب! ذرا

ٹھہرو، ہم لوگ اپنے اونٹوں کے جگر مارتے ہوئے یہاں اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، یہ سمجھ لو کہ آج آپ ﷺ کو یہاں سے نکال کر لے جانا پورے عرب سے جدائی اختیار کرنا، اپنے بہترین افراد کو قتل کروانا، اور تلواریں کاٹنا ہے، اگر تم اس پر صبر کر سکو تو تمھارا اجر وثواب اللہ کے ذمے ہے اور اگر تمھیں اپنے متعلق ذرا سی بھی بزدلی کا اندیشہ ہو تو اسے واضح کر دو، تاکہ وہ عند اللہ تمھارے لیے عذر شمار ہو جائے۔ اس پر تمام لوگوں نے کہا: اے اسعد بن زرارہ! آپ پیچھے ہٹ جائیں، بخدا! ہم اس بیعت کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور کبھی نہیں ختم کریں گے، چنانچہ اس طرح ہم نے آپ ﷺ سے ایک ایک آدمی کر کے بیعت کی، آپ ﷺ نے ہم سے عباس کی شرط پر اور جنت عطا فرمائے جانے پر بیعت لے لی۔

٣٣- باب ما جاء في فضل أهل الصفة

اہلِ صفہ کی فضیلت کا بیان

٢٦٠- عَنْ عَلِيّ بن أبي طالب ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيلَةٍ وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَرَحَيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِفَاطِمَةَ ذَاتَ يَوْمٍ: وَاللهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى قَدِ اشْتَكَيْتُ صَدْرِي، قَالَ: وَقَدْ جَاءَ اللهُ أَبَاكِ بِسَبْيٍ، فَاذْهَبِي فَاسْتَخْدِمِيهِ، فَقَالَتْ: وَأَنَا وَاللهِ قَدْ طَحَنْتُ حَتَّى مَجَلَتْ يَدَايَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: « مَا جَاءَ بِكِ أَيْ بُنَيَّةُ؟ ». قَالَتْ: جِئْتُ لِأُسَلِّمَ عَلَيْكَ، وَاسْتَحْيَتْ أَنْ تَسْأَلَهُ وَرَجَعَتْ، فَقَالَ: مَا فَعَلْتِ؟ قَالَتْ: اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ، فَأَتَيْنَاهُ جَمِيعًا، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى اشْتَكَيْتُ صَدْرِي، وَقَالَتْ فَاطِمَةُ: قَدْ طَحَنْتُ حَتَّى مَجَلَتْ يَدَايَ، وَقَدْ جَاءَكَ اللهُ بِسَبْيٍ وَسَعَةٍ فَأَخْدِمْنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « وَاللهِ لَا أُعْطِيكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تُطْوَى بُطُونُهُمْ، لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ، وَلَكِنِّي أَبِيعُهُمْ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ ». فَرَجَعَا، فَأَتَاهُمَا النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ دَخَلَا فِي قَطِيفَتِهِمَا، إِذَا غَطَّتْ رُءُوسَهُمَا تَكَشَّفَتْ أَقْدَامُهُمَا، وَإِذَا غَطَّيَا أَقْدَامَهُمَا تَكَشَّفَتْ رُءُوسُهُمَا، فَثَارَا، فَقَالَ: « مَكَانَكُمَا ». ثُمَّ

قَالَ: « أَلَا أُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟ ». قَالَا: بَلَى. فَقَالَ: « كَلِمَاتٌ عَلَّمَنِيهِنَّ جِبْرِيلُ »، فَقَالَ: « تُسَبِّحَانِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدَانِ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَانِ عَشْرًا، وَإِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ ». قَالَ: فَوَ اللهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْكَوَّاءِ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ؟ فَقَالَ: "قَاتَلَكُمُ اللهُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، نَعَمْ، وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ".(١)

والصفة: بضم الصاد وتشديد الفاء: ظلّة كانت في مؤخرة مسجد النبي ﷺ يأوي إليها المساكين ممن لا مأوى لهم ولا أهل وكانوا يكثرون فيها ويقلّون حسب تغيير الأحوال. وقد قيل: إن عددهم بلغ نحو ستمائة شخص في أوقات مختلفة.

260- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا تو ان کے ساتھ جہیز کے طور پر روائیں دار کپڑے، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی پتی بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو مٹکے روانہ کیے، ایک دن علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ کی قسم! کنویں سے پانی کھینچ کھینچ کر میرے تو سینے میں درد شروع ہو گیا ہے، تمھارے والد صاحب کے پاس کچھ قیدی آئے ہوئے ہیں، ان سے جا کر کسی خادم کی درخواست کرو، تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: بخدا! چکی چلا چلا کر میرے بھی ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بیٹی! کس لیے آئی ہو؟" عرض کی: سلام کرنے آئی ہوں۔ انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی درخواست پیش کرتے ہوئے شرم آئی اور وہ واپس لوٹ آئیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہا: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگتے ہوئے شرم آئی اس لیے واپس آگئی۔ اس کے بعد ہم دونوں اکٹھے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کنویں سے پانی کھینچ کھینچ کر میرے سینے میں درد شروع ہو گیا ہے، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: چکی چلا چلا کر میرے بھی ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں، آپ کے پاس کچھ قیدی

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (٥٩٦، ٨٣٨)، وابن سعد (٨/ ٢٥)، والبزار (٧٥٧).

آئے ہیں ان میں سے کوئی ایک بطور خادم کے ہمیں بھی عنایت فرما دیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بخدا! یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تمھیں دے دوں اور ان اہلِ صفہ کو چھوڑ دوں جن کے پیٹ چپکے پڑے ہوئے ہیں، اور ان پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، میں انھیں بیچ کر ان کی قیمت اہلِ صفہ پر خرچ کروں گا۔" اس پر وہ دونوں واپس چلے آئے، رات کے وقت نبیِ کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے، اس وقت وہ دونوں اپنے بستر پر اپنی چادر میں جا چکے تھے، اور وہ چادر جو اوڑھ رکھی تھی اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا تھا، اس لیے آپ ﷺ کو دیکھ کر دونوں اٹھنے لگے تو آپ نے انھیں منع کر دیا اور فرمایا: "کیا میں تم دونوں کو اس سے بہتر نہ بتلادوں جس کا تم مجھ سے سوال کر رہے تھے؟" عرض کی: ضرور بتلائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کچھ کلمات ہیں جنھیں جبریل نے آکر مجھے بتلایا ہے کہ ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہہ لیا کرو، اور جب بستر پر آؤ تو ۳۳/ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳/ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴/ مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔" (تمھاری ساری تھکاوٹ اور بیماری دور ہو جایا کرے گی)، علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کلمات کی تعلیم دی ہے میں نے انھیں کبھی ترک نہیں کیا، ابن کواء کہنے لگا: جنگِ صفین کی رات میں بھی نہیں؟ تو فرمایا: اہلِ عراق! اللہ تمھیں برباد کرے، ہاں! صفین کی رات بھی نہیں۔

صفہ: ایک سائبان جو مسجدِ نبوی کے آخری حصے میں تھا، یہاں وہ لوگ ٹھکانہ لیتے تھے جن کا نہ کوئی گھر اور نہ کوئی آل و اولاد ہوتا، ضرورت اور حالت کے اعتبار سے لوگ یہاں گھٹتے بڑھتے رہتے تھے، کہا گیا: مختلف اوقات میں ان کی تعداد ۶۰۰ تک پہنچ گئی تھی۔

٣٤- باب ما جاء في فضائل أهل بدر

اہلِ بدر کے فضائل کا بیان

٢٦١- عن عُبَيْد اللَّهِ بْن أَبِي رَافِعٍ ﷺ، وَهُوَ كَاتِبُ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ، فَقَالَ: « ائْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ، فَخُذُوهُ مِنْهَا » فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا

فَإِذَا نَحْنُ بِالْمَرْأَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ. فَقَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ. فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟ » قَالَ: لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ - قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ حَلِيفًا لَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا- وَكَانَ مِمَّنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي، وَلَمْ أَفْعَلْهُ كُفْرًا وَلاَ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، وَلاَ رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « صَدَقَ ». فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. فَقَالَ: « إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ». فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ﴾ [الممتحنة: ١] وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ ذِكْرُ الآيَةِ، وَجَعَلَهَا إِسْحَاقُ فِي روايتهِ مِنْ تِلاَوَةِ سُفْيَانَ. (١)

وفي لفظ: وَبَعَثَنِي رَسولُ اللَّهِ ﷺ وأَبا مَرْثَدٍ الغَنَوِيَّ، والزُّبَيْرَ بنَ العَوّامِ، وكُلُّنا فارِسٌ، قالَ: « انْطَلِقُوا حتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خاخٍ، فإنَّ بها امْرَأَةً مِنَ المُشْرِكِينَ... ». وفي آخره، فَقَالَ: « أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ » فَقَالَ: « لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ». فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ، وَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

261- عبید اللہ بن ابی رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کاتب تھے، انھوں نے کہا: میں نے علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور فرمایا: "روضۂ خاخ نامی جگہ میں جاؤ، وہاں ایک عورت اونٹ پر سفر کرنے والی ہو گی، اس کے پاس ایک

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٠٠٧)، ومسلم (٢٤٩٤-١٦١).

خط ہے وہ اس سے لے کر آؤ۔" ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے، ناگاہ وہ عورت ہم کو ملی، ہم نے اس سے کہا: خط نکالو۔ وہ بولی: میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: تم خود خط نکالو گی یا تمھارے کپڑے اتار دیے جائیں گے۔ تو اس نے اپنی بندھی ہوئی مینڈھیوں کے اندر سے خط نکال کر دے دیا۔ ہم وہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس میں لکھا تھا: حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے بعض مشرکین کے نام، اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی بعض باتوں کا ذکر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟" وہ بولے: آپ جلدی نہ فرمایئے، اے اللہ کے رسول! میں ایک شخص تھا قریش سے (کسی اور قبیلے سے آکر) ملا ہوا -راویِ حدیث سفیان نے کہا: یعنی ان کا حلیف تھا نہ کہ ان کے قبیلے سے تھا- اور آپ کے ساتھ مہاجرین جو ہیں ان کے رشتے دار قریش میں بہت ہیں جن کی وجہ سے ان کے گھر بار کا بچاؤ ہوتا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ میرا ناتا تو قریش سے ہے نہیں، میں بھی کوئی ایسا کام کر دوں جس سے میرے ناتے والوں کی وہ حفاظت کریں۔ اور میں نے یہ کام اس وجہ سے نہیں کیا کہ میں کافر ہو گیا ہوں یا مرتد ہو گیا ہوں، یا اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو گیا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حاطب نے سچ کہا ہے۔" عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو بدر کی لڑائی میں شریک تھا اور تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر جھانکا اور فرمایا: تم جو اعمال چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا۔" تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمۡ أَوۡلِيَآءَ﴾ [الممتحنة: ١]

"اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ۔"

ابو بکر اور زہیر کی حدیث میں اس آیت کا ذکر نہیں ہے، اور اسحاق نے اپنی روایت میں اسے سفیان کی تلاوت سے پیش کیا، (سفیان نے حدیث سنانے کے بعد یہ آیت تلاوت کر کے بتایا کہ یہ اس موقعے پر نازل ہوئی تھی)۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، ابو مرثد غنوی اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور ہم تمام گھوڑوں پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم چلو اور جب روضۂ خاخ کے مقام پر پہنچو گے تو تم کو ایک عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے مشرکین کی طرف حاطب کی جانب سے ...۔" اور حدیث کے آخر میں ہے: "کیا یہ اہلِ بدر میں سے نہیں ہیں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بدر والوں کی طرف متوجہ ہوا اور انھیں نظر رحمت سے دیکھا، تو فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو، تمھارے لیے جنت واجب ہے، یا فرمایا کہ میں نے تمھیں معاف کر دیا۔" یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور عرض کی: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔

٢٦٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُول اللَّهِ ﷺ قَالَ: « اطَّلَعَ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ ». (١)

262- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بدر والوں کی طرف متوجہ ہوا اور انھیں نظر رحمت سے دیکھ کر فرمایا: جو عمل چاہو کرو میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے۔"

٢٦٣- عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ -وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ- قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ: « مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ ». أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَ: « وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلاَئِكَةِ ». (٢)

263- معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی نے اپنے والد (رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا، جو بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے تھے، انھوں نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے یہاں درجہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں میں سب سے افضل ہیں۔" یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے دیگر فرشتوں میں ان کا بھی درجہ یہی ہے۔

٢٦٤- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ﷺ قَالَ: إِنَّ جِبْرِيْلَ أَوْ مَلِكًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: « مَا تَعُدُّونَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فِيكُمْ؟». قَالُوا: خِيَارَنَا. قَالَ: « كَذَلِكَ هُمْ عِنْدَنَا خِيَارُنَا مِنْ الْمَلاَئِكَةِ». (٣)

---

(١) **حسن**: رواه أبو داود (٤٦٥٤)، وأحمد (٧٩٤٠)، والحاكم (٤/٧٨،٧٧).
(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٩٩٢).
(٣) **صحيح**: رواه ابن ماجه (١٦٠)، وأحمد (١٥٨٢٠)، وعبد بن حميد (٤٢٥)، وصحّحه ابن حبان (٧٢٢٤).

264- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کی: آپ اپنے ہاں شرکائے بدر کو کیسا سمجھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: وہ ہم میں سب سے افضل ہیں، اس فرشتے نے کہا: "اسی طرح ہمارے نزدیک وہ (فرشتے جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے تھے دوسرے) فرشتوں میں افضل ہیں۔"

٢٦٥- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَهْوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ: « أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا ». فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ: حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ. وَهْوَ فِي الدِّرْعِ، فَخَرَجَ وَهْوَ يَقُولُ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾ [القمر: ٤٥ - ٤٦].(١)

265- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن ایک خیمے میں یہ دعا کر رہے تھے: "اے اللہ! میں تجھے تیرا عہد اور وعدۂ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے کہ (مسلمانوں کو فنا کر دے) تو آج کے بعد پھر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔" اور اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ اپنے رب سے خوب گریہ و زاری کے ساتھ دعا کر چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے، باہر تشریف لائے تو آپ کی زبانِ مبارک پر یہ آیت تھی:

﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾

[القمر: ٤٥ - ٤٦]

"عنقریب کافروں کی یہ جماعت ہار جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن کا ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت ہی کڑوی چیز ہے۔"

٢٦٦- عَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ، وَأَصْحَابُهُ ثَلاَثُمِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٨٧٧).

الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ: « اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الإِسْلاَمِ لاَ تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ .. » فَأَمَدَّهُ اللَّهُ بِالْمَلاَئِكَةِ، الحديث. (١)

266- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن بدر کی لڑائی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تین سو انیس تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رُخ ہوئے، پھر دونوں ہاتھ پھیلائے، اور پکار کر اپنے پروردگار سے دعا کرنے لگے:

« اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ أَهْلِ الإِسْلاَمِ لاَ تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ»

"اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا اسے میرے لیے پورا فرما، اے اللہ! تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا وہ مجھے عطا فرما، اے اللہ! اگر اہلِ اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہو گی۔"

تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے آپ کی مدد فرمائی۔ الحدیث

٢٦٧- عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: بَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَقُولُ: « اللَّهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْفِئَةُ لَا تُعْبَدْ ». (٢)

267- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب ذو الجلال سے دعا کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: "اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں بچے گا۔"

٣٥- باب ما جاء في فضل أهل بئر معونة

شہدائے بئرِ معونہ کی فضیلت کا بیان

٢٦٨- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ وَعُصَيَّةُ وَبَنُو لِحْيَانَ، فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَمُوا، وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ، فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعِينَ مِنَ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٧٦٣).

(٢) صحيح: رواه أحمد (٩٤٨)، والبزار (٧١٩).

الأَنْصَارِ. قَالَ أَنَسٌ ﷺ: كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ، يَحْطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، فَانْطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوا بِئْرَ مَعُونَةَ غَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ.

قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا أَنَسٌ ﷺ أَنَّهُمْ قَرَءُوا بِهِمْ قُرْآنًا: أَلاَ بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا بِأَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا. ثُمَّ رُفِعَ ذَلِكَ بَعْدُ. (١)

وقوله: "**قرؤوا بهم قرآنا ...**" أي: نزل فيهم قرآنا يتلى ثم نسخ بعد ذلك، كما ورد في رواية أخرى عن أنس بلفظ: " أنزل في الذين قتلوا ببئر معونة قرآنا قرأناه، ثم نسخ بعد: بلغوا قومنا أنه قد ..." فذكره. رواه البخاري (٢٨١٤)، ومسلم (٦٧٧-٢٩٧)

268- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو لحیان قبائل کے کچھ لوگ آئے اور یقین دلایا کہ وہ لوگ اسلام لا چکے ہیں اور انھوں نے اپنی کافر قوم کے مقابل امداد اور تعلیم و تبلیغ کے لیے آپ سے مدد چاہی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصاریوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم انھیں قاری کہا کرتے تھے۔ وہ لوگ دن میں جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے اور رات میں نوافل پڑھتے رہتے۔ یہ حضرات ان قبیلہ والوں کے ساتھ چلے گئے، لیکن جب بئرِ معونہ پر پہنچے تو اس قبیلے والوں نے ان صحابہ کے ساتھ دھوکا کیا اور انھیں شہید کر ڈالا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک (نماز میں) دعائے قنوت پڑھی اور رعل وذکوان اور بنو لحیان کے لیے بددعا کرتے رہے۔

قتادہ نے کہا کہ ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (ان شہداء کے بارے میں) قرآن مجید میں ہم یہ آیت یوں پڑھتے رہے:

{أَلاَ بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا، بِأَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا}

"ہاں! ہماری قوم (مسلم) کو بتادو کہ ہم اپنے رب سے جاملے۔ اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہمیں بھی اس نے راضی کر دیا۔"

پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی۔

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٠٦٤).

الفاظِ حدیث: "ان کے بارے میں قرآن مجید میں ہم یہ آیت یوں پڑھتے رہے۔": یعنی ان کے بارے میں قرآن اترا جس کی تلاوت ہوتی تھی، پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی، جیسا کہ انس ؓ سے ایک دوسری روایت میں ان الفاظ میں وارد ہے: (جو لوگ بئرِ معونہ کے موقعے پر شہید ہو گئے تھے ان کے متعلق قرآن اترا تھا جس کی ہم تلاوت کرتے تھے، پھر وہ حصہ منسوخ ہو گیا، اور وہ یہ آیت تھی: {بلغوا قومنا أنه قد... } پھر پوری حدیث بیان کی۔ البخاری (٢٨١٤)، ومسلم (٦٧٧-٢٩٧).

٣٦- باب ما جاء في فضائل أهل أحد

شرکائے اُحد کی فضیلت کا بیان

٢٦٩- عَنْ أَنَسٍ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: « اللَّهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَشَأْ لاَ تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ ».(١)

269- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے دن فرماتے تھے: "یا اللہ! اگر تو چاہے تو کوئی تیری عبادت کرنے والا زمین میں نہ رہے گا۔"

٣٧- باب ما جاء في فضل شهداء أحد

شہدائے احد کی فضیلت کا بیان

٢٧٠- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ جَعَلَ اللَّهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ، تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَأْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيلِهِمْ قَالُوا: مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلاَّ يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ، وَلاَ يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ؟ فَقَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ» قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا﴾ [آل عمران: ١٦٩] إِلَى آخِرِ الآيَةِ. (٢)

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٧٤٣).

(٢) حسن: رواه أبو داود (٢٥٢٠) و أحمد (٢٣٨٩).

270- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمھارے بھائی اُحد کے دن شہید کیے گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا، جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں، اس کے میوے کھاتے ہیں اور پھر عرش کے سائے میں لٹکی سونے کی قندیلوں میں لوٹ جاتے ہیں۔ جب ان روحوں نے اپنے کھانے، پینے اور سونے کی خوشی حاصل کرلی تو وہ کہنے لگیں: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہمارے بارے میں یہ خبر پہنچادے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں تاکہ وہ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت بزدلی نہ دکھائیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں تمھاری جانب سے انھیں یہ خبر پہنچاؤں گا"، راوی کہتے ہیں: تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا﴾ [آل عمران: ١٦٩]

"جو اللہ کے راستے میں شہید کردیے گئے انھیں مردہ نہ سمجھو... الخ۔"

٣٨- باب ما جاء في فضائل أصحاب الشجرة

اصحابِ شجرہ کے فضائل کا بیان

٢٧١- عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ عِنْدَ حَفْصَةَ: « لاَ يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ. الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا ». قَالَتْ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَانْتَهَرَهَا، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مريم: ٧١] فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « قَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّى ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوا۟ وَّنَذَرُ ٱلظَّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾[مريم: ٧٢] ».(١)

271- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے ام مبشر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انھوں نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ فرماتے ہوئے سنا: "ان شاء اللہ اصحابِ شجرہ میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا، یعنی جن لوگوں نے بیعت کی اس درخت کے نیچے۔" حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیوں نہ جائیں گے، اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھڑکا۔ تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٩٦).

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مریم: ٧١]

"کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو جہنم پر نہ جائے۔"

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ [مریم: ٧٢]

"پھر ہم نجات دیں گے پرہیز گاروں کو اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو گھٹنوں کے بل۔"

٢٧٢- عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: « لاَ يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ».(١)

272- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان لوگوں میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا، جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی (یعنی صلح حدیبیہ کے وقت بیعتِ رضوان میں شریک رہے)۔"

٢٧٣- عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعمِائَةٍ، فقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: « أَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ ». وقال جابر: وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ لأَرَيْتُكُمْ مَوْضِعَ الشَّجَرَةِ.(٢)

273- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو آدمی تھے، نبی کریم ﷺ نے ہم سے فرمایا: "آج کے دن تم سب زمین والوں سے بہتر ہو۔" اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میری بینائی ہوتی تو میں تم کو اس درخت کا مقام دکھلا دیتا۔

٣٩- باب ما جاء في فضائل أهل بدر والحديبية معاً

اہلِ بدر اور اہلِ حدیبیہ دونوں کے فضائل کا بیان

٢٧٤- عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي

(١) **حسن**: رواه أبو داود (٤٦٥٣)، وأحمد (١٤٧٧٨)، والترمذي (٣٨٦٠)، والنسائي في الكبرى (١١٤٤٤).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤١٥٤)، ومسلم (١٨٥٦-٧١). وهذا لفظ مسلم، ولفظ البخاري نحوه.

بَيْتِ حَفْصَةَ، فَقَالَ: « لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ». قَالَتْ حَفْصَةُ: أَلَيْسَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مريم: ٧١] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « فَمَهْ، ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ ».(١)

274- حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا زوجۂ زید بن حارثہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو فرمایا: "دوزخ میں وہ نہیں جاسکتا جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔" حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے:

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مریم: ٧١]

"کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو جہنم پر نہ جائے۔"

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ [مریم: ٧٢]

"پھر ہم نجات دیں گے پرہیز گاروں کو اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو گھٹنوں کے بل۔"

٢٧٥- عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، قَالَتْ: جَاءَ غُلَامُ حَاطِبٍ، فَقَالَ: واللهِ لَا يَدْخُلُ حَاطِبٌ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « كَذَبْتَ، قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ».(٢)

275- حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کا غلام آیا اور کہا: اللہ کی قسم! حاطب جنت میں نہیں جائیں گے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے جھوٹ کہا، وہ تو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہو چکے ہیں۔"

٢٧٦- عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللهُ، أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ». قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَلَيْسَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مريم: ٧١]؟ قَالَتْ: فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾[مريم: ٧٢] (٣)

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (٢٧٠٤٢)، وابن ماجه (٤٢٨١)، وصحّحه ابن حبان (٤٨٠٠).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (٢٧٠٤٥)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (٣٣٤).

(٣) **صحيح**: رواه أحمد (٢٦٤٤٠)، وابن ماجه (٤٢٨١)، وأبو يعلىٰ (٧٠٤٤).

276- ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے امید ہے جو لوگ بدر اور حدیبیہ کی جنگوں میں شریک تھے، ان شاء اللہ، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔"
میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے:

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مريم: ٧١]

"تم میں سے ہر ایک کو اس میں وارد ہونا ہے۔"

کہتی ہیں: پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ [مريم: ٧٢]

"پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اسی میں اوندھے منہ چھوڑ دیں گے۔"

٢٧٧- عن جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا، قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ».(١)

وفي لفظ: «**كذبت، لا يدخلها أبدا...**». فزاد كلمة «**أبدا**». رواه أحمد (١٤٤٨٤)

277- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ان کی شکایت کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے جھوٹ کہا، حاطب دوزخ میں نہ جائے گا، وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھا۔"

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "تم نے جھوٹ کہا، حاطب کبھی بھی دوزخ میں نہ جائے گا...۔"
چنانچہ اس میں لفظ «**أبدا**» کا اضافہ ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ (۱۴۴۸۴) نے روایت کیا ہے۔

٢٧٨- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: « لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالحدَيْبِيَةَ ».(٢)

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٩٥).
(٢) **حسن**: رواه الإمام أحمد (١٥٢٦٢).

278- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص دوزخ میں نہیں جاسکتا جو بدر اور حدیبیہ میں شریک رہا۔"

٢٧٩- عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: « لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ».(١)

278- حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص دوزخ میں نہیں جاسکتا جو بدر اور حدیبیہ میں شریک رہا۔"

٤٠- باب ما جاء في فضائل أهل حنين

اہلِ حنین کے فضائل کا بیان

٢٨٠- عَنْ أَنَسٍ بن مالك رضي الله عنه قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ: « اللهُمَّ إِنْ تَشَأْ أَنْ لَا تُعْبَدَ بَعْدَ الْيَوْمِ ».(٢)

والأشهر أن الدعاء كان ببدر وأحد، ولا يمنع أن يتكرر ذلك في حنين أيضا، لأنه لو انهزم المسلمون يوم حنين لارتد العرب، كما ارتد البعض في عهد أبي بكر الصديق.

280- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حنین کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی کی تھی: "اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو۔" (یعنی ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد)۔

مشہور یہی ہے کہ یہ دعا بدر اور اُحد کے موقع کی ہے، لیکن حنین میں بھی یہ دعا کی گئی ہو، کچھ بعید نہیں، کیونکہ اگر حنین کے دن مسلمان شکست کھا جاتے تو بہت سے عرب مرتد ہو جاتے، جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتد ہو گئے تھے۔

---

(١) **صحيح**: رواه البزار (٣٣٤٠).
(٢) **صحيح**: رواه أحمد (١٢٢٢٠)، وابن أبي شيبة (٣٠٢٠٠) و (٣٨١٤٠).

٤١- باب في فضل الجيش الذي يغزو مدينة قيصر

اس لشکر کی فضیلت کا بیان جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا

٢٨١- عن أُمِّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: « أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا ». قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: « أَنْتِ فِيهِمْ ». ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ، مَغْفُورٌ لَهُمْ ». فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « لاَ ».(١)

قوله: "**مدينة قيصر**" يعني القسطنطينية، وكان أول من غزاها يزيد بن معاوية سنة (٥٢) هجرية.

281- حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لیے جائے گا، اس نے (اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔" ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، تم بھی ان کے ساتھ ہو گی۔" پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت ہو گی۔" میں نے کہا: کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی، اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔"

شہر قیصر سے مراد قسطنطنیہ ہے، اور سب سے پہلے اس پر حملہ یزید بن معاویہ نے سنہ ۵۲ ہجری میں کیا تھا۔

٤٢- باب في فضيلة العصابتين من أمة محمد ﷺ

امتِ محمدیہ کے دونوں گروہوں کی فضیلت کا بیان

٢٨٢- عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٢٩٢٤).

« عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ».(١)

282- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے محفوظ کر دیا ہے: ایک گروہ وہ ہو گا جو ہند پر لشکر کشی کرے گا اور ایک گروہ وہ ہو گا جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہو گا۔"

***

(١) حسن: رواه النسائي (٣١٧٥) وأحمد (٢٢٣٩٦).

جموع فضائل أفراد الصحابة وأخبارهم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الگ الگ جملہ فضائل

١- باب تكنية النبي ﷺ بأبي إبراهيم

نبی ﷺ کی کنیت "ابوابراہیم" کا بیان

٢٨٣- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيمَ كَأَنَّهُ وَقَعَ فِي نَفْسِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ، حَتَّى جَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ، فَقَالَ: السَّلامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا إِبْرَاهِيمَ. (١)

283- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ام ابراہیم (ماریہ رضی اللہ عنہا) نے ابراہیم کو جنم دیا تو ایسا لگا کہ نبی ﷺ کے دل میں (ابوابراہیم کنیت رکھنے کے متعلق) کچھ تردد پیدا ہوا، یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے ابوابراہیم! آپ پر سلامتی ہو۔

٢- باب كان النبي ﷺ يُقبّل إبراهيم

نبی ﷺ ابراہیم کو بوسہ دیتے تھے

٢٨٤- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَرْضِعًا لَهُ فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ، وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ، وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ. (٢)

---

(١) **حسن**: رواه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (٣١٢٧)، وابن عبد الحكم في الفتوح (ص: ٧١).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٣١٦).

284- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: میں نے کسی کو بال بچوں پر اتنی شفقت کرتے نہیں دیکھا جتنی رسول اللہ ﷺ کرتے تھے، آپ کے صاحبزادے ابراہیم مدینہ کے عوالی میں (عوالی مدینہ شہر کا ایک علاقہ ہے) دودھ پیتے تھے۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لے جاتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔ پھر دایہ کے گھر تشریف لے جاتے، وہاں دھواں ہوتا، کیونکہ دایہ کا خاوند لوہار تھا۔ آپ بچے کو لیتے اور پیار کرتے پھر لوٹ آتے۔

٣- باب إن الله جعل لإبراهيم بن النبي ﷺ مرضعا في الجنة

اللہ تعالی نے نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی انا متعین کر دی ہے

٢٨٥- عن الْبَرَاءِ بن عازب رضی اللہ عنہ ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ ».(١)

285- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی دایہ مقرر ہو گئی ہے۔"

٤- باب لو قُدِّرَت النبوة بعد النبي ﷺ لكان إبراهيم

اگر نبی ﷺ کے بعد نبوت مقدر ہوتی تو ابراہیم رضی اللہ عنہ ہوتے

٢٨٦- عن إِسْمَاعِيل بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ. (٢)

286- اسماعیل ابن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا کہ ان کی وفات بچپن ہی میں ہو گئی

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٦١٩٥)

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٦١٩٤)

تھی اور اگر نبیِ کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد کا فیصلہ ہوتا تو نبیِ کریم ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے، لیکن نبیِ کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

٥- باب حزن النبي ﷺ بوفاة إبراهيم

ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر نبیِ مکرم ﷺ کے غمگین ہونے کا بیان

٢٨٧- عن أَنَسٍ رضي الله عنه قال: رَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: « تَدْمَعُ الْعَيْنُ، وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلاَ نَقُولُ إِلاَّ مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَاللَّهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ ». (١)

قوله « **يكيد بنفسه** »: أي: يجود بها. ومعناه: أنه في النزع. ومات إبراهيم بن محمد نبي الله ﷺ في سنة عشر، وهو ابن ثمانية عشر شهرا، ودفن بالبقيع.

287- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنا دم چھوڑ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے اور فرمایا: "آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور دل غم سے بھرا ہوا ہے، لیکن زبان سے ہم کچھ نہیں کہتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے (یعنی اس کی تعریف کرتے ہیں اور صبر کی دعا مانگتے ہیں) اللہ کی قسم، اے ابراہیم! ہم تیری (جدائی کی) وجہ سے رنج میں ہیں۔"

الفاظِ حدیث: "وہ اپنا دم چھوڑ رہا تھا۔" یعنی وہ حالتِ نزع میں تھے اور اللہ کے نبی محمد ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی وفات سنہ ١٠ ہجری میں ہوئی ہے جس وقت کہ وہ محض اٹھارہ ماہ کے تھے، اور انھیں بقیع میں دفن کیا گیا۔

٦- باب فضائل أبي بن كعب

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٢٨٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأُبَيٍّ: « إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ

---

(١) **متفق عليه**: رواه مسلم (٢٣١٥).

أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ﴾[البينة: ١] » قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: «نَعَمْ»، فَبَكَى.(١)

وفي لفظ: "قَالَ أُبَيٌّ: آللَّهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: « اللَّهُ سَمَّاكَ لِي »، قَالَ: فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي. قَالَ قَتَادَةُ: فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ﴾. رواه البخاري (٤٩٦٠)، ومسلم (٧٩٩-١٢١).

وفي لفظ: "أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ لأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: « إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْآنَ »، قَالَ: آللَّهُ سَمَّانِي لَكَ؟ قَالَ: « نَعَمْ »، قَالَ: وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ؟! قَالَ: «نَعَمْ»، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ". رواه البخاري (٤٩٦١).

288- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورت ﴿لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ﴾ [البينة:١] سناؤں۔" ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔" اس پر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرطِ مسرت سے رونے لگے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں: حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: "ہاں، اللہ نے مجھ سے تمھارا نام لیا ہے۔" کہتے ہیں: یہ سن کر اُبی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ﴿لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ﴾ [البينة:١] پڑھ کر سنائی۔ یہ صحیح بخاری(۴۹۶۰) اور صحیح مسلم(۷۹۹- ۱۲۱)میں مروی ہے۔

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں قرآن (سورۃ بینہ) پڑھ کر سناؤں۔" انھوں نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نام بھی لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔" ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے: کیا تمام جہانوں کے پالنے والے کی بارگاہ میں میرا ذکر ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔" اس پر ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ البخاری:(۴۹۶۱).

٢٨٩- عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ »، قَالَ: فَقَرَأَ: ﴿لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ﴾ [البينة: ١] قَالَ:

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٠٩)، ومسلم (٧٩٩-١٢٢) واللفظ للبخاري.

فَقَرَأَ فِيهَا: "ولو أن ابن آدم سأل واديا من مال فأعطيه، لسأل ثانيا، ولو سأل ثانيا فأعطيه لسأل ثالثا، ولا يملأ جوف ابن آدم إلا التراب، ويتوب الله على من تاب، وَإِنَّ ذَلِكَ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْحَنِيفِيَّةُ، غَيْرُ الْمُشْرِكَةُ، لاَ الْيَهُودِيَّةُ وَلاَ النَّصْرَانِيَّةُ، وَمَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ". (١)

289- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں قرآن پڑھ کر سناؤں۔" چنانچہ آپ نے انھیں ﴿لَمْ يَكُنِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ﴾ [البينة: ١] پڑھ کر سنایا، اس میں یہ بات بھی پڑھ کر سنائی کہ "اگر ابن آدم مال ودولت کی بھری ہوئی ایک وادی مانگے اور میں اسے دے دوں تو وہ دوسری وادی مانگے گا، اور اگر دوسری مانگے اور میں اسے دے دوں تو وہ تیسری مانگے گا، اور ابن آدم کا پیٹ مٹی ہی بھر سکتی ہے، اور اللہ تعالی اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو واقعی توبہ کرے۔ اور بے شک اللہ کے نزدیک دین وہی ہے جو یک طرفہ ہے جو نہ مشرکین کا دین ہے، نہ یہودیت اور عیسائیت کا دین ہے، جو کوئی نیکی کرے گا تو اس کی ناقدری ہرگز نہیں کی جائے گی۔"

٧- باب دعاء النبي ﷺ لأبي بن كعب للعلم

نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے علم کی دعا کرنے کا بیان

٢٩٠- عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « يَا أَبَا الْمُنْذِرِ، أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: « يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: ﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ﴾ [البقرة: ٢٥٥] ، قَالَ: فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: « وَاللَّهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ ». (٢)

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٨٩٨)، وأحمد (٢١٢٠٢)، وصححه الحاكم (٢/ ٢٢٤ و٥٣١).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٨: ٨١٠).

وقوله: « **ليهنك العلم** »، أي: هنيئا لك العلم.

290- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو منذر! کیا تم جانتے ہو کہ کتاب کی کون سی آیت جو تمھارے پاس ہے، سب سے عظیم ہے؟" انھوں نے عرض کی: میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو منذر! کیا تم جانتے ہو کہ کتاب کی کون سی آیت جو تمھارے پاس ہے، سب سے عظیم ہے؟" کہا: میں نے عرض کی: ﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُ﴾[البقرة: ٢٥٥] یعنی آیت الکرسی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ایک ہاتھ مارا (یعنی شاباشی کا) اور فرمایا: "اے ابو منذر! تجھے یہ علم مبارک ہو۔"

٨- باب ما جاء في فضل أسامة بن زيد، وأنه حب رسول الله ﷺ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی فضیلت اور یہ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے

٢٩١- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ، فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلاَّ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ!. (١)

291- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مخزومیہ عورت کے معاملے نے پریشان کیا۔ انھوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سوا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی عزیز ہیں (اس عورت کی سفارش کے لیے) اور کون جرأت کر سکتا ہے!

٢٩٢- عن فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ -في سياق حديث الجساسة- قالت: فَلَمَّا تَأَيَّمْتُ خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَخَطَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَوْلاَهُ أُسَامَةَ بْن زَيْدٍ، وَكُنْتُ قَدْ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ ». (٢)

292- حدیثِ جساسہ کے سیاق میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب میں بیوہ ہو گئی تو عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور کئی اصحابِ رسول نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٣٢)، ومسلم (١٦٨٨-٨).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٩٤٢-١١٩).

نے بھی اپنے مولیٰ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا، اور میں یہ حدیث سن چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے، وہ اسامہ سے بھی محبت رکھے۔"

٢٩٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي، حَتَّى أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ. قَالَ: « يَا عَائِشَةُ أَحِبِّيهِ فَإِنِّي أُحِبُّهُ ».(١)

293- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک پونچھنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے کہا: آپ چھوڑیں میں صاف کیے دیتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ! تم اس سے محبت کرو، کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔"

٩- باب أن أسامة من أحب الناس إلى النبي ﷺ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اسامہ رضی اللہ عنہ تھے

٢٩٤- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَأَيْمُ اللَّهِ، إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ ».(٢)

وفي لفظ: "إن رسول الله ﷺ قال وهو على المنبر: « إن تطعنوا في إمارته -يريد أسامة بن زيد- فقد طعنتم في إمارة أبيه من قبله، وأيم الله إن كان لخليقا لها، وأيم الله إن كان لأحب الناس إلي، وأيم الله إن هذا لها لخليق -يريد أسامة بن زيد-، وأيم الله إن كان لأحبهم إلي من بعده، فأوصيكم به فإنه من صالحيكم ». رواه مسلم (٢٤٢٦-٦٤).

294- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اس کا

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٨١٨)، وصحّحه ابن حبان (٧٠٥٨). قال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح".

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٣٠)، ومسلم (٢٤٢٦-٦٣).

امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا، اور اللہ کی قسم! وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔"

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا: "اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کر رہے ہو -مراد سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے- تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اللہ کی قسم! وہ اس سرداری کے لائق تھا اور سب لوگوں میں وہ میرا زیادہ پیارا تھا۔ اور اللہ کی قسم! اب اس کے بعد اسامہ سب لوگوں میں مجھے زیادہ پیارا ہے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں اسامہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی کہ وہ تم میں نیک بخت لوگوں میں سے ہے۔" (مسلم: ٦٤-٢٤٢٦).

٢٩٥- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا».(١)

295- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے: "اے اللہ! تو انھیں اپنا محبوب بنا، بلاشبہہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔"

٢٩٦- عن حَرْمَلَة، مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ، فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلاَ سُجُودَهُ، فَقَالَ: أَعِدْ. فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْمَنَ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما: لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لأَحَبَّهُ، فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ.(٢)

296- اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے مولیٰ حرملہ نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے کہ حجاج بن ایمن (مسجد کے) اندر آئے اس حال میں کہ نہ انھوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٣٥).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٧٣٧).

تھا اور نہ سجدہ۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھ لو۔ پھر جب وہ جانے لگے تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی حجاج بن ایمن ابن ام ایمن ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اگر انھیں رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو بہت عزیز رکھتے، پھر آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کی تمام اولاد سے آپ ﷺ کی محبت کا ذکر کیا۔

٢٩٧- عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنه يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ هَذَا؟ لَيْتَ هَذَا عِنْدِي، قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ، قَالَ: فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنه رَأْسَهُ، وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَآهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لأَحَبَّهُ. (١)

297- عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن ایک صاحب کو مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں گھسیٹ رہے (پھیلا رہے) تھے۔ انھوں نے کہا: دیکھو یہ کون صاحب ہیں؟ کاش! یہ میرے قریب ہوتے۔ ایک شخص نے کہا: اے ابو عبد الرحمان! کیا آپ انھیں نہیں پہچانتے؟ یہ تو محمد بن اسامہ ہیں۔ عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے، پھر بولے: اگر رسول اللہ ﷺ انھیں دیکھتے تو یقیناً آپ ﷺ ان سے محبت فرماتے۔

٢٩٨- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ صَمَتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا، فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي. (٢)

ومن أخبار أسامة بن زيد ما رواه البخاري في "الفتن" (٤١١٠) عن عَلِيِّ بْنِ

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٣٤).

(٢) **حسن**: رواه الترمذي (٣٨١٧)، وأحمد (٢١٧٥٥). قال الترمذي: "هذا حديث حسن غريب".

عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَّ حَرْمَلَةَ، مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ - قَالَ عَمْرٌو: وَقَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ- قَالَ: أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الآنَ فَيَقُولُ: مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ؟ فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ: "لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الأَسَدِ لأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ، وَلَكِنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ"، فَلَمْ يُعْطِنِي شَيْئًا، فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي.

298- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری شدید ہو گئی تو میں (جرف کے مقام سے) اتر کر مدینہ آیا اور (میرے ساتھ) کچھ اور لوگ بھی آئے، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اندر گیا تو آپ کی زبان بند ہو چکی تھی، پھر اس کے بعد آپ ﷺ کچھ نہیں بولے، آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ میرے اوپر رکھتے اور اٹھاتے تھے تو میں یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ ﷺ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے "کتاب الفتن" میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی ایک خبر علی بن عبد اللہ سے روایت کی ہے جو سفیان سے، وہ عمرو سے، وہ محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے غلام حرملہ نے خبر دی، عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حرملہ کو دیکھا تھا۔ حرملہ نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور مجھ سے کہا، اس وقت تم سے علی رضی اللہ عنہ پوچھیں گے کہ تمھارے ساتھی (اسامہ رضی اللہ عنہ) جنگِ جمل و صفین سے کیوں پیچھے رہ گئے تھے، تو ان سے کہنا کہ انھوں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ شیر کے منہ میں ہوں تب بھی میں آپ کے ساتھ رہوں گا، لیکن یہ معاملہ ہی ایسا ہے، یعنی مسلمانوں کی آپس کی جنگ، لہذا مجھے یہ (اس میں شرکت صحیح) معلوم نہیں ہوئی۔ (حرملہ کہتے ہیں کہ) چنانچہ انھوں نے مجھے کوئی چیز نہیں دی۔ پھر میں حسن، حسین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انھوں نے میری سواری پر خوب ساز و سامان لدوا دیا۔

١٠- باب ما جاء في فضل أسيد بن حضير

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٢٩٩- عن الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ،

فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَنَظَرَ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ -أَوْ سَحَابَةٌ- غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: « اِقْرَأْ فُلَانُ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ ».(١)

وورد في بعض طرق الحديث أن هذا الرجل هو أسيد بن حضير.

299- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے سورۃ الکہف کی تلاوت کی۔ اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا، گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا، اس نے دیکھا تو اچانک اس کے سر پر ایک اَبر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس واقعے کا ذکر انھوں نے نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو قرآن پڑھتا ہی رہتا، کیونکہ یہ "سکینت" ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی یا (اس کے بجائے راوی نے) «تنزلت للقرآن» کے الفاظ کہے۔

حدیث کی بعض سندوں میں آیا ہے کہ وہ صحابی حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے۔

٣٠٠- عن أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضي الله عنه بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ، فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرَى، فَقَرَأَ، ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا. قَالَ أُسَيْدٌ: فَخَشِيتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِي، فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ، عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتَّى مَا أَرَاهَا، قَالَ: فَغَدَوْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِي إِذْ جَالَتْ فَرَسِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اقْرَإِ ابْنَ حُضَيْرٍ ». قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اقْرَإِ ابْنَ حُضَيْرٍ » قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اقْرَإِ ابْنَ حُضَيْرٍ » قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا، خَشِيتُ أَنْ تَطَأَهُ، فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ، فِيهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ، عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتَّى مَا أَرَاهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « تِلْكَ الْمَلاَئِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لأَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ ».(٢)

300- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باڑے میں ایک شب قرآن پڑھ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦١٤)، ومسلم (٧٩٥-٢٤١)

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٧٩٦-٢٤٢). وعلقه البخاري (٥٠١٨).

رہے تھے کہ ان کا گھوڑا بدکنے لگا، انھوں نے پھر پڑھا، وہ دوبارہ بدکا، پھر پڑھا تو وہ پھر بدکا، تو انھوں نے کہا کہ میں ڈرا کہ کہیں یحییٰ کو کچل نہ ڈالے۔ سو میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان سا میرے سر پر ہے کہ اس میں چراغ سے روشن ہیں اور وہ اوپر کو چڑھ گیا، یہاں تک کہ مجھے نظر آنا بند ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صبح کو حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں شب کو اپنے باڑے میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ یک بارگی میرا گھوڑا بدکنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پڑھے جا، اے ابن حضیر!" انھوں نے عرض کی کہ میں پڑھتا گیا تو پھر وہ کودنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "پڑھے جا، اے ابن حضیر!" انھوں نے کہا کہ میں پڑھتا گیا۔ پھر وہ ایسا ہی کودنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "پڑھے جا، اے ابن حضیر!" انھوں نے کہا: جب میں فارغ ہوا اور یحییٰ گھوڑے کے پاس تھا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں یحییٰ کو کچل نہ ڈالے اور میں نے دیکھا ایک سائبان سا کہ اس میں چراغ سے روشن تھے اور وہ اوپر کو چڑھ گیا یہاں تک کہ مجھے نظر آنا بند ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ فرشتے تھے جو تمھاری قراءت سن رہے تھے۔ اور اگر تم پڑھتے جاتے تو لوگ صبح ان (فرشتوں) کو دیکھ لیتے اور وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ رہتے۔"

٣٠١- عَنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ حَسَنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، وَأَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: بَيْنَا أَنَا أَقْرَأُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِي، وَالْمَرْأَةُ فِي الْحُجْرَةِ، وَالْفَرَسُ مَرْبُوطٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ، إِذْ غَشِيَتْنِي مِثْلُ السَّحَابَةِ، فَخَشِيتُ أَنْ يَبْقَرَ الْفَرَسُ فَتَفْزَعَ الْمَرْأَةُ فَتَسْقُطَ فَانْصَرَفْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « اقْرَأْ يَا أُسَيْدُ ذَلِكَ مَلَكٌ اسْتَمَعَ الْقُرْآنَ ». (١)

301- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ قرآن بہت خوبصورت آواز سے پڑھتے تھے، ایک مرتبہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: ایک دفعہ میں اپنے گھر کے چھت پر قرآن پڑھ رہا تھا، میری بیوی گھر کے اندر تھی اور گھوڑا گھر کے دروازے پر باندھا ہوا تھا کہ اچانک بدلی کے ایک سائبان نے مجھے ڈھانپ لیا، میں ڈرا کہ کہیں گھوڑا بدک نہ جائے اور

---

(١) **صحيح**: رواه البزار في مسنده (٣٢٠٩) والفريابي في فضائل القرآن (٩٦).

بیوی ڈر کر گر نہ جائے، لہذا میں باز آ گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اسید! پڑھتے رہو، وہ فرشتہ تھا جو قرآن سن رہا تھا۔"

٣٠٢- عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ رَجُلَيْنِ، خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَإِذَا نُورٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا، فَتَفَرَّقَ النُّورُ مَعَهُمَا. (١)

302- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو دیکھتے ہیں کہ ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا ہے، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا۔

١١- باب ما جاء في فضائل أنس

انس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٠٣- عَنْ أَنَسٍ ﷺ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، خَادِمُكَ أَنَسٌ، ادْعُ اللَّهَ لَهُ، قَالَ: « اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ ». (٢)

303- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! انس آپ کا خادم ہے، اس کے لیے اللہ سے دعا کیجیے، تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

« اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ »

"اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔"

٣٠٤- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا، وَمَا هُوَ إِلاَّ أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي، فَقَالَتْ أُمِّي: يَا رَسُولَ اللَّهِ خُوَيْدِمُكَ، ادْعُ اللَّهَ لَهُ، قَالَ: فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ، وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ: « اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ ». (٣)

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٨٠٥).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٣٧٨، ٦٣٧٩) ومسلم (٢٤٨٠).

(٣) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٨١-١٤٢).

وفي لفظ له (٢٤٨١-١٤٣): "جَاءَتْ بِي أُمِّي أُمُّ أَنَسٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَقَدْ أَزَرَتْنِي بِنِصْفِ خِمَارِهَا، وَرَدَّتْنِي بِنِصْفِهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أُنَيْسٌ ابْنِي، أَتَيْتُكَ بِهِ يَخْدُمُكَ ..." وَفِيهِ: "قَالَ أَنَسٌ: فَوَاللَّهِ إِنَّ مَالِي لَكَثِيرٌ، وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادَّونَ عَلَى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ".

304- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اس وقت گھر میں سوائے میرے اور میری ماں ام سلیم اور میری خالہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے کوئی نہ تھا، میری ماں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا چھوٹا سا خادم (انس) اس کے لیے دعا کر دیجیے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میرے حق میں ہر خیر کی دعا فرمائی، اور آخر میں جو دعا کی وہ یہ تھی:

«اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ»

"یا اللہ! اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس کو برکت عطا فرما۔"

اور صحیح مسلم (٢٤٨١-١٤٣) ہی میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: میری ماں مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی اور اپنی سر بند ھن (اوڑھنی یا دوپٹہ) کو پھاڑ کر اس میں سے آدھی کی ازار اور آدھی کی چادر مجھ کو بنادی تھی، تو کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! یہ چھوٹا سا انس، میرا بیٹا ہے، آپ کی خدمت کرنے کے لیے اسے لائی ہوں۔ ... اور اسی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو اللہ کی قسم! میرا مال بہت ہے اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد کی گنتی ایک سو کے لگ بھگ ہے۔

٣٠٥- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ، فَقَالَتْ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أُنَيْسٌ. فَدَعَا لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ، قَدْ رَأَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الآخِرَةِ.(١)

305- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے تو میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی آواز سنی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! یہ چھوٹا سا انس ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں کیں، دو تو میں دنیا میں پاچکا اور تیسری کی آخرت میں امید ہے۔

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٨١-١٤٤).

٣٠٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، فَأَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، قَالَ: « أَعِيدُوا سَمْنَكُمْ فِي سِقَائِهِ، وَتَمْرَكُمْ فِي وِعَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ ». ثُمَّ قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَصَلَّى غَيْرَ الْمَكْتُوبَةِ، فَدَعَا لأُمِّ سُلَيْمٍ، وَأَهْلِ بَيْتِهَا، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي خُوَيْصَةً. قَالَ: « مَا هِيَ؟ » قَالَتْ: خَادِمُكَ أَنَسٌ. فَمَا تَرَكَ خَيْرَ آخِرَةٍ وَلاَ دُنْيَا إِلاَّ دَعَا لِي بِهِ، قَالَ: « اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالاً وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ ». فَإِنِّي لَمِنْ أَكْثَرِ الأَنْصَارِ مَالاً. وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِائَةٌ.(١)

306- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے۔ انھوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ گھی اس کے برتن میں رکھ دو اور یہ کھجوریں بھی اس کے برتن میں رکھ دو، کیونکہ میں تو روزے سے ہوں۔" پھر آپ ﷺ نے گھر کے ایک کنارے میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے لیے دعا کی۔ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میرا ایک بچہ لاڈلا بھی تو ہے (اس کے لیے بھی تو دعا فرما دیجیے)، پوچھا: "کون ہے؟" انھوں نے کہا: آپ کا خادم انس۔ پھر آپ ﷺ نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر و بھلائی نہ چھوڑی جس کی میرے لیے دعا نہ کی ہو۔ آپ ﷺ نے دعا میں یہ بھی فرمایا: "اے اللہ! اسے مال اور اولاد عطا فرما اور اسے خیر و برکت سے ہمکنار کر۔" (انس رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ) چنانچہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا حجاج کے بصرہ آنے تک میری صلبی اولاد میں سے تقریباً ایک سو بیس سے کچھ زیادہ دفن ہو چکے تھے۔

٣٠٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « يَا بُنَيَّ ».(٢)

307- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہا: "اے میرے بیٹے۔"

---

(١) صحيح: رواه البخاري (١٩٨٢).
(٢) صحيح: رواه مسلم (٢١٥١).

١٢- باب من أخبار أنس بن مالك

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بعض خبروں کا بیان

٣٠٨- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي. (١)

وتوفي أنس ﷺ سنة اثنتين، وقيل: ثلاث وتسعين، وقد جاوز المائة.

308- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے، اس وقت ان میں سے میرے سوا کوئی نہیں زندہ ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں فوت ہوئے ہیں، اس وقت آپ کی عمر سو سال سے زیادہ ہو چکی تھی۔

١٣- باب كان أنس بن مالك موضع أسرار النبي ﷺ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار تھے

٣٠٩- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قال: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ سِرًّا، فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ، وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ. (٢)

وفي لفظ لمسلم: "أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ قَالَ: فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِي إِلَى حَاجَةٍ، فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي، فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ: مَا حَبَسَكَ؟ قُلْتُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَةٍ. قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ. قَالَتْ: لاَ تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدًا". قَالَ أَنَسٌ: "وَاللَّهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ".

ومن أخبار أنس ﷺ ما رواه الترمذي بسنده عَنْ أَبِي خَلْدَةَ، قَالَ: "قُلْتُ لأَبِي الْعَالِيَةِ: سَمِعَ أَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِينَ، وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ، يَحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ، وَكَانَ فِيهَا رَيْحَانٌ يَجِدُ مِنْهُ رِيحَ الْمِسْكِ".

309- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٤٤٨٩).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٢٨٩)، ومسلم (٢٤٨٢-١٤٦).

اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی مجھ سے اس کے متعلق پوچھا، لیکن میں نے انھیں بھی نہیں بتایا۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ ہیں جس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ہم کو سلام کیا، پھر مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، جس کی وجہ سے میں اپنی ماں کے پاس دیر سے گیا، تو میری ماں نے کہا: تو نے کیوں دیر کی؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کے لیے بھیجا تھا۔ وہ بولی: کیا کام تھا؟ میں نے کہا: وہ ایک راز ہے۔ میری ماں بولی: رسول اللہ ﷺ کا راز کسی سے نہ کہنا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اے ثابت! اگر میں وہ راز کسی کو بتاتا تو تمھیں (جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے طلبگار ہو) ضرور بتاتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک روایت یہ بھی ہے جسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ابو خلدہ نے کہا: میں نے ابو العالیہ سے پوچھا: کیا انس نے نبی کریم ﷺ سے سماعت کی ہے؟ فرمایا: انھوں نے آپ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی ہے، اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے، اور ان کے پاس ایک ایسا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا، اور اس میں ایک خوشبودار پودا تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

١٤- باب فضل أنس بن مرثد الغنوي

انس بن مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣١٠- عن سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ حُنَيْنٍ في -سياق طويل-: « مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟ ». قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. وفيه أن رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال له: « قَدْ أَوْجَبْتَ، فَلاَ عَلَيْكَ أَنْ لاَ تَعْمَلَ بَعْدَهَا ».(١)

---

(١) صحيح: رواه أبو داود (٢٥٠١)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٨١٩)، والحاكم (٢/٨٣)، والبيهقي (٩/١٤٩).

310- حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل سیاق میں حنین کے موقعے پر فرمایا: "آج رات ہماری نگرانی کون کرے گا؟" انس بن ابی مرثد غنوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں پہرہ دوں گا۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تم پر جنت واجب ہو چکی ہے، اب تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں کہ تم اس کے بعد کوئی عمل چاہو تو نہ بھی کرو۔"

١٥- باب فضل أنس بن النضر

انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣١١- عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، أَنَّ الرُّبَيِّعَ، وَهْيَ ابْنَةُ النَّضْرِ، كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ. فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ لاَ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: « يَا أَنَسُ، كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ ». فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لأَبَرَّهُ ».(١)

311- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نضر کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کا اگلا دانت توڑ دیا۔ اس پر لڑکی کے ورثاء نے تاوان مانگا اور ربیع کے خاندان نے معافی چاہی، لیکن انھوں نے معاف کرنے سے انکار کیا۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ لینے کا حکم دیا۔ (یعنی ان کا بھی دانت توڑ دیا جائے) انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ربیع کا دانت کس طرح توڑا جا سکے گا۔ نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انس! کتاب اللہ کا فیصلہ تو بدلہ لینے (قصاص) ہی کا ہے۔" چنانچہ یہ لوگ راضی ہو گئے اور معاف کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم اٹھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٧٠٣).

١٦- باب فضل البراء بن مالك

براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣١٢- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لاَ يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لأَبَرَّهُ، مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ ».(١)

312- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کتنے پراگندہ بال غبار آلود اور پرانے کپڑے والے ہیں کہ جن کی کوئی پروا نہیں کرتا، ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم کو سچی کر دے، انہیں میں سے براء بن مالک بھی ہیں۔"

١٧- باب ما جاء في بشر بن عقربة

بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣١٣- عن بِشر بْن عَقربة رضی اللہ عنہ قَالَ: اُسْتُشهِدَ أَبِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعضِ غَزَواتِهِ، فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وأَنا أَبكِي، فَقال لِي: « اسكُت، أَما تَرضَى أَن أَكُونَ أَنا أَبُوكَ، وَعَائِشَةُ أُمُّكَ؟ » قلتُ: بَلَى، بِأَبِي أَنتَ وأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ. (٢)

313- حضرت بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں میرے والد شہید ہو گئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اس حال میں کہ میں رو رہا تھا تو مجھ سے فرمایا: "چپ ہو جاؤ، کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میں تمھارا باپ ہوں اور عائشہ تمھاری ماں؟" میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! جی بالکل، اے اللہ کے رسول!

١٨- باب ما جاء في فضل بلال بن رَباح

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

هو مؤذن رسول الله ﷺ، عُذّب في الله وهو صابر يقول: أحد أحد، اشتراه

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٨٥٤)

(٢) **حسن**: رواه البخاري في التاريخ الكبير (٢/٧٨)، -ومن طريقه البيهقي في الشعب (١٠٥٣٣)-

أبو بكر وأعتقه، كان آدم شديد الأدمة، نحيفا طوالا، خفيف العارضين.

وبعد وفاة رسول الله ﷺ خرج إلى الشام، ومات بها سنة عشرين بدمشق.

ورُوي أنه لم يؤذن لأحد بعد رسول الله ﷺ، وأراد الجهاد، فأراد أبو بكر منعه، فقال: إن كنت أعتقتني لله، فخل سبيلي. فكان بالشام حتى قدم عمر الجابية، فسأل المسلمون عمر أن يسأل لهم بلالا يؤذن لهم، فسأله، فأذن يوما، فلم ير يوما كان أكثر باكيا من يومئذ، ذكرا منهم للنبي ﷺ.

آپ رسول اللہ ﷺ کے موذن ہیں، اللہ کی راہ میں آپ کو تکلیفیں دی گئیں جن پر آپ نے صبر کیا، آپ احد احد کہتے رہے، آپ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا، آپ گہرے گندمی رنگ کے تھے، دبلے اور لمبے قد کے تھے، گال پر ہلکی سی ڈاڑھی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ملکِ شام کی طرف نکل گئے، اور وہیں شہر دمشق میں ۲۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

یہ مروی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے اذان نہیں دی، آپ جہاد کے لیے سرحد پر جانا چاہتے تھے، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے منع کرنا چاہا تو آپ نے کہا: اگر آپ نے مجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا ہے تو میرا راستہ چھوڑ دیں۔ آپ شام ہی میں تھے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ مقامِ جابیہ پر تشریف لائے، تو لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ بلال سے اذان دینے کے لیے کہیں، تو آپ نے ان سے کہا، تو عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے سے ایک دن اذان کہہ دی، اس دن جتنا لوگوں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا اتنا کبھی نہیں دیکھا تھا، نبی کریم ﷺ کا ذکر آنے کی وجہ سے۔

٣١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِبِلاَلٍ عِنْدَ صَلاَةِ الْفَجْرِ: « يَا بِلاَلُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الإِسْلاَمِ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ ». قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طُهُورًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلاَّ صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ.

قال أبو عبد الله: دَفَّ نَعْلَيْكَ: يعني تحريك. (١)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (١١٤٩)، ومسلم (٢٤٥٨).

314- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کے وقت پوچھا: "اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے؟ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمھارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔" بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے جو نماز میرے مقدر میں ہوتی ہے، پڑھ لیتا ہوں۔

ابو عبد اللہ رحمہ اللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا: قدموں کی چاپ سے مراد اس کی حرکت ہے۔

٣١٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « أُرِيتُ الْجَنَّةَ، فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ، ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً أَمَامِي، فَإِذَا بِلاَلٌ ».(١)

315- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے جنت دکھلائی گئی تو میں نے وہاں ابو طلحہ کی بی بی ام سلیم کو دیکھا، پھر میں نے اپنے آگے کسی کے چلنے کی آواز سنی، دیکھا تو وہ بلال تھے۔"

١٩- باب ما جاء في أخبار بلال بن رَباح

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ مزید روایتیں

٣١٦- عن جَابِر بْن عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُولُ: أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا. يَعْنِي بِلاَلاً.(٢)

316- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے سردار کو (خرید کر) آزاد کیا ہے، ان کی مراد بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے۔

٣١٧- عَنْ قَيْسٍ، إِنَّ بِلاَلاً رضي الله عنه، قَالَ لأَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه: إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي، وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِلَّهِ فَدَعْنِي وَعَمَلَ اللَّهِ.(٣)

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٥٧).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٥٤).

(٣) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٥٥).

317- قیس سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھیے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجیے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجیے۔

٢٠- باب أن ثابت بن قيس من أهل الجنة

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کا بیان

٣١٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ. فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: « اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ».(١)

318- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ پایا، تو ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے لیے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں، انھوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا کہ برا حال ہے۔ ان کی عادت تھی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپ سے بھی اونچی آواز میں بولا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا اسی لیے میرا عمل غارت ہو گیا اور میں دوزخیوں میں ہو گیا ہوں۔ وہ صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا کہ دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر واپس ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: "ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہلِ جہنم میں سے نہیں ہیں، بلکہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں۔"

٣١٩- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٦١٣) و (٤٨٤٦) ومسلم (١١٩).

ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ﴾[الحجرات:٢] قَالَ: قال ثابت بن قيس: أنا والله الذي كنت أرفع صوتي عند رسول الله ﷺ، وأنا أخشى أن أكون من أهل النار، فقال النبي ﷺ: « بل هو من أهل الجنة » قال: فكنا نراه يمشي بين أظهرنا رجل من أهل الجنة، أو كما قال.(١)

319- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب یہ آیت اتری؛

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَرۡفَعُوٓاْ أَصۡوَٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ ٱلنَّبِيِّ وَلَا تَجۡهَرُواْ لَهُۥ بِٱلۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ أَن تَحۡبَطَ أَعۡمَٰلُكُمۡ وَأَنتُمۡ لَا تَشۡعُرُونَ﴾ [الحجرات:٢]

تو ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ پر میری آواز اونچی ہے، اور مجھے ڈر ہے کہ میں ہی جہنمی ہوں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نہیں، وہ جنتی ہیں۔" انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگوں کے بیچ میں چلتے تھے ہم ان کو دیکھتے تھے کہ ایک شخص جنتی ہم میں جارہا ہے۔ یا اس طرح کے الفاظ آپ نے کہے۔

ومن أخباره:

٣٢٠- عن أَنَس بن مالك ﷺ قَالَ: "كُنَّا نَرَاهُ -أي: ثابت بن قيس- يَمْشِي بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْيَمَامَةِ كَانَ فِينَا بَعْضُ الِانْكِشَافِ، فَجَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَقَدْ تَحَنَّطَ وَلَبِسَ كَفَنَهُ، فَقَالَ: بِئْسَمَا تُعَوِّدُونَ أَقْرَانَكُمْ، فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ".(٢)

ورواه البخاري في الجهاد والسير (٢٨٤٥) من طريق موسى بن أنس، قَالَ: "وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ: أَتَى أَنَسٌ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ: يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لَا تَجِيءَ؟ قَالَ: الْآنَ يَا ابْنَ أَخِي، وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ -يَعْنِي مِنْ الحنُوطِ- ثُمَّ جَاءَ، فَجَلَسَ، فَذَكَرَ فِي الحدِيثِ انْكِشَافًا مِن النَّاسِ، فَقَالَ: هَكَذَا عَنْ

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (١١٩/١٨٨).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (١٢٣٩٩)، وصحّحه ابن حبان (٧١٦٨).

وُجُوهِنَا حَتَّى نُضَارِبَ الْقَوْمَ، مَا هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ.

320- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہمارے بیچ چلتے تھے اور ہم انھیں جنتی سمجھتے تھے، لیکن جب یمامہ کی جنگ ہوئی اور ہم لوگوں کے اندر کچھ کمزوری پیدا ہوئی تو ثابت بن قیس بن شماس کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر تشریف لائے اور کہا: تم لوگوں نے اپنے دشمنوں کو بہت بری چیز کا عادی بنا دیا ہے (یعنی تم جنگ کے موقعے پر پیچھے ہٹ گئے) وہ حملہ کرنے لگے۔ پھر آپ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب الجہاد والسیر (۲۸۴۵) میں موسی بن انس کی سند سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے جنگِ یمامہ کا ذکر بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے، اس حال میں کہ انھوں نے اپنی ران کھول رکھی تھی اور خوشبو لگا رہے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا چچا! اب تک آپ جنگ میں کیوں تشریف نہیں لائے؟ انھوں نے جواب دیا کہ بیٹے ابھی آتا ہوں اور وہ پھر خوشبو لگانے لگے، پھر کفن پہن کر تشریف لائے اور بیٹھ گئے (مراد صف میں شریک ہو گئے)۔ انس رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف سے کچھ کمزوری کے آثار کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم کافروں سے دست بدست لڑیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایسا کبھی نہیں کرتے تھے۔ (یعنی پہلی صف کے لوگ ڈٹ کر لڑتے تھے کمزوری کا ہرگز مظاہرہ نہیں ہونے دیتے تھے) تم لوگوں نے اپنے دشمنوں کو بہت بری چیز کا عادی بنا دیا ہے۔ (یعنی تم جنگ کے موقعے پر پیچھے ہٹ گئے جب وہ حملہ کرنے لگے۔)

٢١- باب أخبار ثوبان مولى رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

هو ثوبان مولى النبي ﷺ صحابي مشهور، اشتراه رسول الله ﷺ وأعتقه، فخدمه إلى أن توفي رسول الله ﷺ ثم تحوّل إلى الرملة ثم حمص، ومات بها سنة أربع وخمسين.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ایک مشہور صحابی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا تھا، لیکن آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک خدمت کی، پھر رملہ چلے گئے، پھر وہاں سے حمص منتقل ہو گئے اور وہیں پر سنہ ۵۴ھ میں وفات پا گئے۔

٣٢١- عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ تَكَفَّلَ لِي أَنْ لاَ يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَأَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ ».
فَقَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا، فَكَانَ لاَ يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا. (١)

321- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا اور میں اسے جنت کی ضمانت دوں؟"

ثوبان نے کہا: میں (ضمانت دیتا ہوں)۔ چنانچہ وہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے۔

٢٢- باب ما جاء في أخبار جابر بن سمرة

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

هو جابر بن سمرة بن جنادة بن جندب السوائي، نزل الكوفة وابتنى بها داراً، وتوفي سنة أربع وسبعين، وصلى عليه عمرو بن حُريث.

آپ جابر بن سمرہ بن جنادہ بن جندب سوائی رضی اللہ عنہ ہیں، کوفہ میں رہتے تھے اور وہیں پر ایک گھر بنالیا تھا، اور آپ کی وفات سنہ ۷۴ھ میں ہوئی تھی، آپ کی نمازِ جنازہ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

٣٢٢- عن جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ، فَقَدْ وَاللَّهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلاَةٍ. (٢)

---

(١) صحيح: رواه أبو داود (١٦٤٣). والنسائي (٢٥٩٠)، وابن ماجه (١٨٣٧)، وأحمد (٢٢٣٨٥).

(٢) صحيح: رواه مسلم (٨٦٢:٣٥).

322- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، چنانچہ جو تمھیں بتائے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اللہ کی قسم! اس نے جھوٹ کہا، میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

٢٣- باب فضل جابر بن عبد الله

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣٢٣- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَتَخَلَّفَ نَاضِحِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: فَنَخَسَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لِي: «ارْكَبْ بِاسْمِ اللهِ».

وَزَادَ أَيْضًا: قَالَ: فَمَا زَالَ يَزِيدُنِي، وَيَقُولُ: «وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ».(١)

323- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ میرا اونٹ پیچھے رہ گیا، اور حدیث کو مزید بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے گھونسا مارا پھر مجھ سے کہا: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ۔"

اور یہ الفاظ بھی زیادہ کیے: کہا کہ آپ مسلسل مجھے زیادہ کی پیشکش کرتے اور فرماتے رہے: "اللہ تجھے بخش دے۔"

٣٢٤- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا». ثَلاَثًا، فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي. قَالَ جَابِرٌ: فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا» ثَلاَثًا. قَالَ: فَأَعْطَانِي. قَالَ جَابِرٌ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٧١٥-١١٢).

أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِي، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي، وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي. فَقَالَ: أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي؟ وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ، قَالَهَا ثَلاَثًا، مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلاَّ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ.

وَعَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما يَقُولُ: جِئْتُهُ، فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ: عُدَّهَا. فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَمِائَةٍ، فَقَالَ: خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ.(١)

324- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: "جب میرے پاس بحرین سے مال آئے گا تو میں تمھیں اتنا اتنا دوں گا۔" یہ تین مرتبہ فرمایا، لیکن بحرین سے جس وقت مال آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ مال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انھوں نے اعلان کروا دیا کہ اگر کسی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض یا کسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان کے ہاں آگیا اور انھیں بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: "اگر بحرین سے میرے پاس مال آیا تو میں تمھیں اتنا اتنا دوں گا۔" یہ تین مرتبہ فرمایا۔ تو انھوں نے مجھے دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق کہا، لیکن انھوں نے اس مرتبہ مجھے نہیں دیا۔ میں پھر ان کے ہاں گیا، اس مرتبہ بھی انھوں نے نہیں دیا۔ میں تیسری مرتبہ گیا، اس مرتبہ بھی انھوں نے نہیں دیا۔ اس لیے میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے ہاں پہلی مرتبہ آیا تو آپ نے نہیں دیا، پھر دوسری مرتبہ آیا تو آپ نے نہیں دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا ہوں اور آپ اس مرتبہ بھی نہیں دے رہے ہیں۔ اگر آپ کو مجھے دینا ہے تو دے دیجیے، ورنہ صاف کہہ دیجیے کہ میرا دینے کو دل نہیں چاہتا، میں بخیل ہوں۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے کہا ہے کہ میرے معاملے میں بخل کر لو؟ بھلا بخل سے بڑھ کر بری بیماری اور کیا ہو سکتی ہے؟ تین مرتبہ انھوں نے یہ جملہ دہرایا، اور کہا: میں نے ایک مرتبہ بھی تم سے روکنے کا ارادہ نہیں کیا۔ میں چاہتا تھا کہ ذرا ٹھہر کر دوں گا۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٣٨٣) ومسلم (٢٣١٤-٦٠).

اور اسی سند سے عمرو بن دینار سے روایت ہے، ان سے محمد بن علی نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ میں حاضر ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ ان کو شمار کر لو۔ میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے۔ فرمایا کہ دو مرتبہ اتنا ہی اور لے لو۔

٢٤- باب في أخبار جابر بن عبد الله

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں مزید خبروں کا بیان

٣٢٥- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله رضي الله عنهما قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي فَأَتَى عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ فَقَالَ لِي: « يَا جَابِرُ » قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: « مَا شَأْنُكَ؟ » قُلْتُ: أَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ. فَنَزَلَ فَحَجَنَهُ بِمِحْجَنِهِ، ثُمَّ قَالَ: « ارْكَبْ ». فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَكُفُّهُ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَ: « أَتَزَوَّجْتَ؟ ». فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: « أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟ ». فَقُلْتُ: بَلْ ثَيِّبٌ. قَالَ: « فَهَلا جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ؟ ». قُلْتُ: إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ. قَالَ: « أَمَا إِنَّكَ قَادِمٌ فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ». ثُمَّ قَالَ: « أَتَبِيعُ جَمَلَكَ؟ » قُلْتُ: نَعَمْ. فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوقِيَّةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ المَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ المَسْجِدِ فَقَالَ: « الآنَ حِينَ قَدِمْتَ؟ » قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: « فَدَعْ جَمَلَكَ، وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ » قَالَ: فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَأَمَرَ بِلاَلاً أَنْ يَزِنَ لِي أُوقِيَّةً فَوَزَنَ لِيْ بِلاَلٌ فَأَرْجَحَ فِي الْمِيزَانِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا وَلَّيْتُ قَالَ: « ادْعُ لِي جَابِرًا ». فَدُعِيتُ فَقُلْتُ: الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الجَمَلَ. وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْهُ، فَقَالَ: « خُذْ جَمَلَكَ، وَلَكَ ثَمَنُهُ ».(١)

ورواه مسلم في الرضاع (٧١٥: ٥٨) من طريق آخر أبي نضرة، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: كُنَّا فِي مَسِيرٍ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ، إِنَّمَا هُوَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ، قَالَ: فَضَرَبَهُ رَسُولُ الله ﷺ أَوْ قَالَ نَخَسَهُ - أُرَاهُ قَالَ - بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهُ، قَالَ:

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٠٩٧)، ومسلم (٧١٥: ٥٧).

فَجَعَلَ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَقَدَّمُ النَّاسَ يُنَازِعُنِي حَتَّى إِنِّي لأَكُفُّهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا والله يَغْفِرُ لَكَ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ الله. قَالَ: « أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا والله يَغْفِرُ لَكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: هُوَ لَكَ يَا نَبِي الله. قَالَ: وَقَالَ لِي: «أَتَزَوَّجْتَ بَعْدَ أَبِيكَ؟ » قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: « ثَيِّبًا أَمْ بِكْرًا؟ » قَالَ: قُلْتُ: ثَيِّبًا. قَالَ: « فَهَلاَّ تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُضَاحِكُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُلاَعِبُكَ وَتُلاَعِبُهَا؟ ».

قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: فَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا المسْلِمُونَ: افْعَلْ كَذَا وَكَذَا، والله يَغْفِرُ لَكَ.

325- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (ذات الرقاع یا تبوک) میں تھا۔ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "جابر ہو؟" میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: "کیا بات ہوئی؟" میں نے کہا کہ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا ہے، چلتا ہی نہیں اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر آپ ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اسے اپنی چھڑی سے مار کر فرمایا: "اب سوار ہو جاؤ۔" چنانچہ میں سوار ہو گیا۔ اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑ جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "جابر تو نے شادی کر لی ہے؟" میں نے عرض کی: جی ہاں! دریافت فرمایا: "کسی کنواری لڑکی سے کی ہے یا بیوہ سے۔" میں نے عرض کی کہ میں نے تو ایک بیوہ سے کر لی ہے۔ فرمایا: "کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمھارے ساتھ کھیلتی؟" (جابر بھی کنوارے تھے) میں نے عرض کی کہ میری کئی بہنیں ہیں، اس لیے میں نے یہی پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں، جو انھیں اکٹھا رکھے۔ ان کی کنگھی کرے اور ان کی نگرانی کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا اب تم گھر پہنچ کر عقل و احتیاط کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑنا۔" اس کے بعد فرمایا: "کیا تم اپنا اونٹ بیچو گے؟" میں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ آپ ﷺ نے ایک اوقیہ چاندی کے عوض مجھ سے خرید لیا، رسول اللہ ﷺ مجھ سے پہلے ہی مدینہ پہنچ گئے تھے اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا۔ پھر ہم مسجد آئے تو نبی کریم ﷺ مسجد کے دروازے پر ملے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیا ابھی آئے ہو؟" میں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا: "پھر اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جا کے دو رکعت نماز پڑھ لو۔" میں اندر گیا اور نماز پڑھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اوقیہ چاندی تول دے۔ انھوں نے مجھے ایک

اوقیہ چاندی جھکاؤ کے ساتھ تول دی۔ پھر میں نے واپس جانے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے پیٹھ پھیری تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جابر کو میرے پاس لاؤ۔" میں نے سوچا کہ شاید اب میرا اونٹ پھر مجھے واپس کریں گے، حالانکہ اس سے زیادہ ناگوار میرے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا: "یہ اپنا اونٹ لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی تمھاری ہے۔"

اور امام مسلم رحمہ اللہ نے کتاب الرضاع (۷۱۵: ۵۸) میں ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور میں سب لوگوں کے پیچھے ایک پانی لانے والے اونٹ پر سوار تھا، اور وہ پیچھے رہ جانے والے لوگوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مارا یا فرمایا کچوکا لگایا، میں گمان کرتا ہوں کسی ایسی چیز سے مارا جو ان کے پاس تھی، پھر تو وہ سب لوگوں سے آگے چل نکلا (یہ معجزہ تھا آپ ﷺ کا) اور مجھ سے کھینچا تانی کرنے لگا حتی کہ مجھے اسے روکنا پڑتا تھا، پھر فرمایا: "تم اسے میرے ہاتھ اتنی قیمت پر بیچتے ہو؟ اللہ تم کو بخشے۔" میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! وہ آپ کا ہے۔ پھر فرمایا: "تم اسے میرے ہاتھ اتنی قیمت پر بیچتے ہو؟ اللہ تم کو بخشے۔" میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! وہ آپ کا ہے۔ پھر فرمایا: "کیا تم نے نکاح کیا اپنے باپ (کی وفات) کے بعد؟" میں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے پوچھا: "بیوہ یا کنواری؟" میں نے کہا: بیوہ، آپ ﷺ نے فرمایا: "کنواری کیوں نہ کی، کہ وہ تمھارے ساتھ ہنستی کھیلتی، تم اس کے ساتھ ہنستے کھیلتے اور وہ تمھارے ساتھ دل لگی کرتی تم اس کے ساتھ دل لگی کرتے۔"

ابو نضرہ نے کہا کہ یہ مسلمان کا تکیہ کلام ہے کہ ایسے ایسے کرو، اللہ تم کو بخشے۔

٣٢٦- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ مُرْتَحِلًا عَلَى جَمَلٍ لِي ضَعِيفٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَعَلَت الرِّفَاقُ تَمْضِي، وَجَعَلْتُ أَتَخَلَّفُ حَتَّى أَدْرَكَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: « مَا لَكَ يَا جَابِرُ؟ » قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَبْطَأَ بِي جَمَلِي هَذَا، قَالَ: « فَأَنِخْهُ » وَأَنَاخَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: « أَعْطِنِي هَذِهِ الْعَصَا مِنْ يَدِكَ »، -أَوْ قَالَ: « اقْطَعْ لِي عَصًا مِنْ شَجَرَةٍ » - قَالَ: فَفَعَلْتُ، قَالَ: فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَخَسَهُ بِهَا نَخَسَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: « ارْكَبْ »

فَرَكِبْتُ، فَخَرَجَ وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالحقِّ يُوَاهِقُ نَاقَتَهُ مُوَاهَقَةً، قَالَ: وَتَحَدَّثَ مَعِي رَسُولُ الله ﷺ فَقَالَ: « أَتَبِيعُنِي جَمَلَكَ هَذَا يَا جَابِرُ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله بَلْ أَهَبُهُ لَكَ، قَالَ: « لَا، وَلَكِنْ بِعْنِيهِ »، قَالَ: قُلْتُ: فَسُمْنِي بِهِ، قَالَ: « قَدْ قُلْتُ: أَخَذْتُهُ بِدِرْهَمٍ »، قَالَ: قُلْتُ: لَا، إِذًا يَغْبِنُنِي رَسُولُ الله ﷺ، قَالَ: « فَبِدِرْهَمَيْنِ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ يَرْفَعُ لِي رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى بَلَغَ الْأُوقِيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ: فَقَدْ رَضِيتُ، قَالَ: « قَدْ رَضِيتَ؟ » قُلْتُ: نَعَمْ. قُلْتُ: هُوَ لَكَ، قَالَ: « قَدْ أَخَذْتُهُ ».

قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي: « يَا جَابِرُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بَعْدُ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ الله، قَالَ: « أَثَيِّبًا أَمْ بِكْرًا؟ ». قَالَ: قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا، قَالَ: « أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله إِنَّ أَبِي أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ بَنَاتٍ لَهُ سَبْعًا، فَنَكَحْتُ امْرَأَةً جَامِعَةً تَجْمَعُ رُؤُوسَهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: « أَصَبْتَ إِن شَاءَ اللهُ».

قَالَ: « أَمَا إِنَّا لَوْ قَدْ جِئْنَا صِرَارًا أَمَرْنَا بِجَزُورٍ، فَنُحِرَتْ، وَأَقَمْنَا عَلَيْهَا يَوْمَنَا ذَلِكَ، وَسَمِعَتْ بِنَا، فَنَفَضَتْ نَمَارِقَهَا »، قَالَ: قُلْتُ: والله يَا رَسُولَ الله مَا لَنَا مِنْ نَمَارِقَ، قَالَ: « إِنَّهَا سَتَكُونُ، فَإِذَا أَنْتَ قَدِمْتَ فَاعْمَلْ عَمَلًا كَيِّسًا »، قَالَ: فَلَمَّا جِئْنَا صِرَارًا أَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ بِجَزُورٍ، فَنُحِرَتْ، فَأَقَمْنَا عَلَيْهَا ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَلَمَّا أَمْسَى رَسُولُ الله ﷺ دَخَلَ، وَدَخَلْنَا، قَالَ: فَأَخْبَرْتُ المرْأَةَ الحدِيثَ وَمَا قَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ، قَالَتْ: فَدُونَكَ فَسَمْعًا وَطَاعَةً.

قَالَ: فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَخَذْتُ بِرَأْسِ الجمَلِ، فَأَقْبَلْتُ بِهِ حَتَّى أَنَخْتُهُ عَلَى بَابِ رَسُولِ الله ﷺ، ثُمَّ جَلَسْتُ فِي المسْجِدِ قَرِيبًا مِنْهُ، قَالَ: وَخَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فَرَأَى الجمَلَ، فَقَالَ: « مَا هَذَا؟ ». قَالُوا: يَا رَسُولَ الله هَذَا جَمَلٌ جَاءَ بِهِ جَابِرٌ، قَالَ: « فَأَيْنَ جَابِرٌ؟ ». فَدُعِيتُ لَهُ، قَالَ: « تَعَالَ أَيْ يَا ابْنَ أَخِي، خُذْ بِرَأْسِ جَمَلِكَ فَهُوَ لَكَ »، قَالَ: فَدَعَا بِلَالًا، فَقَالَ: « اذْهَبْ بِجَابِرٍ فَأَعْطِهِ أُوقِيَّةً »، فَذَهَبْتُ مَعَهُ،

فَأَعْطَانِي أُوقِيَّةً، وَزَادَنِي شَيْئًا يَسِيرًا، قَالَ: فوالله مَازَالَ يَنْمِي عِنْدَنَا وَنَرَى مَكَانَهُ مِنْ بَيْتِنَا حَتَّى أُصِيبَ أَمْسِ فِيمَا أُصِيبَ النَّاسُ، يَعْنِي: يَوْمَ الحَرَّةِ. (١)

326- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں اپنے ایک کمزور اونٹ پر سوار ہو کر نکلا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو دیگر ساتھی تیزی سے چلنے لگے اور میں پیچھے ہونے لگا یہاں تک کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور پوچھا: "جابر تمھیں کیا ہوا؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرے اس اونٹ نے پیچھے کر دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے روک لو۔" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا اونٹ روک لیا، پھر کہا: "اپنے ہاتھ سے یہ لاٹھی مجھے دو- یا کہا کہ کسی درخت سے میرے لیے ایک لاٹھی کاٹ کر لے آؤ۔"- کہتے ہیں: میں نے ایسا ہی کیا۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی لے کر اسے کئی بار کچوکا لگایا پھر فرمایا: "اب سوار ہو جاؤ۔" چنانچہ میں سوار ہو گیا۔ پھر کیا تھا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! یہ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا مقابلہ کرنے لگا، کہتے ہیں: اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بات کرنے لگے اور کہا: "اے جابر! کیا تم اس اونٹ کو مجھے بیچو گے؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلکہ میں اسے آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ آپ نے کہا: "نہیں، البتہ مجھے بیچ دو۔" میں نے کہا: ٹھیک ہے آپ اس کا دام لگا دیں۔ فرمایا: "میں اسے ایک درہم میں لیتا ہوں۔" میں نے کہا: نہیں، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا گھاٹا ہو گا۔ فرمایا: "دو درہم میں۔" میں نے کہا: نہیں ۔ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دام بڑھاتے رہے یہاں تک کہ ایک اوقیہ تک پہنچا دیا۔ میں نے کہا: اب میں راضی ہو گیا۔ فرمایا: "اب راضی ہو؟" میں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: یہ آپ کا ہے۔ فرمایا: "میں نے اسے لے لیا۔"

پھر مجھ سے کہا: "اے جابر! کیا تم نے شادی کی ہے؟" میں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! پوچھا: "بیوہ یا کنواری؟" میں نے کہا: بیوہ۔ فرمایا: "کنواری سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اور اپنے پیچھے سات بیٹیاں چھوڑ گئے، تو میں نے ایسی عورت سے شادی کی جو ان سب کے سر میں کنگھی کرے اور ان کی دیکھ بھال کرے۔ فرمایا: "تم نے ٹھیک کیا ان شاء اللہ۔"

---

(١) حسن: رواه الإمام أحمد (١٥٠٢٦).

پھر فرمایا: "جب ہم مقامِ صرار پر پہنچیں گے تو اونٹوں کو ذبح کا حکم دیں گے۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق انھیں ذبح کیا گیا، اور وہاں پورے دن ٹھہرے، اور خواتین کو ہماری آمد کی خبر ہو جائے گی اور وہ بستر جھاڑ لیں گی۔" میں نے کہا: اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس تو ایسی چادریں نہیں ہیں۔ فرمایا: "عنقریب ہوں گی، جب تم مدینہ پہنچنا تو ہوشیاری سے کام کرنا۔" یعنی خیر وعافیت کے ساتھ خوب مزے اڑانا، چنانچہ جب ہم مقامِ صرار پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کو ذبح کرنے کا حکم دیا جنھیں ذبح کیا گیا، اور ہم اس دن وہاں ٹھہرے، جب رسول اللہ ﷺ نے شام کی تو گھر میں داخل ہوئے اور ہم بھی داخل ہوئے، کہتے ہیں: میں نے بیوی کو پوری بات بتادی اور وہ ساری باتیں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہی تھیں، تو اس نے کہا: ان سب پر عمل کرو۔

کہتے ہیں: جب صبح ہوئی تو میں اونٹ کا سر پکڑا کر نکلا یہاں تک کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر بٹھا دیا، پھر مسجد کے اندر آپ ﷺ کے قریب جاکر بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو اونٹ کو دیکھا، اور پوچھا: "یہ کیا ہے؟" لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وہی اونٹ ہے جسے جابر رضی اللہ عنہ لے کر آئے ہیں۔ پوچھا: "جابر کہاں ہیں؟" پھر مجھے بلایا گیا، پھر فرمایا: "آؤ میرے بھتیجے، تم اپنے اس اونٹ کا سر پکڑو یہ تمھارا ہی رہے گا۔" کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا: "جابر کو لے جاؤ اور انھیں ایک اوقیہ دے دو۔" چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا، انھوں نے مجھے ایک اوقیہ دیا اور کچھ اضافہ بھی کیا، کہتے ہیں: اللہ کی قسم! وہ مال برابر میرے یہاں بڑھتا رہا اور اس کی برکت ہم اپنے گھر میں دیکھتے رہے یہاں تک کہ کل لوگوں پر جو مصیبت آنا تھی آئی، یعنی حرہ کے دن۔

٣٢٧- عن جابر بْنِ عَبْدِ الله رضي الله عنه قال: اشْتَرَى مِنِّي رَسُولُ الله ﷺ بَعِيرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ المدِينَةَ، أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ المسْجِدَ، فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ، فَأَرْجَحَ لي. (١)

327- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اونٹ خریدا تھا دو اوقیہ اور ایک درہم یا (راوی کو شبہہ ہے کہ دو اوقیہ) دو درہم میں۔ جب آپ مقامِ صرار پر پہنچے تو

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٠٨٩)، ومسلم (٧١٥: ١١٥).

آپ نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے ذبح کیا گیا اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا، پھر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں، اس کے بعد مجھے میرے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی اور مزید جھکا کے دیا۔

٢٥- باب فضائل جرير بن عبد الله البجلي

جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٢٨- عَنْ جَرِير بْن عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِي إِلاَّ ضَحِكَ. (١)

وفي لفظ: "ولا رآني إلا تبسم في وجهي، ولقد شكوت إليه أني لا أثبت على الخيل، فضرب بيده في صدري، وقال: « **اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا** ». رواه البخاري (٣٠٣٥، ٣٠٣٦)، ومسلم (٢٤٧٥-١٣٥).

328- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں اسلام میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ نے مجھے (گھر کے اندر آنے سے) نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آپ ﷺ مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے تھے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے خوشی سے آپ مسکرانے لگتے۔ ایک دفعہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے کی پیٹھ پر اچھی طرح نہیں بیٹھ سکتا ہوں تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دستِ مبارک مارا اور دعا کی؛

« اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا »

"اے اللہ! اسے گھوڑے پر جما دے اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا دے اور خود اسے بھی سیدھے راستے پر قائم رکھ۔"

٣٢٩- عَنْ جَرِير بن عبد الله البجلي ﷺ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَلاَ تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟» وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ، قَالَ:

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٢٢)، ومسلم (٢٤٧٥-١٣٤).

فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، قَالَ: وَكُنْتُ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: « اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا ». فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُخْبِرُهُ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا، كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ. قَالَ: فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. (١)

وفيه: "فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ" وفيه أيضا: "ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلاً يُبَشِّرُهُ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ مِنَّا".

وفي لفظ: " فَدَعَا لَنَا وَلأَحْمَسَ ". رواه البخاري (٣٨٢٣).

329- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم مجھے ذوالخلصہ سے راحت کیوں نہیں دے دیتے؟" یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے "کعبة الیمانیة" کہتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب حضرات بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا، میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ فرمایا: "اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرما، اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت یافتہ بنا۔" اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ اس کی طرف روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگا دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر بھجوائی۔ جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد (ابو ارطاۃ حصین بن ربیعہ) نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا، یا (انھوں نے کہا): خارش والے اونٹ کی طرح (مراد ویرانی سے ہے)۔ جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ سن کر آپ ﷺ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور شہ سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٠٢٠)، ومسلم (٢٤٧٦-١٣٧).

اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر انھوں نے اس کو آگ سے جلا دیا، پھر حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خوشخبری کے لیے ایک ایسے شخص کو بھیجا جسے ہم ابو ارطاۃ کہتے تھے۔

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: پھر آپ ﷺ نے ہمارے لیے اور قبیلہ احمس کے لیے دعا فرمائی۔ (البخاری: ۳۸۲۳)

٣٣٠- عَنْ جَرِير بْنِ عَبْدِ الله ﷺ قال: لَمَّا دَنَوْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ أَنَخْتُ رَاحِلَتِي، ثُمَّ حَلَلْتُ عَيْبَتِي، ثُمَّ لَبِسْتُ حُلَّتِي، ثُمَّ دَخَلْتُ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَرَمَانِي النَّاسُ بِالْحَدَقِ، فَقُلْتُ لِجَلِيسِي: يَا عَبْدَ اللهِ، ذَكَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، ذَكَرَكَ آنِفًا بِأَحْسَنِ ذِكْرٍ، فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ إِذْ عَرَضَ لَهُ فِي خُطْبَتِهِ، وَقَالَ: « يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هَذَا الْبَابِ، أَوْ مِنْ هَذَا الْفَجِّ، مِنْ خَيْرِ ذِي يَمَنٍ، إِلَّا أَنَّ عَلَى وَجْهِهِ مَسْحَةَ مَلَكٍ ». قَالَ جَرِيرٌ: فَحَمِدْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا أَبْلَانِي. (١)

330- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں مدینہ سے قریب ہوا تو اپنی سواری کو بٹھایا اور اپنا توشہ دان کھولا، پھر اپنا جوڑا پہنا پھر شہر میں داخل ہوا، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے ہیں، لوگوں نے مجھے گھور کر دیکھنا شروع کر دیا، میں نے اپنے بغل میں بیٹھنے والے سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! کیا اللہ کے رسول نے میرا تذکرہ کیا ہے؟ کہا: ہاں، ابھی کچھ دیر پہلے تمھارا اچھا تذکرہ کیا ہے۔ آپ ﷺ خطبہ ہی دے رہے تھے کہ اس درمیان آپ کو کچھ پیش آگیا اور آپ نے فرمایا: "ابھی اس دروازے سے - یا اس راستے سے - ایک نیک یمنی شخص آئے گا، سن لو! اس کے چہرے پر بادشاہ جیسی چمک ہو گی۔" جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اللہ عزوجل کا شکریہ ادا کیا اس چیز پر جس میں وہ مجھے آزمانا چاہتا ہے۔

٢٦- باب ما جاء أن جعفر بن أبي طالب أشبه خَلْق النبي ﷺ وخُلُقَه

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے جسمانی اور اخلاقی ہر اعتبار سے مشابہ تھے

٣٣١- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، ...

(١) حسن: رواه أحمد (١٩١٧٩)، والنسائي في فضائل الصحابة (١٩٩)، وصحّحه ابن خزيمة (١٧٩٨).

الحديث، وفيه: قصة ابنة حمزة، وأنها تبعتهم حين الخروج من مكة، فتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا، وَقَالَ لِفَاطِمَةَ: دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، حَمَلَتْهَا. فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهْيَ ابْنَةُ عَمِّي. وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي. وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي. فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا. وَقَالَ: « اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ »، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: « أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ »، وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: « أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي »، وَقَالَ لِزَيْدٍ: « أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلانَا ». (١)

331- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو القعدہ میں عمرہ کیا، پھر پوری حدیث بیان کی ... اس میں حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا قصہ بھی مذکور ہے اور یہ کہ مکہ سے نکلنے کے وقت وہ ان لوگوں کے پیچھے پیچھے چلی، تو علی رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے ساتھ لے لیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور فرمایا: اپنی چچازاد بہن کو بھی ساتھ لے لو، انھوں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا، پھر اس لڑکی کو لے کر حضرت علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم کا جھگڑا ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا میں زیادہ مستحق ہوں، یہ میرے چچا کی بچی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بچی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچی کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا: "خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔" پھر علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔" اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو۔" اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے آزاد کردہ غلام بھی۔"

٢٧- باب دعاء النبي ﷺ لجعفر بن أبي طالب

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کرنے کا بیان

٣٣٢- عَنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: لَوْ رَأَيْتَنِي وَقُثَمَ وَعُبَيْدَ اللهِ ابْنَيْ عَبَّاسٍ، وَنَحْنُ صِبْيَانٌ نَلْعَبُ، إِذْ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى دَابَّةٍ، فَقَالَ: « اِرْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ » قَالَ: فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ، وَقَالَ لِقُثَمَ: « ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ » فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ

(١) صحيح: رواه البخاري (٢٦٩٩).

عُبَيْدُ اللهِ أَحَبَّ إِلَى عَبَّاسٍ مِنْ قُثَمَ، فَمَا اسْتَحَى مِنْ عَمِّهِ أَنْ حَمَلَ قُثَمَ وَتَرَكَهُ، قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ عَلَى رَأْسِي ثَلاثًا، وَقَالَ كُلَّمَا مَسَحَ: « اللهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهِ » قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ: مَا فَعَلَ قُثَمُ؟ قَالَ: اسْتُشْهِدَ، قَالَ: قُلْتُ: اللهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ وَرَسُولُهُ بِالْخَيْرِ، قَالَ: أَجَلْ.(١)

332- عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: کاش تم دیکھتے جب میں، اور عباس کے دونوں لڑکے قثم اور عبید اللہ بچپن میں کھیل رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تھے، فرمایا: "اسے میری طرف اٹھاؤ۔" اس طرح مجھے اپنے سامنے بٹھالیا اور قثم کو کہا: "اسے بھی اٹھاؤ۔" اور اس طرح انھیں اپنے پیچھے بٹھالیا، اور عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک قثم کے مقابلے میں عبید اللہ زیادہ محبوب تھے، پھر بھی آپ نے انھیں چھوڑ دیا اور قثم کو بٹھالیا، پھر میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور ہر بار میرے لیے یہ دعا فرمائی: "اے اللہ! جعفر کو نیک اولاد عطا کر۔" میں نے عبداللہ سے پوچھا: قثم کو کیا ہوا؟ کہا: وہ شہید ہو گئے۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ان کے بارے میں بہتر جانتے ہیں، کہا: ہاں۔

٢٨- باب أن جعفر بن أبي طالب ذو الجناحين

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دو بازو والے ہیں

٣٣٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: « رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلاَئِكَةِ ».(٢)

واللفظ للترمذي، ولفظ الآخرين بنحوه: « رأيت جعفر بن أبي طالب ملكا يطير مع الملائكة بجناحين في الجنة ».

333- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے جعفر کو جنت میں دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے ہیں۔"

---

(١) حسن: رواه أحمد (١٧٦٠)، والنسائي في الكبرى (١٠٨٣٨، ١٠٨٤٥)، وصححه الحاكم (١/ ٣٧٢).

(٢) حسن: رواه الترمذي (٣٧٦٣)، وأبو يعلىٰ (٦٤٦٤)، والحاكم في المستدرك (٣/ ٢٠٩)

یہ الفاظ سنن ترمذی کے ہیں، اور دوسروں کے الفاظ بھی کچھ اسی طرح ہیں: "میں نے جعفر بن ابی طالب کو ایک فرشتے کی شکل میں دیکھا کہ جو فرشتوں کے ساتھ دو بازوؤں سے جنت میں اڑ رہے ہیں۔"

٣٣٤- عَنِ الشَّعْبِيِّ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ. (١)

334- شعبی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ابن جعفر رضی اللہ عنہما کو سلام کہتے تو یوں کہتے: اے ذوالجناحین کے بیٹے! تم پر سلامتی ہو۔

٢٩- باب أن جعفر بن أبي طالب من أرحم الناس على المساكين

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لوگوں میں مساکین پر سب سے زیادہ رحم دل تھے

٣٣٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ. وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِشِبَعِ بَطْنِي، حَتَّى لاَ آكُلُ الْخَمِيرَ، وَلاَ أَلْبَسُ الْحَبِيرَ، وَلاَ يَخْدُمُنِي فُلاَنٌ وَلاَ فُلاَنَةُ، وَكُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الآيَةَ هِيَ مَعِي، كَيْ يَنْقَلِبَ بِي فَيُطْعِمَنِي، وَكَانَ أَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ، فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا. (٢)

335- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت احادیث بیان کرتا ہے، حالانکہ میں گزارہ لائق خوراک کے باوجود ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا، میں خمیری روٹی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (یعنی میرا وقت علم کے سوا کسی دوسری چیز کے حاصل کرنے میں نہ جاتا) اور نہ میری خدمت کے لیے کوئی فلاں یا فلانی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتا۔ بعض وقت میں کسی کو کوئی آیت اس لیے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلا دے، حالانکہ مجھے اس آیت کا مطلب معلوم ہوتا تھا، مسکینوں کے ساتھ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٠٩).

(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٧٠٨).

سب سے بہتر سلوک کرنے والے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شہد یا گھی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا اسے ہی چاٹ لیتے۔

٣٠- باب ما جاء في فضائل جُليبيب

جلیبیب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٣٦- عَنْ أَبِي بَرْزَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي مَغْزًى لَهُ، فَأَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لأَصْحَابِهِ: « هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ ». قَالُوا: نَعَمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا. ثُمَّ قَالَ: « هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ » قَالُوا: نَعَمْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا وَفُلاَنًا. ثُمَّ قَالَ: « هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ ». قَالُوا: لاَ. قَالَ: « لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا فَاطْلُبُوهُ ». فَطُلِبَ فِي الْقَتْلَى فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: « قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ ». قَالَ: فَوَضَعَهُ عَلَى سَاعِدَيْهِ، لَيْسَ لَهُ إِلاَّ سَاعِدَا النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: فَحُفِرَ لَهُ وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ. وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلاً. (١)

336- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جہاد میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مالِ فے عطا کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے لوگوں سے فرمایا: "تم میں سے کوئی گم تو نہیں ہے؟" لوگوں نے عرض کی: جی ہاں فلاں فلاں شخص گم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "کوئی گم تو نہیں ہے؟" لوگوں نے عرض کی: جی ہاں، فلاں فلاں شخص گم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "کوئی گم تو نہیں؟" تو کہا: کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں جلیبیب کو گم پاتا ہوں، اس کو تلاش کرو۔" لوگوں نے ان کو مردوں میں ڈھونڈھا تو ان کی لاش سات لاشوں کے پاس پائی جن کو سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ نے مارا تھا وہ سات کو مار کر مارے گئے۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہوئے، پھر فرمایا: "اس نے سات آدمیوں کو مارا بعد اس کے مارا گیا، یہ مجھ سے ہے، میں اس سے ہوں۔" (یعنی میں اور وہ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٧٢).

ایک ہیں) پھر آپ ﷺ نے ان کو اپنی دونوں کلائیوں پر اٹھایا اور صرف آپ ﷺ ہی نے اٹھایا، پھر ان کی قبر کھودی گئی اور ان کو قبر میں رکھ دیا گیا۔ اور راوی نے غسل کا بیان نہیں کیا۔

٣٣٧- عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ جُلَيْبِيبًا كَانَ امْرَأً يَدْخُلُ عَلَى النِّسَاءِ، يَمُرُّ بِهِنَّ وَيُلَاعِبُهُنَّ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي: لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ جُلَيْبِيبٌ؛ فَإِنَّهُ إِنْ دَخَلَ عَلَيْكُمْ، لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ. قَالَ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِهِمْ أَيِّمٌ لَمْ يُزَوِّجْهَا حَتَّى يَعْلَمَ هَلْ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِيهَا حَاجَةٌ؟ أَمْ لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: « زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ ». فَقَالَ: نِعِمَّ وَكَرَامَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَنُعْمَ عَيْنِي. قَالَ: « إِنِّي لَسْتُ أُرِيدُهَا لِنَفْسِي ». قَالَ: فَلِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: « لِجُلَيْبِيبٍ ». قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُشَاوِرُ أُمَّهَا فَأَتَى أُمَّهَا، فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ ابْنَتَكِ. فَقَالَتْ: نِعِمَّ. وَنُعْمَةُ عَيْنِي. فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ يَخْطُبُهَا لِنَفْسِهِ، إِنَّمَا يَخْطُبُهَا لِجُلَيْبِيبٍ. فَقَالَتْ: أَجُلَيْبِيبٌ إنية؟ أَجُلَيْبِيبٌ إنية؟ أَجُلَيْبِيبٌ إنية؟ لَا. لَعَمْرُ اللهِ، لَا نُزَوِّجُهُ. فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ لِيَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيُخْبِرَهُ بِمَا قَالَتْ أُمُّهَا، قَالَتِ الْجَارِيَةُ: مَنْ خَطَبَنِي إِلَيْكُمْ؟ فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّهَا، فَقَالَتْ: أَتَرُدُّونَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَمْرَهُ؟ ادْفَعُونِي؛ فَإِنَّهُ لَمْ يُضَيِّعْنِي. فَانْطَلَقَ أَبُوهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: شَأْنَكَ بِهَا فَزَوَّجَهَا جُلَيْبِيبًا.

قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ لَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ، قَالَ لِأَصْحَابِهِ: «هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟» قَالُوا: نَفْقِدُ فُلَانًا وَنَفْقِدُ فُلَانًا. قَالَ: «انْظُرُوا هَلْ تَفْقِدُونَ مِنْ أَحَدٍ؟ » قَالُوا: لَا. قَالَ: « لَكِنِّي أَفْقِدُ جُلَيْبِيبًا ». قَالَ: « فَاطْلُبُوهُ فِي الْقَتْلَى » قَالَ: فَطَلَبُوهُ فَوَجَدُوهُ إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَا هُوَ ذَا إِلَى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَامَ عَلَيْهِ فَقَالَ: « قَتَلَ سَبْعَةً وَقَتَلُوهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، هَذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ »، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَضَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سَاعِدَيْهِ، وَحُفِرَ لَهُ، مَا لَهُ سَرِيرٌ إِلَّا سَاعِدَا رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ وَضَعَهُ فِي قَبْرِهِ، وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ غَسَّلَهُ.

قَالَ ثَابِتٌ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا.

وَحَدَّثَ إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ثَابِتًا، قَالَ: هَلْ تَعْلَمُ مَا دَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ؟ قَالَ: « اللهُمَّ صُبَّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا، وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا كَدًّا ». قَالَ: فَمَا كَانَ فِي الْأَنْصَارِ أَيِّمٌ أَنْفَقَ مِنْهَا. (١)

337- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جلیبیب ایک ایسے شخص تھے جو عورتوں کے پاس آیا جایا کرتے اور انھیں ہنسایا کرتے تھے، میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم جلیبیب کو اپنے پاس نہ آنے دو؛ کیونکہ اگر وہ تم لوگوں کے پاس آئے تو میں تمھارے ساتھ ایسا ویسا کروں گا۔ راوی کہتے ہیں: انصاریوں کی عادت تھی کہ جب ان کو بیوہ عورت کی شادی کرنا ہوتی تو پہلے نبی کریم ﷺ سے جانتے کہ آپ ﷺ کو ضرورت ہے یا نہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک انصاری سے کہا: "تم اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کر دو۔" اس نے کہا: ٹھیک ہے، اے اللہ کے رسول! میرے لیے یہ خوش نصیبی کی بات ہے۔ آپ نے فرمایا: "میں اپنے لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔" کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کس کے لیے؟ فرمایا: "جلیبیب کے لیے۔" کہا: اے اللہ کے رسول، پھر میں اس کی ماں سے مشورہ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ لڑکی کی ماں کے پاس آیا اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ تمھاری بیٹی کو نکاح کا پیغام دے رہے ہیں۔ اس نے کہا: اچھی بات ہے اور یہ ہمارے لیے خوش نصیبی کی بات ہے۔ کہا: آپ ﷺ اپنے لیے پیغام نہیں دے رہے ہیں بلکہ جلیبیب کے لیے۔ تو ماں نے کہا: کیا اسی جلیبیب کے لیے؟! کیا اسی جلیبیب کے لیے؟! کیا اسی جلیبیب کے لیے؟! نہیں، اللہ کی قسم! ہم شادی نہیں کر سکتے۔ جب وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دینے کے لیے جانے لگے جو کچھ لڑکی کی ماں نے بات کہی تھی تو لڑکی نے کہا: میرا پیغام آپ لوگوں کو کس نے دیا ہے؟ اس کی ماں نے اسے اس کا جواب دیا، تو اس نے کہا: کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ٹھکرا رہے ہو؟ مجھے اس کے ہاتھ میں تھما دو، وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ پھر اس کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس کی اطلاع دی اور کہا: وہ آپ کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کی شادی جلیبیب سے کر دی۔

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٩٧٨٤).

راوی نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ ایک غزوے میں نکلے، جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مالِ فے عطا کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے لوگوں سے فرمایا: "کوئی گم تو نہیں ہے؟"، لوگوں نے عرض کی: ہم کسی فلاں فلاں کو گم پاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "دیکھو کسی اور کو بھی گم پاتے ہو؟" لوگوں نے عرض کی: کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں جلیبیب کو گم پاتا ہوں۔" لوگوں نے ان کو مردوں میں ڈھونڈھا تو ان کی لاش سات لاشوں کے پاس پائی جن کو سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ نے مارا تھا وہ سات کو مار کر مارے گئے۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہوئے، پھر فرمایا: "اس نے سات آدمیوں کو مارا بعد اس کے مارا گیا، یہ مجھ سے ہے، میں اس سے ہوں." (یعنی میں اور وہ ایک ہیں) پھر آپ ﷺ نے ان کو اپنی دونوں کلائیوں پر اٹھایا اور صرف آپ ﷺ ہی نے اٹھایا، پھر ان کی قبر کھودی گئی اور ان کو قبر میں رکھ دیا گیا۔ اور راوی نے غسل کا بیان نہیں کیا۔

ثابت کہتے ہیں: انصاری لوگوں میں اس بیوہ سے زیادہ مشہور کوئی نہیں تھا۔ (یعنی جلیبیب کی شہادت کے بعد لوگوں نے اسی کو سب سے زیادہ پیغام دیا تھا)

اور اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے ثابت سے پوچھا: کیا آپ کو پتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکی کے لیے کیا دعا فرمائی تھی؟ کہا: "اے اللہ! اس پر جم کر خیر کی بارش کر دے، اور اس کی زندگی کبھی اجیرن نہ کرنا۔" کہتے ہیں: انصاریوں میں اس بیوہ سے زیادہ لوگوں میں مشہور کوئی نہیں تھی۔

٣٣٨- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُقَالَ لَهُ: جُلَيْبِيبُ، فِي وَجْهِهِ دَمَامَةٌ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ التَّزْوِيجَ فَقَالَ: إِذًا تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ: « غَيْرَ أَنَّكَ عِنْدَ اللهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ ».(١)

338- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں ایک صحابی تھے جن کا نام جلیبیب تھا، ان کا چہرہ بد نما تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے شادی کے لیے کہا تو انھوں نے کہا: پھر تو آپ مجھے بہت سستا پائیں گے (یعنی مجھ میں کون رغبت کرے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: "لیکن تم اللہ کے نزدیک سستا نہیں ہو۔"

---

(١) حسن: رواه أبو يعلىٰ (٣٣٤٣).

٣٣٩- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى جُلَيْبِيبٍ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِيهَا، فَقَالَ: حَتَّى أَسْتَأْمِرَ أُمَّهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « فَنَعَمْ إِذًا » قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لَاهَا اللهُ إِذًا، مَا وَجَدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا جُلَيْبِيبًا وَقَدْ مَنَعْنَاهَا مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانٍ؟ قَالَ: وَالْجَارِيَةُ فِي سِتْرِهَا تَسْتَمِعُ. قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ يُرِيدُ أَنْ يُخْبِرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذَلِكَ، فَقَالَتِ الْجَارِيَةُ: أَتُرِيدُونَ أَنْ تَرُدُّوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَمْرَهُ؟! إِنْ كَانَ قَدْ رَضِيَهُ لَكُمْ فَأَنْكِحُوهُ، قَالَ: فَكَأَنَّهَا جَلَّتْ عَنْ أَبَوَيْهَا، وَقَالَا: صَدَقْتِ. فَذَهَبَ أَبُوهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ قَدْ رَضِيتَهُ فَقَدْ رَضِينَاهُ. قَالَ: « فَإِنِّي قَدْ رَضِيتُهُ ». فَزَوَّجَهَا.

ثُمَّ فُزِّعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، فَرَكِبَ جُلَيْبِيبٌ فَوَجَدُوهُ قَدْ قُتِلَ، وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ قَتَلَهُمْ، قَالَ أَنَسٌ: " فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا وَإِنَّهَا لَمِنْ أَنْفَقِ ثَيِّبٍ فِي الْمَدِينَةِ ".(١)

339- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جلیبیب کے لیے ایک لڑکی کو اس کے باپ کے پاس شادی کا پیغام دیا تو انھوں نے کہا: ٹھیک ہے میں اس کی ماں سے مشورہ کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پھر ٹھیک ہے۔" پھر وہ انصاری اپنی بیوی کے پاس گئے اور ماجرا سنایا تو اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم، ایسا نہیں ہو سکتا، کیا رسول اللہ ﷺ کو جلیبیب کے سوا کوئی دوسرا نہیں ملا تھا؟ ہم نے تو فلاں فلاں کا پیغام ٹھکرا دیا۔ راوی کہتے ہیں: اور لڑکی پردے کے اندر ساری بات سن رہی تھی، چنانچہ جب وہ انصاری نبی کریم ﷺ کو یہ سارا ماجرا سنانے کے لیے جانے لگے تو لڑکی نے کہا: کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کا حکم ٹھکرا رہے ہو؟ اگر آپ ﷺ اسی سے خوش ہیں تو آپ لوگ اس سے میری شادی کر دیں۔ گویا اس لڑکی نے اپنے والدین سے صاف صاف جو کہنا تھا کہہ دیا تو اس کے والدین نے کہا: تو نے سچ کہا۔ چنانچہ اس کے والد نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اگر آپ راضی ہیں تو ہم بھی راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک میں بھی راضی ہوں۔" پھر آپ ﷺ نے ان کی شادی اس سے کر دی۔

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٢٣٩٣)، عن عبدالرزاق - وهو في مصنفه (١٠٣٣٣)- وصحّحه ابن حبان (٤٠٥٩).

پھر اہلِ مدینہ جنگ میں گئے، جلیبیب بھی ان کے ساتھ گئے، لوگوں نے جنگ میں آپ کو شہید پایا ایسی جگہ جہاں بہت سارے مشرکین کو آپ نے قتل کر رکھا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس عورت کو دیکھا کہ مدینہ میں یہ بیوہ سب سے زیادہ مشہور تھی۔

٣١- باب فضل الحارث بن ربعي أبي قتادة الأنصاري

حارث بن ربعی ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٠- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غَدًا ». فَانْطَلَقَ النَّاسُ لاَ يَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ. قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِيرُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ. قَالَ: فَنَعَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ. قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتَّى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ. قَالَ: فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ. قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ حَتَّى كَادَ يَنْجَفِلُ، فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: « مَنْ هَذَا؟ ». قُلْتُ: أَبُو قَتَادَةَ. قَالَ: « مَتَى كَانَ هَذَا مَسِيرَكَ مِنِّي؟ » قُلْتُ: مَا زَالَ هَذَا مَسِيرِي مُنْذُ اللَّيْلَةِ . قَالَ: « حَفِظَكَ اللَّهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ » الحديث. (١)

340- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا، اور کہا: "تم اپنی (پوری) شام اور (پوری) رات چلتے رہو اور اگر اللہ نے چاہا تو کل صبح پانی پر پہنچو گے۔" پس لوگ اس طرح چلے کہ کوئی کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول ﷺ چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں چل رہا تھا۔ اور آپ ﷺ اونگھنے لگے اور اپنی سواری پر ایک طرف جھک گئے اور میں نے آکر آپ ﷺ کو جگائے بغیر سہارا دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر چلتے یہاں تک کہ جب بہت رات گزر گئی، آپ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٦٨١-٣١١).

ﷺ پھر ایک طرف جھکے، میں نے آپ کو جگائے بغیر سہارا دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آخر سحر کا وقت ہو گیا، پھر ایک بار بہت جھکے کہ اگلے دو بار سے بھی زیادہ، قریب تھا کہ گر پڑیں۔ پھر میں آیا اور آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: "یہ کون ہے؟" میں نے عرض کی کہ ابو قتادہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟" میں نے عرض کی کہ میں رات سے آپ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمھاری حفاظت کرے جیسے تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔" الحدیث۔

٣٢- باب أن حارثة بن سراقة بن الحارث الأنصاري في جنة الفردوس

حارثہ بن سراقہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ کے جنت الفردوس میں ہونے کا بیان

٣٤١- عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا ﷺ يَقُولُ: أُصِيبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ، فَجَاءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّي، فَإِنْ يَكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُ الأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ: «وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ».(١)

قوله: «**أصيب حارثة يوم بدر**» هو ابن سراقة بن الحارث بن عدي الأنصاري، وأبوه سراقة له صحبة واستشهد يوم حنين، وأمه هي الربيع بنت النضر عمة أنس بن مالك.

341- حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہما جو ابھی نوعمر لڑکے تھے، بدر کے دن شہید ہو گئے تھے، پھر ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے حارثہ سے کتنا پیار تھا۔ اگر وہ اب جنت میں ہے تو میں اس پر صبر کروں گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھوں گی اور اگر کہیں دوسری جگہ ہے تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں کس حال میں ہوں اور کیا کروں گی، یہ سن کر

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٩٨٢).

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تم پر رحم کرے! کیا دیوانی ہو رہی ہو، کیا وہاں کوئی ایک جنت ہے؟ بہت سی جنتیں ہیں اور تمھارا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔“

الفاظِ حدیث: ”بدر کے دن شہید ہو گئے تھے۔“ یہ سراقہ بن حارث بن عدی انصاری کے لڑکے تھے، ان کے والد سراقہ صحابی تھے جو حنین کے دن شہید ہو چکے تھے، اور ان کی ماں ربیع بنت النصر، انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔

٣٣- باب فضل حارثة بن النعمان

حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٢- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « نِمْتُ، فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ »، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « كَذَلِكَ الْبِرُّ، كَذَلِكَ الْبِرُّ »، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ. (١)

342- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا جہاں ایک قاری کی آواز سنی جو قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرمانبرداری ایسے ہی ہوتی ہے، فرمانبرداری ایسے ہی ہوتی ہے۔“ اور وہ لوگوں میں اپنی ماں کے سب سے زیادہ فرمانبردار تھے۔

٣٤٣- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْجَنَّةِ، سَمِعْتُ فِيهَا صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، كَذَلِكَ الْبِرُّ، كَذَلِكَ الْبِرُّ ، كَذَلِكَ الْبِرُّ »، وَكَانَ مِنْ أَبَرِّ النَّاسِ. (٢)

343- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سو رہا تھا کہ میں

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٢٤٠٨٠، ٢٥١٨٢)، وصححه ابن حبان (٧٠١٤، ٧٠١٥)، والحاكم (٣/٢٠٨).

(٢) صحيح: رواه البخاري في خلق أفعال العباد (٣٨٦)، والنسائي في الكبرىٰ (٨١٧٧).

نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا جہاں ایک تلاوت سنی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرمانبرداری ایسے ہی ہوتی ہے، فرمانبرداری ایسے ہی ہوتی ہے، فرمانبرداری ایسے ہی ہوتی ہے۔" اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ فرمانبردار تھے۔

٣٤- باب ما جاء في أخبار حارثة بن النعمان

حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ مزید حدیثیں

٣٤٤- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بن عبد الرحمن بن عوف، عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي مَرَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يُنَاجِي جِبْرِيلَ عليه السلام، فَزَعَمَ أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ تَجَنَّبَ أَنْ يَدْنُوَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ تَخَوُّفًا أَنْ يَسْمَعَ حَدِيثَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « مَا مَنَعَكَ أَنْ تُسَلِّمَ إِذْ مَرَرْتَ بِي الْبَارِحَةَ؟ » قَالَ: رَأَيْتُكَ تُنَاجِي رَجُلًا، فَخَشِيتُ أَنْ تَكْرَهَ أَنْ أَدْنُوَ مِنْكُمَا، قَالَ: « وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ؟ » قَالَ: لَا، قَالَ: « فَذَلِكَ جِبْرِيلُ عليه السلام، وَلَوْ سَلَّمْتَ لَرَدَّ السَّلَامَ »، وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ غَيْرِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ. (١)

344- ابو سلمہ بن عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہے کہ ایک شخص کا گزر اللہ کے رسول ﷺ سے ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام سے سرگوشی کر رہے تھے، ابو سلمہ کا گمان ہے کہ وہ صاحب رسول اللہ ﷺ کے قریب اس لیے نہیں گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کی سرگوشی سن لیں۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: "رات میں جب تم مجھ سے گزرے تھے تو سلام کیوں نہیں کیا تھا؟" کہا: میں نے دیکھا آپ ایک شخص سے سرگوشی کر رہے ہیں اس لیے مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں آپ دونوں کے قریب آؤں تو یہ آپ کو ناگوار گزرے گا۔ فرمایا: "کیا تمھیں پتا ہے وہ شخص کون تھا؟" کہا: نہیں۔ فرمایا: "وہ جبریل علیہ السلام تھے، اگر تم سلام کرتے تو وہ جواب دیتے۔" راوی کہتے ہیں: میں نے ابو سلمہ کے علاوہ دوسرے سے سنا ہے کہ وہ صاحب حارثہ بن نعمان تھے۔

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٦١٢٩).

٣٥- باب فضل حاطب بن أبي بلتعة

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٥- عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ -هو كاتب علي-، قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا رضي الله عنه يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ: « انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ، فَخُذُوا مِنْهَا ». قَالَ: فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ قُلْنَا لَهَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ. قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا فِيهِ: مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟ ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لاَ تَعْجَلْ عَلَيَّ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ. يَقُولُ: كُنْتُ حَلِيفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا. وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ، يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي، وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي، وَلاَ رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلاَمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ ». فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. فَقَالَ: « إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ». فَأَنْزَلَ اللَّهُ تعالى سورة الممتحنة: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُواْ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ يُخْرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُواْ بِٱللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَٰدًا فِي سَبِيلِي وَٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِيۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ﴾. (١)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٢٧٤)، ومسلم (٢٤٩٤-١٦١).

وقوله: « **بعثني رسول الله ﷺ أنا والزبير والمقداد** » وفي رواية عند البخاري ومسلم "ومرثد الغنوي" بدل "المقداد". قال الحافظ: "فيحتمل أن يكون الثلاثة كانوا معه فذكر أحد الراويين عن علي ما لم يذكر الآخر" أهـ، الفتح (٧/ ٥٢٠).

345- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب عبید اللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا: انھوں نے بیان کیا کہ مجھے، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا اور ہدایت کی: "(مکہ کے راستے پر) چلتے جاؤ جب تم مقامِ روضہ خاخ پر پہنچو تو وہاں تمھیں ہودج میں ایک عورت ملے گی۔ وہ ایک خط لیے ہوئے ہے، تم اس سے وہ لے لینا۔" انھوں نے کہا کہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جارہے تھے۔ جب ہم روضہ خاخ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہمیں ایک عورت ہودج میں سوار ملی، ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال دے۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے لیکن جب ہم نے اس سے یہ کہا کہ اگر تم نے خود سے خط نکال کر ہمیں نہیں دیا تو ہم تیرے کپڑے اتار کر (تلاشی لیں گے)، تب اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے وہ خط نکالا۔ ہم وہ خط لے کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس ہوئے۔ اس میں یہ لکھا تھا: حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے چند مشرکینِ مکہ کے نام، پھر انھوں نے اس میں مشرکین کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بھیدوں کی خبر بھی دی تھی۔ (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوج لے کر آنا چاہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟" انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں فیصلہ کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں، میں اس کی وجہ عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں دوسرے مہاجرین کی طرح قریش کے خاندان سے نہیں ہوں، صرف ان کا حلیف بن کر ان سے جڑ گیا ہوں اور دوسرے مہاجرین کے وہاں عزیز و اقرباء ہیں جو ان کے گھر بار مال و اسباب کی نگرانی کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جب میں خاندان کی رو سے ان کا شریک نہیں ہوں تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کر دوں جس کے خیال سے وہ میرے کنبہ والوں کی نگہبانی کریں۔ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر کر نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد میرے دل میں کفر کی حمایت کا جذبہ ہے۔ اس پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واقعی انھوں نے تمھارے سامنے سچی بات کہہ دی ہے۔" عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، لیکن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ غزوۂ بدر میں شریک رہے ہیں اور تمھیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ جو غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کے

کام سے واقف ہے چنانچہ فرمایا: جو چاہو کرو میں نے تمھارے گناہ معاف کر دیے۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے سورت ممتحنہ نازل کی:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمۡ أَوۡلِيَآءَ تُلۡقُونَ إِلَيۡهِم بِٱلۡمَوَدَّةِ وَقَدۡ كَفَرُواْ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلۡحَقِّ يُخۡرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمۡ أَن تُؤۡمِنُواْ بِٱللَّهِ رَبِّكُمۡ إِن كُنتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَٰدٗا فِي سَبِيلِي وَٱبۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِيۚ تُسِرُّونَ إِلَيۡهِم بِٱلۡمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعۡلَمُ بِمَآ أَخۡفَيۡتُمۡ وَمَآ أَعۡلَنتُمۡۚ وَمَن يَفۡعَلۡهُ مِنكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ ﴾ [الممتحنة: ١]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ یقینا انھوں نے اس حق سے انکار کیا جو تمھارے پاس آیا ہے، وہ رسول کو اور خود تمھیں اس لیے نکالتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو، جو تمھارا رب ہے، اگر تم میرے راستے میں جہاد کے لیے اور میری رضا تلاش کرنے کے لیے نکلے ہو۔ تم ان کی طرف چھپا کر دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں زیادہ جاننے والا ہوں جو کچھ تم نے چھپایا اور جو تم نے ظاہر کیا اور تم میں سے جو کوئی ایسا کرے تو یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔"

الفاظِ حدیث: "مجھے، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا۔" اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اندر ایک روایت میں "مقداد" کی جگہ "مرثد غنوی" ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے تینوں آپ کے ساتھ رہے ہوں، بایں صورت کہ علی رضی اللہ عنہ سے دو راویوں میں سے ایک نے اس شخص کا نام ذکر کیا جس کا دوسرے نے نہیں کیا۔ دیکھیں فتح الباری: (٧/ ٥٢٠)

٣٤٦- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه، أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « كَذَبْتَ لاَ يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ».(١)

346- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ان کی شکایت کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا۔

(١) صحيح: رواه مسلم (٢١٩٥).

آپ ﷺ نے فرمایا: "تو جھوٹا ہے حاطب دوزخ میں نہیں جائے گا وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھا۔"

٣٤٧- عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، قَالَتْ: جَاءَ غُلَامُ حَاطِبٍ، فَقَالَ: وَاللهِ لَا يَدْخُلُ حَاطِبٌ الْجَنَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « كَذَبْتَ، قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ ».(١)

347- حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حاطب کا غلام آیا اور کہا: اللہ کی قسم! حاطب جنت میں نہیں جا سکتے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "تو نے جھوٹی بات کہی ہے، وہ جنگِ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھے۔"

٣٦- باب ما جاء في فضائل حذيفة بن اليمان

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٨- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيِّنَةً، فَصَاحَ إِبْلِيسُ: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ، فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ، فَنَادَى: أَيْ عِبَادَ اللَّهِ، أَبِي أَبِي. فَقَالَتْ: فَوَاللَّهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ أَبِي (يعني به هشام أباه عروة): فَوَاللَّهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ.(٢)

348- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اُحد کی لڑائی میں جب مشرکین بری طرح ہار چکے تھے تو ابلیس نے چلا کر کہا: اے اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرو) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر ٹوٹ پڑے اور انھیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد (یمان رضی اللہ عنہ) بھی وہیں موجود تھے و انھوں نے پکار کر کہا: اے اللہ کے بندو! یہ تو میرے والد ہیں، میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: اللہ کی قسم! اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں ہٹے جب تک انھیں قتل نہ کر لیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا: اللہ تمھاری مغفرت کرے۔ (ہشام نے بیان کیا کہ) اللہ کی قسم!

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٢٧٠٤٥)، وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (٣٣٤).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٨٢٤).

حذیفہ رضی اللہ عنہ برابر یہ کلمہ دعائیہ کہتے رہے (کہ اللہ ان کے والد پر حملہ کرنے والوں کو بخشے جو محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ حرکت کر بیٹھے) یہ دعا مرتے دم تک کرتے رہے۔

٣٤٩- عَنْ يزيد بن شريك التَّيْمِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاتَلْتُ مَعَهُ وَأَبْلَيْتُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ ﷺ: أَنْتَ كُنْتَ تَفْعَلُ ذَلِكَ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ الأَحْزَابِ، وَأَخَذَتْنَا رِيحٌ شَدِيدَةٌ وَقُرٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلاَ رَجُلٌ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ، جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: « أَلاَ رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ، جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ ». فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: « أَلاَ رَجُلٌ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ، جَعَلَهُ اللَّهُ مَعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ ». فَسَكَتْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ مِنَّا أَحَدٌ، فَقَالَ: « قُمْ يَا حُذَيْفَةُ فَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ ». فَلَمْ أَجِدْ بُدًّا، إِذْ دَعَانِي بِاسْمِي أَنْ أَقُومَ، قَالَ: « اذْهَبْ فَأْتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَلاَ تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ ». فَلَمَّا وَلَّيْتُ مِنْ عِنْدِهِ جَعَلْتُ كَأَنَّمَا أَمْشِي فِي حَمَّامٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُ أَبَا سُفْيَانَ يَصْلِي ظَهْرَهُ بِالنَّارِ، فَوَضَعْتُ سَهْمًا فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْمِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: « وَلاَ تَذْعَرْهُمْ عَلَيَّ ». وَلَوْ رَمَيْتُهُ لأَصَبْتُهُ، فَرَجَعْتُ وَأَنَا أَمْشِي فِي مِثْلِ الْحَمَّامِ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِ الْقَوْمِ، وَفَرَغْتُ قُرِرْتُ، فَأَلْبَسَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ فَضْلِ عَبَاءَةٍ كَانَتْ عَلَيْهِ يُصَلِّي فِيهَا، فَلَمْ أَزَلْ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحْتُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ قَالَ: « قُمْ يَا نَوْمَانُ ».(١)

349- یزید بن شریک تیمی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: ہم حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص بولا، اگر میں رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ہوتا تو آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتا اور خوب لڑتا، حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایسا کرتے؟ تم دیکھو احزاب کی رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہوا بہت تیز چل رہی تھی اور سردی نے ہمیں اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص ہے جو کافروں کی (اندر کی کوئی) خبر لائے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے

(١) صحيح: رواه مسلم (٩٩:١٧٨٨)

دن میرے ساتھ رکھے گا؟" یہ سن کر ہم لوگ خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص ہے جو کافروں کی (اندر کی کوئی) خبر میرے پاس لائے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا؟" سب خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص ہے جو کافروں کی (اندر کی کوئی) خبر میرے پاس لائے، اللہ اس کو قیامت کے دن میرے ساتھ رکھے گا؟" بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے حذیفہ! اٹھو اور کافروں کی خبر لاؤ۔" جب آپ نے میرا نام لے کر بلایا تو میں نے اٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ اور کافروں کی خبر لے کر آؤ اور ان کو مجھ پر مت اکسانا (یعنی ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ آئے اور وہ تجھ کو ماریں یا لڑائی پر مستعد ہوں) جب میں آپ ﷺ کے پاس سے چلا تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی حمام کے اندر چل رہا ہوں (یعنی سردی بالکل کافور ہو گئی بلکہ گرمی معلوم ہوتی تھی۔ یہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت تھی) یہاں تک کہ کافروں کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو ابوسفیان اپنی کمر کو آگ سے سینک رہا ہے۔ میں نے تیر کمان پر چڑھایا اور مارنے کا قصد کیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آیا: "ایسا کوئی کام نہ کرنا جس سے ان کو غصہ پیدا ہو۔" اگر میں مار دیتا تو بے شک ابوسفیان کو لگتا، آخر میں لوٹا۔ پھر مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حمام کے اندر چل رہا ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سب حال کہہ دیا اس وقت مجھے سردی لگنے لگی۔ (یہ آپ ﷺ کا ایک بڑا معجزہ تھا) آپ ﷺ نے مجھے اپنا ایک فاضل کمبل پہنا دیا جس کو اوڑھ کر آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں اس کو اوڑھ کر جو سویا تو صبح تک سوتا رہا، جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اٹھو بہت سونے والے۔"

٣٥٠- عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِي، فَقَالَ: « مَنْ هَذَا؟ حُذَيْفَةُ؟ ». قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: « مَا حَاجَتُكَ؟ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلأُمِّكَ ». قَالَ: « إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ».(١)

---

(١) **حسن**: رواه الترمذيّ (٣٧٨١). قال الترمذيّ: "حسن غريب".

350- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی پھر آپ (نوافل) پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آواز سنی تو فرمایا: "کون ہو؟ حذیفہ؟" میں نے عرض کی: جی ہاں، حذیفہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا بات ہے؟ اللہ تمھیں اور تمھاری ماں کو بخشے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا تھا، اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہلِ جنت کے جوانوں (یعنی جو دنیا میں جوان تھے ان) کے سردار ہیں۔"

٣٧- باب فضائل حرملة بن زيد

حرملہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٥١- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ حَرْمَلَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الْإِيمَانُ هٰهُنَا، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى لِسَانِهِ، وَالنِّفَاقُ هَٰهُنَا، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ، وَلَا يَذْكُرُ اللهَ إِلَّا قَلِيلًا، فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَرَدَّدَ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَسَكَتَ حَرْمَلَةُ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَرَفِ لِسَانِ حَرْمَلَةَ، فَقَالَ: «اللهُمَّ اجْعَلْ لَهُ لِسَانًا صَادِقًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَارْزُقْهُ حُبِّي وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّنِي، وَصَيِّرْ أَمْرَهُ إِلَى الْخَيْرِ»، فَقَالَ حَرْمَلَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِي إِخْوَانًا مُنَافِقِينَ، كُنْتُ فِيهِمْ رَأْسًا، أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، مَنْ جَاءَنَا كَمَا جِئْتَنَا اسْتَغْفَرْنَا لَهُ كَمَا اسْتَغْفَرْنَا لَكَ، وَمَنْ أَصَرَّ عَلَى ذَنْبِهِ فَاللهُ أَوْلَى بِهِ، وَلَا تَخْرِقْ عَلَى أَحَدٍ سَتْرًا».(١)

351- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ حرملہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ایمان

---

(١) حسن: رواه الطبراني في الكبير (٤/ ٥-٦)، وابن منده في معرفة الصحابة (١/ ٣٨٦).

یہاں ہے، اور اپنے ہاتھ سے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا، اور نفاق یہاں ہے، اور اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا، اور وہ اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے، نبی کریم ﷺ خاموش رہے، انھوں نے پھر یہی کہا، اور حرملہ خاموش ہو گئے، پھر نبی کریم ﷺ نے حرملہ رضی اللہ عنہ کی زبان کی نوک پکڑ کر ان کے لیے دعا فرمائی: "اے اللہ! اسے ایک سچی زبان اور ایک شکر بجالانے والا دل عطا کر دے، اور اس کے دل میں میری محبت اور ہر اس شخص کی محبت پیدا کر دے جو مجھ سے محبت کرتا ہو، اور اس کا معاملہ خیر و بھلائی کا فرما۔" حرملہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کچھ منافق ساتھی ہیں، میں ان کا سردار تھا، کیا میں آپ کو ان کی نشاندہی نہ کر دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نہیں، جو ہمارے پاس آئے گا جیسے تم آئے، ہم اس کے لیے استغفار کر دیں گے جس طرح تمھارے لیے کیا ہے، اور جو اپنے گناہ پر اصرار کرے گا تو اس کا ذمہ اللہ تعالی پر ہے، اور تم کسی سے پردہ نہ اٹھاؤ۔"

٣٨- باب ما جاء في فضائل حسان بن ثابت

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٥٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَحَظَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ. ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « أَجِبْ عَنِّي اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ». قَالَ: اللَّهُمَّ نَعَمْ. (١)

352- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہو کر گزرے اس حال میں کہ وہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے، آپ نے ان کی طرف دیکھا تو انھوں (حسان رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں تو مسجد میں اشعار پڑھتا تھا جب مسجد میں تم سے بہتر شخص موجود تھے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور کہا: میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: "، اے حسان! میری طرف سے جواب دو، اے اللہ! اس کی روح القدس کے ذریعے مدد فرما۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں میں نے سنا ہے، اے اللہ! تو جانتا ہے۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٢١٢)، ومسلم (٢٤٨٥-١٥١).

٣٥٣- عَنِ أَبي سَلَمَةَ بْن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ ﷺ ، يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللَّهَ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: « يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. (١)

353- ابو سلمہ بن عبد الرحمان نے حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ کر رہے تھے کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: "اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے جواب دو، یا اللہ! حسان کی روح القدس سے مدد کر۔" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں میں نے سنا ہے۔

٣٥٤- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَت: اِسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ، قَالَ: «كَيْفَ بِنَسَبِي؟» فَقَالَ حَسَّانُ: لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ.

وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لاَ تَسُبَّهُ، فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. (٢)

وفي لفظ: قال حسان: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِي أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: « كَيْفَ بِقَرَابَتِي مِنْهُ؟ ». قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْخَمِيرِ. فَقَالَ حَسَّانُ:

وَإِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ بَنُو بِنْتِ مَخْزُومٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ

قَصِيدَتَهُ هَذِهِ. رواه مسلم (٢٤٨٩).

354- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر میرے نسب کا کیا ہو گا؟" (یعنی میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں)۔ اس پر حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٥٣) ومسلم (٢٤٨٥-١٥٢).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥٣١) ومسلم (٢٤٨٩).

اور (ہشام نے) اپنے والد سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا: میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حسان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے لگا تو انھوں نے فرمایا، انھیں برا بھلا نہ کہو، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کیا کرتے تھے۔

اور ایک روایت کے مطابق حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ابوسفیان کی ہجو کہنے کی اجازت دیجیے (یہ ابوسفیان حارث بن عبد المطلب کے بیٹے تھے اور اسلام سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تھے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر ان سے میری قرابت داری کا کیا ہو گا؟۔" حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے اس طرح نکال لوں گا جیسے بال خمیر میں سے نکال لیا جاتا ہے، پھر حسان رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا:

"اور بے شک آلِ ہاشم میں سے عظمت و مجد کی چوٹی پر وہ ہیں جو بنت مخزوم (فاطمہ بنت عمرو بن عابد بن عمران بن مخزوم) کی اولاد ہیں (ابو طالب، عبد اللہ اور زبیر) اور تیرا باپ تو غلام (کنیز کا بیٹا) تھا۔"

٣٥٥- عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا، يُشَبِّبُ بِأَبْيَاتٍ لَهُ، وَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ ... وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ رضي الله عنها: لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ. قَالَ مَسْرُوقٌ: فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَأْذَنِينَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكِ؟ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَٱلَّذِى تَوَلَّىٰ كِبْرَهُۥ مِنْهُمْ لَهُۥ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النور: ١١] . فَقَالَتْ: وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى؟ إِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ، أَوْ يُهَاجِي، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (١)

355- مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے یہاں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اپنے اشعار سنا رہے تھے:

"آپ پاک دامن باوقار ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی۔ وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤١٤٦) ومسلم (٢٤٨٨).

اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی : آپ انھیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے:

﴿ وَٱلَّذِى تَوَلَّىٰ كِبْرَهُۥ مِنْهُمْ لَهُۥ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴾ [النور: ١١]

"اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہو گا۔"

اس پر ام المومنین نے فرمایا: نابینا ہو جانے سے سخت عذاب اور کیا ہو گا (حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی تھی) حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور دفاع کیا کرتے تھے۔

٣٥٦- عَنِ الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ: « اُهْجُهُمْ - أَوْ هَاجِهِمْ - وَجِبْرِيلُ مَعَكَ ».(١)

356- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے کہا: "کافروں کی ہجو کرو جبکہ جبریل تمھارے ساتھ ہیں۔"

٣٥٧- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « اُهْجُو قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ ». فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ، فَقَالَ: « اُهْجُهُمْ ». فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ حَسَّانُ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هَذَا الأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ، ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي فَرْيَ الأَدِيمِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لاَ تَعْجَلْ، فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا، وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا، حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي ». فَأَتَاهُ حَسَّانُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ لَخَّصَ لِي نَسَبَكَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ.

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ لِحَسَّانَ: « إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لاَ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٢١٣) ومسلم (٢٤٨٦).

يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ». وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى ».

قَالَ حَسَّانُ:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ ... وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الجَزَاءُ
هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا ... رَسُولَ اللهِ شِيمَتُهُ الوَفَاءُ
فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي ... لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
تَكِلْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا ... تُثِيرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ
يُبَارِينَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ ... عَلَى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ
تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ ... تُلَطِّمُهُنَّ بِالخُمُرِ النِّسَاءُ
فَإِنْ أَعْرَضْتُمُو عَنَّا اعْتَمَرْنَا ... وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ
وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ ... يُعِزُّ اللهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ
وَقَالَ اللهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا ... يَقُولُ الحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ
وَقَالَ اللهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا ... هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ
لَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ ... سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ
فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللهِ مِنْكُمْ ... وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ
وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللهِ فِينَا ... وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ [1]

357- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قریش کی ہجو کرو کیونکہ ان کے لیے ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ سخت ہے۔" پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو ابن رواحہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: "قریش کی ہجو کرو۔" انھوں نے ہجو کی، لیکن آپ ﷺ کو پسند نہ آئی، پھر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، پھر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ جب حسان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: اب وقت آگیا ہے آپ نے اس شیر کی طرف پیغام بھیجا ہے جو اپنی دم سے

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٩٠).

بھی مارتا ہے (یعنی زبان سے لوگوں کو قتل کرتا ہے۔ گویا وہ میدانِ فصاحت اور شعر گوئی کے شیر ہیں)، پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اس کو ہلانے لگے اور عرض کی: قسم اس کی جس نے آپ ﷺ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا، میں اپنی زبان سے کافروں کو اس طرح پھاڑ ڈالوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے حسان! جلدی مت کرو، کیونکہ ابو بکر قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی میں ہے، یہاں تک کہ ابو بکر میرا نسب ان سے الگ نہ کر دیں۔" پھر حسان رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اس کے بعد لوٹے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا نسب مجھ سے بیان کر دیا، قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا! میں آپ کو قریش میں سے ایسے نکال لوں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے: "روح القدس ہمیشہ تمھاری مدد کرتے رہیں گے جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دیتے رہو گے۔" اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: "حسان نے قریش کی ہجو کی، تو مومنوں کے دلوں کو تسکین دی اور کافروں کی عزتوں کو تباہ کر دیا۔"

حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

۱- تو نے برائی کی محمد ﷺ کی، میں نے اس کا جواب دیا، اور اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا

۲- تو نے برائی کی محمد ﷺ کی، جو نیک ہیں پرہیز گار ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، وفاداری ان کی خصلت ہے۔

۳- میرے ماں باپ اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو بچانے کے لیے قربان ہیں۔

۴- میں اپنی بیٹی کو کھوؤں اگر تم ہمارے گھوڑوں کو (بالائی مکہ کے) مقام کداء کی دونوں جانبوں سے (حملے کے لیے آتے ہوئے) مٹی اڑاتے ہوئے نہ دیکھو۔

۵- ایسی اونٹنیاں جو لگاموں سے کھینچا تانی کریں گی اپنی قوت اور طاقت سے اوپر چڑھتی ہوئیں، (زیادہ تیزی سے آگے بڑھنا چاہیں گی)، ان کے کندھوں پر وہ نیزے رکھے ہوئے ہیں (جو رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے) خون کے پیاسے ہیں۔

۶- اور ہمارے اعلیٰ نسل کے گھوڑے دوڑتے ہوئے پسینہ بہاتے ہوئے آئیں گے، ان کے منہ

عورتیں اپنی سربندھن سے پونچھتی ہیں۔

۷- اگر تم ہم سے نہ بولو تو ہم عمرہ کرلیں گے اور فتح ہو جائے گی اور (باطل کا) پردہ چاک ہو۔

۸- نہیں تو صبر کرو اس دن کی مار کے لیے جس دن اللہ تعالیٰ عزت دے گا جس کو چاہے گا۔

۹- اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک بندہ بھیجا جو سچ کہتا ہے اس کی بات میں شبہہ نہیں۔

۱۰- اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک لشکر تیار کیا وہ انصار کا لشکر ہے جن کا ہدف ہی کافروں سے مقابلہ کرنا ہے۔

۱۱- (اس کی وجہ یہ ہے کہ) معد (بن عدنان) والوں کی طرف سے ہمارے لیے گالی ہے یا جنگ ہے یا ہجو ہے۔

۱۲- جو کوئی تم میں سے ہجو کرے اللہ کے رسول کی اور ان کی تعریف کرے یا مدد کرے وہ سب برابر ہیں۔

۱۳- اور جبریل کو اللہ کی طرف سے ہم میں بھیجا گیا ہے اور روح القدس (جبریل) کا (کائنات میں) کوئی مدِ مقابل نہیں۔

٣٩- باب فضل الحسن بن علي رضي الله عنهما، وأنه سيد يصلح الله به بين فئتين من المسلمين

حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ آپ سردار ہیں جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں کے مابین صلح کرائے گا

هو الحسن بن علي بن أبي طالب الهاشمي، سبط رسول الله ﷺ، ولد في نصف شهر رمضان سنة ثلاث من الهجرة.

قال يعقوب بن سفيان: حدثنا سعيد بن منصور، حدثنا عون بن موسى، سمعت هلال بن خبّاب قال: جمع الحسن رؤوس أهل العراق في هذا القصر، قصر المدائن فقال: "إنكم قد بايعتموني على أن تسالموا من سالمت، وتحاربوا من حاربت، وإني قد بايعت معاوية، فاسمعوا وأطيعوا". ومات سنة تسع وأربعين على الصحيح،

وقيل: غير ذلك، ودفن بالبقيع. ويقال: أنه مات مسموما... الإصابة (٢/ ٥٤٣).

آپ حسن بن علی بن ابی طالب ہاشمی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں، آپ ۳ ہجری رمضان کے نصف میں پیدا ہوئے۔

یعقوب بن سفیان سے روایت ہے کہ مجھ سے سعید بن منصور نے، ان سے عون بن موسی نے بیان کیا کہ میں نے ہلال بن خباب سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن کے محل میں اہلِ عراق کے سرداروں کو اکٹھا کیا اور کہا: تم لوگوں نے مجھ سے بیعت کی ہے اس بات پر کہ میں جس سے مصالحت کروں تم بھی کرو گے، اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی کرو گے، اور بے شک میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے، لہذا تم لوگ میری بات سنو اور مانو۔ اور صحیح قول کے مطابق آپ کی وفات سنہ ۴۹ھ میں ہوئی ہے، اس کے علاوہ دوسرے اقوال بھی ہیں۔ آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ یہ بات کہی جاتی ہے کہ آپ زہر کے اثر سے فوت ہوئے۔ دیکھیں: الاصابہ: (۲/ ۵۴۳)

٣٥٨- عَنِ الْحَسَنِ، يَقُولُ: اِسْتَقْبَلَ وَاللَّهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِنِّي لأَرَى كَتَائِبَ لاَ تُوَلِّي حَتَّى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا. فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ - وَكَانَ وَاللَّهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ- أَىْ عَمْرُو، إِنْ قَتَلَ هَؤُلاَءِ هَؤُلاَءِ، وَهَؤُلاَءِ هَؤُلاَءِ، مَنْ لِي بِأُمُورِ النَّاسِ، مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ، مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ: عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، فَقَالَ: اذْهَبَا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ، وَقُولاَ لَهُ، وَاطْلُبَا إِلَيْهِ. فَأَتَيَاهُ، فَدَخَلاَ عَلَيْهِ فتكَلَّمَا، وَقَالاَ لَهُ، فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هَذَا الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا. قَالاَ: فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ. قَالَ: فَمَنْ لِي بِهَذَا؟ قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ. فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلاَّ قَالاَ: نَحْنُ لَكَ بِهِ. فَصَالَحَهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ، وَهْوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى، وَيَقُولُ: « إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ،

وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ».

قال أبو عبد الله: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: إِنَّمَا ثَبَتَ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ. (١)

وفي لفظ له (٧١٠٩): "لما سار الحسن بن علي رضي الله عنهما إلى معاوية بالكتائب، قال عمرو بن العاص لمعاوية: أرى كتيبة لا تولي حتى تدبر أخراها. قال معاوية: من لذراري المسلمين؟ فقال: أنا. فقال عبد الله بن عامر وعبد الرحمن بن سمرة: نلقاه فنقول له الصلح ..." ثم ذكر حديث أبي بكرة.

358- امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ قسم اللہ کی جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں) پہاڑوں جیسا لشکر لے کر پہنچے، تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا (جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیست و نابود کیے بغیر واپس نہ جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا - اور قسم اللہ کی! وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے- کہ اے عمرو! اگر اس لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا، یا اس نے اس کو قتل کر دیا، تو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) لوگوں کے امور (کی جواب دہی کے لیے) میرے ساتھ کون ذمہ داری لے گا، لوگوں کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو آدمی: عبد الرحمان بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کریز، بھیجے، آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو، ان سے اس پر گفتگو کرو اور ان سے صلح طلب کرو۔ چنانچہ یہ لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور ان سے صلح طلب کی۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بنو عبد المطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں، یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں۔ ان دونوں نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ انھوں نے فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٢٧٠٤).

اس کا حل دریافت کیا ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمے داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمے دار ہیں۔ چنانچہ حسن رضی اللہ عنہ نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا، تو انھوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمے دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی، پھر فرمایا کہ میں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پہلو میں تھے، آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے: "میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔"

ابو عبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے حسن بصری رحمہ اللہ کا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سننا (سماع) ثابت ہوا ہے۔

اور صحیح بخاری کی ایک روایت (۷۱۰۹) کے الفاظ ہیں: جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر لے کر نکلے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایسا لشکر دیکھتا ہوں جو اس وقت تک واپس نہیں جا سکتا جب تک اپنے مقابل کو بھگا نہ دے۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمانوں کے اہل و عیال کا کون کفیل ہو گا؟ جواب دیا کہ میں، پھر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمان بن سمرہ نے کہا کہ ہم ان سے ملتے ہیں اور انھیں صلح کے لیے آمادہ کرتے ہیں ... پھر ابو بکرہ کی پوری حدیث بیان کی۔

٣٥٩- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى فَخِذِهِ، وَيَقُولُ: « إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ ابْنِي هَذَا سَيِّدًا، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُصْلِحَ اللَّهُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنْ أُمَّتِي ».(١)

359- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کی ران پر تھے اور آپ کہہ رہے تھے: "بے شک مجھے امید ہے کہ یہ میرا بیٹا سردار ہو گا، اور بے شک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر میری امت کے دو گروہوں کے مابین صلح کرائے گا۔"

---

(١) حسن: رواه النسائي في عمل اليوم والليلة (٢٥٣)، والبزار في مسنده (٦٦٦٤)

٣٦٠- عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ المقبري قَالَ: كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ جُلُوسًا، فَجَاءَ حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْه، فَرَدّ عَلَيْهِ القوم ومَضَى، وَأَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَعْلَمُ، فقيل له: هَذَا حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يسلم، فَلَحِقَهُ، فَقَالَ: وَعَلَيْكَ يَا سَيِّدِي، فقيل لَهُ: تَقُولُ: يَا سَيِّدِي؟ قَالَ: أَشْهَدُ أَنّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « إِنَّهُ لَسَيِّدٌ ». (١)

360- سعید بن ابی سعید مقبری سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے اور سلام کیا، لوگوں نے جواب دیا اور وہ چلے گئے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پتا نہ چل سکا، جب آپ سے کہا گیا کہ یہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہیں جو آپ سے سلام کر رہے ہیں، تو ان سے جا کر ملے اور کہا: اے میرے سردار! اور آپ پر بھی سلامتی ہو۔ آپ سے پوچھا گیا: آپ انھیں سردار کہہ رہے ہیں؟ فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے: "وہ سردار ہیں۔"

٤٠- باب في محبة النبي ﷺ للحسن بن علي وأخباره

حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کی محبت کا بیان اور انکے بارے میں کچھ مزید حدیثیں

٣٦١- عَنِ الْبَرَاء بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنُ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ: « اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ ». (٢)

361- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر تھے اور آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے: "اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔"

٣٦٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ، لاَ يُكَلِّمُنِي وَلاَ أُكَلِّمُهُ، حَتَّى جَاءَ سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ، ثُمَّ انْصَرَفَ حَتَّى أَتَى خِبَاءَ فَاطِمَةَ، فَقَالَ: « أَثَمَّ لُكَعُ، أَثَمَّ لُكَعُ ؟». يَعْنِي حَسَنًا، فَظَنَنَّا أَنَّهُ إِنَّمَا تَحْبِسُهُ أُمُّهُ

---

(١) **حسن**: رواه النسائي في عمل اليوم والليلة (٢٥٠)، وأبو يعلىٰ (٦٥٦١)، والطبراني في الكبير (٣/ ٢٤).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٤٩)، ومسلم (٢٤٢٢-٥٨).

لأَنْ تُغَسِّلَهُ وَتُلْبِسَهُ سِخَابًا، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ ».(١)

362- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے ایک وقت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، نہ آپ ﷺ مجھ سے کچھ فرمارہے تھے، نہ میں آپ ﷺ سے کچھ عرض کررہا تھا (یعنی خاموش چلے جاتے تھے) یہاں تک کہ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے، پھر آپ ﷺ لوٹے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر آئے اور پوچھا: "کیا یہاں چھوٹو ہے؟ کیا یہاں چھوٹو ہے؟" آپ کی مراد حسن رضی اللہ عنہ سے تھی، ہم سمجھ گئے کہ ان کی ماں نے ان کو نہلانے دھلانے اور ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے، لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں ایک دوسرے سے گلے ملے (یعنی رسول اللہ ﷺ اور حسن رضی اللہ عنہ)، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما، اور جو اس سے محبت کرے، اس سے بھی محبت فرما۔"

٣٦٣- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، فَيَقُولُ: « اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا ».(٢)

363- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ انھیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا لیتے اور فرماتے: "اے اللہ! تو انھیں اپنا محبوب بنا بلاشبہہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔"

٣٦٤- عَنْ زُهَيْرِ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ: بَيْنَمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَخْطُبُ بَعْدَمَا قُتِلَ عَلِيٌّ رضي الله عنه، إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَزْدِ آدَمُ طُوَالٌ، فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاضِعَهُ فِي حَبْوَتِهِ يَقُولُ: « مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّهُ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ »، وَلَوْلَا عَزْمَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا حَدَّثْتُكُمْ.(٣)

364- زہیر بن اقمر سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہما خطبہ دے رہے تھے کہ قبیلہ ازد سے ایک لمبا گندمی رنگ کا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢١٢٢)، ومسلم (٢٤٢١-٥٧)، والسياق لمسلم.
(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٣٥).
(٣) **حسن**: رواه أحمد (٢٣١٠٦) وصححه الحاكم (٣/ ١٧٣-١٧٤).

کو دیکھا، آپ انھیں (یعنی حسن رضی اللہ عنہ کو) اپنی گود میں لیے ہوئے کہہ رہے تھے: "جس کو مجھ سے محبت ہو وہ اس سے محبت کرے، جو یہاں حاضر ہے وہ دوسروں تک میری بات پہنچادیں۔" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکید سے یہ بات نہ کہتے تو میں تم لوگوں کو یہ بات نہ بتاتا۔

٣٦٥- عَنْ مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمُصُّ لِسَانَهُ -أَوْ قَالَ: شَفَتَهُ، يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ- وَإِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. (١)

365- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان کی زبان - یا کہا: ان کا ہونٹ چوس رہے تھے۔ - آپ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو مراد لے رہے تھے- اور بے شک اس زبان یا ان ہونٹوں کو ہرگز عذاب نہیں ہو سکتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوسا ہو۔

٣٦٦- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ. (٢)

366- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔

٣٦٧- عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ. (٣)

367- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، اور حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

٣٦٨- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهْوَ يَقُولُ: بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ، لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. (٤)

وفي لفظ له (٣٥٤٢): "صلَّى أبو بكر العصر، ثم خرج يمشي، فرأى الحسن يلعب مع الصبيان، فحمله على عاتقه.

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٦٨٤٨).

(٢) صحيح: رواه البخاري (٣٧٥٢).

(٣) صحيح: رواه البخاري (٣٥٤٣).

(٤) صحيح: رواه البخاري (٣٧٥٠).

368- عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرمارہے ہیں: میرے باپ ان پر فدا ہوں، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں، علی کے مشابہ نہیں ہیں اور علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرا رہے تھے۔

اور صحیح بخاری ہی کی ایک روایت (۳۵۴۲) کے الفاظ ہیں: ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی، پھر باہر ٹہلنے لگے، دیکھا کہ حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، آپ نے انھیں اپنے کندھے پر اٹھالیا۔

٣٦٩- عَنْ عَلِي بْن أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ: خَطَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ، قَالَ: فَبَاعَ عَلِيٌّ دِرْعًا لَهُ، وَبَعْضَ مَا بَاعَ مِنْ مَتَاعِهِ، فَبَلَغَ أَرْبَعَ مِائَةٍ وَثَمَانِينَ دِرْهَمًا. قَالَ: وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَجْعَلَ ثُلُثَيْهِ فِي الطِّيبِ، وَثُلُثًا فِي الثِّيَابِ، وَمَجَّ فِي جَرَّةٍ مِنْ مَاءٍ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَغْتَسِلُوا بِهِ. قَالَ: وَأَمَرَهَا أَنْ لَا تَسْبِقَهُ بِرِضَاعِ وَلَدِهَا. قَالَ: فَسَبَقَتْهُ بِرَضَاعِ الْحُسَيْنِ وَأَمَّا الْحَسَنُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ فِي فِيهِ شَيْئًا لَا نَدْرِي مَا هُوَ، فَكَانَ أَعْلَمَ الرَّجُلَيْنِ. (١)

369- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیٹی فاطمہ کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا، راوی نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ اور کچھ سامان بیچ دیا، جس کی مجموعی قیمت چار سو اسی (۴۸۰) درہم ہوئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ اس کا دو تہائی خوشبو وغیرہ میں لگا دو، اور ایک تہائی کپڑوں میں لگا دو، اور پانی کے ایک گھڑے میں آپ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا، پھر لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے غسل کر لیں۔ راوی نے کہا: اور فاطمہ کو حکم دیا کہ بچے کو دودھ پلانے میں جلدی نہ کریں۔ راوی نے کہا: لیکن انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو دودھ پلانے میں جلدی کر دی، البتہ حسن رضی اللہ عنہ کے منہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی چیز رکھ دی جسے ہم نہ جان سکے۔ چنانچہ وہ دونوں میں زیادہ علم والے اور سمجھ دار نکلے۔

٣٧٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ

---

(١) صحيح: رواه أبو يعلىٰ (٣٥٣) -ومن طريقه الضياء في المختارة (٦٨٤)- وابن سعد في الطبقات (٨/٢١).

يَخْطُبُ النَّاسَ، فَخَرَجَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضي الله عنهما فِي عُنُقِهِ خِرْقَةٌ يَجُرُّهَا، فَعَثَرَ فِيهَا فَسَقَطَ عَلَى وَجْهِهِ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ يُرِيدُهُ، فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ أَخَذُوا الصَّبِيَّ فَأَتَوْهُ بِهِ، فَحَمَلَهُ فَقَالَ: « قَاتَلَ اللهُ الشَّيْطَانَ، إِنَّ الْوَلَدَ فِتْنَةٌ، وَ اللهِ مَا عَلِمْتُ أَنِّي نَزَلْتُ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتَّى أُوتِيتُ بِهِ ».(١)

370- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ منبر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، اسی اثناء میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما نکلے، ان کی گردن میں ایک کپڑا لٹک رہا تھا جسے وہ گھسیٹ رہے تھے، اسی میں پھنس کر منہ کے بل گر پڑے، رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور ان کی طرف بڑھے، جب لوگوں نے دیکھا تو بچے کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے انھیں اٹھالیا اور فرمایا: "شیطان کو اللہ برباد کرے، بے شک اولاد آزمائش ہے، اللہ کی قسم! میں منبر سے کبھی نہیں اترا یہاں تک کہ میں اس اولاد سے نوازا گیا۔"

٤١- باب ما جاء في فضل الحسين بن علي

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣٧١- عَنْ جَابِرِ بن عَبد الله رضي الله عنهما قَالَ: « مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ »، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُهُ. (٢)

371- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو کسی جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھے، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا فرما رہے تھے۔

٣٧٢- عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رضي الله عنه، أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي السِّكَّةِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَ الْقَوْمِ وَبَسَطَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَفِرُّ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، وَيُضَاحِكُهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهُ، فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ ذَقَنِهِ وَالأُخْرَى فِي فَأْسِ رَأْسِهِ فَقَبَّلَهُ، وَقَالَ: « حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ

---

(١) حسن: رواه الطبراني في الكبير (٣/ ٣٣-٣٤).

(٢) حسن: رواه أحمد (١٣٧٢)، وأبو يعلىٰ (١٨٧٤)، وصحّحه ابن حبان (٦٩٦٦).

أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الأَسْبَاطِ ». (١)

372- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی ایک دعوت میں گئے، دیکھا تو حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے نکل گئے، اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لیے، حسین رضی اللہ عنہ بچے تھے، ادھر ادھر بھاگنے لگے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنسانے لگے، یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا، اور اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر کے پچھلے حصے پر رکھ کر بوسہ لیا، اور فرمایا: "حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے، اور حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہیں۔"

٣٧٣- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: أُتِيَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ رضي الله عنه فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا. فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ. (٢)

373- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ اس پر لکڑی مارنے لگا اور آپ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان (اہل بیت میں) سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انھوں نے "وسمة" کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔

٤٢- باب ما جاء في أخبار الحكم بن أبي العاص

حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبروں کا بیان

هو الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف القرشي الأموي، وهم عم عثمان بن عفان بن أبي العاص القرشي الأموي، وكان الحكم بن أبي العاص من مسلمة الفتح.

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٧٧٥)، وابن ماجه (١٤٤) -والسياق له-، والبخاري في الأدب المفرد (٣٦٤).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٤٨).

آپ حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی ہیں، اور یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ حکم بن ابی العاص فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔

٣٧٤- عَنْ عَبْدِ اللهِ الْبَهِيِّ، مَوْلَى الزُّبَيْرِ ﷺ، قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ، وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: وَاللَّهِ مَا اسْتَخْلَفَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَنْتَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيكَ ﴿وَٱلَّذِى قَالَ لِوَٰلِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ﴾[الأحقاف: ١٧] فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: كَذَبْتَ، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ أَبَاكَ. (١)

374- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مولی عبد اللہ بہی سے روایت ہے کہ میں مسجد (نبوی) میں تھا اور مروان خطبہ دے رہا تھا، عبد الرحمان بن ابی بکر نے کہا: اللہ کی قسم! آپ نے اپنی آل میں سے کسی کو جانشین نہیں بنایا، تو مروان نے کہا: یہ آیت تمھارے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے:

﴿وَٱلَّذِى قَالَ لِوَٰلِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ﴾ [الأحقاف: ١٧]

اور جس نے کہا اپنے والدین سے کہ تف ہے تم دونوں پر۔

عبد الرحمان نے کہا: تم نے جھوٹ کہا، البتہ رسول اللہ ﷺ نے تمھارے باپ پر لعنت بھیجی ہے۔

٣٧٥- عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى الْكَعْبَةِ وَهُوَ يَقُولُ: وَرَبِّ هَذِهِ الْكَعْبَةِ، لَقَدْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فُلَانًا، وَمَا وُلِدَ مِنْ صُلْبِهِ.

وفي رواية: لقد لعنَ اللهُ الحكمَ وما ولدَ على لسانه نبيه ﷺ. (٢)

375- امام شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا آپ خانہ کعبہ کو ٹیک لگائے ہوئے کہہ رہے تھے: اس کعبہ کے رب کی قسم ہے! اللہ کے رسول ﷺ نے فلاں پر اور اس کی صلبی اولاد پر لعنت بھیجی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: اللہ نے حکم پر اور اس کی اولاد پر اپنے نبی کریم ﷺ کی زبانی لعنت بھیجی ہے۔

---

(١) **حسن**: رواه البزار (٢٢٧٣).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (١٦١٢٨)، والبزار – كشف الأستار (١٦٢٣)-.

٣٧٦- عَنْ عَبْدِ الله بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ لِيَلْحَقَنِي، فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ :«لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِينٌ» فَوَالله مَا زِلْتُ وَجِلًا أَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا حَتَّى دَخَلَ فُلَانٌ يَعْنِي الحكَمَ.(١)

376- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور عمرو بن عاص کپڑا پہننے نکل چکے تھے تاکہ مجھ سے مل لیں، آپ ﷺ نے فرمایا اس حال میں کہ ہم وہیں بیٹھے تھے: "البتہ ضرور ایک ملعون شخص تمھارے پاس آئے گا۔" اللہ کی قسم! میں برابر خوف میں رہا، کبھی اندر آتا اور کبھی باہر جاتا، یہاں تک کہ دیکھا فلاں شخص آپہنچا، یعنی حکم۔ (دراصل آپ کو خدشہ تھا کہ کہیں عمرو بن عاص نہ آپہنچیں جو کپڑا پہننے گئے ہوئے ہیں)۔

٤٣- باب ما جاء في فضل حمزة بن عبد المطلب

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٧٧- عَنْ جَابِرِ بن عبد الله ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ».(٢)

377- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شہداء میں سب سے افضل حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔"

٤٤- باب في فضل خالد بن الوليد وأخباره

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٧٨- عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: « أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ -وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ- حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ

(١) صحيح: رواه أحمد (٦٥٢٠)، والبزار -كشف الأستار (١٦٢٥)-.
(٢) حسن: رواه الطبراني في الأوسط (٩٢٢).

حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ».(١)

وقوله: « **حتى فتح الله عليهم** » المراد بالفتح هنا هو انحياز خالد بن الوليد بعسكر المسلمين بحكمته السياسية عن موقع القتال بحيث لم يشعر الكفار بضعف المسلمين، ووصولهم سالمين المدينة النبوية، من أجل ذلك عبَّر بالفتح، والله أعلم.

378- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سناتے ہوئے فرمایا: "اب اسلامی جھنڈے کو زید لیے ہوئے ہیں اور وہ شہید کر دیے گئے، اب جعفر نے جھنڈا اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیے گئے، اب ابن رواحہ نے جھنڈا اٹھا لیا اور وہ بھی شہید کر دیے گئے۔" -آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے- پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔"

اس لڑائی میں فتح یابی سے مراد یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاسی حکمتِ عملی سے مسلم فوج کو میدانِ جنگ سے اس طرح نکال لیا کہ کافروں کو مسلمانوں کی کمزوری کا علم نہ ہو سکا، اور وہ مدینہ منورہ صحیح سالم پہنچ گئے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتح سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ اعلم

٣٧٩- عن أبي قَتَادَةَ ﷺ فَارِسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أن رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ – في قصة غزوة مؤته -: « ثُمَّ أَخَذَ اللِّوَاءَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْأُمَرَاءِ، هُوَ أَمَّرَ نَفْسَهُ » فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُصْبُعَيْهِ، وَقَالَ: « اللهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِكَ، فَانْصُرْهُ ».(٢)

379- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ موتہ کے موقعے پر فرمایا: "پھر جھنڈا خالد بن ولید نے پکڑا، جبکہ وہ امرائے فوج میں سے کوئی نہیں تھے، انھوں نے خود ہی امارت سنبھالی تھی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو اوپر اٹھایا اور کہا: "اے اللہ! وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد فرما۔"

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٥٧) و (٤٢٦٢).

(٢) **حسن**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨١٥٩)، وأحمد (٢٢٥٥١)، وصحّحه ابن حبان (٧٠٤٨)

٣٨٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ ﷺ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَيْشًا اسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، « فَإِنْ قُتِلَ زَيْدٌ -أَوِ اسْتُشْهِدَ-، فَأَمِيرُكُمْ جَعْفَرٌ، فَإِنْ قُتِلَ -أَوِ اسْتُشْهِدَ-، فَأَمِيرُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ » فَلَقَوا الْعَدُوَّ، فَأَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ جَعْفَرٌ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَتَى خَبَرُهُم النَّبِيَّ ﷺ، فَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: « إِنَّ إِخْوَانَكُمْ لَقَوا الْعَدُوَّ، وَإِنَّ زَيْدًا أَخَذَ الرَّايَةَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ - أَوِ اسْتُشْهِدَ- ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ بَعْدَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ - أَوِ اسْتُشْهِدَ- ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ - أَوِ اسْتُشْهِدَ- ثُمَّ أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ » الحديث. (١)

380- حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر ایک لشکر روانہ کیا اور فرمایا: "اگر زید قتل ہو جائیں -یا شہید ہو جائیں- تو تمھارے امیر جعفر ہوں گے، اگر وہ بھی قتل ہو جائیں -یا شہید ہو جائیں- تو تمھارے امیر عبد اللہ بن رواحہ ہوں گے۔" چنانچہ وہ لوگ گئے اور دشمنوں سے ملے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا سنبھال کر جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے، پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھا کر جہاد کیا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے، پھر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا اور انھوں نے بھی جہاد کیا اور شہید ہو گئے، پھر جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اٹھایا اور ان کے ہاتھ پر فتح نصیب ہوئی۔ ان کی خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی، چنانچہ آپ ﷺ نے آکر لوگوں کو بتایا، پہلے اللہ کی تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا اور فرمایا: "بے شک تمھارے بھائیوں کی دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی، بے شک پہلے زید نے جھنڈا سنبھالا اور لڑ کر شہید ہو گئے، پھر ان کے بعد جعفر بن ابی طالب نے سنبھالا یہاں تک کہ وہ بھی لڑ کر شہید ہو گئے، پھر عبد اللہ بن رواحہ نے سنبھالا یہاں تک کہ وہ لڑ کر شہید ہو گئے، پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے جھنڈا سنبھالا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔" الحدیث۔

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٧٥٠)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٥٥٠).

٣٨١- عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ قَالَ: قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ: لَوْ عَهِدْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: لَوْ أَدْرَكْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ ثُمَّ وَلَّيْتُهُ، ثُمَّ قَدِمْتُ عَلَى رَبِّي، فَقَالَ لِي: لِمَ استخْلَفْتَهُ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ يَقُولُ: « لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَإِنَّ أَمِينَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ »، وَلَوْ أَدْرَكْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ ثُمَّ وَلَّيْتُهُ، ثُمَّ قَدِمْتُ عَلَى رَبِّي، فَقَالَ لِي: مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ؟ لَقُلْتُ: سَمِعْتُ عَبْدَكَ وَخَلِيلَكَ يَقُولُ: « لَخَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ سَلَّهُ اللَّهُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ ».(١)

381- ابو العجفاء سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ امیر المومنین کاش آپ اپنا جانشین مقرر کر دیتے؟ فرمایا: اگر مجھے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مل جاتے تو ان کو ذمے دار بنا کر پھر میں اپنے رب کے پاس جاتا، پھر مجھ سے پوچھا جاتا: تم نے امتِ محمدیہ پر انھیں اپنا جانشین متعین کیوں کیا؟ تو میں کہتا: اے اللہ! میں نے تیرے بندے اور تیرے خلیل سے یہ کہتے ہوئے سنا تھا: "ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے، اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔" اور اگر میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پاتا تو ان کو ذمے دار بنا کر پھر اپنے رب کے پاس جاتا، اگر مجھ سے سوال ہوتا کہ تم نے امتِ محمدیہ کا ذمے دار انھیں کیوں بنایا؟ تو میں کہتا: میں نے تیرے بندے اور خلیل سے خالد کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے: "وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ نے مشرکین کے اوپر سونت رکھا ہے۔"

٣٨٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنْزِلاً، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّونَ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ هَذَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ ». فَأَقُولُ: فُلاَنٌ. فَيَقُولُ: « نِعْمَ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا » وَيَقُولُ: « مَنْ هَذَا؟ » فَأَقُولُ: فُلاَنٌ. فَيَقُولُ: « بِئْسَ عَبْدُ اللَّهِ هَذَا ». حَتَّى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ: « مَنْ هَذَا؟ ». فَقُلْتُ: هَذَا خَالِدُ

---

(١) حسن: رواه ابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني" (٦٩٧) والشاشي في مسنده (٦١٧) -والسياق له-.

بْنُ الْوَلِيدِ. فَقَالَ: « نِعْمَ عَبْدُ اللَّهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ ». (١)

382- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جگہ پر پڑاؤ کیا، جب لوگ آپ کے سامنے سے گزرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے: "ابوہریرہ! یہ کون ہے؟" میں کہتا: فلاں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "یہ اللہ کا کیا ہی اچھا بندہ ہے۔"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "یہ کون ہے؟" تو میں کہتا: فلاں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "یہ اللہ کا کیا ہی برا بندہ ہے۔" یہاں تک کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ کون ہے؟" میں نے عرض کی: یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خالد بن ولید اللہ کے کیا ہی اچھے بندے ہیں، وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔"

٤٥- باب ما جاء في خريم بن فاتك الأسدي

خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٨٣- عن أبي الدَّرداءِ ﷺ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: « نِعْمَ الرجُلُ خُرَيْمٌ الأسديُّ لولا طولُ جُمَّتِهِ، وإسبالُ إزارِهِ ». قال: فبلَغَ ذلك خُرَيْمًا؛ فَجَعَلَ يَأخُذُ شَفرةً، فيقطَعُ بِهَا شَعرَهُ إلى أنصافِ أُذنَيْهِ، ورفَعَ إزارَهُ إلى أنصافِ ساقَيْهِ، قَالَ: - يعني الراوي- فَأَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: دَخَلْتُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَإِذَا عِنْدَهُ شَيْخٌ جُمَّتُهُ فَوْقَ أُذُنَيْهِ وَرِدَاؤُهُ إِلَى سَاقَيْهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا: هَذَا خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ. (٢)

383- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خریم اسدی کیا ہی اچھے آدمی ہیں اگر ان کے سر کے بال بڑھے ہوئے نہ ہوتے، اور تہ بند ٹخنے سے نیچے نہ لٹکتا۔" یہ بات خریم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے چھری لے کر اپنے بالوں کو کاٹ کر کانوں کے برابر کر لیا، اور تہبند کو نصف پنڈلی تک اونچا کر لیا۔

راوی کہتے ہیں: میرے والد نے مجھے بتلایا: اس کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اس حال میں کہ

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٨٤٦).

(٢) حسن: رواه أبو داود (٤٠٨٩)، وأحمد (١٧٦٢٢).

ان کے پاس ایک شیخ بیٹھے ہوئے تھے جن کے سر کے بال کانوں تک تھے، اور چادر پنڈلی تک تھی، میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا: یہ خریم اسدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ الحدیث

٤٦- باب في فضل خزيمة بن ثابت الأنصاري وأخباره

خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٨٤- عن زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ: نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ، فَفَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الأَحْزَابِ، كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا، فَلَمْ أَجِدْهَا إِلاَّ مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ، وَهْوَ قَوْلُهُ: ﴿مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ﴾ [الأحزاب: ٢٣].(١)

والسبب الذي من أجله جعل شهادته شهادة رجلين في الحديث الآتي:

384- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب قرآن مجید کو ایک مصحف (کتابی) کی صورت میں جمع کیا جانے لگا تو میں نے سورۃ الاحزاب کی ایک آیت نہیں پائی جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ تلاشِ بسیار کے بعد وہ آیت, کریمہ مجھے صرف خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں ملی۔ یہ خزیمہ رضی اللہ عنہ وہی ہیں جن کی اکیلے کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی:

﴿مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا۟ مَا عَٰهَدُوا۟ ٱللَّهَ عَلَيْهِ﴾ [الأحزاب: ٢٣]

"مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنھوں نے وہ بات سچ کہی جس پر انھوں نے اللہ سے عہد کیا۔"

اور جس وجہ سے آپ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا، وہ درج ذیل حدیث میں آرہی ہے:

٣٨٥- عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، أَنَّ عَمَّهُ، حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ، وَأَسْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَشْيَ، وَأَبْطَأَ الأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الأَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُونَهُ

(١) صحيح: رواه البخاري (٢٨٠٧).

بِالْفَرَسِ، وَلاَ يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسَ وَإِلاَّ بِعْتُهُ. فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الأَعْرَابِيِّ، فَقَالَ: « أَوَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ ». فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: لاَ، وَاللَّهِ مَا بِعْتُكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « بَلَى قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ ». فَطَفِقَ الأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيدًا. فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ. فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ، فَقَالَ: « بِمَ تَشْهَدُ ». فَقَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.(١)

385- عمارہ بن خزیمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان کے چچا نے ان سے بیان کیا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دیہاتی سے ایک گھوڑا خریدا، آپ اس دیہاتی کو اپنے ساتھ لے آئے تاکہ گھوڑے کی قیمت ادا کر دیں، آپ ﷺ جلدی جلدی چلنے لگے، دیہاتی نے تاخیر کر دی، پس کچھ لوگ دیہاتی کے پاس آنا شروع ہوئے اور گھوڑے کا مول بھاؤ کرنے لگے اور وہ لوگ یہ نہ سمجھ سکے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے، چنانچہ دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: اگر آپ اسے خریدتے ہیں تو خرید لیجیے ورنہ میں نے اسے بیچ دوں گا، دیہاتی کی آواز سن کر نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "کیا میں نے تجھ سے اس گھوڑے کو خرید نہیں لیا؟" دیہاتی نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں نے یہ آپ کو نہیں بیچا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں؟ میں اسے تم سے خرید چکا ہوں۔" پھر دیہاتی یہ کہنے لگا کہ گواہ پیش کیجیے، تو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اسے نبی اکرم ﷺ کو فروخت کر چکے ہو۔ نبی اکرم ﷺ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: "تم کیسے گواہی دے رہے ہو؟" خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

٣٨٦- عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدِ اشْتَرَى فَرَسًا

---

(١) صحيح: رواه أبو داود (٣٦٠٧)، والنسائي (٤٦٤٨)، وأحمد (٢١٨٨٣)، والحاكم (٢/١٧-١٨).

مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَجَحَدَهُ الْأَعْرَابِيُّ الْبَيْعَ، فَقَالَ: لَمْ أَبِعْكَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « قَدْ بِعْتَنِي » فَمَرَّ عَلَيْهِمْ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ ﷺ، فَسَمِعَ قَوْلَهُمَا فَقَالَ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ بِعْتَ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: « وَمَا عِلْمُكَ بِذَلِكَ ولم تشهدنا؟ »، فقال ﷺ: قد شَهِدْنَا عَلَى مَا هُوَ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ. فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَتَهُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ حَتَّى مَاتَ خُزَيْمَةُ.(١)

وجعل النبي ﷺ شهادة خزيمة بن ثابت بشهادة رجلين دون غيره من أجل السبب الذي ذكر، ولا يقاس عليه غيره.

386- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ آپ ﷺ نے ایک دیہاتی سے ایک گھوڑا خرید رکھا تھا لیکن دیہاتی بیع (سودے) سے انکار کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں نے اسے آپ کو نہیں بیچا ہے اور نبی کریم ﷺ کہہ رہے تھے کہ تم نے مجھے بیچ دیا ہے۔ چنانچہ وہاں سے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا اور انھوں نے دونوں کی بات بھی سن لی تو فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے بیچا ہے، تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: "تمھیں اس بارے میں کیسے علم ہوا اور تم ہماری گواہی کیسے دے رہے ہو؟" عرض کی: ہم نے تو اس سے کہیں بڑی باتوں کی گواہی دے رکھی ہے، تو اس وقت نبی کریم ﷺ نے آپ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا، یہاں تک کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔

نبی کریم ﷺ نے مذکورہ واقعے کی وجہ سے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دی تھی، اس پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

٤٧- باب في فضل دحية بن خليفة الكلبي وأخباره

دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٨٧- عَنْ جَابِرٍ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « عُرِضَ عَلَيَّ الأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عليه السلام فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ

---

(١) حسن: رواه ابن أبي عمر في مسنده كما في المطالب العالية (٤٠١٩).

عَلَيْهِ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ -يَعْنِي نَفْسَهُ-، وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عليه السلام فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ ». وَفِي رِوَايَةِ ابن رمح: "دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ ". (١)

387- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انبیائے کرام علیہم السلام میرے سامنے لائے گئے تو موسیٰ علیہ السلام پھرتیلے بدن کے آدمی تھے، جیسے قبیلہ شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا، میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہوں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمھارے صاحب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور میں نے جبریل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت میں) دیکھا سب سے زیادہ ان کے مشابہ دحیہ ہیں۔" اور ابن رمح کی روایت میں ہے کہ "دحیہ بن خلیفہ ہیں۔"

٣٨٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ، قَالَ: كَانَ جِبْرِيلُ عليه السلام يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ فِي صُورَةِ دِحْيَةَ. (٢)

388- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے۔

٤٨- باب فضل رافع بن خديج

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٨٩- عَنْ امْرَأَةِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّ رَافِعًا رضي الله عنه رَمَى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ، أو يَوْمَ خَيْبَرَ بِسَهْمٍ فِي ثَنْدُوَتِهِ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، انْزِعِ السَّهْمَ، قَالَ: « يَا رَافِعُ، إِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَالْقُطْبَةَ جَمِيعًا، وَإِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَتَرَكْتُ الْقُطْبَةَ، وَشَهِدْتُ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّكَ شَهِيدٌ »، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَلِ انْزِعِ السَّهْمَ وَدَعِ الْقُطْبَةَ، وَاشْهَدْ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنِّي شَهِيدٌ، قَالَ: فَنَزَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السَّهْمَ وَتَرَكَ الْقُطْبَةَ.

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (١٦٧-٢٧١).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (٥٨٥٧) .

وزاد في رواية: فعاش بها حتى كان في خلافة معاوية، فانتفض به الجرح فمات بعد العصر. (١)

وامرأة رافع بن خديج هي أم عبد الحميد، ذكرها ابن حجر في الإصابة في القسم الأول من الصحابة. قوله: "فعاش بها حتى كان في خلافة معاوية" أي: مات في حدود ٧٣هـ أو ٧٤هـ.

389- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی سے روایت ہے کہ رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد یا خیبر میں تھے کہ ان کی چھاتی میں ایک تیر لگا، تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! تیر نکال دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے رافع! اگر تم چاہو تو تیر اور اس کا پھل دونوں نکال دیتے ہیں، اور اگر چاہو تو تیر نکال دیتے ہیں اور اس کا پھل چھوڑ دیتے ہیں، اور میں قیامت کے دن گواہی دوں گا کہ تم شہید ہو۔" عرض کی: اے اللہ کے رسول! صرف تیر ہی نکال دیں اور اس کا پھل چھوڑ دیں اور میرے لیے قیامت کے دن گواہی دے دیں کہ میں شہید ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر نکال دیا اور اس کا پھل چھوڑ دیا۔

اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس کے بعد بھی وہ زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پائی، پھر اندر سے زخم کھل گیا اور عصر کے بعد وفات پا گئے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام ام عبد الحمید ہے، ابن حجر رحمہ اللہ نے "الاصابہ" کے اندر انھیں صحابہ کی پہلی قسم میں ذکر کیا ہے۔

الفاظِ حدیث: "یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پائی۔" یعنی تقریباً ۷۳ھ یا ۷۴ھ کے لگ بھگ وفات پائی۔

٤٩- باب ما جاء في أخبار ربيعة بن كعب الأسلمي

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٩٠- عَنْ رَبِيعَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ الله ﷺ، فَقَالَ: « يَا

---

(١) حسن: رواه أحمد (٢٧١٢٨)، والطبراني في الكبير (٤/ ٢٨٢).

رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ »؟ قَالَ: قُلْتُ: والله يَا رَسُولَ الله، مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ، مَا عِنْدِي مَا يُقِيمُ المرْأَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ يَشْغَلَنِي عَنْكَ شَيْءٌ، فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَخَدَمْتُهُ مَا خَدَمْتُهُ، ثُمَّ قَال لِي الثَّانِيَةَ: « يَا رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ؟ » فَقُلْتُ: مَا أُرِيدُ أَنْ أَتَزَوَّجَ، مَا عِنْدِي مَا يُقِيمُ المرْأَةَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ يَشْغَلَنِي عَنْكَ شَيْءٌ، فَأَعْرَضَ عَنِّي، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى نَفْسِي، فَقُلْتُ: والله لَرَسُولُ الله ﷺ بِمَا يُصْلِحُنِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَعْلَمُ مِنِّي، والله لَئِنْ قَالَ: تَزَوَّجْ، لَأَقُولَنَّ: نَعَمْ يَا رَسُولَ الله، مُرْنِي بِمَا شِئْتَ، قَالَ: فَقَالَ: « يَا رَبِيعَةُ أَلَا تَزَوَّجُ؟ » فَقُلْتُ: بَلَى مُرْنِي بِمَا شِئْتَ، قَالَ: « انْطَلِقْ إِلَى آلِ فُلَانٍ، حَيٍّ مِنْ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ فِيهِمْ تَرَاخٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ رَسُولَ الله أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ لِامْرَأَةٍ مِنْهُمْ »، فَذَهَبْتُ، فَقُلْتُ لهمْ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ، فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِرَسُولِ الله، وَبِرَسُولِ رَسُولِ الله ﷺ، والله لَا يَرْجِعُ رَسُولُ رَسُولِ الله ﷺ إِلَّا بِحَاجَتِهِ، فَزَوَّجُونِي، وَأَلْطَفُونِي، وَمَا سَأَلُونِي الْبَيِّنَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ حَزِينًا، فَقَالَ لِي: « مَا لَكَ يَا رَبِيعَةُ؟ » فَقُلْتُ: يَا رَسُول الله، أَتَيْتُ قَوْمًا كِرَامًا، فَزَوَّجُونِي، وَأَكْرَمُونِي، وَأَلْطَفُونِي، وَمَا سَأَلُونِي بَيِّنَةً، وَلَيْسَ عِنْدِي صَدَاقٌ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: « يَا بُرَيْدَة الْأَسْلَمِيّ، اجْمَعُوا لَهُ وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ »، قَالَ: فَجَمَعُوا لِي وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَخَذْتُ مَا جَمَعُوا لِي، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: « اذْهَبْ بِهَذَا إِلَيْهِمْ، فَقُلْ: هَذَا صَدَاقُهَا »، فَأَتَيْتُهُمْ، فَقُلْتُ: هَذَا صَدَاقُهَا، فَرَضُوه، وَقَبِلُوهُ، وَقَالُوا: كَثِيرٌ طَيِّبٌ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حَزِينًا، فَقَالَ: « يَا رَبِيعَةُ مَا لَكَ حَزِينٌ؟ »، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله، مَا رَأَيْتُ قَوْمًا أَكْرَمَ مِنْهُمْ، رَضُوا بِمَا آتَيْتُهُمْ، وَأَحْسَنُوا، وَقَالُوا: كَثِيرًا طَيِّبًا، وَلَيْسَ عِنْدِي مَا أُولِمُ قَالَ: « يَا بُرَيْدَةُ اجْمَعُوا لَهُ شَاةً »، قَالَ: فَجَمَعُوا لِي كَبْشًا عَظِيمًا سَمِينًا، فَقَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: « اذْهَبْ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْ لَهَا فَلْتَبْعَثْ بِالْمِكْتَلِ الَّذِي فِيهِ الطَّعَامُ » قَالَ: فَأَتَيْتُهَا،

فَقُلْتُ لَهَا مَا أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ الله ﷺ، فَقَالَتْ: هَذَا الْمِكْتَلُ فِيهِ تِسْعُ آصُعٍ شَعِيرٍ، لَا، والله إِنْ أَصْبَحَ لَنَا طَعَامٌ غَيْرُهُ، خُذْهُ فَأَخَذْتُهُ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَخْبَرْتُهُ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ ﵂ ، فَقَالَ: « اذْهَبْ بِهَذَا إِلَيْهِمْ فَقُلْ: لِيُصْبِحْ هَذَا عِنْدَكُمْ خُبْزًا »، فَذَهَبْتُ إِلَيْهِمْ، وَذَهَبْتُ بِالْكَبْشِ، وَمَعِي أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَقَالَ: لِيُصْبِحْ هَذَا عِنْدَكُمْ خُبْزًا وَهَذَا طَبِيخًا، فَقَالُوا: أَمَّا الْخُبْزُ فَسَنَكْفِيكُمُوهُ، وَأَمَّا الْكَبْشُ فَاكْفُونَا أَنْتُمْ، فَأَخَذْنَا الْكَبْشَ أَنَا وَأُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَذَبَحْنَاهُ، وَسَلَخْنَاهُ، وَطَبَخْنَاهُ، فَأَصْبَحَ عِنْدَنَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ، فَأَوْلَمْتُ، وَدَعَوْتُ رَسُولَ الله ﷺ.

ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَعْطَانِي أَرْضًا، وَأَعْطَانِي أَبُو بَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَت الدُّنْيَا، فَاخْتَلَفْنَا فِي عِذْقِ نَخْلَةٍ، فَقُلْتُ أَنَا: هِيَ فِي حَدِّي، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هِيَ فِي حَدِّي، فَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهَهَا وَنَدِمَ، فَقَالَ لِي: يَا رَبِيعَةُ رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتَّى تَكُونَ قِصَاصًا، قَالَ: قُلْتُ: لَا أَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَتَقُولَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُولَ الله ﷺ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ، قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ، وَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَانْطَلَقْتُ أَتْلُوهُ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ، فَقَالُوا لِي: رَحِمَ الله أَبَا بَكْرٍ فِي أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعْدِي عَلَيْكَ رَسُول الله ﷺ؟ وَهُوَ قَالَ لَكَ مَا قَالَ! فَقُلْتُ: أَتَدْرُونَ مَا هَذَا؟ هَذَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، هَذَا ثَانِيَ اثْنَيْنِ، وَهَذَا ذُو شَيْبَةِ الْمُسْلِمِينَ، إِيَّاكُمْ، لا يلتفت فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُونِي عَلَيْهِ فَيَغْضَبَ، فَيَأْتِيَ رَسُولَ الله ﷺ فَيَغْضَبَ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبَ الله عَزَّ وَجَلَّ لِغَضَبِهِمَا، فَيُهْلِكَ رَبِيعَةَ، قَالُوا: مَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: اِرْجِعُوا قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَتَبِعْتُهُ وَحْدِي، حَتَّى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثَهُ الحدِيثَ كَمَا كَانَ، فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ، فَقَالَ: « يَا رَبِيعَةُ مَا لَكَ وَلِلصِّدِّيقِ؟ » قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله كَانَ كَذَا، كَانَ كَذَا، قَالَ لِي كَلِمَةً كَرِهَهَا، فَقَالَ لِي: قُلْ كَمَا قُلْتُ حَتَّى يَكُونَ قِصَاصًا، فَأَبَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: « أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، وَلَكِنْ قُلْ: غَفَرَ الله لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ »،

فَقُلْتُ: غَفَرَ الله لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ. قَالَ الحسَنُ: فَوَلَّى أَبُو بَكْرٍ ﷺ وَهُوَ يَبْكِي. (١)

390- حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا، ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟" میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں شادی نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس کی بنیاد پر عورت میرے پاس باقی رہ سکے، اور میں چاہتا بھی نہیں کہ کسی بھی چیز کی وجہ سے آپ سے مشغول ہو جاؤں، چنانچہ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کر لیا، پھر میں آپ کی خدمت کرتا رہا، کچھ عرصہ بعد پھر آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ کہا: "اے ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟" میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں شادی نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس کی بنیاد پر عورت میرے پاس باقی رہ سکے، اور میں چاہتا بھی نہیں کہ کسی بھی چیز کی وجہ سے آپ سے مشغول ہو جاؤں، چنانچہ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کر لیا، پھر میں نے خود پر غور کیا اور کہا: اللہ کی قسم! میرے لیے دنیا اور آخرت میں جو کچھ بہتر ہے اسے اللہ کے رسول ﷺ مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں، اللہ کی قسم! اب اگر آپ کہیں کہ شادی کر لو، تو میں ضرور کہوں گا: اللہ کے رسول ٹھیک ہے، آپ جو چاہیں حکم فرمائیں۔ کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟" میں نے کہا: ضرور، آپ حکم فرمائیں جو چاہیں۔ فرمایا: "فلاں انصاری قبیلے میں فلاں کے پاس چلے جاؤ، -ان کے اندر نبی کریم ﷺ کے متعلق بڑی نرمی تھی-، اور جا کر ان سے کہو: بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ تم لوگ فلاں عورت سے میری شادی کر دو۔" چنانچہ میں گیا اور ان سے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ تم لوگ میری فلاں عورت سے شادی کر دو۔ ان لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو خوش آمدید، اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا قاصد اپنی حاجت پوری کیے بغیر واپس نہیں جا سکتا۔ چنانچہ ان لوگوں نے میری شادی کر دی، اور میرے ساتھ بڑی نرمی برتی اور مجھ سے کوئی گواہی بھی نہیں طلب کی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس غمگین ہو کر واپس ہوا، تو مجھ سے کہا: "اے ربیعہ! تمھیں کیا ہوا؟" میں نے عرض کی: اے اللہ کے

---

(١) حسن: رواه أحمد (١٦٥٧٧) -والسياق له-، وأبو داود الطيالسي (١٢٦٩)، والطبراني في الكبير (٥/٥٢).

رسول! میں ایک بہت فیاض قوم کے پاس گیا تھا، انھوں نے میری شادی کی اور بڑی عزت دی اور میرے ساتھ بڑی نرمی برتی اور کوئی گواہی بھی طلب نہیں کی، اور میرے پاس مہر بھی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے بریدہ اسلمی: ان کے لیے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا اکٹھا کرو۔"

راوی کہتے ہیں: چنانچہ انھوں نے میرے لیے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا اکٹھا کیا، میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: "اسے لے کر ان کے پاس جاؤ اور کہو یہ اس کا حق مہر ہے۔" میں لے کر ان کے پاس آیا اور کہا: یہ اس کا حق مہر ہے، وہ راضی ہو گئے اور قبول کر لیا اور کہا: بہت زیادہ ہے اور اچھا ہے۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس غمگین ہو کر واپس آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: "اے ربیعہ! کیوں تم غمگین ہو؟" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے ان سے زیادہ فیاض اور عزت والی قوم نہیں دیکھی، جو میں نے دیا اس پر وہ راضی ہو گئے اور میرے ساتھ بھلائی کی اور کہا: یہ بہت زیادہ ہے اور اچھا ہے، اور اس وقت میرے پاس دعوتِ ولیمہ کے لیے کچھ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے بریدہ! ان کے لیے ایک بکری لے کر آؤ۔" چنانچہ وہ لوگ میرے لیے ایک بڑا موٹا تازہ بکرا لے کر آئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: "عائشہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ برتن بھیج دیں جس میں غلہ رکھا ہوا ہے۔" میں ان کے پاس آیا اور عرض کی جو کچھ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے کہا تھا، تو انھوں نے کہا: یہ برتن ہے جس میں نو صاع جَو ہیں، اللہ کی قسم! اس کے سوا ہمارے پاس کوئی غلہ نہیں ہے، اسے لے جاؤ، چنانچہ میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کی خبر دی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے ان کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ اس سے روٹیاں بنالیں۔" انھوں نے کہا: روٹی کی ذمے داری تو ہماری ہے اور بکرے کی ذمے داری تم لے لو۔ چنانچہ بکرے کو ہم نے اور قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں نے لیا اور اسے ذبح کیا، اس کی کھال اتار کر اسے پکانے لگے، اسی طرح روٹی اور گوشت تیار ہو گیا، اور میں نے اس طرح ولیمہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی دعوت دی۔

پھر کہتے ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے زمین کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی زمین کا ایک ٹکڑا دیا، اور دنیا میرے قدموں میں آ گئی، تو ہم کھجور کے ایک درخت کے بارے میں جھگڑ پڑے، میں نے کہا: یہ میری حدود میں ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری حدود میں ہے، اس طرح میرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیچ میں کہا سنی ہو گئی، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسی بات کہہ دی کہ اسے ناپسند کیا اور پھر

شرمندہ بھی ہوئے، پھر مجھ سے کہا: اے ربیعہ! ویسے ہی تم بھی مجھے کہو تاکہ قصاص پورا ہو جائے، میں نے کہا: میں ایسا نہیں کر سکتا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ضرور کہو گے یا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، میں نے کہا: میں ایسا نہیں کر سکتا، کہتے ہیں: انھوں نے زمین بھی چھوڑ دی، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے، پیچھے پیچھے میں چلا گیا، قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ بھی میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اللہ رحم کرے، کس چیز کے بارے میں یہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تم کو لائے ہیں؟ حالانکہ انھوں نے تمھیں ایسی ایسی بات کہی، میں نے کہا: کیا تم لوگوں کو پتا ہے یہ کون ہیں؟ یہ ابو بکر صدیق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار ثانی اثنین ہیں، اور یہ مسلمانوں کے بزرگی والے ہیں، تم لوگ دور رہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کی طرف متوجہ ہو جائیں یہ دیکھ کر کہ تم لوگ میری مدد کرنے لگے ہو، پھر غصہ ہو جائیں، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی وجہ سے غصے ہو جائیں۔ پھر ان دونوں کی وجہ سے اللہ عزوجل بھی غصہ ہو جائے، اور پھر ربیعہ برباد ہو جائے گا، لوگوں نے عرض کی: پھر تم ہمیں کیا حکم کرتے ہو؟ فرمایا: تم لوگ واپس چلے جاؤ، کہتے ہیں: ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، ان کے پیچھے پیچھے میں بھی تنہا گیا، یہاں تک کہ وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پورا واقعہ سنایا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: "اے ربیعہ! تمھارا صدیق کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! معاملہ ایسا ایسا تھا، اور انھوں نے میرے متعلق ایسی بات کہی جسے انھوں نے خود ناپسند کیا، پھر مجھ سے کہا: تم بھی ایسے ہی کہو، تاکہ بدلہ پورا ہو جائے تو میں نے انکار کر دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ٹھیک ہے، ویسا جواب مت دو، بلکہ کہو: اے ابو بکر! اللہ آپ کو معاف فرمائے۔" چنانچہ میں نے کہا: اے ابو بکر! اللہ آپ کو معاف فرمائے۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اس حال میں کہ رو رہے تھے۔

٥٠- باب فضل زاهر بن حرام الأشجعي

زاہر بن حرام اشجعی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٩١- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ زَاهِرًا كَانَ يُهْدِي لِلنَّبِيِّ ﷺ الْهَدِيَّةَ مِنْ الْبَادِيَةِ فَيُجَهِّزُهُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

« إِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا، وَنَحْنُ حَاضِرُوهُ »، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّهُ وَكَانَ رَجُلًا دَمِيمًا فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهُ، فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَ لَا يُبْصِرُهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَرْسِلْنِي، مَنْ هَذَا؟ فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ ﷺ، فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا أَلْصَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ عَرَفَهُ، وَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟ ». فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذًا وَاللَّهِ تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « لَكِنْ عِنْدَ اللَّهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ ». أَوْ قَالَ: « لَكِنْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْتَ غَالٍ ».(١)

391- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی جس کا نام زاہر تھا نبی کریم ﷺ کو ہدیہ بھیجا کرتا تھا، جب وہ واپس جانے لگتا تو نبی مکرم ﷺ بھی اسے تحفہ دے کر رخصت کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یقیناً زاہر ا ہمارا دیہاتی بھائی ہے اور ہم اس کے شہری بھائی ہیں۔" اور نبی کریم ﷺ اس سے محبت کرتے تھے، اور وہ ایک بدصورت آدمی تھا۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ اپنا سامان فروخت کر رہا تھا پیچھے سے اسے گلے لگا لیا، جبکہ وہ شخص آپ کو دیکھ نہ سکا، بولا: مجھے چھوڑ دو، کون ہو؟ منہ موڑا تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ہیں، تو پہچاننے کے بعد زور سے اپنی پشت نبی کریم ﷺ کے سینے سے لگانے لگا، اور رسول اللہ ﷺ کہنے لگے: "اس غلام کو کون خریدے گا؟" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! تب تو میں آپ کے لیے بڑے گھاٹے کا سودا ثابت ہوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لیکن اللہ کے نزدیک تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو۔" یا یہ کہا: "لیکن تم اللہ کے نزدیک بہت مہنگے ہو۔"

٣٩٢- عن زَاهِرِ بْنِ حَرَامٍ أن رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَآهُ فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ، يَبِيعُ سِلْعَةً لَهُ، وَلَمْ يَكُنْ أَتَاهُ -يَعْنِي: فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ- فَاحْتَضَنَهُ مِنْ وَرَاءِ كَتِفِهِ، فَالْتَفَتَ فَأَبْصَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، فَقَبَّلَ كَفَّهُ، فَقَالَ: « مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟» فَقَالَ: إِذًا تَجِدُنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ كَاسِدًا، قَالَ: « لَكِنَّكَ عِنْدَ اللَّهِ رَبِيحٌ » ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لِكُلِّ

---

(١) **صحيح**: رواه عبد الرزاق (١٩٦٨٨)، ومن طريقه أحمد (١٢٦٤٨)، والترمذي في الشمائل (٢٣٩).

حَاضِرِ بَادِيَةٌ، وَبَادِيَةُ آلِ مُحَمَّدٍ زَاهِرُ بْنُ حَرَامٍ ». (١)

392- زاہر بن حرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں مدینہ کے بازار میں دیکھا کہ وہ اپنا سامان بیچ رہے ہیں، جبکہ آپ اس وقت نہیں آتے تھے- آپ ﷺ نے پیچھے سے انھیں گلے لگا لیا، جب وہ مڑے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، چنانچہ آپ کی ہتھیلی چومنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس غلام کو کون خریدے گا؟" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تب تو آپ مجھے بڑے گھاٹے والا پائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لیکن اللہ کے نزدیک تم نفع بخش ہو۔" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر شہری کا ایک دیہاتی ہوتا ہے اور آلِ محمد کا دیہاتی زاہر بن حرام ہے۔"

٥١- باب فضل زيد بن أرقم وأخباره

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٩٣- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﷺ ، قَالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ، يَقُولُ: لاَ تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي، أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: مَا أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَقَتَكَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ﴾[المنافقون:١]، فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: « إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ ». (٢)

393- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک غزوے (غزوۂ تبوک) میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ جو لوگ (مہاجرین) رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہیں ان پر خرچ نہ کرو، تاکہ وہ خود ہی رسول اللہ ﷺ سے جدا ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا: اب

---

(١) حسن: رواه البزار -كشف الأستار (٢٧٣٤)-، والطبراني في الكبير (٥/ ٣١٥).
(٢) متفق عليه: رواه البخاري (٤٩٠٠) ومسلم (١:٢٧٧٢).

اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے کیا، یا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ (راوی کو شک تھا) انھوں نے اس کا ذکر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا میں نے تمام باتیں آپ کو سنا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ انھوں نے قسم کھالی کہا کہ ہم نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جھوٹا سمجھا اور عبد اللہ کو سچا سمجھا۔ مجھے اس کا اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر میں گھر میں بیٹھ رہا۔ میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی:

﴿ إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ ﴾ [المنافقون:١]

"جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں۔"

اس کے بعد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور اس سورت کی تلاوت کی اور فرمایا: "اے زید! اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا کر دیا ہے۔"

٣٩٤- عَنْ أَنَس بْن مَالِكٍ ﷺ قَالَ: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي، يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَلأَبْنَاءِ الأَنْصَارِ ». وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي: « أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ ». فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ: هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأُذُنِهِ ».(١)

ورواه مسلم (٢٥٠٦) في فضائل الصحابة من وجه آخر عن زيد بن أرقم مرفوعًا وذكر فيه: « **أبناء أبناء الأنصار** » من غير شك.

394- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقامِ حرہ میں جو لوگ شہید کر دیے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انھوں نے مجھے لکھا کہ انھوں نے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٩٠٦)

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: "اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔" عبداللہ بن فضل کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا (کہ حضرت زید بن ارقم کون ہیں؟) تو انھوں نے کہا کہ وہی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: "یہی وہ شخص ہیں جن کے کان سے سنی ہوئی خبر کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند (٢٥٠٦) سے روایت کیا ہے جس میں بغیر شک کے یہ الفاظ موجود ہیں: "انصار کے بیٹوں کے بیٹے۔"

٣٩٥- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَالَ: أَصَابَنِي رَمَدٌ فَعَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: فَلَمَّا بَرَأْتُ خَرَجْتُ، قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: « أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ عَيْنَاكَ لِمَا بِهِمَا مَا كُنْتَ صَانِعًا؟ ». قَالَ: قُلْتُ: لَوْ كَانَتَا عَيْنَايَ لِمَا بِهِمَا صَبَرْتُ وَاحْتَسَبْتُ، قَالَ: « لَوْ كَانَتْ عَيْنَاكَ لِمَا بِهِمَا، ثُمَّ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ، لَلَقِيتَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا ذَنْبَ لَكَ ». قَالَ إِسْمَاعِيلُ: "ثُمَّ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ، لَأَوْجَبَ اللهُ لَكَ الْجَنَّةَ. (١)

وتوفي زيد بن أرقم سنة ٦٦ أو ٦٨ هـ.

395- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی، تو میری عیادت کے لیے نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ جب میں صحت یاب ہو کر نکلا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: "اگر تمھاری آنکھیں اسی طرح رہتیں جیسی تھیں تو تم کیا کرتے؟" میں نے کہا: اگر میری آنکھیں اسی رہتیں تو میں صبر کرتا اور اللہ سے اجر کی امید کرتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمھاری آنکھیں اسی طرح رہتیں پھر تم صبر کرتے اور اجر کی امید رکھتے، تو تم اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کرتے کہ تمھارے پاس کوئی گناہ نہ ہوتا۔" اسماعیل نے کہا: "پھر تم صبر کرتے اور اجر کی امید کرتے تو اللہ تعالی تمھارے لیے جنت واجب کر دیتا۔"

اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ ٦٦ھ یا ٦٨ھ میں ہوئی ہے۔

---

(١) حسن: رواه أحمد (١٩٣٤٨) - واللفظ له -، وأبو داود (٣١٠٢)، وصحّحه الحاكم (٣٤٢/١).

٥٢- باب ما جاء أن زيد بن حارثة من أحب الناس إلى النبي ﷺ

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے

٣٩٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَأَيْمُ اللَّهِ، إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ ».(١)

وفي لفظ: "إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: « إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ -يُرِيدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ- فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَيْمُ اللَّهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لَهَا. وَأَيْمُ اللَّهِ إِنْ كَانَ لأَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ. وَايْمُ اللَّهِ إِنَّ هَذَا لَهَا لَخَلِيقٌ -يُرِيدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ- وَأَيْمُ اللَّهِ إِنْ كَانَ لأَحَبَّهُمْ إِلَيَّ مِنْ بَعْدِهِ، فَأُوصِيكُمْ بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ صَالِحِيكُمْ ». رواه مسلم (٢٤٢٦-٦٤).

396- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر تیار کیا اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا، اور اللہ کی قسم! وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔"

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: "اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کر رہے ہو -مراد سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے- تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اللہ کی قسم! وہ اس سرداری کے لائق تھا اور وہ سب لوگوں میں مجھے زیادہ پیارا تھا۔ اور اللہ کی قسم! اب اس کے بعد اسامہ سب لوگوں میں مجھے زیادہ پیارا ہے۔ اور میں تم کو اسامہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تم میں نیک بخت لوگوں میں سے ہے۔" (مسلم: ۲۴۲۶-۶۴)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٣٠) ومسلم (٢٤٢٦-٦٣).

٣٩٧- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّه كَانَ يَقُولُ: مَا كُنَّا نَدْعُو زَيْدَ بْنِ حَارِثَةَ إِلاَّ زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَتَّى نَزَلَ فِيْ الْقُرْآنِ: ﴿ٱدْعُوهُمْ لِآبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ ٱللَّهِ﴾ [الأحزاب: ٥]. (١)

397- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے (اس وجہ سے کہ آپ ﷺ نے ان کو متبنیٰ بنالیا تھا) یہاں تک کہ قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ٱدْعُوهُمْ لِآبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ ٱللَّهِ﴾[الأحزاب:٥]

"پکارو ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرکے یہ اچھا ہے اللہ کے نزدیک۔"

٣٩٨- عَنْ جَبَلَة بْن حَارِثَةَ، أَخي زَيْدٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْعَثْ مَعِي أَخِي زَيْدًا. قَالَ: « هُوَ ذَا، فَإِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعْهُ ». قَالَ زَيْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لاَ أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا. قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي. (٢)

واستشهد زيد بن حارثة في حياة رسول الله ﷺ يوم مؤتة سنة ٨هـ، وهو ابن خمس وخمسين عاما.

398- حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجیے، آپ نے فرمایا: "وہ موجود ہیں اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو میں اسے نہیں روکوں گا۔" یہ سن کر زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ کے مقابلے میں کسی اور کو اختیار نہیں کر سکتا۔ جبلہ کہتے ہیں: تو میں نے دیکھا کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے سے افضل تھی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں جنگِ موتہ میں سنہ ٨ ہجری کے اندر ٥٥ سال کی عمر میں شہید ہو گئے تھے۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٧٨٢)، ومسلم (٢٤٢٥-٦٢).

(٢) **صحيح**: رواه الترمذي (٣٨١٥)، وابن قانع في معجم الصحابة (١/١٦١).

٣٩٩- عَنِ بُرَيْدَةَ بن الحصيب ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: « دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِجَارِيَةٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتِ؟ قَالَتْ: لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ »، فَبَشَّرَهُ بِهَا حِينَ أَصْبَحَ. (١)

399- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کل رات میں جنت میں داخل ہوا جہاں ایک لڑکی کو دیکھا، پوچھا: تم کس کے لیے ہو؟ کہا: زید بن حارثہ کے لیے۔" چنانچہ جب صبح ہوئی تو انھیں اس کی خوش خبری دے دی۔

٤٠٠- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ ﷺ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا. (٢)

ورواه ابن حبان (٧١٧٤) بلفظ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَمَعَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ تِسْعَ غَزَوَاتٍ، أَمَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْنَا.

400- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوا، اور میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی غزوے میں شریک ہوا، جن میں آپ ﷺ نے انھیں ہم لوگوں پر امیر بنایا تھا۔

اور ابن حبان (۷۱۷۴) نے اسے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوا، اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نو غزوات میں شریک ہوا، ان کو ہم لوگوں پر رسول اللہ ﷺ نے امیر بنا رکھا تھا۔

٤٠١- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فِي جَيْشٍ قَطُّ إِلَّا أَمَّرَهُ عَلَيْهِمْ، وَلَوْ بَقِيَ بَعْدَهُ لاسْتَخْلَفَهُ. (٣)

401- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی کسی لشکر میں زید بن حارثہ کو بھیجا انھیں لوگوں کا امیر ضرور بنایا، اگر وہ زندہ رہتے تو خلیفہ انہیں کو بناتے۔

---

(١) حسن: رواه ابنُ أبي عاصم في الآحاد والمثاني (٢٥٦).
(٢) متفق عليه: رواه البخاري (٤٢٧٢)، ومسلم (١٨١٥: ١٤٨).
(٣) حسن: رواه الإمام أحمد (٢٥٨٩٨)

٥٣- باب فضل سالم مولى أبي حذيفة

ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٤٠٢- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: « أَيْنَ كُنْتِ؟ ». قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِكَ لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ. قَالَتْ: فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتَّى اسْتَمَعَ لَهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ، فَقَالَ: « هَذَا سَالِمٌ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ. الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هَذَا ».(١)

402- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک روز میں نے عشاء کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے میں دیر کر دی، جب میں آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کہاں تھیں؟“ میں نے کہا: آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص کی تلاوت سن رہی تھی، ویسی تلاوت اور ویسی آواز میں نے کسی سے نہیں سنی، یہ سنتے ہی آپ ﷺ کھڑے ہوئے، اور آپ ﷺ کے ساتھ میں بھی کھڑی ہوئی، آپ نے اس شخص کی قراءت سنی، پھر آپ میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”یہ ابو حذیفہ کے غلام سالم ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسا شخص پیدا کیا۔“

ومن أخبار سالم مولى أبي حذيفة أنه كان أكثر الناس قرآنا:

اور ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کی فضیلت یہ بھی ہے کہ لوگوں میں آپ سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے تھے۔

٤٠٣- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الأَوَّلُونَ الْعُصْبَةَ - مَوْضِعٌ بِقُبَاءٍ- قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا. (٢)

ورواه البخاري أيضا (٧١٧٥) من طريق آخر قال: كان سالم مولى أبي حذيفة

---

(١) **صحيح**: رواه ابن ماجه (١٣٣٨)، وأحمد (٢٥٣٢٠)، وصحّحه الحاكم (٣/٢٢٦).
(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٦٩٢).

يؤم المهاجرين الأولين وأصحاب النبي ﷺ في مسجد قباء، فيهم أبو بكر وعمر وأبو سلمة وزيد وعامر بن ربيعة.

403- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد سے قبل جب اولین مہاجرین قباء کے مقام "عصبہ" پر پہنچے، تو ان کی امامت ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے۔ آپ کو قرآن مجید سب سے زیادہ یاد تھا۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند (۷۱۷۵) سے روایت کیا ہے کہ ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ مسجد قباء میں مہاجرین اولین اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی امامت کیا کرتے تھے، جن میں ابو بکر، عمر، ابو سلمہ، زید اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم ہوا کرتے تھے۔

٥٤- باب فضل السائب بن يزيد بن سعيد الكندي

سائب بن یزید بن سعید کندی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٤٠٤- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رضي الله عنهما، قَالَ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعَ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ. مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. (١)

وهو من صغار الصحابة، مات سنة ٩١هـ، وهو آخر من مات منهم بالمدينة.

404- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا بھانجا بیمار ہو گیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے میرے سر پر دستِ مبارک پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے وضو کیا تو میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی پیا، پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہو گیا اور میں نے ہنس پرندے کے انڈے کے مانند مہرِ نبوت کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھا۔

آپ صغار صحابہ کرام میں سے ہیں، ۹۱ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی، آپ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخری تھے۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥٤١)، ومسلم (٢٣٤٥-١١١).

٥٥- باب ما جاء في فضائل سعد بن عبادة

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

هو سعد بن عبادة أبو قيس سيد الخزرج، كان يرجع كل ليلة إلى أهله بثمانين من أهل الصفة يُعشيهم. ومات سنة أربع عشر بحوران، قتله الجن عندما ما بال قائما في نفق فمات في حاله.

آپ سعد بن عبادہ ابو قیس رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کے سردار ہیں۔ آپ ہر رات اہلِ صفہ میں سے ۸۰ لوگوں کو اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۴ ہجری میں مقام حوران میں ہوئی، جنوں نے آپ کو قتل کر دیا تھا جب کہ آپ نے کھڑے ہو کر ایک سوراخ میں پیشاب کر دیا تھا اور اسی وقت وفات پا گئے تھے۔

٤٠٥- عَنِ الْمُغِيرَةِ بن شعبة ﷺ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ﷺ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ. فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: « أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ؟ لأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي ».(١)

405- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو درگزر کیے بغیر اسے تلوار سے مار ڈالوں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمھیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے۔ میں ان سے بھی بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔"

٤٠٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ وَجَدْتُ مَعَ أَهْلِي رَجُلاً لَمْ أَمَسَّهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « نَعَمْ ». قَالَ: كَلاَّ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ لأُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذَلِكَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ إِنَّهُ لَغَيُورٌ، وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي ».(٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٨٤٦)، ومسلم (١٤٩٩:١٧).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (١٤٩٨:١٦).

406- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو میں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں جب تک چار گواہ نہ لاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک۔" سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا، میں اس کا علاج اس سے پہلے تلوار سے کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو! تمھارے سردار کیا کہتے ہیں، وہ بڑے غیرت دار ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت دار ہوں اور اللہ جل جلالہ مجھ سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔"

٥٦- باب في فضائل سعد بن معاذ الأنصاري

سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

وهو سيد الأوس، واستشهد من سهم أصابه بالخندق بعد غزوة بني قريظة سنة ٥هـ.

آپ قبیلہ اوس کے سردار ہیں، سنہ ۵ ہجری میں غزوۂ بنو قریظہ کے بعد غزوۂ خندق میں ایک تیر لگنے سے آپ شہید ہو گئے تھے۔

٤٠٧- عَنِ الْبَرَاء ﷺ يقول: أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ حُلَّةُ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمْسَحُونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا فَقَالَ: « أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوْ أَلْيَنُ ». (١)

407- حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی جوڑا بطور ہدیہ پیش کیا گیا، تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: "تمھیں اس کی نرمی پر تعجب ہے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں۔" یا فرمایا: "اس سے کہیں زیادہ نرم ونازک ہیں۔"

٤٠٨- عَنْ أَنَس ﷺ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: « وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٠٢)، ومسلم (٢٤٦٨).

مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا ».(١)

وفي لفظ لمسلم (٢٤٦٩): "إن أكيدر دومة الجندل أهدى لرسول الله ﷺ حلة ...".

408- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں باریک قسم کے ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ ریشم کے استعمال سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے۔ صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی (کہ کتنا عمدہ ریشم ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (تمھیں اس پر حیرت ہے): "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔"

اور صحیح مسلم میں ایک روایت (۲۴۶۹ کے الفاظ ہیں: بے شک دومۂ جندل کے حاکم اکیدر نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک جوڑا ہدیہ کیا تھا۔

٤٠٩- عَنْ عُطَارِدِ بْنِ حَاجِبٍ، أَنَّهُ أُهْدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبُ دِيبَاجٍ كَسَاهُ إِيَّاهُ كِسْرَى، فَدَخَلَ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا: أَنَزَلَتْ عَلَيْكَ مِنَ السَّمَاءِ؟ قَالَ: « وَمَا تَعْجَبُونَ مِنْ ذَا؟ الْمِنْدِيلُ مِنْ مَنَادِيلَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا ». ثُمَّ قَالَ: « يَا غُلَامُ، اذْهَبْ بِهِ إِلَى أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ، وَقُلْ لَهُ: يَبْعَثُ إِلَيَّ بِالْخَمِيصَةِ ».(٢)

409- حضرت عطارد بن حاجب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں عمدہ قسم کے ریشم کا ایک جبہ ہدیے کے طور پر پیش کیا گیا جسے کسریٰ نے آپ کو پہنایا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس آئے اور دیکھ کر کہا: کیا یہ آسمان سے اتارا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم لوگ اس پر تعجب کر رہے ہو؟ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے کہیں بہتر ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے غلام! اسے ابو جہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ، اور ان سے کہو کہ وہ میرے پاس چادر بھیج دیں۔"

٥٧- باب ما جاء في موافقة قضاء سعد بن معاذ حكم الله في بني قريظة

قبیلہ بنو قریظہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کا بیان

٤١٠- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٦١٥)، ومسلم (٢٤٦٩).

(٢) **حسن**: رواه الطبراني في الكبير (١٨/١٥-١٦).

مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَاهُ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ للأنصار: « قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ ». ثُمّ قَالَ: « إِنَّ هَؤُلاَءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ ». قَالَ: تُقْتَلُ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ »، وربما قال: « قَضَيْتَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ ».(١)

410- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریظہ کے یہودی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر راضی ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: "اپنے سردار یا اپنے بہترین آدمی کے (استقبال) کے لیے اٹھو۔" پھر فرمایا: "بنی قریظہ کے یہ لوگ تمھارے فیصلے پر راضی ہو گئے ہیں۔" سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں جو لڑائی کے لائق ہیں ان کو تو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق فیصلہ کیا۔" اور بسا اوقات یہ فرمایا: "تم نے (اصل) بادشاہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔"

٥٨- باب في اهتزاز العرش لموت سعد بن معاذ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت سے عرش کے ہلنے کا بیان

٤١١- عَنْ جَابِرِ بنِ عَبدِ الله الأنصاري رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمن لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ».(٢)

وفي لفظ لمسلم (٢٤٦٦- ١٢٣): "قال رسول الله ﷺ: وجنازة سعد بن معاذ بين أيديهم: « **اهتزَّ لها عرش الرحمن** ».

411- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے رحمان کا عرش جنبش میں آ گیا۔"

اور صحیح مسلم کی ایک روایت (٢٤٦٦-١٢٣) کے الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے، جب سعد بن

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٠٤)، ومسلم (١٧٦٨- ٦٤).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٠٣)، ومسلم (٢٤٦٦- ١٢٤).

معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ لوگوں کے سامنے رکھا ہوا تھا، تو فرمایا: "ان کی موت کی وجہ سے رحمان کا عرش جنبش میں آگیا۔"

٤١٢- عَنْ أَنَس بْن مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ - وَجِنَازَتُهُ مَوْضُوعَةٌ يَعْنِي سَعْدًا -: « اِهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمَنِ ».(١)

412- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے، جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ لوگوں کے سامنے رکھا ہوا تھا، فرمایا: "ان کی موت کی وجہ سے رحمان کا عرش جنبش میں آگیا۔"

٥٩- باب ما جاء في أخبار موت سعد بن معاذ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کے بارے میں وارد خبروں کا بیان

٤١٣- عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ، فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ بِمِشْقَصٍ، ثُمَّ وَرِمَتْ، فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ.(٢)

413- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بازو کی بڑی رگ میں تیر لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ کو داغ لگایا، ان کا ہاتھ دوبارہ سوج گیا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اس پر داغ لگایا۔

وتفصيل في الحديث الآتي:

تفصیلی قصہ درج ذیل حدیث میں دیکھیں:

٤١٤- عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ: رُمِيَ يَوْمَ الأَحْزَابِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوا أَكْحَلَهُ - أَوْ أَبْجَلَهُ- فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ، فَتَرَكَهُ فَنَزَفَهُ الدَّمُ، فَحَسَمَهُ أُخْرَى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ: اللَّهُمَّ لاَ تُخْرِجْ نَفْسِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ . فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتَّى نَزَلُوا عَلَى

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٦٧-١٢٥).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٢٠٨-٧٥).

حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَحَكَمَ أَنْ يُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَتُسْتَحْيَى نِسَاؤُهُمْ، يَسْتَعِينُ بِهِنَّ الْمُسْلِمُونَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَصَبْتَ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ »، وَكَانُوا أَرْبَعِمِائَةٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِهِمُ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ. (١)

414- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ احزاب میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا، کفار نے ان کی رگِ اکحل یا رگِ اَبجل (بازو کی ایک رگ) کاٹ دی، رسول اللہ ﷺ نے اسے آگ سے داغا تو ان کا ہاتھ سوج گیا، لہٰذا آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، پھر خون بہنے لگا، چنانچہ آپ ﷺ نے دوبارہ داغا، پھر ان کا ہاتھ سوج گیا، جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو انھوں نے دعا کی: اے اللہ! میری جان اس وقت تک نہ نکالنا جب تک بنو قریظہ (کی ہلاکت اور ذلت سے) میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو جائے، پس ان کی رگ رک گئی اور خون کا ایک قطرہ بھی اس سے نہ ٹپکا، یہاں تک کہ بنو قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر (قلعہ سے) نیچے اترے، رسول اللہ ﷺ نے سعد کو بلایا، انھوں نے آکر فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں کو زندہ رکھا جائے جن سے مسلمان خدمت لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے ان کے بارے میں اللہ کے فیصلے کے موافق فیصلہ کیا ہے۔" اور ان کی تعداد چار سو تھی، جب آپ ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ کی رگ کھل گئی اور وہ انتقال کر گئے۔

٤١٥- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ: حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ، رَمَاهُ فِي الأَكْحَلِ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلاَحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهْوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلاَحَ وَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ، اُخْرُجْ إِلَيْهِمْ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « فَأَيْنَ »، فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ، فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ، قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ: أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ.

قَالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ

---

(١) صحيح: رواه الترمذي (١٥٨٢)، وأحمد (١٤٧٧٣)، وابن حبان (٤٧٨٤).

لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوهُ، اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ، فَأَبْقِنِي لَهُ حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ، وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا، وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا. فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلاَّ الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ، فَقَالُوا: يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ، مَا هَذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ، فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ مِنْهَا رضي الله عنه. (١)

415- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقعے پر سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے۔ قریش کے ایک کافر شخص حبان بن عرقہ نے ان پر تیر چلایا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تھا، تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیے۔ اللہ کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے ہیں، آپ ان کی طرف نکلیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "کدھر؟" تو انھوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی تو انھوں نے آپ ﷺ کا فیصلہ قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فیصلے کا اختیار دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔

ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور انھیں ان کے وطن سے نکالا، لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھنا۔ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤١٢٢) ومسلم (١٧٦٩-٦٥).

کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔ اس دعا کے بعد ان کے سینے کا خون جاری ہو گیا، مسجد میں قبیلہ بنو غفار کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی ایک خیمہ تھا۔ خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انھوں نے کہا: اے خیمہ والو! تمھاری طرف سے یہ خون ہماری طرف بہہ کر آرہا ہے؟ جب دیکھا تو سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، اسی زخم سے ان کی شہادت واقع ہوئی۔

٦٠- باب ما جاء في فضل سفيان بن الحارث وأخباره

سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

هو: أبو سفيان بن الحارث بن عبدالمطلب بن هاشم الهاشمي، ابن عمّ رسول الله ﷺ، وأخوه من الرضاعة، أرضعتْهما حليمةُ السعديةُ.

كان أبو سفيان ممن يؤذي رسولَ الله ﷺ ويهجوه، وإلى هذا أشار حسان بن ثابت في قصيدته المشهورة:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ ... وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الجَزَاءُ

وقصيدته مذكورة بكاملها في أخبار حسان بن ثابت.

وأسلمَ أبو سفيان بن الحارث يومَ الفتح، وشهدَ حنينا، فكان ممن ثبتَ مع النبي ﷺ.

آپ ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی ہیں، اور رضاعی بھائی بھی ہیں، حلیمہ سعدیہ نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔

زمانۂ کفر میں ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتے اور آپ ﷺ کی ہجو کرتے تھے، اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور قصیدے میں انہیں کی طرف اشارہ کیا ہے: "تم نے محمد کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا، اور اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔" اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اخبار میں یہ قصیدہ مکمل مذکور ہے۔

ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقعے پر اسلام لائے، غزوۂ حنین میں حاضر ہوئے، آپ بھی ان میں سے ایک تھے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم باقی رہ گئے تھے۔

٤١٦- عن عباس ﷺ قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الحارِثِ بْنِ عَبْدِ المطَّلِبِ رَسُولَ الله ﷺ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ، وَرَسُولُ الله ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الجذَامِيُّ، فَلَمَّا الْتَقَى المسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى المسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، فَطَفِقَ رَسُولُ الله ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ، قَالَ عَبَّاسٌ: وَ أَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ الله ﷺ أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لاَ تُسْرِعَ، وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ الله ﷺ ... الحديث بطوله. (١)

416- حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب دونوں آپ ﷺ کے ساتھ لپٹے رہے اور جدا نہیں ہوئے اور آپ ﷺ ایک سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ ﷺ کو تحفہ دیا تھا۔ جب مسلمانوں اور کافروں کا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ موڑ کر بھاگے اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو کافروں کی طرف جانے کے لیے ایڑ دے رہے تھے (یہ آپ ﷺ کی کمال شجاعت تھی کہ ایسے سخت وقت میں خچر پر سوار ہوئے، ورنہ گھوڑے بھی موجود تھے)۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا، میں چاہتا تھا کہ وہ تیزی سے (آگے) نہ بڑھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامے تھے ....۔ الحدیث۔

٤١٧- عن أبي حبّة البدري ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: « أبو سفيانَ بنُ الحارثِ خيرُ أهلي ». (٢)

417- حضرت ابو حبہ بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو سفیان بن حارث ہمارے گھرانے کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔"

٦١- باب فضل سلمان الفارسي وقومه وأخباره

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور آپ کی قوم کی فضیلت کا بیان

هو سلمان الفارسي سابق الفرس إلى الإسلام، اشتراه رسول الله ﷺ من قوم من

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٧٧٥).

(٢) حسن: رواه الحاكم (٣/ ٢٥٥)

اليهود بكذا وكذا درهما، وعلى أن يغرس لهم كذا وكذا من النخيل، يعمل فيها سلمان حتى تدرك، فغرس رسول الله ﷺ النخل كله إلا نخلة واحدة غرسها عمر، فأطعم النخل كله إلا تلك النخلة، فقال رسول الله ﷺ: « **من غرسها** » فقالوا: عمر، فقلعها رسول الله ﷺ، وغرسها بيده.

ورواه مالك (٧) عن يحيى بن سعيد أن أبا الدرداء كتب إلى سلمان الفارسي أن هلم إلى الأرض المقدسة، فكتب إليه سلمان: "إن الأرض لا تقدس أحدا، وإنما يقدس الإنسان عمله".

ورواه البخاري (٣٩٤٦) عن سلمان الفارسي أنه تداوله بضعة عشر من رب إلى رب.

ورواه البخاري أيضا (٣٩٤٧) عن أبي عثمان قال: "سمعت سلمان يقول: أنا من رامَ هُرْمُز".

ورواه البخاري أيضا (٣٩٤٨) عن سلمان قال: "فترة بين عيسى ومحمدﷺ ستمائة سنة".

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اہلِ فارس میں سب سے پہلے اسلام لائے، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کچھ درہم میں یہودیوں سے خرید اتھا اور اس شرط پر کہ آپ ان کے لیے اتنے اتنے کھجور کے درخت لگا کر دیں گے، اور پھر سلمان اس میں کام کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں پھل آجائے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سارے درخت اپنے ہاتھ سے لگادیے سوائے ایک درخت کے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا، چنانچہ سارے درختوں نے ایک ہی سال میں پھل دینا شروع کر دیا سوائے اس ایک درخت کے، تو رسول اللہ ﷺ نے کہا: "اسے کس نے لگایا ہے؟" لوگوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے۔ تو اسے رسول اللہ ﷺ نے اکھاڑ دیا اور اپنے ہاتھ سے اسے دوبارہ لگایا۔

اور امام مالک رحمہ اللہ (٧) نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس مقدس سرزمین کی طرف چلے آؤ، تو سلمان رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھا: یقیناً زمین کسی کو مقدس نہیں بنا سکتی، بے شک انسان کو اس کا عمل مقدس بناتا ہے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ (۳۹۴۶) نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھیں دس سے کچھ زیادہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے خریدا اور ان کے مالک بنتے رہے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ (۳۹۴۷) نے ابو عثمان سے روایت کیا ہے کہ میں نے سلمان رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رام ہرمز سے ہوں۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ (۳۹۴۸) نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا: حضرت عیسی علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا فترہ ۶۰۰ سال کا ہے۔

٤١٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا قَرَأَ: ﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا۟ بِهِمْ﴾ [الجمعة: ٣] قَالَ رَجُلٌ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى سَأَلَهُ مرة أو مرتين أو ثَلَاثًا، قَالَ: وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: «لَوْ كَانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ».(١)

418- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں سورت جمعہ نازل ہوئی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا۟ بِهِمْ﴾ [الجمعة: ٣]

"پاک ہے وہ اللہ جس نے پیغمبر بھیجا عرب کی طرف اور اَوروں کی طرف جو ابھی عرب سے نہیں ملے۔"

ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس نے ایک بار، دو بار، یا تین بار پوچھا: اس وقت ہم لوگوں میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور فرمایا: "اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی ان کی قوم میں سے کچھ لوگ اس تک پہنچ جاتے۔"

٤١٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٨٩٨)، ومسلم (٢٥٤٦-٢٣١)، واللفظ لمسلم.

الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ - أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ - حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ ».(١)

419- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر دین ثریا پر ہوتا تب بھی فارس کا کوئی شخص -یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرزندانِ فارس میں سے کوئی شخص- اس تک پہنچتا اور اسے حاصل کرلیتا۔“

٤٢٠- عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بن عبادة رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « لَوْ كَانَ الإِيمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ ».(٢)

420- حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر ایمان ثریا پر بھی لٹکا ہوتا تب بھی اسے اہلِ فارس کے لوگ حاصل کرلیتے۔“

٦٢- باب قصة إسلام سلمان الفارسي

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

٤٢١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: حَدَّثَنِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ رضي الله عنه حَدِيثَهُ مِنْ فِيهِ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ أَصْبَهَانَ مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا: جَيٌّ، وَكَانَ أَبِي دِهْقَانَ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حُبُّهُ إِيَّايَ حَتَّى حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ كَمَا تُحْبَسُ الْجَارِيَةُ، واجْتَهَدْتُ فِي الْمَجُوسِيَّةِ حَتَّى كُنْتُ قَطَنَ النَّارِ الَّذِي يُوقِدُهَا لَا يَتْرُكُهَا تَخْبُو سَاعَةً، قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِي ضَيْعَةٌ عَظِيمَةٌ، قَالَ: فَشُغِلَ فِي بُنْيَانٍ لَهُ يَوْمًا، فَقَالَ لِي: يَا بُنَيَّ، إِنِّي قَدْ شُغِلْتُ فِي بُنْيَانِ هَذَا الْيَوْمَ عَنْ ضَيْعَتِي، فَاذْهَبْ فَاطَّلِعْهَا، وَأَمَرَنِي فِيهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيدُ، فَخَرَجْتُ أُرِيدُ ضَيْعَتَهُ، فَمَرَرْتُ بِكَنِيسَةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارَى، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيهَا وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَكُنْتُ لَا أَدْرِي مَا أَمْرُ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِي إِيَّايَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِهِمْ، وَسَمِعْتُ

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٤٦).

(٢) **صحيح**: رواه أبو يعلىٰ (١٤٣٨) -واللفظ له-، والبزار (٣٧٤١)، والطبراني في الكبير (٣٥٣/١٨).

أَصْوَاتَهُمْ، دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُونَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَنِي صَلَاتُهُمْ، وَرَغِبْتُ فِي أَمْرِهِمْ، وَقُلْتُ: هَذَا وَاللهِ خَيْرٌ مِنَ الدِّينِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ، فَوَاللهِ مَا تَرَكْتُهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَرَكْتُ ضَيْعَةَ أَبِي وَلَمْ آتِهَا، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَيْنَ أَصْلُ هَذَا الدِّينِ؟، قَالُوا: بِالشَّامِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي، وَقَدْ بَعَثَ فِي طَلَبِي وَشَغَلَتْهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُهُ، قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، أَيْنَ كُنْتَ؟ أَلَمْ أَكُنْ عَهِدْتُ إِلَيْكَ مَا عَهِدْتُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتِ، مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّونَ فِي كَنِيسَةٍ لَهُمْ فَأَعْجَبَنِي مَا رَأَيْتُ مِنْ دِينِهِمْ، فَوَاللهِ مَازِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، لَيْسَ فِي ذَلِكَ الدِّينِ خَيْرٌ، دِينُكَ وَدِينُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: كَلَّا، وَاللهِ إِنَّهُ لَخَيْرٌ مِنْ دِينِنَا، قَالَ: فَخَافَنِي، فَجَعَلَ فِي رِجْلَيَّ قَيْدًا، ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ.

قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَى النَّصَارَى، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارَى فَأَخْبِرُونِي بِهِمْ، قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارَى، قَالَ: فَأَخْبَرُونِي بِهِمْ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَأَرَادُوا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ فَآذِنُونِي بِهِمْ، قَالَ: فَلَمَّا أَرَادُوا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُونِي بِهِمْ، فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيدَ مِنْ رِجْلَيَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ، فَلَمَّا قَدِمْتُهَا، قُلْتُ: مَنْ أَفْضَلُ أَهْلِ هَذَا الدِّينِ؟ قَالُوا: الْأَسْقُفُّ فِي الْكَنِيسَةِ، قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هَذَا الدِّينِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ أَخْدُمُكَ فِي كَنِيسَتِكَ، وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ وَأُصَلِّي مَعَكَ، قَالَ: فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلَ سَوْءٍ يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُهُمْ فِيهَا، فَإِذَا جَمَعُوا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ، اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ، وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِينَ، حَتَّى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارَى لِيَدْفِنُوهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هَذَا كَانَ رَجُلَ سَوْءٍ يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيهَا فَإِذَا جِئْتُمُوهُ بِهَا اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ، وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِينَ مِنْهَا شَيْئًا، قَالُوا: وَمَا عِلْمُكَ

بِذَلِكَ؟، قَالَ: قُلْتُ أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلَى كَنْزِهِ، قَالُوا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوءَةٍ ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا: وَاللهِ لَا نَدْفِنُهُ أَبَدًا فَصَلَبُوهُ، ثُمَّ رَجَمُوهُ بِالْحِجَارَةِ.

ثُمَّ جَاءُوا بِرَجُلٍ آخَرَ، فَجَعَلُوهُ بِمَكَانِهِ، قَالَ: يَقُولُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّي الْخَمْسَ، أَرَى أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْهُ، أَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا، وَلَا أَرْغَبُ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبُ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مَنْ قَبْلَهُ، فَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا، ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مَنْ قَبْلَكَ وَقَدْ حَضَرَكَ مَا تَرَى مِنْ أَمْرِ اللهِ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟، قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا الْيَوْمَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوا وَتَرَكُوا أَكْثَرَ مَا كَانُوا عَلَيْهِ، إِلَّا رَجُلًا بِالْمَوْصِلِ، وَهُوَ فُلَانٌ، فَهُوَ عَلَى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ، فَالْحَقْ بِهِ، قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ الْمَوْصِلِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلَى أَمْرِهِ، قَالَ: فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ رَجُلٍ عَلَى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا أَوْصَى بِي إِلَيْكَ، وَأَمَرَنِي بِاللُّحُوقِ بِكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا تَرَى، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللهِ مَا أَعْلَمُ رَجُلًا عَلَى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ إِلَّا بِنَصِيبِينَ، وَهُوَ فُلَانٌ، فَالْحَقْ بِهِ. قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ نَصِيبِينَ، فَجِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، وَمَا أَمَرَنِي بِهِ صَاحِبِي، قَالَ: فَأَقِمْ عِنْدِي، فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ عَلَى أَمْرِ صَاحِبَيْهِ، فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ رَجُلٍ، فَوَاللهِ مَا لَبِثَ أَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا حُضِرَ، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنَّ فُلَانًا كَانَ أَوْصَى بِي إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَقِيَ عَلَى أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ إِلَّا رَجُلًا بِعَمُّورِيَّةَ، فَإِنَّهُ عَلَى مِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، فَإِنْ

أَحْبَبْتَ فَأْتِهِ، قَالَ: فَإِنَّهُ عَلَى أَمْرِنَا.

قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ عَمُّورِيَّةَ، وَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِي، فَأَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلَى هَدْيِ أَصْحَابِهِ وَأَمْرِهِمْ، قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتَّى كَانَ لِي بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُ اللهِ، فَلَمَّا حُضِرَ، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ، إِنِّي كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ، فَأَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانٍ، وَأَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَى فُلَانٍ، ثُمَّ أَوْصَى بِي فُلَانٌ إِلَيْكَ، فَإِلَى مَنْ تُوصِي بِي، وَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ عَلَى مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ، وَلَكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ هُوَ مَبْعُوثٌ بِدِينِ إِبْرَاهِيمَ يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجِرًا إِلَى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفَى: يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ.

قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغُيِّبَ، فَمَكَثْتُ بِعَمُّورِيَّةَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَمْكُثَ، ثُمَّ مَرَّ بِي نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا، فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُونِي إِلَى أَرْضِ الْعَرَبِ، وَأُعْطِيكُمْ بَقَرَاتِي هَذِهِ وَغُنَيْمَتِي هَذِهِ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَأَعْطَيْتُهُمُوهَا وَحَمَلُونِي، حَتَّى إِذَا قَدِمُوا بِي وَادِي الْقُرَى ظَلَمُونِي، فَبَاعُونِي مِنْ رَجُلٍ مِنْ يَهُودَ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ الْبَلَدَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يَحِقْ لِي فِي نَفْسِي.

فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ، قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا وَبَعَثَ اللهُ رَسُولَهُ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ، ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَاللهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عَذْقٍ لِسَيِّدِي، أَعْمَلُ فِيهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ، إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: فُلَانُ، قَاتَلَ اللهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللهِ إِنَّهُمُ الْآنَ لَمُجْتَمِعُونَ بِقُبَاءَ عَلَى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ، يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ، قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ، حَتَّى

ظَنَنْتُ سَأَسْقُطُ عَلَى سَيِّدِي، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِابْنِ عَمِّهِ ذَلِكَ: مَاذَا تَقُولُ؟ مَاذَا تَقُولُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ وَلِهَذَا؟ أَقْبِلْ عَلَى عَمَلِكَ! قَالَ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ، إِنَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَثْبِتَهُ عَمَّا قَالَ. وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِقُبَاءَ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ ذَوُو حَاجَةٍ، وَهَذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «كُلُوا» وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ.

قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَذِهِ وَاحِدَةٌ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ فَجَمَعْتُ شَيْئًا، وَتَحَوَّلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، ثُمَّ جِئْتُهُ بِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا، قَالَ: فَأَكَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ، فَأَكَلُوا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هَاتَانِ اثْنَتَانِ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي؟ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ اسْتَدْبَرْتُهُ، عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقَى رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَحَوَّلْ» فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيثِي كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَسْمَعَ ذَلِكَ أَصْحَابُهُ.

ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانَ الرِّقُّ حَتَّى فَاتَهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَدْرٌ وَأُحُدٌ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ» فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلَى ثَلَاثِ مِائَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيهَا لَهُ بِالْفَقِيرِ، وَبِأَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «أَعِينُوا

أَخَاكُمْ » فَأَعَانُونِي بِالنَّخْلِ: الرَّجُلُ بِثَلَاثِينَ وَدِيَّةً، وَالرَّجُلُ بِعِشْرِينَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشْرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ، يَعْنِي: الرَّجُلُ بِقَدْرِ مَا عِنْدَهُ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثُ مِائَةِ وَدِيَّةٍ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: « اذْهَبْ يَا سَلْمَانُ فَفَقِّرْ لَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي أَكُونُ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدَيَّ » قَالَ: فَفَقَّرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعِي إِلَيْهَا، فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِيَّ وَيَضَعُهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ، مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ، وَبَقِيَ عَلَيَّ الْمَالُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِي، فَقَالَ: « مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتَبُ؟ » قَالَ: فَدُعِيتُ لَهُ، فَقَالَ: « خُذْ هَذِهِ فَأَدِّ بِهَا مَا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ » فَقُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللهِ مِمَّا عَلَيَّ؟! قَالَ: « خُذْهَا، فَإِنَّ اللهَ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ » قَالَ: فَأَخَذْتُهَا فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا، وَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ، أَرْبَعِينَ أُوقِيَّةً، فَأَوْفَيْتُهُمْ حَقَّهُمْ، وَعَتَقْتُ، فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ. (١)

421- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا: میں اصبہان کی ایک بستی "جے" کا رہنے والا فارسی ہوں، میرے والد اپنی بستی میں ایک کسان تھے، اور میں ان کے نزدیک اللہ کے بندوں میں سب سے محبوب تھا، یہ محبت اتنی زیادہ تھی کہ وہ مجھے گھر میں ویسے ہی روک کر رکھتے تھے جیسے لڑکی کو رکھا جاتا ہے، میں نے دینِ مجوسیت میں اتنی محنت کی کہ آگ کا پجاری بن گیا جو اسے جلاتا ہے اور ایک گھڑی کے لیے بھی بجھنے نہیں دیتا۔ اور میرے والد کے پاس بہت بڑی زمین تھی، ایک دن وہ عمارت بنانے میں مشغول ہو گئے تو مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے! آج میں اس عمارت میں مشغول ہوں، زمین کی طرف نہیں جا سکا، تم جاکر وہاں سے خبر لاؤ، اور مجھے وہاں جاکر کچھ کام کرنے کے لیے بھی حکم کیا، میں اسی زمین کے لیے نکل پڑا، راستے میں

---

(١) حسن: رواه أحمد (٢٣٧٣٧)، والبزار في مسنده (٢٤٩٩، ٢٥٠٠)، والطبراني في الكبير (٦/ ٢٧٢-٢٧٦).

عیسائیوں کے ایک گرجاگھر سے گزر ہوا جہاں میں نے ان کی آواز سنی، وہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے، میں نہیں جانتا تھا کہ لوگوں کا کیا معاملہ ہے اور میرے والد مجھے گھر میں روک کر کیوں رکھتے تھے، جب میں ان سے گزرا اور ان کی آواز سنی تو ان کے پاس گیا تا کہ دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

کہتے ہیں: جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے پسند آگئی اور میں ان کے معاملے میں رغبت کرنے لگا، اور میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم لوگ ہیں، اللہ کی قسم! میں نے ان کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، اور اس طرح اپنے والد کی زمین میں بھی نہیں جا سکا۔ میں نے ان سے پوچھا: اس دین کی اصل کہاں سے ہے؟ انھوں نے کہا: ملکِ شام سے ہے۔ کہتے ہیں: پھر میں اپنے والد کے پاس واپس آ گیا، جبکہ انھوں نے میری تلاش میں آدمی بھیجا تھا اور میں نے انھیں ان کے کام سے پورے طور پر مشغول کر دیا تھا، جب گھر پہنچا تو پوچھا: اے بیٹے! تم کہاں تھے؟ کیا میں نے تم سے ایسا ایسا کام نہیں کہا تھا؟ کہا: میں نے جواب دیا: ابو جان! میں راستے میں ایسے لوگوں سے گزرا جو اپنے گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے چنانچہ ان کا دین دیکھ کر مجھے پسند آ گیا، اللہ کی قسم! میں انہیں کے پاس جما رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ کہا: اے بیٹے! اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا دین اس سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں: میں نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! یقیناً وہ ہمارے دین سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں: ان کو مجھ سے ڈر لاحق ہو گیا، لہذا انھوں نے میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی، پھر اپنے گھر میں مجھے قید کر دیا۔

کہتے ہیں: میں نے عیسائیوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تمھارے پاس جب ملکِ شام سے عیسائی تاجر آئیں تو مجھے ان کے بارے میں اطلاع دے دیں۔ کہتے ہیں: چنانچہ جب ان کے پاس ملکِ شام کے عیسائی تاجر آئے تو انھوں نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں نے ان سے کہا: جب وہ لوگ اپنی ضرورت پوری کر کے واپس اپنے ملک جانے لگیں تو مجھے اس کی اطلاع کریں۔ کہتے ہیں: جب ان لوگوں نے جانے کا ارادہ کیا تو انھوں نے مجھے اس کی اطلاع دی۔ چنانچہ میں نے اپنے پاؤں کی بیڑی کاٹ ڈالی اور ان کے ساتھ نکل گیا یہاں تک کہ ملکِ شام پہنچ گیا، جب وہاں پہنچ گیا تو پوچھا: اس دین میں سب سے بہتر کون ہے؟ انھوں نے کہا: فلاں گرجے کا پادری۔ چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور کہا: مجھے اس دین سے رغبت ہے، اور میرا ارادہ ہے کہ اس گرجا میں رہ کر آپ کی خدمت کروں اور آپ سے سیکھوں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔

اس نے کہا: آجاؤ۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ گرجا میں داخل ہو گیا۔ کہتے ہیں: وہ اچھا آدمی نہیں تھا، لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا اور اس میں رغبت دلاتا، اور جب لوگ اس کے پاس جمع کر دیتے تو اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا، اور اس سے مسکینوں کو کچھ نہیں دیتا، یہاں تک کہ اس نے سونے چاندی کے سات گھڑے اکٹھے کر لیے۔ کہتے ہیں: اس کے اس کرتوت کی وجہ سے مجھے اس سے بڑی نفرت ہو گئی، پھر وہ مر گیا، عیسائی اسے دفن کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے تو میں نے ان سے کہا: یہ آدمی اچھا نہیں تھا، لوگوں کو صدقے کا حکم دیتا اور اس میں رغبت دلاتا، اور جب لوگ اس کے پاس جمع کر دیتے تو اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا، اور اس سے مسکینوں کو کچھ نہیں دیتا۔ لوگوں نے پوچھا: تمھیں اس کا پتا کیسے چلا؟ کہتے ہیں: میں نے کہا: چلو میں تم لوگوں کو اس کا خزانہ دکھاتا ہوں، لوگوں نے کہا: چلو دکھاؤ۔ چنانچہ میں نے انھیں وہ جگہ دکھائی۔ کہتے ہیں: ان لوگوں نے وہاں سے سات گھڑے بھرے ہوئے سونے اور چاندی کے نکالے، یہ دیکھ کر انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اسے دفن کبھی نہیں کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے اسے سولی دے دی، پھر اسے پتھروں سے رجم کرنے لگے۔

پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے آدمی کو لا کر اس کی جگہ پر بٹھا دیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ افضل، دنیا سے زیادہ بے رغبت، آخرت میں زیادہ رغبت والا اور شب و روز عبادت میں مشغول رہنے والا ہو، کہتے ہیں: مجھے اس سے ایسی محبت ہو گئی کہ اس سے پہلے میں نے کسی سے اتنی محبت نہیں کی تھی، میں اس کے ساتھ ایک زمانے تک رہا، پھر اس کی موت آگئی، میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں تمھارے ساتھ ایک زمانے تک رہا، اور مجھے تم سے ایسی محبت تھی کہ اس سے پہلے میں نے ویسی محبت کسی سے نہیں کی، اب اللہ کا فیصلہ تمھارے حق میں آچکا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، اب ایسی حالت میں تم مجھے کس کی طرف وصیت کرتے ہو؟ اور مجھے کیا حکم کرتے ہو؟ اس نے کہا: اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ آج کے وقت میں اس حالت میں کوئی ہو جس پر میں تھا، لوگ ختم ہو گئے، اب لوگ بدل گئے اور اکثر اعمال کو لوگوں نے چھوڑ رکھا ہے، ہاں ایک شخص موصل میں ہے، وہ اسی حالت میں ہے جس پر میں تھا، اسی کے پاس چلے جاؤ۔ کہتے ہیں: جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں صاحبِ موصل سے جا ملا، اس سے میں نے کہا: اے فلاں! یقیناً فلاں نے اپنی موت کے وقت مجھے تمھارے پاس آنے کی وصیت کی ہے اور یہ بتلایا ہے کہ تم بھی اسی کے دین

پر ہو۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے، تم میرے پاس رہو۔ میں اس کے پاس رہا، اور اسے بہتر آدمی پایا، وہ بھی کچھ زمانے کے بعد فوت ہو گیا، جب مرنے لگا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! یقیناً فلاں نے مجھے تمھارے پاس آنے کی وصیت کی تھی، اب اس وقت اللہ عزوجل کا فیصلہ تمھارے بارے میں آچکا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، اب مجھے تم کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو اور کیا حکم دیتے ہو؟ کہا: اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کوئی اس طرح ہے سوائے ایک شخص کے جو نصیبین میں رہتا ہے، اسی کے پاس چلے جاؤ۔

کہتے ہیں: جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفنا دیا گیا تو میں صاحبِ نصیبین سے جاملا، اس کے پاس آکر اسے اپنا قصہ بتلایا اور وہ حکم جو مجھے میرے مالک نے دیا تھا۔ اس نے کہا: تم میرے پاس ٹھہرو، چنانچہ میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور اسے سابق دونوں آدمیوں جیسا پایا، اس طرح میں ایک بہتر آدمی کے پاس رہا، اللہ کی قسم! وہ بھی زیادہ دنوں نہیں باقی رہا کہ موت نے اسے بھی آ دبوچا۔ جب جاں کنی کا وقت ہوا تو میں نے کہا: اے فلاں! فلاں نے مجھے فلاں سے ملنے کے لیے کہا، پھر فلاں نے مجھے تم سے ملنے کے لیے کہا، اب تم مجھے کس سے ملنے کی وصیت کرتے ہو اور کیا حکم کرتے ہو؟ کہا: اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کوئی اس حالت میں باقی ہے سوائے ایک شخص کے جو عموریہ میں رہتا ہے، وہ اسی طریقے پر ہے جس پر ہم لوگ تھے، اگر بہتر سمجھو تو اسی کے پاس چلے جاؤ، وہ ہمارے طریقے پر ہے۔

کہتے ہیں: جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں صاحبِ عموریہ سے جاملا اور اسے اپنا پورا قصہ بتلایا تو اس نے کہا: تم میرے پاس ٹھہرو، چنانچہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس ٹھہرا جو اپنے سابق ساتھیوں کے طریقے پر تھا، کہتے ہیں: وہاں میں نے بہت کچھ حاصل کیا، یہاں تک کہ میرے پاس گائے اور بکریاں اکٹھی ہو گئیں۔ کہتے ہیں: پھر اس کو بھی اللہ کا فیصلہ آ گیا، جب جاں کنی کا وقت ہوا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں فلاں کے پاس تھا، تو اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی، اور فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی، پھر فلاں نے مجھے تمھارے پاس آنے کی وصیت کی، اب اس وقت تم مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو اور کیا حکم دیتے ہو؟ کہا: میرے بیٹے! اللہ کی قسم! مجھے اس وقت نہیں معلوم کہ کوئی اس طریقے پر ہے جس پر ہم تھے، البتہ اب وہ زمانہ قریب آچکا ہے کہ دینِ ابراہیم پر ایک نبی آنے والا ہے جو عرب کی سرزمین سے نکلے گا، اور ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کرے گا جو

دو کنکریلے پتھروں والی زمین کے بیچ میں ہو گی جہاں کھجور کے درخت ہوں گے، اس کے پاس کچھ واضح نشانیاں ہوں گی، وہ ہدیہ کھائے گا، صدقہ نہیں کھائے گا، اس کے کندھوں کے بیچ میں مہر نبوت ہو گی، اگر تم اس ملک میں پہنچ سکتے ہو تو وہیں چلے جاؤ۔

کہتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا، پھر میں عموریہ میں جب تک مقدر تھا رہا، پھر قبیلہ بنو کلب کے کچھ تاجر وہاں سے گزرے تو میں نے ان سے کہا: کیا تم لوگ مجھے عرب کی سرزمین میں لے چلو گے اور اس کے عوض میں تم لوگوں کو یہ اپنی گائیں اور بکریاں دے دوں گا؟ کہا: ہاں۔ چنانچہ میں نے انھیں دے دیا اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا، یہاں تک کہ وہ جب مجھے لے کر وادیِ قریٰ میں پہنچے تو میرے ساتھ ظلم کیا اور مجھے ایک غلام بنا کر ایک یہودی کو بیچ دیا، چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا، وہاں میں نے کھجور کے درخت دیکھے، مجھے امید ہوئی کہ ہو سکتا ہے یہ وہی شہر ہو جس کے بارے میں میرے مالک نے مجھے بتایا تھا، لیکن ابھی مجھے یقین نہیں تھا، میں اسی کے پاس تھا کہ مدینہ سے قبیلہ بنو قریظہ کا اس کا ایک چچیرا بھائی آیا اور مجھے اس سے خرید لیا، وہ لے کر مجھے مدینہ لے کر آ گیا، اللہ کی قسم! میں نے جیسے ہی دیکھا تو ان نشانیوں سے پہچان لیا جو مجھے میرے مالک نے بتائی تھیں، وہاں میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مبعوث کیا، آپ مکہ میں جب تک رہنا تھا رہے، غلامی کی وجہ سے مجھے آپ کے بارے میں کچھ پتا نہ چل سکا۔ پھر جب آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، تو میں اس وقت اپنے آقا کے ایک کھجور کے درخت پر کچھ کام کر رہا تھا، اور میرا آقا بیٹھا ہوا تھا، یہاں تک کہ اس کا ایک چچیرا بھائی آیا اور کہنے لگا: فلاں، اللہ تعالی بنو قیلہ کو برباد کرے، اللہ کی قسم! وہ اس وقت قباء میں ایک ایسے شخص کے پاس اکٹھے ہیں جو آج ہی مکہ سے آیا ہے، ان کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی تو میرے جسم میں کپکپی طاری ہو گئی، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں اپنے آقا کے اوپر ہی نہ گر پڑوں۔ بہر حال میں درخت سے نیچے اترا، اور اس کے چچیرے بھائی سے کہنے لگا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہ سن کر میرا آقا غصہ ہو گیا اور مجھے ایک زور دار طمانچہ دے مارا، پھر بولا: تمھیں اس سے کیا مطلب! تم اپنے کام سے مطلب رکھو۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے کوئی بات نہیں، میں تو اس چیز کی تصدیق کرنا چاہتا تھا جو یہ کہہ رہا ہے۔ میں نے کچھ چیزیں اکٹھی کر رکھی تھیں، انھیں لے کر میں شام کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس قباء گیا، اور کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اچھے آدمی ہیں، اور آپ کے ساتھ کچھ ضرورت مند اجنبی ساتھی

بھی ہیں، یہ میرے پاس صدقہ ہے، میں نے سوچا اس کا مستحق آپ لوگوں سے زیادہ اور کوئی نہیں ہے۔ پھر میں نے اسے آپ کے قریب کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "کھاؤ۔" اور خود نہیں کھایا۔

میں نے اپنے دل میں سوچا: یہ ایک نشانی پوری ہوئی، پھر میں وہاں سے واپس آ گیا۔ پھر میں نے کچھ چیزیں اکٹھی کیں، اس وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ آ چکے تھے، میں ان کو لے کر آپ ﷺ کے پاس گیا اور کہا: میں نے دیکھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے، یہ میری طرف سے ہدیہ ہے جس کے ذریعے میں نے آپ کی عزت کرنا چاہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کھایا، اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم دیا اور انھوں نے بھی کھایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اب دو نشانیاں ہو گئیں۔ پھر میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ ﷺ بقیع غرقد میں ایک جنازے میں تھے۔ آپ پر دو چادریں تھیں اور آپ ﷺ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے آپ ﷺ سے سلام کیا، پھر گھوما تاکہ آپ ﷺ کی پشت کو دیکھوں کہ مجھے وہ مہر نبوت دکھ رہی ہے یا نہیں، جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا؟ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیچھے جاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ کو پتا چل گیا کہ میں کسی ایسی چیز کے بارے میں یقین چاہتا ہوں جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی پشت سے چادر ہٹالی، پھر میں نے وہ مہر نبوت دیکھی تو پہچان لیا، پھر میں آپ ﷺ کے اوپر جھک کر اسے چومنے لگا اور رونے لگا، تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہا: "ادھر گھومو۔" میں آپ ﷺ کی طرف آیا، اور اپنا پورا واقعہ اسی طرح تفصیل سے آپ کو بتا دیا جیسے اے ابن عباس تم کو بتا رہا ہوں، پھر اللہ کے رسول ﷺ کو بہت پسند آیا اور آپ نے چاہا کہ آپ کے ساتھی بھی اسے سنیں۔

پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو غلامی نے مشغول کیے رکھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر اور اُحد میں شرکت سے محروم رہے۔ کہتے ہیں: ایک مرتبہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہا: "اے سلمان! تم مکاتبت کر لو۔" چنانچہ میں نے اپنے مالک سے مکاتبت کر لی، اس شرط پر کہ اس کے لیے تین سو کھجور کے درخت لگاؤں گا اور چالیس اوقیہ چاندی دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "اپنے بھائی کی مدد کرو۔" انھوں نے درختوں کے ذریعے میری مدد کی، اپنی اپنی وسعت کے مطابق، کسی نے تیس پودے دیے، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ، کسی نے دس، یہاں تک کہ میرے پاس تین سو

پودے اکٹھے ہو گئے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہا: "جاؤ ان کے لیے گڑھے کھودو، جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتلاؤ، میں انھیں اپنے ہاتھ سے رکھوں گا۔" چنانچہ میں نے گڑھا کھودا اور اس کام میں میرے ساتھیوں نے میری مدد کی، یہاں تک کہ جب میں فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ کے پاس آکر خبر دی، رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ وہاں گئے، ہم پودے کو آپ کے قریب کرتے اور رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے رکھتے، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان میں سے ایک بھی پودا نہیں سوکھا، اس طرح میں نے درخت لگا کر وہ شرط پوری کر دی، اور اب مال کی ادائیگی رہ گئی، رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی غزوے سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا لایا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "سلمان فارسی جنھوں نے مکاتبت کر رکھی ہے ان کا کیا ہوا؟ چنانچہ مجھے بلایا گیا، پھر آپ ﷺ نے کہا: "اے سلمان! اسے لے جاؤ اور اسے ادا کر دو۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شرط مجھ پر ہے وہ اس سے کہاں پوری ہونے والی ہے؟ فرمایا: "اسے لے جاؤ، بے شک اللہ تعالی تمھاری طرف سے ضرور پورا کرے گا۔" چنانچہ میں نے لے لیا، اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے اسی سے انھیں چالیس اوقیہ تول کر دے دیا اور ان کا حق ادا ہو گیا اور میں آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں شریک ہوا، پھر اس کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ کوئی غزوہ نہیں چھوٹا۔

ومن أخباره:

اور آپ کی مزید خبریں کچھ درج ذیل ہیں:

٤٢٢- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالك ﷺ قَالَ: اشْتَكَى سَلْمَانُ فَعَادَهُ سَعْدٌ، فَرَآهُ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا يُبْكِيكَ يَا أَخِي؟ أَلَيْسَ قَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، أَلَيْسَ؟ أَلَيْسَ؟ قَالَ سَلْمَانُ: مَا أَبْكِي وَاحِدَةً مِنِ اثْنَتَيْنِ، مَا أَبْكِي جُبًّا لِلدُّنْيَا، وَلاَ كَرَاهِيَةً لِلآخِرَةِ، وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، فَمَا أُرَانِي إِلاَّ قَدْ تَعَدَّيْتُ. قَالَ: وَمَا عَهِدَ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ: « أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ، وَلاَ أُرَانِي إِلاَّ قَدْ تَعَدَّيْتُ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا سَعْدُ فَاتَّقِ اللَّهَ عِنْدَ حُكْمِكَ إِذَا حَكَمْتَ، وَعِنْدَ قَسْمِكَ إِذَا قَسَمْتَ، وَعِنْدَ هَمِّكَ إِذَا هَمَمْتَ ».

قَالَ ثَابِتٌ: « فَبَلَغَنِي أَنَّهُ مَا تَرَكَ إِلاَّ بِضْعَةً وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا مِنْ نَفَقَةٍ كَانَتْ عِنْدَهُ ».(١)

وتوفي سلمان سنة خمس وثلاثين، وقيل: سنة ست وثلاثين.

وأما عمره فقيل: إنه تجاوز المئتين وخمسين، وقيل: ثلاثمائة وخمسين، وهذه الأقوال ذكرت بدون مستند معتمد، ولم يذكره ابن قانع ولا ابن عبد البر، وإنما ذكره ابن منده في "معرفة الصحابة" وأبو نعيم في "معرفة الصحابة" بدون مستند بل وقد قالا: إنه أدرك وصي عيسى عليه السلام هذا كله بعيد، فإنه لو قُدِّر أنه عاش ثلاثمائة وخمسين فبينه وبين وصي عيسى عليه السلام ثلاثمائة. ولذا قال الذهبي: إنه ما زاد على الثمانين. ولو صح هذا القول لتواترت النقول من الصحابة والتابعين، وعد ذلك من خوارق العادات.

ولذا قال الذهبي بعد أن نقل عن البحراني أنه عاش ثلاثمائة وخمسين سنة: "وقد فتشت فما ظفرت في سنه بشيء سوى قول البحراني، وذلك منقطع لا إسناد له". ثم قال: "لعله عاش بضعا وسبعين سنة، وما أراه بلغ المائة". سير أعلام النبلاء (١/٥٥٥-٥٥٦).

422- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے آئے اور دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میرے بھائی آپ کس لیے رو رہے ہیں؟ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض نہیں اٹھایا؟ کیا ایسا نہیں ہے؟ کیا ایسا نہیں ہے؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان دونوں میں سے کسی بھی وجہ سے نہیں رو رہا، نہ تو دنیا کی حرص کی وجہ سے اور نہ اس وجہ سے کہ آخرت کو ناپسند کرتا ہوں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک نصیحت کی تھی، جہاں تک میرا خیال ہے میں نے اس سلسلے میں زیادتی کی ہے، سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہ کیا نصیحت تھی؟ سلمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "تم میں سے کسی کے لیے

---

(١) حسن: رواه ابن ماجه (٤١٠٤)، والطبراني في الكبير (٦/٢٧٩)، وأبو نعيم في "الحلية" (١/١٩٧).

بھی دنیا میں اتنا ہی کافی ہے جتنا کہ مسافر کا زادِ راہ۔" لیکن میں نے اس سلسلے میں زیادتی کی ہے، اے سعد! جب آپ کوئی فیصلہ کرنا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، جب بھی کچھ تقسیم کرنا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اور جب بھی کسی کام کا قصد کرنا تو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کرنا۔

ثابت (راویِ حدیث) کہتے ہیں کہ مجھے پتا چلا کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے بیس سے چند زائد درہم کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا، وہ بھی ان کے ذاتی اخراجات کے لیے تھے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سنہ ۳۵ ہجری میں فوت ہوئے، اور سنہ ۳۶ ہجری بھی کہا گیا ہے۔

اور جہاں تک آپ کی عمر کا تعلق ہے، تو ایک قول کے مطابق ۲۵۰ سال سے آپ تجاوز کر گئے تھے، اور ایک قول کے مطابق ۳۵۰ سال تک آپ نے عمر پائی تھی۔ ان سارے اقوال کو بغیر کسی قابلِ اعتماد سند کے ذکر کیا گیا ہے، اسے نہ تو ابن قانع نے ذکر کیا ہے اور نہ ہی ابن عبد البر نے، بلکہ ابن مندہ نے "معرفة الصحابة" میں اور ابو نعیم نے "معرفة الصحابة" میں بغیر کسی سند کے بیان کیا ہے، بلکہ ان لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ آپ کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی سے بھی ہوئی تھی، جبکہ یہ سب محال بات ہے، کیونکہ اگر مان لیا جائے کہ آپ ۳۵۰ سال تک زندہ رہے پھر بھی آپ کے اور وصیِ عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ۳۰۰ سال کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ اسی لیے امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: آپ نے ۸۰ سال سے زیادہ کی عمر نہیں پائی۔ کیونکہ اگر مذکورہ باتیں صحیح ہوتیں تو یہ صحابہ اور تابعین سے ضرور منقول ہوتیں، اور اسے خلافِ عادت شمار کیا جاتا۔

اسی لیے ۳۵۰ سال کا قول بحرانی سے نقل کرنے کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے اس کے متعلق بہت چھان بین کی، لیکن آپ کی عمر کے متعلق بحرانی کے اس قول کے علاوہ کچھ نہ مل سکا، اور یہ بھی منقطع ہے جس کی کوئی متصل سند نہیں۔ پھر آگے کہا: شاید آپ نے ۷۰ سے کچھ زائد سال تک عمر پائی ہو، بلکہ میں نہیں سمجھتا کہ ۱۰۰ سال تک بھی آپ پہنچے ہوں گے۔ سير أعلام النبلاء: (١/ ٥٥٥- ٥٥٦)

٦٣- باب في أخبار سندر مولى زنباع الجذامي

زنباع جذامی کے غلام سندر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٢٣- عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ لِزِنْبَاعٍ الْجُذَامِيِّ

غُلَامٌ يُقَالُ لَهُ: سَنْدَرٌ، فَوَجَدَهُ يُقَبِّلُ جَارِيَةً لَهُ، فَجَبَّهُ وَجَدَعَ أَنْفَهُ، فَأَتَى سَنْدَرٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى زِنْبَاعٍ، فَقَالَ: « لَا تُحَمِّلُوهُمْ مَا لَا يُطِيقُونَ، وَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ، فَإِنْ رَضِيتُمْ فَأَمْسِكُوا، وَإِنْ كَرِهْتُمْ فَبِيعُوا، وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللَّهِ، وَمَنْ مُثِّلَ بِهِ أَوْ حُرِّقَ بِالنَّارِ فَهُوَ حُرٌّ، وَهُوَ مَوْلَى اللَّهِ وَمَوْلَى رَسُولِهِ » فَأَعْتَقَ سَنْدَرًا، فَقَالَ: أَوْصِ بِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: «أُوصِي بِكَ كُلَّ مُسْلِمٍ ». فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتَى أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: احْفَظْ فِيَّ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَجْرَى عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى تُوُفِّيَ، ثُمَّ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: احْفَظْ فِيَّ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: نَعَمْ، إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تُقِيمَ عِنْدِي أَجْرَيْتُ عَلَيْكَ مَا كَانَ يُجْرِي عَلَيْكَ أَبُو بَكْرٍ، وَإِلَّا فَانْظُرْ مَكَانًا تُحِبُّهُ أَكْتُبُ لَكَ كِتَابًا فَقَالَ سَنْدَرٌ: مِصْرُ، فَإِنَّهَا أَرْضُ رِيفٍ فَكَتَبَ لَهُ عُمَرُ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنِ احْفَظْ فِيهِ وَصِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَطَعَ لَهُ أَرْضًا وَاسِعَةً، وَدَارًا، وَجَعَلَ يَعِيشُ فِيهَا سَنْدَرٌ فِي مَالِ اللَّهِ، فَلَمَّا مَاتَ قُبِضَتْ (١)

423- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زنباع جذامی کے ایک غلام تھے جن کا نام سندر تھا، انھوں نے اس کی ایک لونڈی کو بوسہ دیا جسے اس نے دیکھ لیا، چنانچہ انھیں خصی کر دیا اور ان کی ناک کاٹ دی، پس سندر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے، تو نبی کریم ﷺ نے زنباع کو بلا بھیجا اور کہا: "انھیں ایسے کاموں کا مکلف نہ بناؤ جس کی یہ طاقت نہ رکھتے ہوں، انھیں کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو، اگر اس بات پر راضی ہو تو رکھو ورنہ اس کو بیچ دو، اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو، اور جس کا مثلہ کر دیا جائے یا اسے آگ سے جلا دیا جائے وہ آزاد ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہے۔" اس طرح سندر آزاد ہو گئے، تو کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت کیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمھارے متعلق ہر مسلمان کو خیر کی وصیت کرتا ہوں۔" چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: میرے متعلق رسول اللہ ﷺ

---

(١) حسن: رواه محمد بن سعد في الطبقات (٥٠٦/٧)، والبيهقي (٣٦/٨).

کی وصیت یاد کریں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے وظیفہ جاری کر دیا، یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: میرے تعلق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت یاد کریں، کہا: ہاں مجھے یاد ہے، اگر تم چاہو تو میرے پاس رہو اور میں تمھارے لیے وہی وظیفہ جاری کر دیتا ہوں جسے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جاری کیا تھا، وگرنہ کوئی ایسی جگہ اپنے لیے من پسند تلاش کر لو میں تمھارے لیے وصیت نامہ لکھ دیتا ہوں۔ سندر نے کہا: میں مصر جانا چاہتا ہوں، وہاں کی زمین سر سبز و شاداب ہے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت یاد رکھنا۔ چنانچہ جب آپ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے ایک لمبی چوڑی زمین الاٹ کر دی، اور ایک گھر دے دیا جہاں سندر مالِ غنیمت سے حاصل شدہ وظیفے سے زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ جب وفات پا گئے تو یہ ساری چیزیں واپس لے لی گئیں۔

٦٤- باب فضل سلمة بن عمرو بن الأكوع الأسلمي

سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٢٤- عَنْ يَزِيد بْن أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ. فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ. (١)

وتوفي سلمة بن عمرو بن الأكوع سنة ٧٤هـ.

424- یزید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! یہ زخم کا نشان کیسا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ غزوۂ خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا، لوگ کہنے لگے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ مارے گئے۔ چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اس پر دم کیا، جس کی برکت سے آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اور سیدنا سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ ۷۴ ہجری میں ہوئی۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٢٠٦).

٦٥- باب أخبار سنين أبي جميلة

سنین ابی جمیلہ رضی اللہ عنہ کا بیان

٤٢٥- عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ ﷺ قَالَ: أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ، وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ. (١)

425- حضرت سنین ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ فتح مکہ کے لیے نکلے تھے۔

٦٦- باب إسلام ضماد بن ثعلبة الأزدي

ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

٤٢٦- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ، وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ، وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ: إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ، فَقَالَ: لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ قَالَ: فَلَقِيَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ وَإِنَّ اللَّهَ يَشْفِي عَلَى يَدِي مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ ». قَالَ: فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هَؤُلاَءِ. فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ قَالَ: فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِ هَؤُلاَءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الإِسْلاَمِ قَالَ: فَبَايَعَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « وَعَلَى قَوْمِكَ ». قَالَ: وَعَلَى قَوْمِي قَالَ: فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوا بِقَوْمِهِ، فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ: هَلْ أَصَبْتُمْ مِنْ هَؤُلاَءِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ:

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٣٠١).

أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً. فَقَالَ: رُدُّوهَا فَإِنَّ هَؤُلاَءِ قَوْمُ ضِمَادٍ. (١)

وقوله: "ناعوس البحر" بالنون، وفي بعض الروايات "قاموس البحر" بالقاف أي وسطه، وقيل: قعره الأقصى.

426- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ضماد مکہ میں آئے اور وہ قبیلہ ازدِ شنوٴہ میں سے تھے اور جنوں اور آسیب وغیرہ کا دم کرتے تھے، تو مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد ﷺ مجنون ہیں (اللہ تعالیٰ کی پناہ) تو کہا: ذرا میں ان کو دیکھوں شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے انھیں اچھا کر دے۔ غرض آپ ﷺ سے ملا اور کہا: اے محمد! میں جنون کا دم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے تو کیا آپ چاہتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْحَمْدَ لله نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ»

"سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں، میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں جس کو اللہ راہ بتائے اسے کون بہکائے اور جسے وہ بہکائے اسے کون راہ بتائے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں۔ اب بعد حمد کے۔"

ضماد نے کہا: ان کلمات کو مجھ پر دوبارہ دہراؤ، غرض رسول اللہ ﷺ نے ان کو تین بار پڑھا۔ پھر ضماد نے کہا: بھئی میں نے کاہنوں کی باتیں سنیں، جادوگروں کے اقوال سنے، شاعروں کے اشعار سنے، مگر ان کلمات کے برابر میں نے کسی کو نہیں سنا اور یہ تو دریائے بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر ضماد نے کہا اپنا ہاتھ لائیے کہ میں اسلام کی بیعت کروں۔ غرض انھوں نے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم سے اور تمھاری قوم (کی طرف) سے بیعت لیتا ہوں۔" انھوں نے عرض کی کہ ہاں میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور وہ ان (ضماد) کی قوم

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٨٦٨).

پر گزرے تو اس لشکر کے سردار نے کہا کہ تم نے اس قوم سے کوئی چیز لی ہے؟ تب ایک شخص نے کہا کہ ہاں میں نے ایک لوٹا ان سے لیا ہے۔ انھوں نے حکم دیا کہ جاؤ اسے واپس کر دو؛ اس لیے کہ یہ ضماد کی قوم ہے (اور وہ ضماد کی بیعت کے سبب سے امان میں آچکے ہیں)۔

٦٧- باب فضل ضمرة بن ثعلبة

ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٢٧- عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ ﷺ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، وَعَلَيْهِ حُلَّتَانِ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: « يَا ضَمْرَةُ أَتَرَى ثَوْبَيْكَ هَذَيْنِ مُدْخِلَيْكَ الجنّةَ؟ » فَقَالَ: لَئِنِ اسْتَغْفَرْتَ لِي يَا رَسُولَ الله، لَا أَقْعُدُ حَتَّى أَنْزَعَهُمَا عَنِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ ». فَانْطَلَقَ سَرِيعًا حَتَّى نَزَعَهُمَا عَنْهُ. (١)

427- حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ دو یمنی جوڑے پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ضمرہ! کیا تم سمجھتے ہو کہ تمھارے یہ دونوں جوڑے تمھیں جنت میں لے جائیں گے؟" عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر آپ میرے لیے استغفار کر دیں گے، تو میں نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ انھیں اتار نہ دوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! ضمرہ بن ثعلبہ کو معاف کر دے۔" پھر وہ جلدی سے گئے اور انھیں اتار دیا۔

٦٨- فضل عامر بن سنان بن الأكوع الأسلمي

عامر بن سنان بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٢٨- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ ﷺ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلاً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ: يَا عَامِرُ، أَلاَ تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلاً حدَّاء، فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ... وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا

---

(١) حسن: رواه أحمد (١٨٩٧٩)، والبخاري في التاريخ الكبير (٤/٣٣٧)، والبزار- كشف الأستار (٢٧٤٠)

فَـاغْفِرْ فِـدَاءً لَـكَ مَـا اتَّقَيْنَـا وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا
وَأَلْقِـيَنْ سَـكِينَةً عَلَيْنَـا إِنَّـا إِذَا صِـيحَ بِنَـا أَبَيْنَـا
وَبِالصِّـيَاح عَوَّلُـوا عَلَيْنَـا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟ ». قَالُوا عَامِرُ بْنُ الأَكْوَعِ. قَالَ: «يَرْحَمُهُ اللَّهُ ». قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَوْلاَ أَمْتَعْتَنَا بِهِ؟ فذكر الحديث وفيه:

فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا، فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ، وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ، فَمَاتَ مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا، قَالَ: سَلَمَةُ رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهْوَ آخِذٌ بِيَدِي، قَالَ: « مَا لَكَ؟ ». قُلْتُ لَهُ: فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لأَجْرَيْنِ - وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ - إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ ».(١)

428- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا: عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ، عامر حدی خواں تھے۔ اس فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے۔ کہا:

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے۔

پس ہماری جلدی مغفرت کر، جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ۔

ہم پر سکینت نازل فرما، ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں۔

آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون شعر کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔" ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس پر

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤١٩٦) ومسلم (١٨٠٢: ١٢٣) واللفظ للبخاري.

تو جنت واجب ہو گئی۔ کیوں نہیں ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیا؟ پھر آگے حدیث بیان کی اور اس میں یہ بھی ہے: جب لوگوں نے جنگ کے لیے صف بندی کی تو چونکہ عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی، اس لیے انھوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہو گیا اور ان کی شہادت اسی زخم میں ہو گئی۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس آیا تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر پوچھا: "کیا بات ہے؟" میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل اکارت ہو گیا (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انھیں تو دوہرا اجر ملے گا۔" - پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا- انھوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، شاید ہی کوئی عربی ہو جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔

٦٩- باب ما جاء في فضل عامر بن فهيرة

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

• عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، قَالَ: قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الَّذِينَ بِبِئْرِ مَعُونَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ، قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ: مَنْ هَذَا؟ فَأَشَارَ إِلَى قَتِيلٍ، فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ: هَذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ. فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى إِنِّي لأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الأَرْضِ، ثُمَّ وُضِعَ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ: « **إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيبُوا، وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ، فَقَالُوا: رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا. فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ** »، وَأُصِيبَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ عُرْوَةُ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ، فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ، وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا. (١)

رواه البخاري في المغازي (٤٠٩٣) عقب حديث الهجرة المروي عن عائشة،

---

(١) رواه البخاري (٤٠٩٣).

فقال عقبة: "وعن أبي أسامة ..." فذكره مرسلاً، فهو معطوف على الإسناد السابق، كما قال الحافظ في التغليق (٤/١١٢)، وإنما فصله ليبين الموصول من المرسل. قاله في الفتح (٧/ ٣٩٠).

ابو اسامہ سے روایت ہے، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انھیں ان کے والد نے خبر دی، انھوں نے بیان کیا کہ جب بئرِ معونہ کے حادثے میں قاری صحابہ شہید کیے گئے اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو قیدی بنا لیا گیا، تو عامر بن طفیل نے ایک مقتول کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر عامر بن طفیل نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ شہید ہو جانے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان و زمین کے درمیان تھی، پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی۔ ان شہداء کے متعلق نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام نے باذنِ خدا بتا دیا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا: "تمھارے ساتھی شہید کر دیے گئے ہیں اور شہادت کے بعد انھوں نے اپنے رب کے حضور میں عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو اس کی اطلاع دے دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ کر کس طرح خوش ہیں اور تو بھی ہم سے راضی ہے۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کے ذریعے) مسلمانوں کو اس کی اطلاع دے دی۔ اسی حادثے میں عروہ بن اسماء بن صلت رضی اللہ عنہما بھی شہید ہوئے تھے (پھر زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے جب پیدا ہوئے) پھر انہیں کے نام پر اس کا نام عروہ رکھا گیا، اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی اس حادثے میں شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے کا نام منذر انہیں کے نام پر رکھا گیا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو کتاب المغازی کے بعد ذکر کیا کہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اس میں ہجرت کا قصہ مذکور ہے۔ اس روایت کے بعد فرماتے ہیں: "عن ابی اسامہ..." اور اس کو مرسل ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ سند پہلی سند پر معطوف ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "التغلیق" میں فرمایا ہے۔ اور اس روایت کو حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے علاحدہ اس لیے ذکر کیا تاکہ موصول روایت مرسل سے علاحدہ معلوم ہو جائے۔ (فتح الباری: ۷/ ۳۹۰)

٧٠- باب فضائل العباس بن عبد المطلب عم رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٤٢٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقِيلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فذكر الحديث وفيه: ثُمَّ قَالَ: « يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ ».(١)

429- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو زکات وصول کرنے کے لیے بھیجا اور انھوں نے آکر کہا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور رسول اللہ ﷺ کے چچا رضی اللہ عنہم سمیت ان صاحبوں نے زکات نہیں دی، پھر آگے حدیث بیان کی، اس میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! کیا تمھیں یہ نہیں معلوم کہ چچا باپ کے برابر ہے۔"

٤٣٠- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلعَبَّاسِ: « هَذَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَجْوَدُ قُرَيْشٍ كَفًّا وَأَوْصَلُهَا ».(٢)

430- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: "یہ عباس بن عبد المطلب ہیں جو قریش میں سب سے زیادہ فیاض اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔"

٧١- باب ما جاء في أخبار عبد الله بن أرقم

عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٣١- عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ: كُتِبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كِتَابٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمَ: « أَجِبْ هَؤُلَاءِ ». فَأَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَرْقَمَ فَكَتَبَهُ، ثُمَّ جَاءَ بِالْكِتَابِ فَعَرَضَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « أَحْسَنْتَ ». فَمَا زَالَ ذَلِكَ فِي نَفْسِي حَتَّى وُلِّيتُ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (١٤٦٨)، ومسلم (٩٨٣-١١) والسياق لمسلم.

(٢) **حسن**: رواه أحمد (١٦١٠)، والنسائي في فضائل الصحابة (٧١)، وصحّحه ابن حبان (٧٠٥٢).

فَجَعَلْتُهُ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ. (١)

431- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خط آیا تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن ارقم سے کہا: "اس کا جواب دو۔" چنانچہ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے لے کر لکھنا شروع کر دیا، پھر خط لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اچھا کیا۔" عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ چیز میرے دل میں باقی رہی یہاں تک کہ جب میں خلیفہ بنا تو انھیں بیت المال پر مقرر کر دیا۔

٧٢- أخبار عبد الله بن ثعلبة بن صُعير

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ کا بیان

٤٣٢- عن عَبْد اللَّه بْن ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ ﷺ - وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ - أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ. (٢)

ورواه أحمد (٢٣٦٦٧) ولفظه: "وكان رسول الله ﷺ قد مسح وجهه زمن الفتح أنه رأى سعد بن أبي وقاص- وكان سعد قد شهد بدرا مع رسول الله ﷺ - يوتر بركعة واحدة بعد صلاة العشاء - يعني العتمة - لا يزيد عليها حتى يقوم من جوف الليل.

432- حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی- اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ یا منہ پر ہاتھ پھیرا تھا- انھوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک رکعت وتر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند (٢٣٦٦٧) میں اسے روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: اور رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا- انھوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر میں شریک ہو چکے تھے- کو عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ آدھی رات میں قیام کے لیے پھر اٹھتے تھے۔

---

(١) **حسن**: رواه البزار (٢٦٧).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٦٣٥٦).

٧٣- باب ما جاء في فضل عبد الله بن جعفر

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٤٣٣- عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ ﷺ: أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَعَمْ، فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ. (١)

433- ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کہا: تمھیں وہ قصہ یاد ہے جب میں اور تم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تینوں آگے جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے (جب آپ ﷺ جہاد سے واپس آ رہے تھے) عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں یاد ہے۔ اور آپ ﷺ نے مجھ کو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا اور تمھیں چھوڑ دیا تھا۔

٤٣٤- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ، قَالَ: وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ، فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ، قَالَ: فَأُدْخِلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ. (٢)

وفي لفظ له (٢٤٢٨-٦٧): "كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا، - قَالَ:- فَتُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ، - قَالَ:- فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَالآخَرَ خَلْفَهُ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ.

434- حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو گھر کے بچے آپ ﷺ کو جا کر ملتے، ایک بار آپ ﷺ سفر سے آئے اور میں آپ ﷺ سے ملنے کے لیے آگے گیا، آپ ﷺ نے مجھ کو اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے آئے آپ ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا، پھر ہم تینوں ایک ہی جانور پر بیٹھے ہوئے مدینہ میں آئے۔

اور ایک روایت (٢٤٢٨-٦٧) کے الفاظ ہیں: نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٠٨٢)، ومسلم (٢٤٢٧-٦٥).
(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٢٨-٦٦).

تو ہم لوگوں سے ملتے۔ کہتے ہیں: ایک بار مجھے، حسن یا حسین رضی اللہ عنہما سے ملے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں سے ایک کو سامنے بٹھایا اور ایک کو پیچھے یہاں تک کہ مدینہ میں آئے۔

٤٣٥- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضي الله عنهما، قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لاَ أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ.(١)

435- حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور چپکے سے ایک بات بیان فرمائی جس کو میں کسی سے بیان نہ کروں گا۔

٧٤- باب ما جاء في أخبار عبد الله بن الزبير

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

٤٣٦- عَنْ أَسْمَاءَ رضي الله عنها، أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ، فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ، فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ.(٢)

ورواه مسلم (٢١٤٦:٢٥) من طريق آخر عن هِشَام بْن عُرْوَةَ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُمَا قَالاَ: خَرَجَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ حِينَ هَاجَرَتْ، وَهِيَ حُبْلَى بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَدِمَتْ قُبَاءَ فَنُفِسَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ خَرَجَتْ حِينَ نُفِسَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيُحَنِّكَهُ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: فَمَكَثْنَا سَاعَةً نَلْتَمِسُهَا قَبْلَ أَنْ نَجِدَهَا فَمَضَغَهَا ثُمَّ بَصَقَهَا فِي فِيهِ، فَإِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ بَطْنَهُ لَرِيقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَتْ أَسْمَاءُ رضي الله عنها:: ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ، ثُمَّ جَاءَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ أَوْ

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٢٩).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٩٠٩)، ومسلم (٢١٤٦:٢٦).

ثَمَانٍ لِيُبَايِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَأَمَرَهُ بِذَلِكَ الزُّبَيْرُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ رَآهُ مُقْبِلاً إِلَيْهِ ثُمَّ بَايَعَهُ .

436- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے پیٹ میں تھے، انھیں دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لیے روانہ ہوئی یہاں پہنچ کر میں نے قباء میں پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر میں انھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کی گود میں اسے رکھ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک لعاب تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لیے برکت طلب کی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش (ہجرت کے بعد) اسلام میں ہوئی۔

اور امام مسلم (۲۱۴۶:۲۵) نے ہشام بن عروہ کی سند سے یہ روایت کیا ہے کہ عروہ بن زبیر اور فاطمہ بنت منذر بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما جب ہجرت کے لیے نکلیں تو ان کے پیٹ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے، وہ قبا میں آئیں وہاں عبداللہ کو جنم دیا۔ پھر اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تاکہ آپ ﷺ گھٹی دیں۔ آپ ﷺ نے عبداللہ کو اسماء رضی اللہ عنہما سے لے لیا اور اپنی گود میں رکھا، پھر کھجور منگوائی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم ایک گھڑی تک کھجور ڈھونڈتے رہے، آخر آپ ﷺ نے کھجور چبائی اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں رکھ دی، تو سب سے پہلے جو عبداللہ کے پیٹ میں گیا وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر آپ ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی اور ان کا نام عبداللہ رکھا۔ جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو وہ آئے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کے لیے۔ آپ ﷺ نے جب ان کو آتے دیکھا تو آپ مسکرائے، پھر ان سے بیعت کی (برکت کے لیے، کیونکہ وہ کمسن تھے)۔

٤٣٧- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ تَمْرَةً فَلاَكَهَا، ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ، فَأَوَّلُ مَا

دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ ﷺ. (١)

437- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سب سے پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوا، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ انھیں لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے تو نبی کریم ﷺ نے ایک کھجور لے کر اسے چبایا، پھر اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس لیے سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ نبی کریم ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔

٤٣٨- عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: حِينَ وَقَعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، قُلْتُ: أَبُوهُ الزُّبَيْرُ، وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ، وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ. (٢)

438- ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب میرا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اختلاف ہو گیا تھا تو میں نے کہا کہ ان کے والد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے، ان کی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا تھیں، ان کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کے نانا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اور ان کی دادی (نبی کریم ﷺ کی پھوپھی) صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

٤٣٩- عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قال: وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ- أي: بين ابن عباس وابن الزبير- فَغَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَتُحِلَّ حَرَمَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: مَعَاذَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَيَّةَ مُحِلِّينَ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لاَ أُحِلُّهُ أَبَدًا. قَالَ: قَالَ النَّاسُ: بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ. فَقُلْتُ: وَأَيْنَ بِهَذَا الأَمْرِ عَنْهُ؟ أَمَّا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ ﷺ، يُرِيدُ: الزُّبَيْرَ، وَأَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ، يُرِيدُ: أَبَا بَكْرٍ، وَأُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ، يُرِيدُ: أَسْمَاءَ، وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، يُرِيدُ: عَائِشَةَ، وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، يُرِيدُ: خَدِيجَةَ، وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ ﷺ فَجَدَّتُهُ، يُرِيدُ: صَفِيَّةَ، ثُمَّ عَفِيفٌ فِي الإِسْلاَمِ، قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ. وَاللَّهِ إِنْ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ، وَإِنْ

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٩١٠).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٤٦٦٤).

رَبُّونِي رَبَّنِي أَكْفَاءٌ كِرَامٌ، فَآثَرَ عَلَيَّ التُّوَيْتَاتِ وَالأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ، يُرِيدُ أَبْطُنًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ: بَنِي تُوَيْتٍ وَبَنِي أُسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ، إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ، يَعْنِي: عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ، وَإِنَّهُ لَوَّى ذَنَبَهُ، يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ. (١)

439- ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان کسی بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا تھا۔ میں صبح کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنا چاہتے ہیں، اس کے باوجود کہ اللہ کے حرم کی بے حرمتی ہو گی؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معاذاللہ! یہ تو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن زبیر اور بنو امیہ ہی کے مقدر میں لکھ دیا ہے کہ وہ حرم کی بے حرمتی کریں۔ اللہ کی قسم! میں کسی صورت میں بھی اس بے حرمتی کے لیے تیار نہیں ہوں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت کر لو۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے ان کی خلافت کو تسلیم کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے؟ ان کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے، آپ کی مراد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے تھی۔ ان کے نانا صاحبِ غار تھے، اشارہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ ان کی والدہ صاحبِ نطاقین تھیں، یعنی اسماء رضی اللہ عنہا۔ ان کی خالہ ام المومنین تھیں، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ ان کی پھوپھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں، مراد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ان کی دادی ہیں، اشارہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ اس کے علاوہ وہ خود اسلام میں ہمیشہ صاف کردار اور پاک دامن رہے اور قرآن کے عالم ہیں اور اللہ کی قسم! اگر وہ (بنو امیہ) مجھ سے اچھا برتاؤ کریں تو ان کو کرنا ہی چاہیے، وہ میرے بہت قریب کے رشتے دار ہیں اور اگر وہ مجھ پر حکومت کریں تو خیر، حکومت کریں کیونکہ وہ ہمارے برابر کے عزت والے ہیں۔ لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تو بنو تویت، بنو اسامہ اور بنو حمید کے لوگوں کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ ان کی مراد مختلف بنو اسد کے قبائل، یعنی بنو تویت، بنو اسامہ اور بنو اسد سے تھی۔ دوسری طرف ابن ابی العاص بڑی عمدگی سے چل رہا ہے، (یعنی عبدالملک بن مروان مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے) اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کے سامنے دم دبالی ہے۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٦٦٥).

٤٤٠- عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قال: دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ فَقَالَ: أَلاَ تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا؟ فَقُلْتُ: لأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لأَبِي بَكْرٍ وَلاَ لِعُمَرَ، وَهُمَا كَانَا أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ، وَقُلْتُ: ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ، وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّى عَنِّي وَلاَ يُرِيدُ ذَلِكَ. فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هَذَا مِنْ نَفْسِي، فَيَدَعُهُ، وَمَا أُرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا، وَإِنْ كَانَ لاَ بُدَّ لأَنْ يَرُبَّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَرُبَّنِي غَيْرُهُمْ. (١)

440- ابن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے کہا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے معاملے میں تمھیں حیرت نہیں ہوتی۔ وہ اب خلافت کے لیے کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے ارادہ کر لیا کہ ان کے لیے محنت مشقت کروں گا کہ ایسی محنت اور مشقت میں نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے لیے بھی نہیں کی۔ حالانکہ وہ دونوں ان سے ہر حیثیت سے بہتر تھے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی اولاد میں سے ہیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نواسے، خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے، لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کیا کیا وہ مجھ سے بڑے بننے کی کوشش میں ہیں۔ وہ مجھے کسی خاطر میں نہیں لائے، میں نے دل میں کہا، مجھے ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ میں تو ان سے ایسی عاجزی کروں گا اور وہ اس پر بھی مجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خیر اب مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بھلائی کریں گے۔ اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا، لہٰذا بنی امیہ جو میرے چچازاد بھائی ہیں اگر مجھ پر حکومت کریں تو یہ مجھ کو اوروں کے حکومت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

٧٥- باب ما جاء في إسلام عبد الله بن سلام

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

٤٤١- عَنْ أَنَسٍ ﷺ ، قَالَ: سَمِعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلاَمٍ، بِقُدُومِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلاَثٍ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلاَّ نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٦٦٦).

أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ: « أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا ». قَالَ: جِبْرِيلُ؟ قَالَ: « نَعَمْ ». قَالَ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ. فَقَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُۥ نَزَّلَهُۥ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾[البقرة: ٩٧] « أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ ». قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ. يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلاَمِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي. فَجَاءَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ فِيكُمْ ». قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا. قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلاَمٍ؟ ». فَقَالُوا: أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ. فَخَرَجَ عَبْدُاللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. فَقَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا. وَانْتَقَصُوهُ. قَالَ: فَهَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. (١)

441- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے رسول اللہ ﷺ کی (مدینہ) تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ وہ اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں، جنھیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلایئے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لیے سب سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہو گا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ابھی جبریل نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔" عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے: جبریل علیہ السلام نے؟ فرمایا: "ہاں۔" عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُۥ نَزَّلَهُۥ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾ [البقرة: ٩٧]

اور ان کے سوالات کے جواب میں فرمایا: "قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ ہو گی جو

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٤٨٠).

انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر لائے گی۔ اہلِ جنت کی دعوت میں جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا ایک اضافی حصہ ہو گا، اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غلبہ کر جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔" عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بول اٹھے:

«أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أنك رسول الله.»

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔"

(پھر عرض کی) اے اللہ کے رسول! یہودی بڑی بہتان باز قوم ہے، اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے کچھ پوچھیں، انھیں میرے اسلام کا پتا چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کر دیں گے۔ بعد میں جب یہودی آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: "عبد اللہ تمھارے یہاں کیسے آدمی سمجھے جاتے ہیں؟" وہ کہنے لگے: ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے! ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ اسلام لے آئیں پھر تمھارا کیا خیال ہو گا؟" کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اس سے انھیں پناہ میں رکھے۔ اتنے میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر کہا:

«أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدا رسول الله.»

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں۔"

اب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کر دی۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہی وہ چیز تھی جس سے میں ڈرتا تھا۔

٧٦- باب فضائل عبدالله بن سلام وأنه من أهل الجنة

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان اور یہ کہ وہ جنتی ہیں

٤٤٢- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لأَحَدٍ

يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. إِلاَّ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلاَمٍ قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ﴾ الآيَةَ. [الأحقاف: ١٠] قَالَ: لاَ أَدْرِي، قَالَ مَالِكٌ: الآيَةَ، أَوْ فِي الْحَدِيثِ. (١)

قوله: "ما سمعت النبي ﷺ يقول لأحد يمشي على الأرض ..." وقد علم سعد ابن أبي وقاص أنه ﷺ قال لجماعة: "إنهم من أجل الجنة". فأجيب بأنه قال ذلك بعد موت المبشرين بالجنة لأن عبد الله بن سلام عاش بعدهم ولم يبق معه من العشرة غير سعد وسعيد بن زيد، ويؤيد ذلك بعض ألفاظ الحديث كقوله عند مسلم: "يقول: لحي يمشي..." انظر: الفتح.

442- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی ایسے شخص کے متعلق جو زمین پر چل رہا ہو یہ نہیں سنا کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں، بیان کیا کہ یہ آیت: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ﴾ [الأحقاف: ١٠] انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (راویِ حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ مجھے نہیں معلوم کہ آیت کے نزول کے متعلق مالک رحمہ اللہ کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

الفاظِ حدیث: "کسی ایسے شخص کے متعلق جو زمین پر چل رہا ہو یہ نہیں سنا کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں ...۔" جبکہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ پتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک پوری جماعت کے بارے میں یہ کہا ہے کہ وہ لوگ جنتی ہیں۔ تو اس حدیث کے بارے میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ آپ نے ایسی بات اس وقت کہی تھی جب وہ سارے لوگ فوت ہو چکے تھے سوائے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ ان کے بعد یہ کافی دنوں تک زندہ رہے، اور عشرہ مبشرہ میں سے سعد وسعید بن زید رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی نہیں بچا تھا۔ اور اس کی تائید حدیث کے بعض وہ الفاظ بھی کرتے ہیں جو صحیح مسلم میں موجود ہیں کہ آپ نے یہ زندہ لوگوں کے بارے میں کہا ہے جو زمین پر چل رہے ہوں۔ دیکھیں: فتح الباری۔

٤٤٣- عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ رضي الله عنه، قَالَ: كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ فِي نَاسٍ فِيهِمْ بَعْضُ

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١٢)، ومسلم (٢٤٨٣).

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فِي وَجْهِهِ أَثَرٌ مِنْ خُشُوعٍ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ، فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، وَدَخَلْتُ، فَتَحَدَّثْنَا فَلَمَّا اسْتَأْنَسَ قُلْتُ لَهُ: إِنَّكَ لَمَّا دَخَلْتَ قَبْلُ، قَالَ رَجُلٌ كَذَا وَكَذَا قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا يَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ: مَا لاَ يَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، رَأَيْتُنِي فِي رَوْضَةٍ - ذَكَرَ سَعَتَهَا وَعُشْبَهَا وَخُضْرَتَهَا - وَوَسْطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الأَرْضِ وَأَعْلاَهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلاَهُ عُرْوَةٌ. فَقِيلَ لِي: ارْقَهْ. فَقُلْتُ لَهُ: لاَ أَسْتَطِيعُ. فَجَاءَنِي مِنْصَفٌ -قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَالْمِنْصَفُ: الْخَادِمُ- فَقَالَ بِثِيَابِي مِنْ خَلْفِي -وَصَفَ أَنَّهُ رَفَعَهُ مِنْ خَلْفِهِ بِيَدِهِ - فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى الْعَمُودِ، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لِيَ: اسْتَمْسِكْ.

فَلَقَدِ اسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: « تِلْكَ الرَّوْضَةُ الإِسْلاَمُ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الإِسْلاَمِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقَى وَأَنْتَ عَلَى الإِسْلاَمِ حَتَّى تَمُوتَ ». قَالَ وَالرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلاَمٍ. (١)

وفي لفظ: « **يموت عبد الله وهو آخذ بالعروة الوثقى** ». رواه البخاري (٧٠١٠)، ومسلم (٢٤٨٤-١٤٩).

443- قیس بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ تھا جن میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے، ایک شخص آیا جس کے چہرے پر خشوع کا اثر تھا۔ بعض لوگ کہنے لگے: یہ جنتی ہے۔ اس نے دو رکعتیں نماز پڑھی جن میں اختصار کیا، پھر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے گیا، وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا، میں بھی اس کے ساتھ اندر گیا اور پھر ہم نے آپس میں باتیں کیں، جب وہ میرے ساتھ مانوس ہو گیا تو میں نے اس سے کہا: تم جب مسجد میں آئے تھے تو ایک شخص ایسا ایسا بولا: (یعنی تم جنتی ہو) اس نے کہا: سبحان اللہ! کسی کو نہیں چاہیے وہ بات کہنی جو وہ نہیں جانتا اور میں تم سے بیان کرتا ہوں لوگ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١٣)، ومسلم (٢٤٨٤-١٤٨).

کیوں ایسا کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک خواب دیکھا تھا۔ وہ خواب میں نے آپ ﷺ سے بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں -جس کی وسعت اور اس کے پودوں اور اس کی شادابی کا حال اس نے بیان کیا- اس باغ کے بیچ میں لوہے کا ایک ستون ہے، اس کا نیچے کا حصہ تو زمین کے اندر ہے اور اوپر کا حصہ آسمان تک گیا ہے، اس کی بلندی پر ایک حلقے ہے، مجھ سے کہا گیا: اس پر چڑھ۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا، پھر ایک خدمتگار آیا، اس نے میرے کپڑے پیچھے سے اٹھائے اور بیان کیا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے مجھے پیچھے سے اٹھایا، میں چڑھ گیا، یہاں تک کہ اس ستون کی بلندی پر پہنچ گیا اور حلقہ کو میں نے تھام لیا۔ مجھ سے کہا گیا: اس کو تھامے رہو، اور وہ حلقہ میرے ہاتھ میں ہی تھا کہ میں جاگ گیا۔ یہ خواب میں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ باغ اسلام ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ دین کا مضبوط حلقہ ہے اور تو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا۔"

قیس رحمہ اللہ نے کہا: وہ شخص عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: "عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی وفات اس حال میں ہوگی کہ وہ مضبوط حلقہ پکڑے ہوں گے۔" البخاری (٧٠١٠)، ومسلم (٢٤٨٤-١٤٩).

٤٤٤- عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي حَلْقَةٍ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ قَالَ: وَفِيهَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلاَمٍ رضي الله عنه قَالَ: فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ حَدِيثًا حَسَنًا قَالَ: فَلَمَّا قَامَ قَالَ الْقَوْمُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا. قُلْتُ: وَاللَّهِ لأَتْبَعَنَّهُ فَلأَعْلَمَنَّ مَكَانَ بَيْتِهِ. قَالَ: فَتَبِعْتُهُ فَانْطَلَقَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ قَالَ: فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي فَقَالَ: مَا حَاجَتُكَ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: سَمِعْتُ الْقَوْمَ يَقُولُونَ لَكَ لَمَّا قُمْتَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا. فَأَعْجَبَنِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ، قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُحَدِّثُكَ مِمَّ قَالُوا ذَاكَ، إِنِّي بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلٌ، فَقَالَ لِي: قُمْ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ: فَإِذَا أَنَا بِجَوَادَّ عَنْ شِمَالِي قَالَ: فَأَخَذْتُ لآخُذَ فِيهَا، فَقَالَ لِي: لاَ تَأْخُذْ فِيهَا فَإِنَّهَا طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ

قَالَ: فَإِذَا جَوَادُّ مَنْهَجٌ عَلَى يَمِينِي، فَقَالَ لِي: خُذْ هَا هُنَا. فَأَتَى بِي جَبَلاً، فَقَالَ لِي: اصْعَدْ قَالَ: فَجَعَلْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلَى اسْتِي قَالَ: حَتَّى فَعَلْتُ ذَلِكَ مِرَارًا قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى أَتَى بِي عَمُودًا رَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ، وَأَسْفَلُهُ فِي الأَرْضِ، فِي أَعْلاَهُ حَلْقَةٌ، فَقَالَ لِيَ: اصْعَدْ فَوْقَ هَذَا. قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْعَدُ وَرَأْسُهُ فِي السَّمَاءِ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي قَالَ: فَإِذَا أَنَا مُتَعَلِّقٌ بِالْحَلْقَةِ قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُودَ فَخَرَّ، قَالَ: وَبَقِيتُ مُتَعَلِّقًا بِالْحَلْقَةِ حَتَّى أَصْبَحْتُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: « أَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ: وَأَمَّا الطُّرُقُ الَّتِي رَأَيْتَ عَنْ يَمِينِكَ فَهِيَ طُرُقُ أَصْحَابِ الْيَمِينِ، وَأَمَّا الْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ وَلَنْ تَنَالَهُ، وَأَمَّا الْعَمُودُ فَهُوَ عَمُودُ الإِسْلاَمِ، وَأَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِيَ عُرْوَةُ الإِسْلاَمِ، وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهَا حَتَّى تَمُوتَ».(١)

444- خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ کی مسجد میں ایک حلقے میں بیٹھا تھا، وہاں ایک خوبصورت ہیئت والے بزرگ بھی موجود تھے، معلوم ہوا کہ وہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ لوگوں سے اچھی اچھی باتیں کر رہے تھے، جب وہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا: جو کوئی اہلِ جنت میں سے ایک شخص کو دیکھنا پسند کرے تو وہ ان کو دیکھ لے، میں نے (اپنے دل میں) کہا: اللہ کی قسم! میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور ان کا گھر دیکھوں گا، پھر میں ان کے پیچھے ہو اوہ چلتے رہے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ شہر سے باہر نکل جائیں، پھر وہ اپنے گھر چلے گئے، میں نے بھی اندر آنے کی اجازت چاہی، انھوں نے اجازت دی، پھر پوچھا: اے بھتیجے! تمھیں کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں نے لوگوں سے سنا جب تم کھڑے ہوئے وہ کہتے تھے: جو کوئی اہلِ جنت میں سے ایک شخص کو دیکھنا پسند کرے تو وہ ان کو دیکھ لے۔ تو مجھے آپ کی صحبت میں رہنا اچھا معلوم ہوا، انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ جنت والوں کو زیادہ بہتر جانتا ہے، اور میں تجھ سے لوگوں کے یہ کہنے کی وجہ بیان کرتا ہوں۔ میں ایک بار سو رہا تھا، خواب میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا: کھڑا ہو،

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٨٤-١٥٠).

پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا، میں اس کے ساتھ چلا، مجھے بائیں طرف کچھ راہیں ملیں، میں نے ان میں جانا چاہا، وہ بولا: ان میں مت جا، یہ بائیں ہاتھ والوں کی راہیں ہیں (یعنی کافروں کی)، پھر داہنی طرف کی راہیں ملیں، وہ شخص بولا: ان راہوں میں جا، پھر وہ مجھے ایک پہاڑ تک لے آیا اور اس نے مجھ سے کہا: اس پر چڑھ۔ میں نے جو چڑھنا چاہا تو سرین کے بل گرا۔ کئی بار میں نے چڑھنے کا قصد کیا لیکن ہر بار گرا، پھر وہ مجھے لے چلا یہاں تک کہ ایک ستون ملا جس کی چوٹی آسمان میں تھی اور تہ زمین میں۔ اس کے اوپر ایک حلقہ لگا تھا۔ مجھ سے کہا: اس ستون کے اوپر چڑھ جا۔ میں نے کہا: میں اس پر کیوں کر چڑھوں اس کا سرا تو آسمان میں ہے۔ آخر اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اچھال دیا، میں جو دیکھتا ہوں تو اس حلقے کے ساتھ چمٹا ہوا ہوں، پھر اس شخص نے ستون کو مارا وہ گر پڑا اور میں صبح تک اسی حلقے سے چمٹا رہا۔ جب میں جاگا تو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے یہ خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو راہیں تو نے بائیں طرف دیکھیں وہ بائیں طرف والوں کی راہیں ہیں اور جو راہیں داہنی طرف دیکھیں وہ داہنی طرف والوں کی راہیں ہیں اور پہاڑ تو وہ شہیدوں کا درجہ ہے تم وہاں تک نہ پہنچ سکو گے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ حلقہ اسلام کا حلقہ ہے، تو تم مرتے دم تک اسلام پر قائم رہو گے۔ (اور جب خاتمہ اسلام پر ہو گا تو جنت کا یقین ہے اس وجہ سے لوگ مجھے جنتی کہتے ہیں)۔

٤٤٥- عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمِيرَةَ، قَالَ لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ ﷺ الْمَوْتُ قِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْصِنَا. قَالَ: أَجْلِسُونِي. فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ وَالإِيمَانَ مَكَانَهُمَا، مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا، يَقُولُ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، وَالْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ، عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، وَعِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَعِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلاَمٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ».(١)

445- یزید بن عمیرہ کہتے ہیں کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مرنے کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا:

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٨٠٤)، وأحمد (٢٢١٠٤)، وصحّحه ابن حبان (٧١٦٥)، والحاكم (٣/ ٢٧٠).

اے ابو عبد الرحمان! ہمیں کچھ وصیت کیجیے، تو انھوں نے کہا: مجھے بٹھاؤ، پھر بولے: علم اور ایمان دونوں اپنی جگہ پر قائم ہیں جو انھیں ڈھونڈے گا ضرور پائے گا، انھوں نے یہ تین بار کہا، پھر بولے: علم کو چار آدمیوں کے پاس ڈھونڈو: عویمر ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس جو یہودی تھے پھر اسلام لائے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "وہ ان دس لوگوں میں سے ہیں جو جنتی ہیں۔"

٤٤٦- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وقاص رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِنْ ثَرِيدٍ فَأَكَلَ، فَفَضَلَ عَنْهُ فَضْلَةٌ، فَقَالَ: « يَدْخُلُ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، يَأْكُلُ هَذِهِ الْفَضْلَةَ ». قَالَ سَعْدٌ: وَقَدْ كُنْتُ تَرَكْتُ أَخِي عُمَيْرَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَتَهَيَّأُ لِأَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ، فَطَمِعْتُ أَنْ يَكُونَ هُوَ، فَجَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلامٍ فَأَكَلَهَا. (١)

446- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ثرید کا ایک پیالہ لایا گیا جس سے آپ نے کھایا، اور اس سے کچھ باقی رہ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابھی اس راستے سے ایک جنتی آئے گا اور اس بچے ہوئے کھانا کو کھائے گا۔" سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اور میں اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چھوڑ آیا تھا وہ بس نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تیار ہو کر آنے ہی والے تھے، تو میں نے تمنا کی کہ ممکن ہے وہی ہوں، لیکن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور انھوں نے وہ بچا ہوا کھانا کھایا۔

٧٧- باب ما جاء في فضائل عبد الله بن عباس

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

٤٤٧- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى الْخَلاَءَ، فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: « مَنْ وَضَعَ هَذَا؟ ». قلت: - وفي لفظ "قالوا"- ابن عباس، فَقَالَ: « اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ ». (٢)

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (١٥٩١، ١٤٥٨)، وصححه ابن حبان (٧١٦٤)، والحاكم (٤١٦/٣).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (١٤٣)، ومسلم (٢٤٧٧).

واللفظ لمسلم، ولفظ البخاري: " اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ "

447- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو پوچھا: "یہ پانی کس نے رکھا ہے؟" میں نے کہا: -یا دوسری روایت کے الفاظ کے مطابق لوگوں نے کہا-: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یا اللہ اس کو سمجھدار کر دے۔"

یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں، اور صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: "اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما۔"

٤٤٨- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: ضَمَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: « اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ ».(١)

ورواه أيضاً (٣٧٥٦) من وجه آخر بلفظ: "ضمني النبي ﷺ إلى صدره وقال: «**اللهم علمه الحكمة** ». ورواه ابن ماجه (١٦٦) بلفظ: « **اللهم علمه الحكمة، وتأويل الكتاب** ».

448- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: "اے اللہ اسے تو اپنی کتاب کا علم عطا کر دے۔"

اور امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک روایت (٣٧٥٦) کے یہ بھی الفاظ ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: "اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا کر دے۔" اور ابن ماجہ (١٦٦) کے الفاظ ہیں: "اے اللہ! اسے حکمت سکھلا دے اور کتاب کی تفسیر بتا دے۔"

٤٤٩- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى كَتِفِي - أَوْ عَلَى مَنْكِبِي، شَكَّ سَعِيدٌ - ثُمَّ قَالَ: « اللهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ ».(٢)

449- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے پر- یا میرے مونڈھے پر، سعید راوی کو شک ہے- اپنا ہاتھ رکھا، پھر فرمایا: "اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا کر دے اور تفسیر سیکھا دے۔"

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٧٥).
(٢) **حسن**: رواه أحمد (٢٨٧٩، ٢٣٩٧).

٤٥٠- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلاَ مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ، فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلاَ إِقَامَةً، ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ، فَأَمَرَ بِلاَلاً فَأَتَاهُنَّ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. (١)

450- عبدالرحمان بن عابس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عید میں حاضر تھے؟ کہا کہ ہاں میں اس وقت کم سن تھا، اگر نبی کریم ﷺ سے مجھ کو اتنا نزدیک کا رشتہ نہ ہوتا تو کم سن ہونے کی وجہ سے آپ کے ساتھ حاضر نہ ہو سکتا تھا۔ آپ ﷺ گھر سے نکل کر اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس ہے اور وہاں آپ نے نمازِ عید پڑھائی، پھر خطبہ دیا۔ انھوں نے اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا، پھر آپ ﷺ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تو زیوروں کا صدقہ دینے کے لیے عورتیں اپنے کانوں اور گردنوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، وہ آئے اور صدقہ میں ملی ہوئی چیزوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس واپس چلے گئے۔

٤٥١- عن ابْن عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ، فَكَانَ كَالْمُعْرِضِ عَنْ أَبِي، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ، فَقَالَ لِي أَبِي: أَيْ بُنَيَّ، أَلَمْ تَرَ إِلَى ابْنِ عَمِّكَ كَالْمُعْرِضِ عَنِّي؟ فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ، إِنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يُنَاجِيهِ. قَالَ: فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ أَبِي: يَا رَسُولَ اللهِ، لَقَد قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ: كَذَا وَكَذَا، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ كَانَ عِنْدَكَ رَجُلٌ يُنَاجِيكَ، فَهَلْ كَانَ عِنْدَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « وَهَلْ رَأَيْتَهُ يَا عَبْدَ اللهِ؟ ».قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: « فَإِنَّ ذَاكَ جِبْرِيلُ، وَهُوَ الَّذِي شَغَلَنِي عَنْكَ ». (٢)

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٧٣٢٥).

(٢) **صحيح**: رواه أبو داود الطيالسي (٢٨٣١)، وأحمد (٢٦٧٩)، والطبراني (١٠/٢٣٦).

451- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ ایک شخص سے سرگوشی کر رہے تھے، اور میرے والد سے اعراض کیے ہوئے تھے، چنانچہ ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے آئے، میرے والد نے مجھ سے کہا: اے بیٹے! کیا تم نے نہیں دیکھا تمھارا چچیرا بھائی مجھ سے کس طرح اعراض کیے ہوئے تھا؟ میں نے کہا: ابو جان! آپ ﷺ کے پاس ایک شخص تھا جس سے آپ سرگوشی کر رہے تھے۔ کہا: پھر ہم نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے، میرے والد نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے عبد اللہ سے ایسی ویسی باتیں کہہ دی ہے لیکن اس نے بتایا کہ آپ کے پاس کوئی شخص تھا جس سے آپ سرگوشی کر رہے تھے، تو کیا آپ کے پاس کوئی آدمی تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عبد اللہ! کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟" میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: "بے شک وہ جبریل علیہ السلام تھے، انھوں نے ہی مجھے آپ سے مشغول کر رکھا تھا۔"

٧٨- باب في بشارة النبي ﷺ والملك بأن عبد الله بن عمر رجل صالح

نبی کریم ﷺ اور فرشتے کی خوشخبری کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نیک آدمی ہیں

٤٥٢- عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِي سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ، لاَ أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلاَّ طَارَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ. فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: « إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ »، أَوْ قَالَ: «إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ ».(١)

452- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اس کا ذکر حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس خواب کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارا بھائی نیک مرد ہے۔" یا فرمایا: "عبد اللہ نیک آدمی ہے۔"

٤٥٣- عَنِ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: إِنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانُوا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُصُّونَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَيَقُولُ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧٠١٦، ٧٠١٥)، ومسلم (١٣٩-٢٤٧٨).

فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ، وَأَنَا غُلاَمٌ حَدِيثُ السِّنِّ، وَبَيْتِي الْمَسْجِدُ قَبْلَ أَنْ أَنْكِحَ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْرٌ لَرَأَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هَؤُلاَءِ. فَلَمَّا اضْطَجَعْتُ لَيْلَةً، قُلْتُ: اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَأَرِنِي رُؤْيَا. فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ جَاءَنِي مَلَكَانِ فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ، يُقْبِلاَ بِي إِلَى جَهَنَّمَ، وَأَنَا بَيْنَهُمَا أَدْعُو اللَّهَ: اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَنَّمَ. ثُمَّ أُرَانِي لَقِيَنِي مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: لَنْ تُرَاعَ، نِعْمَ الرَّجُلُ أَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلاَةَ. فَانْطَلَقُوا بِي حَتَّى وَقَفُوا بِي عَلَى شَفِيرِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، لَهُ قُرُونٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ، بَيْنَ كُلِّ قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهِ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيدٍ، وَأَرَى فِيهَا رِجَالاً مُعَلَّقِينَ بِالسَّلاَسِلِ، رُءُوسُهُمْ أَسْفَلَهُمْ، عَرَفْتُ فِيهَا رِجَالاً مِنْ قُرَيْشٍ، فَانْصَرَفُوا بِي عَنْ ذَاتِ الْيَمِينِ. فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ».

فَقَالَ نَافِعٌ: لَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذَلِكَ يُكْثِرُ الصَّلاَةَ. (١)

ورواه البخاري (٧٠٣٠)، ومسلم (٢٤٧٩-١٤٠) وفيه قال النبي ﷺ: « **نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ** ». قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لاَ يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلاَّ قَلِيلاً.

453- نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں خواب دیکھتے تھے اور اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ اس کی تعبیر کرتے جیسا کہ اللہ چاہتا۔ میں اس وقت نوعمر تھا اور میرا گھر مسجد ہی تھا، یہ میری شادی سے پہلے کی بات ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر تجھ میں کوئی خیر ہوتی تو تو بھی ان لوگوں کی طرح خواب دیکھتا۔ چنانچہ جب میں ایک رات لیٹا تو میں نے کہا: اے اللہ! اگر تو میرے اندر کوئی خیر و بھلائی جانتا ہے تو مجھے کوئی خواب دکھا۔ میں اسی حال میں (سو گیا اور میں نے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧٠٢٨، ٧٠٢٩)، ومسلم (٢٤٧٨-١٤٠).

دیکھا کہ) میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا اور وہ مجھے جہنم کی طرف لے چلے۔ میں ان دونوں فرشتوں کے درمیان میں تھا اور اللہ سے دعا کرتا جارہا تھا کہ اے اللہ! میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں پھر مجھے دکھایا گیا (خواب ہی میں) کہ مجھ سے ایک اور فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور اس نے کہا: ڈرو نہیں تم کتنے اچھے آدمی ہو اگر تم نماز زیادہ پڑھتے! چنانچہ وہ مجھے لے کر چلے اور جہنم کے کنارے پر لے جا کر مجھے کھڑا کر دیا تو جہنم ایک گول کنویں کی طرح تھی اور اس میں لکڑیاں ہیں جیسا کہ کنویں کے اوپر گاڑی جاتی ہیں اور ہر دو لکڑیوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ہتھوڑا تھا اور میں نے اس میں کچھ لوگ دیکھے جنھیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور ان کے سر نیچے تھے۔ (اور پاؤں اوپر) ان میں سے بعض قریش کے لوگوں کو میں نے دیکھا، میں نے ان کو پہچان لیا، پھر وہ مجھے دائیں طرف لے کر چلے۔ میں نے اپنے اس خواب کا ذکر اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور انھوں نے نبی کریم ﷺ سے تذکرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ (سن کر) فرمایا: "عبداللہ نیک مرد ہے۔" نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب سے یہ خواب دیکھا وہ نفل نماز بہت پڑھا کرتے تھے۔

اور اسی کو امام بخاری (۷۰۳۰) اور امام مسلم (۲۴۷۹-۱۴۰) نے ایک دوسری سند سے روایت کیا جس کے الفاظ یہ ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر رات کو تہجد پڑھا کرے۔" سالم نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو نہیں سوتے تھے مگر تھوڑی دیر (اور تہجد پڑھتے تھے)۔

٤٥٤- عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: شَهِدَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما الْفَتْحَ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً، وَمَعَهُ فَرَسٌ حَرُونٌ وَرُمْحٌ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ يَخْتَلِي لِفَرَسِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « إِنَّ عَبْدَ اللهِ، إِنَّ عَبْدَ اللهِ ». (١)

وقوله: « **إن عبد الله، إن عبد الله** » يعني به رجل صالح كما جاء في الصحيح وإن لم يثبت هذا اللفظ هنا.

454- مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے وقت حاضر تھے، اس وقت ان

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٤٦٠٠).

کی عمر بیس سال تھی، ان کے پاس ایک اڑیل گھوڑا اور ایک بوجھل نیزہ تھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھوڑے کے لیے چارہ لانے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک عبد اللہ، بے شک عبد اللہ۔"

الفاظِ حدیث: "بے شک عبد اللہ، بے شک عبد اللہ" اس سے آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ وہ نیک مرد ہیں، جیسا کہ صحیح روایتوں میں ثابت ہے اگرچہ یہاں یہ لفظ ثابت نہیں ہے۔

٤٥٥- عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما فِي سَفَرٍ، فَمَرَّ بِمَكَانٍ، فَحَادَ عَنْهُ، فَسُئِلَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ هَذَا، فَفَعَلْتُ. (١)

455- مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے، چنانچہ ایک جگہ سے گزر ہوا تو وہاں سے راستہ بدل لیا، پوچھا گیا: ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے، اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

٧٩- باب ما جاء في فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر وأخباره

جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٤٥٦- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما قَالَ: جِيءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ، قَدْ مُثِّلَ بِهِ حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا، فَذَهَبْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُفِعَ، فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ، فَقَالَ: « مَنْ هَذِهِ؟ ». فَقَالُوا: ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو. قَالَ: « فَلِمَ تَبْكِي؟ أَوْ لاَ تَبْكِي فَمَا زَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ ». (٢)

وهذا لفظ البخاري، ولفظ مسلم نحوه، وفيه بعد قوله: "فَنَهَانِي قَوْمِي - فَرَفَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَرُفِعَ، فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ أَوْ صَائِحَةٍ". والباقي مثله.

وفي لفظ: "أُصِيبَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ وَأَبْكِي، وَجَعَلُوا يَنْهَوْنِي، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْهَانِي، قَالَ: وَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرٍو تَبْكِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (٤٨٧٠)، والبزار (١٢٨).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (١٢٩٣)، ومسلم (٢٤٧١-١٢٩).

اللَّهِ ﷺ: « تَبْكِيهِ أَوْ لَا تَبْكِيهِ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ ». رواه البخاري (١٢٤٤)، ومسلم (٢٤٧١-١٣٠).

456- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد کی لاش احد کے میدان سے لائی گئی اس حال میں کہ (مشرکوں نے) آپ کی صورت تک بگاڑ دی تھی۔ نعش کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ کر کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ میں نے چاہا کہ کپڑے کو ہٹاؤں، لیکن میری قوم نے مجھے روکا۔ پھر دوبارہ کپڑا ہٹانے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی میری قوم نے مجھ کو روک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جنازہ اٹھایا گیا۔ اس وقت کسی زور زور سے رونے والے کی آواز سنائی دی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "یہ کون ہے؟" لوگوں نے کہا کہ یہ عمرو کی بیٹی یا (یہ کہا کہ) عمرو کی بہن ہیں۔ (نام میں سفیان کو شک ہوا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ روتی کیوں ہیں؟" یا فرمایا: "یہ نہ روئے، ملائکہ اپنے پروں سے ان پر سایہ کیے ہوئے تھے جب تک ان کا جنازہ اٹھایا گیا۔"

یہ بخاری کے الفاظ ہیں، اور مسلم کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں، اس میں یہ بھی ہے: تو میری قوم نے مجھے روکا- پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھایا، یا اٹھانے کا حکم فرمایا تو رونے والی یا چیخنے والی کی آواز سنائی دی۔ حدیث کا باقی حصہ اسی طرح ہے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: میرے والد اُحد کے دن شہید ہو گئے تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا اور رونے لگا تو لوگوں نے مجھے منع کرنا شروع کر دیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھے منع نہیں کر رہے تھے، کہتے ہیں: اور فاطمہ بنت عمرو بھی رو رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ روؤ یا چپ رہو۔ جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملائکہ تو اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں۔"

٤٥٧- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: « يَا جَابِرُ مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟ ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتُشْهِدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالاً وَدَيْنًا. قَالَ: « أَفَلاَ أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللَّهُ بِهِ أَبَاكَ؟ ». قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: « مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلاَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابِهِ وَأَحْيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا، فَقَالَ: يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيةً. قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّهُ قَدْ

سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ لاَ يُرْجَعُونَ ». قَالَ: وَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا﴾ الآيَةَ [سورة آل عمران: ١٦٩]. (١)

457- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: "جابر! کیا بات ہے میں تمھیں شکستہ دل دیکھ رہا ہوں؟" میں نے کہا: اللہ کے رسول! میرے والد شہید کر دیے گئے، اور وہ بال بچے اور قرض چھوڑ گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں اس چیز کی بشارت نہ دوں جسے اللہ تعالیٰ نے تمھارے باپ سے ملاقات کے وقت کہا؟" انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟ اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی سے بغیر پردے کے کلام نہیں کیا (لیکن) اس نے تمھارے باپ کو زندہ کیا، پھر ان سے (بغیر پردے کے) آمنے سامنے بات کی، کہا: اے میرے بندے! مجھ سے کسی چیز کے حاصل کرنے کی تمنا و آرزو کر، میں تجھے دوں گا، انھوں نے کہا: اے رب! مجھے دوبارہ زندہ فرما، تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ شہید کیا جاؤں، رب عزوجل نے فرمایا: میری طرف سے یہ فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ لوگ دنیا میں دوبارہ نہ بھیجے جائیں گے۔"

راوی کہتے ہیں: اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًۢا﴾ [آل عمران: ١٦٩]

"اور اللہ کے راستے میں مارے جانے والوں کو تم مردہ نہ سمجھو۔"

٤٥٨- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْمُشْرِكِينَ لِيُقَاتِلَهُمْ، وَقَالَ لِي أَبِي عَبْدُ اللهِ: يَا جَابِرُ، لَا عَلَيْكَ أَنْ تَكُونَ فِي نَظَّارِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ حَتَّى تَعْلَمَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُنَا، فَإِنِّي وَاللهِ لَوْلَا أَنِّي أَتْرُكُ بَنَاتٍ لِي بَعْدِي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ تُقْتَلَ بَيْنَ يَدَيَّ.

قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا فِي النَّظَّارِينَ، إِذْ جَاءَتْ عَمَّتِي بِأَبِي، وَخَالِي عَادِلَتَهُمَا عَلَى نَاضِحٍ، فَدَخَلَتْ بِهِمَا الْمَدِينَةَ لِتَدْفِنَهُمَا فِي مَقَابِرِنَا، إِذْ لَحِقَ رَجُلٌ يُنَادِي: « أَلَا إِنَّ

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٠١٠)، وابن ماجه (١٩٠)، وصحّحه ابن حبان (٧٠٢٢)، والحاكم (٣/٢٠٣-٤).

النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَرْجِعُوا بِالْقَتْلَى، فَتَدْفِنُوهَا فِي مَصَارِعِهَا حَيْثُ قُتِلَتْ »، فَرَجَعْنَا بِهِمَا فَدَفَنَّاهُمَا حَيْثُ قُتِلَا.

فَبَيْنَمَا أَنَا فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: يَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَاللهِ لَقَدْ أَثَارَ أَبَاكَ عُمَّالَ مُعَاوِيَةَ، فَبَدَا، فَخَرَجَ طَائِفَةٌ مِنْهُ. فَأَتَيْتُهُ، فَوَجَدْتُهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي دَفَنْتُهُ، لَمْ يَتَغَيَّرْ إِلَّا مَا لَمْ يَدَعِ الْقَتْلُ -أَوِ الْقَتِيلُ- فَوَارَيْتُهُ.

قَالَ: وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ دَيْنًا مِنَ التَّمْرِ، فَاشْتَدَّ عَلَيَّ بَعْضُ غُرَمَائِهِ فِي التَّقَاضِي، فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّ أَبِي أُصِيبَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا مِنَ التَّمْرِ، وَقَدِ اشْتَدَّ عَلَيَّ بَعْضُ غُرَمَائِهِ فِي التَّقَاضِي، فَأُحِبُّ أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ، لَعَلَّهُ أَنْ يُنظِرَنِي طَائِفَةً مِنْ تَمْرِهِ إِلَى هَذَا الصِّرَامِ الْمُقْبِلِ. فَقَالَ: « نَعَمْ، آتِيكَ إِنْ شَاءَ اللهُ قَرِيبًا مِنْ وَسَطِ النَّهَارِ »، وَجَاءَ مَعَهُ حَوَارِيُّوهُ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ، فَدَخَلَ، وَقَدْ قُلْتُ لِامْرَأَتِي: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَنِي الْيَوْمَ وَسَطَ النَّهَارِ، فَلَا أَرَيَنَّكِ، وَلَا تُؤْذِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِي بِشَيْءٍ، وَلَا تُكَلِّمِيهِ. فَدَخَلَ، فَفَرَشَتْ لَهُ فِرَاشًا وَوِسَادَةً، فَوَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ. قَالَ: وَقُلْتُ لِمَوْلًى لِيَ: اذْبَحْ هَذِهِ الْعَنَاقَ - وَهِيَ دَاجِنٌ سَمِينَةٌ- وَالْوَحَى وَالْعَجَلَ، افْرُغْ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَيْقِظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَكَ. فَلَمْ نَزَلْ فِيهَا حَتَّى فَرَغْنَا مِنْهَا، وَهُوَ نَائِمٌ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَيْقَظَ يَدْعُو بِالطَّهُورِ، وَإِنِّي أَخَافُ إِذَا فَرَغَ أَنْ يَقُومَ، فَلَا يَفْرَغَنَّ مِنْ وُضُوئِهِ حَتَّى تَضَعَ الْعَنَاقَ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَلَمَّا قَامَ قَالَ: « يَا جَابِرُ، ائْتِنِي بِطَهُورٍ » ، فَلَمْ يَفْرُغْ مِنْ طُهُورِهِ حَتَّى وَضَعْتُ الْعَنَاقَ عِنْدَهُ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ: " كَأَنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ حُبَّنَا لِلَّحْمِ، ادْعُ لِي أَبَا بَكْرٍ » ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا حَوَارِيِّيْهِ الَّذِيْنَ مَعَهُ، فَدَخَلُوا، فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدَيْهِ وَقَالَ: « بِسْمِ اللهِ، كُلُوا ». فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، وَفَضَلَ لَحْمٌ مِنْهَا كَثِيرٌ.

قَالَ: وَاللهِ إِنَّ مَجْلِسَ بَنِي سَلِمَةَ لَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَعْيُنِهِمْ، مَا يَقْرُبُهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَخَافَةَ أَنْ يُؤْذُوهُ، فَلَمَّا فَرَغُوا قَامَ وَقَامَ أَصْحَابُهُ، فَخَرَجُوا بَيْنَ

يَدَيْهِ، وَكَانَ يَقُولُ: « خَلُّوا ظَهْرِي لِلْمَلَائِكَةِ »، وَاتَّبَعْتُهُمْ حَتَّى بَلَغُوا أُسْكُفَّةَ الْبَابِ. قَالَ: وَأَخْرَجَتِ امْرَأَتِي صَدْرَهَا، وَكَانَتْ مُسْتَتِرَةً بِسَفِيفٍ فِي الْبَيْتِ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ، صَلِّ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي صَلَّى الله عَلَيْكَ. فَقَالَ: « صَلَّى الله عَلَيْكِ وَعَلَى زَوْجِكِ ».

ثُمَّ قَالَ: « ادْعُ لِي فُلَانًا » لِغَرِيمِي الَّذِي اشْتَدَّ عَلَيَّ فِي الطَّلَبِ قَالَ: فَجَاءَ فَقَالَ: « أَيْسِرْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ - يَعْنِي إِلَى الْمَيْسَرَةِ - طَائِفَةً مِنْ دَيْنِكَ الَّذِي عَلَى أَبِيهِ، إِلَى هَذَا الصِّرَامِ الْمُقْبِلِ » قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ. وَاعْتَلَّ، وَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مَالُ يَتَامَى. فَقَالَ: « أَيْنَ جَابِرٌ؟ » فَقَالَ: أَنَا ذَا يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: « كِلْ لَهُ، فَإِنَّ اللهَ سَوْفَ يُوَفِّيهِ » فَنَظَرْتُ إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا الشَّمْسُ قَدْ دَلَكَتْ. قَالَ: « الصَّلَاةَ يَا أَبَا بَكْرٍ » فَانْدَفَعُوا إِلَى الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: قَرِّبْ أَوْعِيَتَكَ، فَكِلْتُ لَهُ مِنَ الْعَجْوَةِ، فَوَفَّاهُ اللهُ، وَفَضَلَ لَنَا مِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا، فَجِئْتُ أَسْعَى إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي مَسْجِدِهِ كَأَنِّي شَرَارَةٌ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ صَلَّى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَمْ تَرَ أَنِّي كِلْتُ لِغَرِيمِي تَمْرَهُ فَوَفَّاهُ اللهُ، وَفَضَلَ لَنَا مِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: « أَيْنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ » فَجَاءَ يُهَرْوِلُ، فَقَالَ: « سَلْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ غَرِيمِهِ وَتَمْرِهِ؟ » فَقَالَ: مَا أَنَا بِسَائِلِهِ، قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ اللهَ سَوْفَ يُوَفِّيهِ، إِذْ أَخْبَرْتَ أَنَّ اللهَ سَوْفَ يُوَفِّيهِ. فَكَرَّرَ عَلَيْهِ هَذِهِ الْكَلِمَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: مَا أَنَا بِسَائِلِهِ. وَكَانَ لَا يُرَاجِعُ بَعْدَ الْمَرَّةِ الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: يَا جَابِرُ، مَا فَعَلَ غَرِيمُكَ وَتَمْرُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: وَفَّاهُ اللهُ، وَفَضَلَ لَنَا مِنَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا. فَرَجَعَ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَلَمْ أَكُنْ نَهَيْتُكِ أَنْ تُكَلِّمِي رَسُولَ اللهِ ﷺ ؟ قَالَتْ: أَكُنْتَ تَظُنُّ أَنَّ اللهَ يُورِدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْتِي، ثُمَّ يَخْرُجُ وَلَا أَسْأَلُهُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ. (١)

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٥٢٨١)، وأبو داود (١٥٣٣)، وصحّحه ابن حبان (٩١٦، ٩٠٨، ٩٨٤).

458- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین سے جنگ کرنے کے لیے مدینہ سے نکلے، اور مجھ سے میرے والد عبد اللہ نے کہا: اے جابر! تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم یہیں اہلِ مدینہ کے ساتھ رہو اور دیکھو ہمارا معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں اپنے پیچھے کچھ لڑکیاں چھوڑ کر نہ جاتا تو میری یہی خواہش تھی کہ تم میرے سامنے شہید کیے جاؤ۔

کہتے ہیں: میں اہلِ مدینہ کے ساتھ جنگ کے انجام کا انتظار کر رہا تھا کہ میری پھوپھی میرے والد اور میرے ماموں کو ایک اونٹ پر لے کر آئیں، اور انھیں لے کر مدینہ میں داخل ہوئیں تاکہ ہم انھیں اپنے قبرستان میں دفن کر دیں، کہ ایک شخص پکارنے لگا: آگاہ ہو جاؤ! بے شک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں حکم دے رہے ہیں کہ شہداء کو واپس لے چلو اور انھیں وہیں پر دفن کرو جہاں شہید ہوئے ہیں۔ پس ہم نے انھیں واپس لے جا کر وہیں دفن کر دیا جہاں شہید ہوئے تھے۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت کا دور تھا کہ میرے پاس ایک شخص آکر کہنے لگا: اے جابر بن عبد اللہ، اللہ کی قسم! معاویہ رضی اللہ عنہ کے اہل کاروں نے تمھارے والد کی قبر اکھاڑ دی ہے اور ان کی لاش ظاہر ہو چکی ہے، اور اس کے بعض حصے نکل چکے ہیں، کہتے ہیں: میں آیا تو اسے اسی حالت میں پایا جس حالت میں دفن کیا تھا، کچھ بھی نہیں بدلا تھا مگر اتنا ہی جتنا قتل کے وقت بدلا تھا، چنانچہ میں نے اسے ڈھک دیا۔

کہتے ہیں: اور میرے والد کھجوروں کا کچھ قرض چھوڑ کر گئے تھے، کچھ قرض خواہ تقاضا کرنے میں مجھ پر سختی کرنے لگے، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے والد فلاں دن شہید ہو گئے اور اپنے اوپر کھجور کا ایک قرض چھوڑ کر گئے ہیں، اور بعض قرض خواہوں نے تقاضا کرنے میں مجھ پر سختی کر رکھی ہے، میری خواہش ہے کہ آپ اس میں میری مدد کریں، ہو سکتا ہے قرض کے کچھ حصے کے لیے اگلی کٹائی تک مہلت مل جائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ٹھیک ہے، دوپہر کے وقت میں ان شاء اللہ آتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی آئے، پھر اجازت مانگ کر اندر آئے تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج دوپہر میں آئے ہیں، میں تمھیں سامنے لانا نہیں چاہتا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہونے دینا ہے، اور نہ ہی تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنا، چنانچہ آپ آئے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بستر اور تکیہ لگایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر رکھا اور سو گئے، کہتے

ہیں: میں نے اپنے ایک غلام سے کہا: اس بکری کو ذبح کر ڈالو، جو ایک موٹی پالتو تھی، اور بنانے میں جلدی کرنا قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوں، اور میں بھی تمھارے ساتھ ہوں، ہم اسی کام میں لگے رہے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو گئے اس حال میں کہ آپ ﷺ سو ہی رہے تھے، میں نے اس سے کہا: رسول اللہ ﷺ جب بیدار ہوں گے تو وضو کا پانی مانگیں گے، اور ممکن ہے وضو سے فارغ ہونے کے بعد اٹھ کر جانے لگیں، لہذا جیسے ہی وضو سے فارغ ہوں فوراً بکری کو آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا جائے، چنانچہ جیسے ہی آپ ﷺ بیدار ہوئے فرمایا: "اے جابر! وضو کا پانی لاؤ۔" پھر آپ ﷺ جیسے ہی وضو سے فارغ ہوئے بکری کو آپ ﷺ کے پاس رکھ دیا گیا، آپ ﷺ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: "لگتا ہے تمھیں معلوم ہے کہ ہم گوشت سے محبت کرتے ہیں، جاؤ ابو بکر کو بھی بلا لاؤ۔" پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو بلایا جو ساتھ میں آئے تھے، پھر وہ سب اندر آ گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر مارا اور کہا: "اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔" سب نے کھانا شروع کیا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور اس میں سے کافی گوشت بچ گیا۔

کہتے ہیں: اللہ کی قسم! بنو سلمہ کے لوگ بیٹھ کر آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے، اور آپ ﷺ ان کے نزدیک خود ان کی ذات سے زیادہ محبوب تھے، البتہ کوئی قریب نہیں آ رہا تھا کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو، جب سب فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور سارے ساتھی بھی آپ ﷺ کے سامنے سے نکلنے لگے، اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے: "میری پیٹھ چھوڑ دو فرشتوں کے لیے۔" میں بھی ساتھ میں گھر کے دروازے تک گیا۔ کہتے ہیں: میری بیوی نے پردے کی آڑ میں اپنے سینے کو نکال کر کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے اور میرے شوہر کے لیے مغفرت کی دعا کر دیں اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ تو آپ ﷺ نے کہا: اللہ تم پر اور تمھارے شوہر پر رحم کرے۔

پھر آپ ﷺ نے کہا: "فلاں کو بلاؤ۔" یعنی میرے اس قرض خواہ کو جو تقاضا کرنے میں سختی کر رہا تھا، چنانچہ وہ آیا تو آپ ﷺ نے کہا: "جابر بن عبد اللہ کو اگلی کٹائی تک مہلت دے دو، اس قرض میں سے کچھ حصے کو جو ان کے والد پر ہے۔" اس نے کہا: میں ایسا نہیں کر سکتا، اور عذر پیش کرتے ہوئے کہا: وہ تو یتیم بچوں کا مال ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: "جابر کہاں ہیں؟" کہا: اے اللہ کے رسول! یہاں ہوں۔ فرمایا: "اسے وزن کر کے دو، بے شک اللہ تعالی پورا کرے گا۔" میں نے آسمان کی طرف دیکھا، سورج

ڈوب چکا تھا، چنانچہ فرمایا: "ابو بکر! چلو نماز کے لیے۔" چنانچہ سب نماز کے لیے مسجد چلے گئے، میں نے کہا: تم اپنا برتن قریب کرو، پھر میں نے عجوہ کھجور میں سے اسے وزن کر کے دیا اور اللہ نے پورا کر دیا۔ اور اتنی سی کھجور کی مقدار بچ گئی۔ پھر میں دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں آیا، ایسا لگتا تھا میں کوئی چنگاری ہوں، دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے ہیں، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ میں نے اپنے قرض خواہ کو کھجور وزن کر دی اور اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ اور پھر اتنی مقدار بچ بھی گئی ہے، آپ ﷺ نے کہا: "عمر بن خطاب کہاں ہیں؟" وہ دوڑتے ہوئے آئے، تو آپ ﷺ نے کہا: "جابر بن عبد اللہ سے ان کے قرض خواہ اور کھجور کے بارے میں پوچھو۔" کہا: میں نہیں پوچھتا، مجھے پتا ہے کہ اللہ نے پورا کر دیا؛ کیونکہ آپ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اللہ پورا کرے گا، اس بات کو انھوں نے تین بار دوہرایا، ہر بار کہتے تھے: میں نہیں پوچھتا، تیسری بار کہنے کے بعد کہا: اے جابر! تمھارے قرض خواہ اور کھجور کا کیا ہوا؟ کہا کہ میں نے کہا: اللہ نے پورا کیا اور اتنی مقدار کھجور بچ بھی گئی ہے۔ پھر اپنی بیوی کے پاس گئے اور کہا: کیا میں نے تمھیں منع نہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے بات نہیں کرنا؟ عرض کی: کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالی میرے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو لائے اور وہ جانے لگیں اور میں آپ ﷺ سے اپنے لیے اور اپنے شوہر کے لیے دعا کی درخواست بھی نہ کروں گی؟

٨٠- باب في أخبار عبد الله بن عمرو بن العاص

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے بارے میں

٤٥٩- عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهما قَالَ: كُنْتُ أَصُومُ الدَّهْرَ وَأَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ: فَإِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، وَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ لِي: « أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ؟ ». قُلْتُ: بَلَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَلَمْ أُرِدْ بِذَلِكَ إِلاَّ الْخَيْرَ. قَالَ: « فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ ». قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: « فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ: فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللَّهِ (ﷺ) فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ؟ قَالَ: « كَانَ يَصُومُ يَوْمًا

وَيُفْطِرُ يَوْمًا ». قَالَ: « وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ: « فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عِشْرِينَ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: « فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ عَشْرٍ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ. قَالَ: « فَاقْرَأْهُ فِي كُلِّ سَبْعٍ وَلاَ تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ. فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ». قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ. قَالَ: وَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنَّكَ لاَ تَدْرِي لَعَلَّكَ يَطُولُ بِكَ عُمْرٌ ». قَالَ: فَصِرْتُ إِلَى الَّذِي قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: « فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ . (١)

459- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں مسلسل روزے رکھتا اور ساری رات نماز پڑھتا، کہتے ہیں: میرے بارے میں نبی کریم ﷺ کو یا تو بتایا گیا، یا مجھے بلایا گیا، تو میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: "عبداللہ! کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن میں تو روزہ رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو؟" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! صحیح ہے، لیکن میرا مقصد نیک ہی ہے۔ فرمایا: "بس یہی کافی ہے کہ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اس سے افضل عمل کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: "تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔" فرمایا: "پھر اللہ کے نبی داود علیہ السلام کا روزہ رکھو، وہ سب لوگوں میں سے زیادہ عبادت گزار تھے۔" میں نے پوچھا: اللہ کے نبی داود علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔" فرمایا: "ہر مہینے میں ایک بار قرآن (مکمل) پڑھا کرو۔" میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: "پھر ہر بیس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔" میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اور بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: "پھر ہر دس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔" میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: "پھر ہر سات دنوں میں پڑھ لیا کرو، اور اس سے آگے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (١٩٧٥)، ومسلم (١١٥٩:١٢٨).

نہ بڑھنا، کیونکہ تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمھارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔" کہتے ہیں: میں نے سختی کی تو مجھ پر بھی سختی کی گئی، اور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کہا تھا: "تمھیں نہیں پتا کہ تمھاری عمر لمبی ہو جائے۔" کہتے ہیں: میں بالکل اسی مرحلے میں ہو گیا جس کا خدشہ نبی کریم ﷺ نے میرے لیے ظاہر کیا تھا، چنانچہ جب میں بوڑھا ہو گیا تو یہی چاہا کہ کاش اللہ کے نبی ﷺ کی رخصت قبول کر لیتا۔

٤٦٠- عن أَبي هُرَيْرَةَ ﷺ قال: مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلاَّ مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلاَ أَكْتُبُ. (١)

460- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے علاوہ مجھ سے زیادہ کوئی حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا، کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

٨١- باب ما جاء في فضائل عبد الله بن مسعود

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

هو عبد الله بن مسعود الهذلي المكي المهاجري، كان فقيه الأمة، ويعد من أذكياء العلماء، وكان يعرف أيضا بابن أم عبد، أمه هي أم عبد بنت وُدّ بن سُوى من بني زهرة.

يقول: "كناني النبي ﷺ أبا عبد الرحمن قبل أن يولد لي". المستدرك (٣/٣١٣)

وقال ابن المسيب: "رأيت ابن مسعود عظيم البطن، أحمش الساقين".

وكتب عمر بن الخطاب إلى أهل الكوفة: "إني قد بعثت إليكم عمار بن ياسر أميرا، وعبد الله بن مسعود معلما ووزيرا، وهما من النجباء من أصحاب محمد ﷺ من أهل بدر فاسمعوا، وقد جعلت ابن مسعود على بيت مالكم فاسمعوا فتعلموا منهما واقتدوا بهما، وقد آثرتكم بعبد الله على نفسي". المستدرك (٣/٣٨٨)، والفسوي (٢/٥٣٣).

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (١١٣).

وكان عبد الله يقول: "من أراد الآخرة أضر بالدنيا، ومن أراد الدنيا أضر بالآخرة، يا قوم فأضروا بالفاني للباقي". السير (١/٤٩٦). ومات بالمدينة سنة اثنتين وثلاثين، ودفن بالبقيع.

آپ عبد اللہ بن مسعود ہذلی مکی مہاجری ہیں، آپ فقیہ الامہ ہیں، عقلمند علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے، ابن ام عبد سے بھی آپ معروف ہیں، آپ کی والدہ قبیلہ بنی زہرہ سے ام عبد بنت ود بن سوی تھیں۔

کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے میری کنیت ابو عبد الرحمان رکھی جبکہ میری کوئی اولاد بھی نہیں تھی۔

ابن مسیب نے کہا: میں نے دیکھا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے پیٹ اور پتلی پنڈلی والے تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا: میں نے تمھاری طرف عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے، دونوں محمد ﷺ کے منتخب بدری صحابہ میں سے ہیں، لہذا ان کی بات سننا، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمھارے بیت المال کا ذمے دار بنایا ہے، دونوں سے دین کی تعلیم سیکھو اور ان کی اقتداء کرو، اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو تو میں نے خود پر تم لوگوں کے لیے ترجیح دی ہے۔ مستدرک (٣/٣٨٨)، والفسوی (٢/٥٣٣)

اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: جو آخرت چاہتا ہے اسے دنیا میں نقصان ہوتا ہے، اور جو دنیا چاہتا ہے اسے آخرت میں نقصان ہوتا ہے، اے لوگو! باقی رہنے والی زندگی کے لیے فانی زندگی میں نقصان اٹھا لو۔ آپ کی وفات مدینہ کے اندر سنہ ٣٢ ہجری میں ہوئی اور آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔

٤٦١- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿لَيْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوٓاْ إِذَا مَا ٱتَّقَواْ وَّءَامَنُواْ﴾ [المائدة: ٩٣] إِلَى آخِرِ الآيَةِ، قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « قِيلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ ».(١)

461- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری:

﴿ لَيْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوٓاْ إِذَا مَا ٱتَّقَواْ وَّءَامَنُواْ﴾ [المائدة: ٩٣]

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٥٩).

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام بجالائے ان پر گناہ نہیں ہے اس کا جو کھا چکے۔" آخر تک۔

تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بھی ان لوگوں میں سے ہو۔"

٤٦٢- عَنْ قَيْسِ بْنِ مَرْوَانَ، أَنَّهُ أَتَى عُمَرَ - فَقَالَ: جِئْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْكُوفَةِ، وَتَرَكْتُ بِهَا رَجُلًا يُمْلِي الْمَصَاحِفَ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِهِ، فَغَضِبَ وَانْتَفَخَ حَتَّى كَادَ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ شُعْبَتَيِ الرَّحْلِ، فَقَالَ: وَمَنْ هُوَ وَيْحَكَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ. فَمَا زَالَ يُطْفَأُ وَيُسَرَّى عَنْهُ الْغَضَبُ، حَتَّى عَادَ إِلَى حَالِهِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا.

ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ، وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ هُوَ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ، وَسَأُحَدِّثُكَ عَنْ ذَلِكَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَزَالُ يَسْمُرُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ اللَّيْلَةَ كَذَاكَ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّهُ سَمَرَ عِنْدَهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَأَنَا مَعَهُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَخَرَجْنَا مَعَهُ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَمِعُ قِرَاءَتَهُ، فَلَمَّا كِدْنَا أَنْ نَعْرِفَهُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَطْبًا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ ». قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ الرَّجُلُ يَدْعُو، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ: « سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ »، قَالَ عُمَرُ: قُلْتُ: وَاللهِ لَأَغْدُوَنَّ إِلَيْهِ فَلَأُبَشِّرَنَّهُ، قَالَ: فَغَدَوْتُ إِلَيْهِ لِأُبَشِّرَهُ فَوَجَدْتُ أَبَا بَكْرٍ قَدْ سَبَقَنِي إِلَيْهِ فَبَشَّرَهُ، وَلَا وَاللهِ مَا سَابَقْتُهُ إِلَى خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَبَقَنِي إِلَيْهِ. (١)

462- قیس بن مروان سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عرض کی: اے امیر المومنین! میں کوفہ میں ایک ایسے شخص کو چھوڑ کر آیا ہوں جو زبانی مصاحف کو لکھواتا ہے، یہ سن کر آپ غضبناک ہوئے اور ان کی رگیں اس طرح پھول گئیں کہ کجاوے کے دونوں کنارے ان سے بھر گئے۔ اور مجھ سے پوچھا: افسوس! بھلا بتاؤ وہ کون ہے؟ کہا: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، یہ جواب سن کر آپ کا غصہ ٹھنڈا ہونے لگا یہاں تک ختم ہو کر اسی حالت پر ہو گئے جیسے پہلے تھے۔

پھر آپ نے کہا: کم بخت! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ اس وقت لوگوں میں کوئی قرآن کی جانکاری

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٧٥) وأبو يعلىٰ (١/ ١٢٢ رقم: ١٨٩) (تحقيق الأثري).

کے بارے میں ان سے بھی زیادہ کوئی مستحق ہو گا، اور میں تمھیں اس بارے میں ایک حدیث سناتا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں رات میں باتیں کرتے تھے، ایک رات آپ ﷺ کے ساتھ میں بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ کے ساتھ ہم بھی نکلے، دیکھا تو ایک شخص مسجد میں کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اس کی قراءت سننے لگے، قریب تھا کہ ہم اسے پہچان لیتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے پسند ہو کہ قرآن اسی طرح تر و تازہ پڑھے جیسے اترا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد کی طرح پڑھے۔" کہتے ہیں: پھر وہ شخص بیٹھ کر دعا کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں کہا: "مانگو دیا جائے گا، مانگو دیا جائے گا۔" عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کی، اللہ کی قسم! میں صبح اسے خوشخبری دینے کے لیے ضرور جاؤں گا، کہتے ہیں: جب صبح اسے خوشخبری دینے کے لیے گیا تو دیکھا ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے اسے خوشخبری دیکر سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے جب بھی کسی خیر میں ان سے سبقت کی کوشش کی تو وہ ہر اس معاملے میں مجھ پر سبقت لے گئے۔

٤٦٣- عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه، وَمَنْ شَاءَ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَمَرَرْنَا بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ يُصَلِّي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « مَنْ هَذَا؟ » فَقِيلَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَ: « إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ ». فَأَثْنَى عَبْدُ اللَّهِ عَلَى رَبِّهِ وَحَمِدَهُ، فَأَحْسَنَ فِي حَمْدِهِ عَلَى رَبِّهِ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَجْمَلَ الْمَسْأَلَةَ، وَسَأَلَهُ كَأَحْسَنِ مَسْأَلَةٍ سَأَلَهَا عَبْدٌ رَبَّهُ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ فِي جِنَانِكَ جِنَانِ الْخُلْدِ، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « سَلْ تُعْطَ، سَلْ تُعْطَ ». مَرَّتَيْنِ، فَانْطَلَقْتُ لِأُبَشِّرَهُ، فَوَجَدْتُ أَبَا بَكْرٍ قَدْ سَبَقَنِي وَكَانَ سَبَّاقًا لِلْخَيْرِ. (١)

463- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ بھی تھے، ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، دیکھا تو وہ نماز پڑھ

---

(١) صحيح: رواه الحاكم (٣/٣١٧).

رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "یہ کون ہے؟" بتایا گیا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک عبداللہ قرآن اسی طرح تروتازہ پڑھتے ہیں جیسے نازل ہوا ہے۔" پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کی تعریف کی اور اس کی حمد بیان کی اور اچھی طرح سے حمد بیان کی، پھر اس سے سوال کیا اور اچھی طرح سوال کیا، ایسا سوال کیا جیسے ایک بندہ اپنے رب کے سامنے بہتر طور سے سوال کرتا ہے پھر کہا: اے اللہ! میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جو مرتد نہ ہو، ایسی نعمت کا جو ختم نہ ہو اور ہمیشگی والی جنتوں میں اعلیٰ علیین کے اندر تیرے نبی محمد ﷺ کی صحبت کا۔ کہتے ہیں: اور اللہ کے رسول ﷺ کہتے تھے: "مانگو تمھیں دیا جائے گا، مانگو تمھیں دیا جائے گا۔" ایسا دو مرتبہ فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نکلا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی خوشخبری دوں، تو دیکھا ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے پہلے خوشخبری دے چکے ہیں، اور آپ تو خیر میں سبقت لے جانے والے ہی تھے۔

٤٦٤- عَنْ عَمَّارِبن یاسر رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا، كَمَا أُنْزِلَ فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ ».(١)

464- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے پسند ہو کہ قرآن اسی طرح تروتازہ پڑھے جیسے اترا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد کی طرح پڑھے۔"

٤٦٥- عَنْ قُرَّةَ بْنِ أياسٍ رضي الله عنه أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رضي الله عنه رَقَى فِي شَجَرَةٍ يَجْتَنِي مِنْهَا سِوَاكًا، فَوَضَعَ رِجْلَيْهِ عَلَيْهَا، فَضَحِكَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ أُحُدٍ ».(٢)

465- حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک درخت پر چڑھ کر مسواک توڑنے لگے، تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ ان کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "البتہ وہ دونوں میزان کے اندر احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہیں۔"

٤٦٦- عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه يَقُولُ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ،

(١) حسن: رواه البزار (١٤٠٤)، والطبراني في الأوسط (٣٣٥٠).
(٢) حسن: رواه البزار (٣٣٠٥)، والطبراني في الكبير (٢٨/١٩) صححه الحاكم (٣١٧/٣).

فَمَكَثْنَا حِينًا، مَا نُرَى إِلاَّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. (١)

466- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک زمانے تک یہاں قیام کیا، ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

٤٦٧- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ: « أَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوا ». فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: « يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ ». فَقُلْنَ وَبِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: « تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ». ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ زَيْنَبُ فَقَالَ: « أَيُّ الزَّيَانِبِ؟ ». فَقِيلَ: امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ. قَالَ: « نَعَمِ ائْذَنُوا لَهَا ». فَأُذِنَ لَهَا، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ، وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ لِي، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ ». (٢)

467- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ پھر (نماز کے بعد) لوگوں کو وعظ فرمایا اور صدقے کا حکم دیا۔ فرمایا: "لوگو! صدقہ کیا کرو۔" پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف گئے اور ان سے بھی یہی فرمایا: "اے عورتوں کی

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٦٣)، ومسلم (٢٤٦٠-١١٠).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (١٤٦٢).

جماعت! صدقہ کیا کرو کہ میں نے جہنم میں بکثرت تم ہی کو دیکھا ہے۔" عورتوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس لیے کہ تم لعن وطعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ ہاں اے عورتو! میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ایسی کوئی مخلوق نہیں دیکھی جو بڑے زیرک و دانا مرد کی عقل کو مضمحل کر دے۔" پھر آپ ﷺ واپس گھر پہنچے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور اجازت چاہی۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ زینب آئی ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "کون سی زینب؟" (کیونکہ زینب نام کی بہت سی عورتیں تھیں) عرض کی گئی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا انھیں اجازت دے دو۔" چنانچہ اجازت دے دی گئی۔ انھوں نے آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آج آپ نے صدقے کا حکم دیا تھا۔ اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن (میرے خاوند) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے لڑکے اس کے ان (مسکینوں) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: "عبداللہ بن مسعود نے صحیح کہا۔ تمھارے شوہر اور تمھارے لڑکے اس صدقہ کے ان سے زیادہ مستحق ہیں جنھیں تم صدقے کے طور پر دو گی۔"

(معلوم ہوا کہ اقارب اگر محتاج ہوں تو صدقے کے اوّلین مستحق وہی ہیں)۔

٤٦٨- عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، قَالَ: كُنَّا فِي دَارِ أَبِي مُوسَى ﷺ مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ، وَهُمْ يَنْظُرُونَ فِي مُصْحَفٍ، فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ، فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: مَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ بَعْدَهُ أَعْلَمَ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ هَذَا الْقَائِمِ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ، لَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا، وَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا. (١)

وفي لفظ مسلم (٢٤٦١-١١٢): "شَهِدْتُ أَبَا مُوسَى وَأَبَا مَسْعُودٍ حِينَ مَاتَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَتُرَاهُ تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ؟ فَقَالَ: إِنْ قُلْتَ ذَاكَ، إِنْ كَانَ لَيُؤْذَنُ لَهُ إِذَا حُجِبْنَا، وَيَشْهَدُ إِذَا غِبْنَا".

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٦١-١١٣).

وفي لفظ مسلم (٢٤٦١-١١٣): "كُنْتُ جَالِسًا مَعَ حُذَيْفَةَ وَأَبِي مُوسَى...".

468- ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے اور وہاں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کئی ساتھی تھے اور ایک قرآن مجید دیکھ رہے تھے، اتنے میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قرآن کا جاننے والا اس شخص سے زیادہ کوئی چھوڑا ہو جو کھڑا ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم یہ کہتے ہو (تو صحیح ہے) ان کا یہ حال تھا کہ یہ اس وقت حاضر رہتے جب ہم غائب ہوتے اور ان کو (اس وقت بھی) حاضری کی اجازت دی جاتی جب ہمیں نہ ہوتی تھی۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت (۲۴۶۱-۱۱۲) میں ہے: جب سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں ابو موسیٰ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ اپنے بعد کوئی ایسا شخص چھوڑ گئے ہیں جو ان جیسا ہو؟ دوسرے نے کہا: تم نے یہ بات کہہ دی ہے (تو صحیح ہے)، ان کا تو یہ حال تھا کہ انھیں اس وقت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) حاضری کی اجازت ہوتی تھی جب ہمیں روک لیا جاتا تھا اور وہ اس وقت بھی حاضر رہتے تھے جب ہم موجود نہ ہوتے تھے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت (۲۴۶۱-۱۱۲) کے الفاظ ہیں: میں سیدنا حذیفہ اور ابو موسی رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا ....

٤٦٩- عَنْ عَبْدُ اللَّهِ بن مسعود رضي الله عنه قَالَ: وَاللَّهِ الَّذِي لاَ إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ سُورَةٌ إِلاَّ أَنَا أَعْلَمُ حَيْثُ أُنْزَلَتْ، وَما من آيَةٍ إِلاَّ أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا هُوَ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ مِنِّي، تُبَلِّغُهُ الإِبِلُ، لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.(١)

469- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی ہے اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی، اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٠٠٢)، ومسلم (٢٤٦٣). وهذا لفظ مسلم، ولفظ البخاري نحوه.

ہیں (یعنی ان کا گھر بہت دور ہے) تب بھی میں سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے اس علم کو حاصل کروں گا۔

٤٧٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن مسعود ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: ﴿وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ﴾ [آل عمران: ١٦١] ثُمَّ قَالَ: عَلَى قِرَاءَةِ مَنْ تَأْمُرُونِي أَنْ أَقْرَأَ؟ فَلَقَدْ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً، وَلَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَعْلَمُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا أَعْلَمُ مِنِّي لَرَحَلْتُ إِلَيْهِ.

قَالَ شَقِيقٌ: فَجَلَسْتُ فِي حَلَقِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرُدُّ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَلاَ يَعِيبُهُ. (١)

470- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے پڑھا:

﴿وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ﴾ [آل عمران: ١٦١]

"اور جو کوئی چھپا رکھے گا کوئی شے وہ لائے گا اس کو قیامت کے دن۔"

پھر کہا: تم مجھے کس شخص کی قراءت کی طرح قرآن پڑھنے کا حکم کرتے ہو؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ستر سے زیادہ سورتیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب یہ جانتے ہیں کہ میں اللہ کی کتاب کو ان سب میں زیادہ جانتا ہوں اور اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کو جانتا ہے تو میں سفر کر کے اس کے پاس جاؤں گا۔

شقیق رحمہ اللہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے حلقوں میں بیٹھا، میں نے کسی سے نہیں سنا جس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات کی تردید کی ہو یا ان پر عیب لگایا ہو۔

٤٧١- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ ﷺ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا، وَدَلاًّ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ. (٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٠٠٠)، ومسلم (٢٤٦٢).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٦٢).

وفي لفظ: "إن أشبه الناس دلاً وسمتاً، وهدياً برسول الله ﷺ لابن أم عبد، من حين يخرج من بيته إلى أن يرجع إليه، لا ندري ما يصنع في أهله إذا خلا". رواه البخاري (٦٠٩٧).

471- عبدالرحمان بن زید نے بیان کیا کہ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عادات و اخلاق اور طور طریقے میں سب سے زیادہ قریب کون سے صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے سیکھیں، انھوں نے کہا: اخلاق، طور طریقے اور سیرت و عادت میں ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: بلاشبہہ سب لوگوں سے اپنی چال ڈھال اور وضع اور سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ ابن ام عبد، یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتے اور اس کے بعد دوبارہ اپنے گھر واپس آنے تک ان کا یہی حال رہتا ہے، لیکن جب وہ اکیلے گھر میں رہتے تو معلوم نہیں کیا کرتے تھے۔ (البخاری: ٦٠٩٧)

٨٢- باب فضل عبد الله بن نعيمان الملقب بالحمار

عبداللہ بن نعیمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان جن کا لقب حمار تھا

٤٧٢- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، أَنَّ رَجُلاً كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللَّهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللَّهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « لاَ تَلْعَنُوهُ، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ».(١)

472- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص، جن کا نام عبداللہ تھا اور "حمار" کے لقب سے پکارے جاتے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں شراب پینے پر مارا تھا تو انھیں ایک دن لایا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٦٧٨٠).

حکم دیا اور انھیں مارا گیا۔ حاضرین میں ایک صاحب نے کہا: اللہ اس پر لعنت کرے! کتنی مرتبہ اسی سلسلہ میں لایا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔"

٨٣- باب في فضل ذي البجادين عبدالله بن نهم

ذوالبجادین عبداللہ بن نہم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٧٣- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْبِجَادَيْنِ: « إِنَّهُ أَوَّاهٌ ». وَذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ رَجُلًا كَثِيرَ الذِّكْرِ لِلَّهِ عز وجل فِي الْقُرْآنِ، وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ فِي الدُّعَاءِ.(١)

473- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص -جسے ذو البجادین کہا جاتا تھا- کے بارے میں فرمایا: "وہ بہت زیادہ گریہ و زاری کرنے والا ہے۔" کیونکہ وہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ذکر بہت کرنے والے تھے، اور دعا کرتے وقت اپنی آواز کو بلند کرتے تھے۔

٨٤- باب في أخبار عتَّاب بن أسيد

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے بارے میں

هو عَتَّاب بن أَسيد – بفتح أوله – الأموي، أسلم يوم الفتح، واستعمله النبي ﷺ على مكة لما سار إلى حنين، وهو أول والٍ على مكة المكرمة، واستمر على ولاية مكة حتى مات في آخر خلافة عمر بن الخطاب. وكان عمره حين استعمل نيفا وعشرين سنة.

آپ عتاب بن اَسید اموی ہیں، فتح مکہ کے وقت اسلام لائے، حنین جاتے وقت نبی کریم ﷺ نے آپ کو مکہ کا گورنر بنایا، آپ مکہ مکرمہ کے سب سے پہلے گورنر ہیں، آپ مکہ کے مستقل گورنر ہی رہے، یہاں تک کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں آپ کی وفات ہو گئی، جس وقت آپ کو گورنر بنایا گیا اس وقت آپ کی عمر کم و بیش ۲۰ برس تھی۔

٤٧٤- عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ ﷺ قَالَ: "مَا أَصَبْتُ فِي عَمَلِي الَّذِي اسْتَعْمَلَنِي

(١) حسن: رواه أحمد (١٧٤٥٣)، والطبراني في الكبير (١٧/ ٢٩٥).

عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا بُرْدَيْنِ مُعَقَّدَيْنِ كَسَوْتُهُمَا مَوْلَايَ كَيْسَانَ". (١)

474- حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے جس کام کے لیے لگایا تھا اس میں دو بندھی ہوئی چادروں کے علاوہ میں نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا، اور وہ دو چادریں بھی میں نے اپنے غلام کیسان کو پہنا دیں۔

٨٥- باب ما جاء في أخبار عثمان بن أبي العاص

عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٤٧٥- عن عُثْمَان بْن أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: « أُمَّ قَوْمَكَ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي شَيْئًا. قَالَ: « ادْنُهْ ». فَجَلَّسَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِي صَدْرِي بَيْنَ ثَدْيَيَّ، ثُمَّ قَالَ: « تَحَوَّلْ ». فَوَضَعَهَا فِي ظَهْرِي بَيْنَ كَتِفَيَّ، ثُمَّ قَالَ: « أُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ، وَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِنَّ فِيهِمْ ذَا الْحَاجَةِ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ ». (٢)

475- حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم اپنی قوم کی امامت کراؤ۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے دل میں کچھ محسوس کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے نزدیک آؤ۔" اور مجھے اپنے سامنے بٹھایا، پھر اپنی ہتھیلی میرے سینے پر رکھی۔ اس کے بعد فرمایا: "اپنا رُخ تبدیل کرو۔" اور اپنی ہتھیلی میری پیٹھ پر کندھوں کے درمیان میں رکھی۔ اس کے بعد فرمایا: "جاؤ اپنی قوم کی امامت کراؤ، اور جو کوئی کسی قوم کی امامت کرائے وہ ہلکی نماز پڑھے، اس لیے کہ لوگوں میں کوئی بوڑھا ہے، کوئی بیمار ہے، کوئی ناتواں ہے، کوئی ضرورت مند ہے، البتہ جب اکیلے پڑھے تو جس طرح جی چاہے پڑھے۔"

٤٧٦- عن عُثْمَان بْن أَبِي الْعَاصِ ﷺ ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

---

(١) **حسن**: رواه أبو داود الطيالسي (١٤٥٣)، والطبراني في الكبير (٧/ ١٦١).
(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٤٦٨: ١٨٦).

إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ حَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلاَتِي وَقِرَاءَتِي يَلْبِسُهَا عَلَيَّ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ: خِنْزِبٌ، فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْهُ، وَاتْفِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلاَثًا ». قَالَ: فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللَّهُ عَنِّي. (١)

476- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! شیطان میری نماز اور میری قراءت کے درمیان حائل ہو گیا ہے اور اسے مجھ پر گڈ مڈ کر دیتا ہے اور مجھ کو قرآن بھلا دیتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس شیطان کا نام خنزب ہے، جب تمھیں اس شیطان کا اثر معلوم ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین بار تھوکو۔" (نماز کے اندر ہی) عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا ہی کیا، پھر اللہ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

٤٧٧- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ﷺ قَالَ: لَمَّا اسْتَعْمَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الطَّائِفِ جَعَلَ يَعْرِضُ لِي شَيْءٌ فِي صَلاَتِي حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ رَحَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « ابْنُ أَبِي الْعَاصِ؟ » قُلْتُ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: « مَا جَاءَ بِكَ؟ ». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَرَضَ لِي شَيْءٌ فِي صَلاَتِي حَتَّى مَا أَدْرِي مَا أُصَلِّي. قَالَ: « ذَاكَ الشَّيْطَانُ، اُدْنُهْ ». فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَجَلَسْتُ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيَّ. قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرِي بِيَدِهِو وَتَفَلَ فِي فَمِي، وَقَالَ: « اخْرُجْ عَدُوَّ اللَّهِ ». فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: « اِلْحَقْ بِعَمَلِكَ ». فَقَالَ عُثْمَانُ: فَلَعَمْرِي مَا أَحْسِبُهُ خَالَطَنِي بَعْدُ. (٢)

477- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا گورنر مقرر کیا تو مجھے نماز میں کچھ ادھر ادھر کا خیال آنے لگا یہاں تک کہ مجھے یہ یاد نہیں رہتا کہ میں کیا پڑھتا ہوں، جب میں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو میں سفر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، تو

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٢٠٣).
(٢) حسن: رواه ابن ماجه (٣٥٤٨)، والروياني في مسنده (١٥١٥).

آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا ابن ابی العاص ہو"؟، میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "تم یہاں کیوں آئے ہو"؟ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے نماز میں طرح طرح کے خیالات آتے ہیں یہاں تک کہ مجھے یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ شیطان ہے، تم میرے قریب آؤ۔" میں آپ ﷺ کے قریب ہوا، اور اپنے پاؤں کی انگلیوں پر دو زانو بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے میرا سینہ تھپتھپایا اور اپنے منہ کا لعاب میرے منہ میں ڈالا، اور (شیطان کو مخاطب کر کے) فرمایا: "اللہ کے دشمن! نکل جا۔" یہ عمل آپ نے تین بار کیا، اس کے بعد مجھ سے فرمایا: "اپنے کام پر چلے جاؤ۔" عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قسم سے! مجھے نہیں معلوم کہ پھر کبھی شیطان میرے قریب پھٹکا ہو۔

٨٦- باب فضائل عثمان بن مظعون

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٤٧٨- عَنْ أُمِّ الْعَلاَءِ -وَهْىَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ- قَالَتْ: طَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، فَاشْتَكَى فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى تُوُفِّيَ، ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ. قَالَ: « وَمَا يُدْرِيكِ؟ ». قُلْتُ: لاَ أَدْرِي وَاللَّهِ، قَالَ: « أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، إِنِّي لأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللَّهِ، وَاللَّهِ مَا أَدْرِي -وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ- مَا يُفْعَلُ بِي وَلاَ بِكُمْ ». قَالَتْ: أُمُّ الْعَلاَءِ فَوَاللَّهِ لاَ أُزَكِّي أَحَدًا بَعْدَهُ، قَالَتْ: وَرَأَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي، فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: « ذَاكِ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ ».(١)

478- حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جو انہیں (انصار) کی ایک خاتون ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انھوں نے بیان کیا کہ جب انصار نے مہاجرین کے قیام کے لیے

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٧٠١٨).

قرعہ اندازی کی تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے یہاں ٹھہرنے کے لیے نکلا۔ پھر وہ بیمار پڑ گئے، ہم نے ان کی تیمارداری کی، لیکن ان کی وفات ہو گئی۔ پھر ہم نے انھیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو میں نے کہا: ابو السائب! تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری گواہی ہے کہ تمھیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھیں یہ کیسے معلوم ہوا؟" میں نے عرض کی: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: "جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی بات (موت) ان تک پہنچ چکی ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے خیر کی امید رکھتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اور تمھارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔" ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد میں کسی انسان کا تزکیہ نہیں کروں گی۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے خواب میں ایک جاری چشمہ دیکھا تھا۔ چنانچہ میں نے حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ ان کا نیک عمل ہے جس کا ثواب ان کے لیے جاری رہے گا۔"

٨٧- باب أخبار عدي بن حاتم

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ اخبار

٤٧٩- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ، فَشَكَا قَطْعَ السَّبِيلِ. فَقَالَ: « يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ؟» قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا. قَالَ: « فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ، حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ، لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلاَّ اللَّهَ - قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي: فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا فِي الْبِلاَدَ؟- وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى ». قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ؟ قَالَ: « كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ، فَلاَ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ، وَلَيَلْقَيَنَّ اللَّهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ، فَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولاً فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى.

فَيَقُولُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالاً وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟ فَيَقُولُ: بَلَى. فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلاَ يَرَى إِلاَّ جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلاَ يَرَى إِلاَّ جَهَنَّمَ ». قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: « اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ ». قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ، لاَ تَخَافُ إِلاَّ اللَّهَ، وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: « يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ ».(١)

479- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آپ ﷺ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی، پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بدامنی کی شکایت کی، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عدی! تم نے مقامِ حیرہ دیکھا ہے؟" میں نے عرض کی کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام ضرور سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمھاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبے کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہو گا۔" میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہو گا جنھوں نے شہروں کو تباہ کر دیا ہے اور فساد کی آگ لگا رکھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔" میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) کسریٰ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا، اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہو گی (جو اس کی زکات) قبول کر لے، لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہو گا (بلکہ پروردگار اس سے بلاواسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا: کیا میں نے تمھارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنھوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا: بے شک تو نے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥٩٥) ومسلم (١٠١٦: ٦٧).

دریافت فرمائے گا: کیا میں نے مال اور اولاد تمھیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعے تمھیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا: بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوائے جہنم کے اسے اور کچھ نظر نہ آئے گا، پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔" عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: "جہنم سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آسکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے۔" عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کے لیے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبے کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی سے (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا، اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لوگے جو نبی کریم ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکات کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا)۔"

٤٨٠- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه ، قَالَ: أَتَيْنَا عُمَرَ فِي وَفْدٍ، فَجَعَلَ يَدْعُو رَجُلاً رَجُلاً وَيُسَمِّيهِمْ، فَقُلْتُ: أَمَا تَعْرِفُنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: بَلَى، أَسْلَمْتَ إِذَا كَفَرُوا، وَأَقْبَلْتَ إِذَا أَدْبَرُوا، وَوَفَيْتَ إِذَا غَدَرُوا، وَعَرَفْتَ إِذَا أَنْكَرُوا. فَقَالَ عَدِيٌّ: فَلاَ أُبَالِي إِذًا. (١)

480- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کے دورِ خلافت میں) ایک وفد کی شکل میں آئے۔ وہ ایک ایک شخص کو نام لے لے کر بلاتے جاتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ فرمایا: کیا تمھیں بھی نہیں پہچانوں گا! تم اس وقت اسلام لائے جب یہ سب کفر پر قائم تھے۔ تم نے اس وقت توجہ کی جب یہ سب منہ موڑ رہے تھے۔ تم نے اس وقت وفا کی جب یہ سب بے وفائی کر رہے تھے اور اس وقت پہچانا جب ان سب نے انکار کیا تھا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: بس اب مجھے کوئی پروا نہیں۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٣٩٤).

٨٨- باب فضل عكاشة بن محصن

عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٨١- عن حُصَيْن بْن عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ رحمه الله فَقَالَ: أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: أَنَا. ثُمَّ قُلْتُ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلاَةٍ وَلَكِنِّي لُدِغْتُ. قَالَ: فَمَاذَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: اسْتَرْقَيْتُ. قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ؟ قُلْتُ: حَدِيثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ. فَقَالَ: وَمَا حَدَّثَكُمُ الشَّعْبِيُّ؟ قُلْتُ: حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ حُصَيْبٍ الأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لاَ رُقْيَةَ إِلاَّ مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ. فَقَالَ: قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى إِلَى مَا سَمِعَ وَلَكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « عُرِضَتْ عَلَيَّ الأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرُّهَيْطُ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلاَنِ، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي، فَقِيلَ لِي: هَذَا مُوسَى ﷺ وَقَوْمُهُ، وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الأُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: انْظُرْ إِلَى الأُفُقِ الآخَرِ، فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِي: هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلاَ عَذَابٍ ». ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلاَ عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الإِسْلاَمِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ، وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ؟ ». فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: « هُمُ الَّذِينَ لاَ يَرْقُونَ وَلاَ يَسْتَرْقُونَ وَلاَ يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ». فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَقَالَ: « أَنْتَ مِنْهُمْ ». ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: « سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ».[1]

---

(١) **متفق عليه:** رواه مسلم (٢٢٠) والبخاري (٦٥٤١).

481- حصین بن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ میں سعید بن جبیر کے پاس تھا، انھوں نے کہا کہ تم میں سے کس نے اس ستارے کو دیکھا جو کل رات کو ٹوٹا تھا۔ میں نے کہا: میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھ کو عابد، شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنگ مارا تھا (تو میں سونہ سکا، اور تارہ ٹوٹتے ہوئے دیکھا)، سعید رحمہ اللہ نے کہا: پھر تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے دم کروایا۔ انھوں نے کہا: تو نے دم کیوں کرایا؟ میں نے کہا: اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی رحمہ اللہ نے ہم سے بیان کی، انھوں نے کہا: شعبی رحمہ اللہ نے کون سی حدیث بیان کی؟ میں نے کہا: انھوں نے ہم سے حدیث بیان کی حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے کہا کہ دم فائدہ نہیں دیتا مگر نظر کے لیے، یا زہریلی چیز کے ڈسنے کے لیے (یعنی بد نظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے لیے مفید ہے) سعید نے کہا: جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا، لیکن ہم سے تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں۔ بعض پیغمبر ایسے تھے کہ ان کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور کسی پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور کسی پیغمبر کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اتنے میں ایک بڑی امت آئی۔ میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے، مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور ان کی امت ہے، تم آسمان کے کنارے کو دیکھو، میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے، پھر مجھ سے کہا گیا کہ اب دوسرے کنارے کی طرف بھی دیکھو، دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمھاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کی جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ بعض نے کہا: شاید وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے، بعض نے کہا: نہیں شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انھوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، اور انھوں نے بعض دوسری باتوں کا بھی تذکرہ کیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: "تم لوگ کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟" انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں، جو نہ دم کرتے ہیں، نہ دم کراتے ہیں، نہ ہی بدشگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہیں۔" یہ سن کر عکاشہ بن

محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو ان لوگوں میں سے ہے۔" پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: دعا کیجیے، اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عکاشہ (اس فرمائش کے ذریعے) تم سے سبقت لے گئے۔"

٤٨٢- عن عبد الله بن مسعود ﷺ، قَالَ: تَحَدَّثْنَا عِنْدَ نبي اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى أَكْرَيْنَا الْحَدِيثَ، ثُمَّ تَرَاجَعْنَا إِلَى الْبَيْتِ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا غَدَوْنَا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: « عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ اللَّيْلَةَ بِأَتْبَاعِهَا مِنْ أُمَمِهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ يَمُرُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ يَجِيْءُ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ النَّفَرُ مِنْ قَوْمِهِ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ مِنْ قَوْمِهِ أَحَدٌ، حَتَّى أَتَى عَلَيَّ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ فِي كُبْكُبَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبُونِي، فَقُلْتُ: يا رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَذَا أَخُوكَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ. قَالَ: وَإِذَا ظِرَابٌ مِنْ ظِرَابِ مَكَّةَ، قَدْ سَدَّ وُجُوهَ الرِّجَالِ، فَقُلْتُ: رَبِّ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: أُمَّتُكَ »، قَالَ: « فَقِيلَ لِي: هَلْ رَضِيتَ؟ » قَالَ: « فَقُلْتُ: رَبِّ رَضِيتُ، رَبِّ رَضِيتُ»، قَالَ: « ثُمَّ قِيلَ لِي: إِنَّ مَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ »، قَالَ: فَأَنْشَأَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، أَخُو بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! ادْعُ رَبَّكَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: « اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ »، ثُمَّ أَنْشَأَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: « سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ».

قَالَ: ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: « فِدَاكُمْ أَبِي وَأُمِّي، إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ السَّبْعِينَ فَكُونُوا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ وَقَصَّرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الظِّرَابِ، فَإِنْ عَجَزْتُمْ وَقَصَّرْتُمْ فَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْأُفُقِ، فَإِنِّي رَأَيْتُ ثَمَّ أُنَاسًا يَتَهَرَّشُونَ كَثِيرًا »، قَالَ: فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: « إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ مَنْ تَبِعَنِي مِنْ أُمَّتِي رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ »، قَالَ: فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: « إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا الثُّلُثَ »، قَالَ: فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: « إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ الشَّطْرَ »، قَالَ: فَكَبَّرْنَا، فَتَلَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ۝٣٩ وَثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْءَاخِرِينَ﴾ [الواقعة: ٣٩ -٤٠]

قَالَ: فَتَرَاجَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى هَؤُلَاءِ السَّبْعِينَ، فقالوا: لَا نَرَاهُمْ أُنَاسًا وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ، ثُمَّ لَمْ يَزَالُوا يَعْمَلُونَ بِهِ حَتَّى مَاتُوا عَلَيْهِ، قَالَ: فَنَمَى حَدِيثُهُمْ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: « لَيْسَ كَذَلِكَ وَلَكِنَّهُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ».(١)

482- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس ایک رات ہم نے گفتگو کی یہاں تک کہ بات لمبی ہو گئی، پھر ہم گھر واپس آ گئے، صبح ہم اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے اوپر سارے انبیاء اپنے پیروکاروں کے ساتھ پیش کیے گئے، کوئی نبی آتے کہ ان کے پاس ان کی قوم کے تین لوگ ہوتے، کوئی نبی آتے کہ ان کے پاس ان کی قوم کی ایک جماعت ہوتی، کوئی نبی آتے کہ ان کے پاس ان کی قوم کے چند افراد ہوتے، اور کوئی نبی آتے کہ ان کے پاس ان کی قوم کا کوئی ایک فرد بھی نہ ہوتا، یہاں تک کہ مجھ پر موسی بن عمران علیہ السلام بنو اسرائیل کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ پیش کیے گئے، جب میں نے انھیں دیکھا تو وہ مجھے بھا گئے، میں نے کہا: اے میرے رب! یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ تمھارے بھائی موسی بن عمران ہیں۔

کہتے ہیں: پھر کیا دیکھتا ہوں کہ مکہ کے پہاڑوں جیسے پہاڑ نے لوگوں کے چہروں کو ڈھانک لیا ہے، میں نے پوچھا: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا: تمھاری امت۔ کہتے ہیں: مجھ سے پوچھا گیا: کیا تم راضی ہو؟ میں نے کہا: میرے رب میں راضی ہوں، میرے رب میں راضی ہوں۔ پھر مجھ سے بتایا گیا: ان میں ستر ہزار ایسے ہیں جو بلا حساب کے جنت میں جائیں گے۔" یہ سن کر بنو اسد بن خزیمہ کے ایک بھائی عکاشہ بن محصن کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے اللہ کے نبی! اپنے رب سے دعا فرما دیجیے تا کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ فرمایا: "اے اللہ! اسے ان میں سے کر دے۔" پھر ایک اور شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا، اے اللہ کے نبی! اپنے رب سے دعا فرما دیجیے تا کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔"

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٣٩٨٩)، والبزار (١٤٤٠، ١٤٤١)، وصحّحه ابن حبان (٦٤٣١)، والحاكم (٤/ ٥٧٧).

پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ ان ستر ہزار میں شامل ہو تو تم ایسا کرو، لیکن اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو تو ان پہاڑ والوں میں سے ہو جاؤ، اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اہلِ افق میں سے ہو جاؤ، کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ وہاں کچھ لوگ (شامل ہونے کے لیے) بہت زیادہ لڑائی کر رہے ہیں۔“ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے اہلِ جنت میں سے ایک چوتھائی ہوں گے۔“ یہ سن کر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”مجھے امید ہے ایک تہائی ہوں گے۔“ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے امید ہے یہ لوگ نصف ہوں گے۔“ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے تلاوت کی:

﴿ثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْآخِرِينَ﴾ [الواقعة: ٣٩ - ٤٠]

”ایک جماعت پہلوں کی ہو گی اور ایک جماعت بعد والوں کی ہو گی۔“

کہتے ہیں: پھر مسلمانوں نے ان ستر ہزار لوگوں کے بارے میں واپس آکر بات کرنا شروع کی، کہا: ہو سکتا ہے یہ وہ لوگ ہوں جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے، پھر عمل کر کے اسی حالت پر فوت ہو گئے، کہتے ہیں: ان کی یہ بات اللہ کے نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی بات نہیں ہے، بلکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، نہ ہی داغ لگواتے ہیں، نہ ہی بدشگونی لیتے ہیں بلکہ صرف اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔“

٤٨٣- عن أَبي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا، تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ ». فَقَامَ عُكَاشَةُ ابْنُ مِحْصَنٍ الأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَقَالَ: « اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ». ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « سَبَقَكَ بها عُكَاشَةُ ».(١)

ورواه مسلم أيضا من وجه آخر، وفيه: « **يدخلون الجنة من أمتي سبعون ألفا بغير حساب** ».

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٨١١). ومسلم (٢١٦/٣٦٩)

483- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: "میری امت سے جنت میں ستر ہزار کی ایک جماعت داخل ہو گی جن کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔" عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی دھاری دار چادر سنبھالتے ہوئے اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے بھی دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے انھیں میں سے کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! عکاشہ کو بھی انھیں میں سے کر دے۔" اس کے بعد قبیلہ انصار کے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عکاشہ تم سے سبقت لے گئے۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے، جس میں یہ الفاظ ہیں: "جنت میں میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔"

٤٨٤- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: « يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ». قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « هُمُ الَّذِينَ لاَ يَكْتَوُونَ وَلاَ يَسْتَرْقُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ». فَقَامَ عُكَّاشَةُ، فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: « أَنْتَ مِنْهُمْ ». قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: « سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ ».(١)

ورواه من وجه آخر وزاد فيه: « **ولا يتطيرون** ».

484- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔" لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ لوگ جو داغ نہیں لگواتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرواتے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔" اس وقت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! دعا فرمایئے کہ اللہ مجھ کو ان لوگوں میں سے کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ان ہی میں سے ہو۔" پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی! دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔"

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢١٨).

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے جس میں یہ اضافہ ہے: ((ولا یتطیرون)). یعنی وہ لوگ بدشگونی نہیں لیتے۔

٨٩- باب ما جاء في فضل عمار بن ياسر

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٤٨٥- عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلَ عَمَّارٌ عَلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « مُلِئَ عَمَّارٌ إِيمَانًا إِلَى مُشَاشِهِ ».(١)

485- حضرت ہانی بن ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمار رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "پاک و پاکیزہ" کو خوش آمدید، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "عمار ایمان سے بھرے ہوئے ہیں، ایمان ان کے جوڑ جوڑ تک پہنچا ہوا ہے۔"

٤٨٦- عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مُلِئَ عَمَّارٌ إِيمَانًا إِلَى مُشَاشِهِ ».(٢)

486- نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمار ایمان سے بھرے ہوئے ہیں، ایمان ان کے جوڑ جوڑ تک پہنچا ہوا ہے۔"

٤٨٧- عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه الْمَوْتُ، وَإِنَّمَا عَاشَ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ، يَعْنِي عُثْمَانَ، فَمَا تَرَى؟ قَالَ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتُمْ فَأَجْلِسُونِي، فَأَسْنَدُوهُ إِلَى صَدْرِ رَجُلٍ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « أَبُو الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ، أَبُو الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ، لَنْ يَدَعَهَا حَتَّى يَمُوتَ، أَوْ يُنْسِيَهُ الْهَرَمُ ».(٣)

وَأَبُو الْيَقْظَانِ كُنيته عَمار بن ياسر.

---

(١) **حسن**: رواه ابن ماجه (١٤٧) وصحّحه ابن حبان (٧٠٧٦). والنسائي (٥٠٠٧).
(٢) **صحيح**: رواه النسائي (٥٠٠٧)، وصحّحه الحاكم (٣/ ٣٩٢-٣٩٣).
(٣) **حسن**: رواه ابن سعد (٣/ ٢٦٢-٢٦٣)، والبزار (٢٩٤٥).

487- بلال بن یحییٰ عبسی سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا جب وقت آیا، آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فقط چالیس رات تک زندہ رہے- آپ سے پوچھا گیا: اے ابو عبداللہ! اس شخص کو شہید کر دیا گیا، یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو، آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: اگر تم پوچھنا ہی چاہتے ہو تو مجھے بٹھا دو، چنانچہ آپ کو ایک شخص کے سینے سے ٹیک لگا دی گئی، پھر آپ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "ابو الیقظان فطرت پر ہیں، ابو الیقظان فطرت پر ہیں، اسے نہیں چھوڑ سکتے جب تک کہ ان کی وفات نہ ہو جائے یہ بڑھاپا اسے بھلا نہ دے۔"

اور ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے۔

٤٨٨- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رحمه الله قال: جاء رجل فوقع في علي وفي عمار رضي الله عنهما عند عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: أما علي فلست قائلة لك فيه شيئا، وأما عمار فإني سمعت رَسُولَ اللَّهِ يقول: « لَا يُخَيَّرُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلاَّ اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا ». (١)

488- عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آکر حضرت علی و عمار رضی اللہ عنہما کے بارے میں بولنے لگا تو آپ نے کہا: جہاں تک علی رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو میں تم سے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہتی، اور جہاں تک عمار رضی اللہ عنہ کی بات ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: "عمار کو جب بھی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو انھوں نے اسی کو اختیار کیا جو ان دونوں میں سب سے بہتر اور حق سے زیادہ قریب ہوتی تھی۔"

٤٨٩- عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: اِئْتِيَا أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ. فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ، فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ، وَقَالَ: « وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ ». (٢)

---

(١) صحيح: رواه الترمذي (٣٧٩٩)، وابن ماجه (١٤٨)، وأحمد (٢٤٨٢٠)، وصحّحه الحاكم (٣/٣٨٨).

(٢) صحيح: رواه البخاري (٢٨١٢).

489- عکرمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبداللہ سے فرمایا تم دونوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیثِ نبوی سنو۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے، اس وقت ابو سعید رضی اللہ عنہ اپنے (رضاعی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے، جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (ہمارے پاس) تشریف لائے اور (چادر اوڑھ کر) گوٹ مار کر بیٹھ گئے، اس کے بعد بیان فرمایا: ہم مسجدِ نبوی کی تعمیر کے لیے ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے، لیکن عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لا رہے تھے، اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا، پھر فرمایا: "افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، یہ تو انھیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دیں گے لیکن وہ انھیں جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔"

٤٩٠- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِعَمَّارٍ رضي الله عنه: « تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ ». (١)

490- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"

٤٩١- عن أبي قتادة الأنصاري رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ لِعَمَّارٍ، حِينَ جَعَلَ يَحْفِرُ الخَنْدَقَ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، ويقولُ: « بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ، تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ ». (٢)

ومن أخباره ما رواه إبراهيم بن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه قال: "سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ، بِصِفِّينَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ، وَهُوَ يُنَادِي: أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ، وَزُوِّجَتِ الْحُورُ الْعَيْنُ، الْيَوْمَ نَلْقَى حَبِيبَنَا مُحَمَّدًا ﷺ، عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّ آخِرَ زَادَكَ مِنَ الدُّنْيَا ضَيْحٌ مِنْ لَبَنٍ".

رواه الحاكم (٣/٣٨٩) – ومن طريقه البيهقي في الدلائل (٢/٥٥٢).

491- حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار رضی اللہ عنہ سے اس

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٩١٦).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٩١٥).

وقت فرمایا جب وہ خندق کھود رہے تھے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور فرمانے لگے: "اے سمیہ کے بیٹے! تجھ پر بڑی مصیبت ہو گی، تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔"

آپ کے بارے میں ابراہیم بن عبد الرحمان بن عوف سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے صفین میں اسی دن یہ پکارتے ہوئے سنا جب وہ قتل کیے گئے: میں جنت کے قریب کر دیا گیا، اور میری حورِ عین سے شادی کر دی گئی، آج ہم اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے، مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ دنیا سے تمھارا آخری توشہ دودھ کا گھونٹ ہو گا۔

٩٠- باب فضائل عمرو بن ثابت بن وقش

عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٤٩٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ يَقُولُ: حَدِّثُونِي عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ لَمْ يُصَلِّ قَطُّ. فَإِذَا لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ سَأَلُوهُ: مَنْ هُوَ؟ فَيَقُولُ: أُصَيْرِمُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَمْرُو بْنُ ثَابِتِ بْنِ وَقْشٍ.

قَالَ الْحُصَيْنُ: فَقُلْتُ لِمَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ: كَيْفَ كَانَ شَأْنُ الْأُصَيْرِمِ؟ قَالَ: كَانَ يَأْبَى الْإِسْلَامَ عَلَى قَوْمِهِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أُحُدٍ، بَدَا لَهُ الْإِسْلَامُ فَأَسْلَمَ، فَأَخَذَ سَيْفَهُ فَغَدَا حَتَّى أَتَى الْقَوْمَ فَدَخَلَ فِي عُرْضِ النَّاسِ، فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ، قَالَ: فَبَيْنَمَا رِجَالُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَلْتَمِسُونَ قَتْلَاهُمْ فِي الْمَعْرَكَةِ إِذَا هُمْ بِهِ، فَقَالُوا: وَاللهِ إِنَّ هَذَا لَلْأُصَيْرِمُ، وَمَا جَاءَ؟! لَقَدْ تَرَكْنَاهُ وَإِنَّهُ لَمُنْكِرٌ لِهَذَا الْحَدِيثَ، فَسَأَلُوهُ مَا جَاءَ بِهِ؟ قَالُوا: مَا جَاءَ بِكَ يَا عَمْرُو، أَحَدَبًا عَلَى قَوْمِكَ، أَوْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: بَلْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، آمَنْتُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، وَأَسْلَمْتُ، ثُمَّ أَخَذْتُ سَيْفِي فَغَدَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَاتَلْتُ حَتَّى أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي. قَالَ: ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ فِي أَيْدِيهِمْ، فَذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ».(١)

---

(١) حسن: رواه أحمد (٢٣٦٣٤).

492- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: مجھے ایسے شخص کے بارے میں بتاؤ جو جنت میں گیا ہو، لیکن اس نے ایک نماز بھی نہ پڑھی ہو؟ جب لوگ نہ جان سکے تو پوچھا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: بنو عبد الاشہل کے اصیرم عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ ہیں۔

حصین نے کہا: میں نے محمود بن لبید سے پوچھا: اصیرم کا معاملہ کیسے تھا؟ کہا: وہ اپنی قوم پر اسلام لانے سے انکار کرتے تھے، جب اُحد کا دن آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ اُحد کی طرف نکلے، تو ان کو اسلام پسند آیا اور اسلام لے آئے، انھوں نے اپنی تلوار اٹھائی اور لوگوں کے پاس آئے اور اندر گھس کر لڑائی کی یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو گئے، بنو عبد الاشہل کے لوگ اپنے شہداء کو تلاش کر رہے تھے کہ اچانک ان کی لاش سے گزر ہوا، کہا: یہ تو اصیرم ہے، یہاں کس لیے آیا؟ یہ تو اس بات کا منکر تھا، معلوم کرو کس لیے یہاں آیا؟ لوگوں نے پوچھا: اے عمرو! تم یہاں کس لیے آئے؟ اپنی قوم کی محبت میں یا اسلام کی رغبت میں؟ کہا: اسلام کی رغبت میں، میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکا ہوں، میں نے اسلام قبول کیا، پھر میں نے اپنی تلوار لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آکر لڑائی کی یہاں تک کہ میرے ساتھ جو ہوا وہ ہوا، کہتے ہیں: پھر کچھ دیر کے بعد ان لوگوں کے سامنے ہی فوت ہو گئے، لوگوں نے ان کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً وہ جنتی ہیں۔"

٩١- باب ما جاء في فضل عمرو بن جموح الأنصاري

عمرو بن جموح انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٤٩٣- عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: « مَن سَيدُكُم يَا بَني سَلَمَةَ؟ » قُلنا: جَدُ بن قَيسٍ، عَلى أنَّا نُبَخِّلهُ. قال: « وَأَيُّ دَاءٍ أَدوَى مِنَ البُخلِ، بَلْ سَيِّدُكُم: عَمرو بن الجمُوح ». وكانَ عَمرو عَلى أَصنَامِهم في الجاهِلِيةِ، وكانَ يُولِمُ عَن رسولِ الله ﷺ إِذا تَزَوجَّ. (١)

493- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اے بنو سلمہ! تمھارا سردار کون ہے؟" ہم نے کہا: جد بن قیس ہیں، لیکن ہم انھیں بخیل سمجھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(١) حسن: رواه البخاري في الأدب المفرد (٢٩٦).

"بخل سے بڑھ کر بڑی بیماری اور کیا ہو سکتی ہے؟ بلکہ تمھارے سردار عمرو بن جموح ہیں۔"

اور عمرو رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں بتوں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے، لیکن آپ اسلام لانے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے ہر بار ولیمہ کرتے تھے جب بھی آپ ﷺ شادی کرتے۔

٩٢- باب ما جاء في عمرو بن حريث الذي دعا له النبي ﷺ بالرزق

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے بارے میں جن کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے رزق کی دعا فرمائی

٤٩٤- عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ﷺ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْفَجْرَ، فَقَرَأَ: ﴿إِذَا ٱلشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ [التكوير:١] كَأَنِّي أَسْمَعُ صَوْتَهُ يَقُولُ: ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِٱلْخُنَّسِ ۝١٥ ٱلْجَوَارِ ٱلْكُنَّسِ﴾ [التكوير: ١٥-١٦] وَقَالَ: ذَهَبَتْ بِي أُمِّي أَوْ أَبِي إِلَيْهِ، فَدَعَا لِي بِالرِّزْقِ. (١)

494- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے تلاوت فرمائی: ﴿إِذَا ٱلشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ [التكوير:١] گویا کہ میں سن رہا تھا آپ پڑھ رہے تھے: ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِٱلْخُنَّسِ ۝١٥ ٱلْجَوَارِ ٱلْكُنَّسِ﴾ [التكوير: ١٥ - ١٦]

اور کہا: میری والدہ یا میرے والد مجھے لے کر آپ ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے میرے لیے رزق کی دعا فرمائی۔

٩٣- باب فضائل عمرو بن العاص وأخباره

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٤٩٥- عَنِ ابْنِ شَمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ، قَالَ: حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ ﷺ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ. فَبَكَى طَوِيلاً وَحَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهُ يَقُولُ: يَا أَبَتَاهُ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِكَذَا؟ أَمَا بَشَّرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِكَذَا؟ قَالَ: فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: إِنَّ أَفْضَلَ مَا نَعُدُّ شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلَى أَطْبَاقٍ ثَلاَثٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَمَا أَحَدٌ أَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنِّي، وَلاَ

---

(١) صحيح: رواه أبو يعلىٰ (١٤٦٩) وأبوداود (٨١٧)، وابن ماجه (٨١٧).

أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَكُونَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهُ، فَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَلَمَّا جَعَلَ اللَّهُ الإِسْلاَمَ فِي قَلْبِي أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَمِينَكَ فَلأُبَايِعْكَ، فَبَسَطَ يَمِينَهُ، قَالَ: فَقَبَضْتُ يَدِي . قَالَ: « مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟ ». قَالَ: قُلْتُ: أَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِطَ. قَالَ: « تَشْتَرِطُ بِمَاذَا؟ ». قُلْتُ: أَنْ يُغْفَرَ لِي . قَالَ: « أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الإِسْلاَمَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ ». وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلاَ أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلاَلاً لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ لأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ، وَلَوْ مُتُّ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ وَلِينَا أَشْيَاءَ مَا أَدْرِي مَا حَالِي فِيهَا، فَإِذَا أَنَا مُتُّ فَلاَ تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلاَ نَارٌ، فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتَّى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي. (١)

495- ابن شماسہ (عبدالرحمان بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے کہ ہم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اس حال میں کہ ان کی موت کا وقت قریب تھا، وہ بہت دیر تک روئے اور دیوار کی طرف اپنا منہ پھیر لیا۔ ان کے بیٹے کہنے لگے: ابا جان! آپ کیوں روتے ہیں، آپ کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی؟ آپ کو کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ خوشخبری نہیں دی؟ تب انھوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں افضل جو ہم سمجھتے ہیں وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اوپر تین حال گزرے ہیں: ایک حال یہ تھا جو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میں کسی کو برا نہیں جانتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح میں قابو پاؤں اور آپ ﷺ کو قتل کروں (معاذ اللہ!) پھر اگر میں اس حال میں مر جاتا تو جہنمی ہوتا۔ دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ نے اسلام کی محبت میرے دل میں ڈالی اور میں رسول اللہ ﷺ کے

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٢١).

پاس آیا۔ میں نے کہا: اپنا دایاں ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ ﷺ سے بیعت کروں۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عمرو! تجھے کیا ہوا" میں نے کہا کہ شرط رکھنا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا شرط ہے؟" میں نے کہا: شرط یہ ہے کہ میرے گناہ معاف ہوں (جو اب تک کیے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمرو! تو نہیں جانتا کہ اسلام تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے جو اس سے پہلے تھے، اسی طرح ہجرت تمام گناہوں کو گرا دیتی ہے جو اس سے پہلے تھے۔" اور حج تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے جو اس سے پہلے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھ کو کسی کی محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ ﷺ سے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے آنکھ بھر کر آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا، کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ ﷺ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مر جاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا۔ پھر (تیسرا مرحلہ یہ آیا کہ) ہم نے کچھ چیزوں کی ذمے داری لے لی۔ میں نہیں جانتا ان میں میرا حال کیسا رہا؟، تو جب میں مر جاؤں میرے جنازے کے ساتھ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ساتھ ہو اور جب مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر (دعا کرتے ہوئے) ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹا جاتا ہے، تاکہ تمھاری وجہ سے میرا دل بہل جائے (اپنی نئی منزل کے ساتھ) اور دیکھ لوں پروردگار کے وکیلوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں۔

٤٩٦- عن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قال: بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: « خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسِلَاحَكَ، ثُمَّ ائْتِنِي ». فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ ثُمَّ طَأْطَأَهُ، فَقَالَ: « إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَكَ عَلَى جَيْشٍ فَيُسَلِّمَكَ اللهُ وَيُغْنِمَكَ، وَأَزْعبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ زَعْبَةً صَالِحَةً ». قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَسْلَمْتُ مِنْ أَجْلِ الْمَالِ، وَلَكِنِّي أَسْلَمْتُ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنْ أَكُونَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « يَا عَمْرُو، نِعْمَّا بِالْمَالِ الصَّالِحِ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ ».[1]

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٧٧٦٣)، والطبراني في الأوسط (٣٢١٣)، وصحّحه ابن حبان (٣٢١٠)، والحاكم (٢/ ٦٣٢).

496- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا: "تم اپنے کپڑے اور اسلحہ اٹھاؤ اور میرے پاس آؤ۔" میں آپ ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے نظر اٹھا کر مجھے دیکھا، پھر نظر نیچے کی اور فرمایا: "میں تمھیں ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں، اللہ تمھیں سالم وغانم لوٹائے گا، اور میں تم کو کچھ مال کا بہترین حصہ نواز دیتا ہوں۔" کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے مال کی خاطر اسلام قبول نہیں کیا ہے، بلکہ اسلام میں رغبت کی خاطر قبول کیا ہے، اور یہ کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عمرو! اچھا مال اچھے آدمی کے لیے کیا ہی بہتر ہے!"

٤٩٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « ابْنَا الْعَاصِ مُؤْمِنَانِ: عَمْرٌو وَهِشَامٌ ».(١)

497- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عاص کے دونوں بیٹے عمرو اور ہشام مومن ہیں۔"

٤٩٨- عن أَبِي نَوْفَلِ بْن أَبِي عَقْرَبٍ، قَالَ: جَزِعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رضي الله عنه عِنْدَ الْمَوْتِ جَزَعًا شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو رضي الله عنهما قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، مَا هَذَا الْجَزَعُ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُدْنِيكَ وَيَسْتَعْمِلُكَ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ، قَدْ كَانَ ذَلِكَ، وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ ذَلِكَ: إِنِّي وَاللهِ مَا أَدْرِي أَحُبًّا كَانَ ذَلِكَ، أَمْ تَأَلُّفًا يَتَأَلَّفُنِي، وَلَكِنِّي أَشْهَدُ عَلَى رَجُلَيْنِ أَنَّهُ قَدْ فَارَقَ الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُمَا: ابْنُ سُمَيَّةَ، وَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ. فَلَمَّا حَدَّثَهُ وَضَعَ يَدَهُ مَوْضِعَ الْغِلَالِ مِنْ ذَقْنِهِ، وَقَالَ: اللهُمَّ أَمَرْتَنَا فَتَرَكْنَا، وَنَهَيْتَنَا فَرَكِبْنَا، وَلَا يَسَعُنَا إِلَّا مَغْفِرَتُكَ. وَكَانَتْ تِلْكَ هِجِّيرَاهُ حَتَّى مَاتَ.(٢)

498- ابو نوفل بن ابو عقرب سے روایت ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مرض الموت کے وقت بہت سخت گھبرا گئے، جب ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے دیکھا تو کہا: اے ابو عبد اللہ! یہ کیسی گھبراہٹ

---

(١) حسن: رواه أحمد (٨٠٤٢)، والنسائي في فضائل الصحابة (١٩٥)، وصحّحه الحاكم (٣/٤٥٢).

(٢) صحيح: رواه أحمد (١٧٧٨١).

ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ آپ کو اپنے سے قریب رکھتے تھے اور آپ سے کام لیتے تھے؟ فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ ساری باتیں تھیں، اور میں ان کے بارے میں تمھیں بتا رہا ہوں: اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم یہ چیز بطور محبت کے تھی یا تالیفِ قلب کی خاطر، البتہ میں دو آدمیوں پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے اس حال میں کہ آپ ﷺ ان دونوں سے محبت کرتے تھے: ایک سمیہ کا بیٹا (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما) اور دوسرا ام عبد کا بیٹا (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)۔ یہ بیان کرکے آپ نے اپنے ہاتھ کو اپنی ٹھوڑی پر رکھا اور کہا: اے اللہ! تو نے ہمیں حکم دیا لیکن ہم نے چھوڑ دیا، تو نے ہمیں منع کیا لیکن ہم نے اسے کیا، اب تیری مغفرت کے سوا ہمیں کوئی چارہ نہیں، آپ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔

٩٤- باب تسليم الملائكة على عمران بن حصين

فرشتوں کا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کو سلام کرنے کا بیان

٤٩٩- عَنْ مُطَرِّفٍ، قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما: أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتَّى مَاتَ، وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ، وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتَّى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ، ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ. (١)

ورواه مسلم (١٢٢٦:١٦٨) من وجه آخر عَنْ مُطَرِّفٍ، قَالَ: "بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثَكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي، فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي، وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ: إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ ... الحديث

ورواه الدارمي (١٨٥٤) من وجه آخر قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما: "إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ: إِنَّهُ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ، وَإِنَّ ابْنَ زِيَادٍ أَمَرَنِي فَاكْتَوَيْتُ، فَاحْتُبِسَ عَنِّي حَتَّى ذَهَبَ أَثَرُ الْمَكَاوِي". أي: الكيّ.

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (١٢٢٦:١٦٧).

ويقال: كانت به بواسير فكان يصبر على ألمها، وكانت الملائكة تسلم عليه فاكتوى فانقطع سلامهم عليه، ثم ترك الكي فعاد سلامهم عليه. ذكره النووي.

وكان ﷺ مجاب الدعوة، ويقال: إنه كان يرى الحفظة، وكانت تكلمه حتى اكتوى، فلما اكتوى فقده ثم عاد إليه، وكان ذلك قبل وفاته بسنتين. كما ذكر ابن عبد البر في الاستيعاب. وكان عمر ﷺ بعثه إلى أهل البصرة ليفقههم.

قال ابن سيرين: "لم يكن يقدم على عمران أحد من الصحابة ممن نزل البصرة".

وقال أيضا: "أفضل من نزل البصرة من الصحابة عمران وأبو بكرة".

وكان الحسن يحلف أنه ما قدم البصرة خير لهم من عمران.

ومات سنة اثنين وخمسين. وقيل: سنة ثلاث وخمسين.

وهذا كان خاصّا به ولا يقاس عليه، فيستحبّ لمن أصيب بمرض البواسير أن يعالجه لعموم قول النبي ﷺ: « **تداووا يا عباد الله، فإن الله لم ينزل داءً إلا أنزل له شفاءً**» كما هو مخرج في كتاب الطب.

499- مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کروں شاید اللہ عزوجل تمھیں اس سے فائدہ بخشے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کو (حج کے مہینوں میں) جمع کیا اور پھر اس سے منع نہ فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے اور نہ اس میں کوئی قرآن کی آیت اتری جس سے ان کا جمع کرنا حرام ہوتا اور ہمیشہ میرے لیے (فرشتوں کی طرف سے) سلام کیا جاتا تھا، جب تک میں نے داغ نہیں لیا تھا، پھر جب داغ لیا (بواسیر کی بنا پر) تو سلام کہنا موقوف ہو گیا، پھر میں نے داغ لگانا ترک کیا تو پھر (فرشتوں کی طرف سے) سلام شروع ہو گیا۔

اور امام مسلم رحمہ اللہ (۱۲۲۶:۱۶۸) نے اسے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ مطرف نے کہا: مجھے پیغام بھیج کر سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بلا بھیجا اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی تھی اور کہا: میں تم سے کئی حدیثیں بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے بعد تم کو اس سے نفع دے، پھر اگر میں جیتا رہا (یعنی اس مرض سے اچھا ہو کر) تو تم اس کو میرے نام سے بیان نہ کرنا اور پوشیدہ رکھنا اور اگر میں

فوت ہو گیا تو چاہو تو بیان کر دینا۔ اول بات یہ ہے کہ مجھ پر سلام کیا گیا (یعنی فرشتوں کا)۔... الحدیث۔

اور امام دارمی رحمہ اللہ (۱۸۵۴) نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تم سے ایک حدیث بیان کرنے جا رہا ہوں: مجھ پر (فرشتوں کی طرف سے) سلام کیا جاتا تھا، لیکن ابن زیاد کے حکم سے میں نے داغ لگوالیا تو مجھ سے سلام کہا جانا بند ہو گیا یہاں تک کہ جب داغ کا اثر ختم ہو گیا (تو پھر دوبارہ سلام ہونے لگا)۔

اور یہ بات کہی جاتی ہے کہ آپ کو بواسیر کی بیماری تھی اور آپ اس کی تکلیف پر صبر کرتے تھے، لیکن جب آپ نے داغ لگوالیا تو فرشتوں نے سلام کرنا چھوڑ دیا، پھر آپ نے داغ لگوانا بند کر دیا تو ان کا سلام واپس ہو گیا۔ امام نووی نے اسے ذکر کیا ہے۔

اور آپ مستجاب الدعوات تھے، کہا جاتا ہے کہ آپ حفاظت کرنے والے فرشتوں کو دیکھتے تھے اور وہ آپ سے بات بھی کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے داغ لگوالیا، تو یہ گفتگو بند ہو گئی، جب آپ نے داغ لگوانا چھوڑ دیا پھر واپس آئی۔ اور یہ ماجرا آپ کی وفات سے دو سال پہلے کا ہے۔ جیسا کہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے الاستیعاب میں ذکر کیا ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اہلِ بصرہ کے پاس بھیجا تھا تاکہ آپ انھیں دین کی باتیں سکھائیں۔

ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: بصرہ میں آنے والے صحابہ میں سے کسی کو سیدنا عمران رضی اللہ عنہ پر مقدم نہیں سمجھا جاتا تھا۔

اور یہ بھی کہا: بصرہ میں جتنے بھی صحابہ آئے ان میں سب سے افضل عمران اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہما تھے۔

اور حسن بصری رحمہ اللہ قسم کھاتے تھے کہ اہلِ بصرہ کے لیے عمران رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں آیا۔

آپ کی وفات سنہ ۵۲ ہجری میں، اور ایک قول کے مطابق سنہ ۵۳ ہجری میں ہوئی۔

اور یہ آپ کے ساتھ خاص ہے، اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا، چنانچہ مستحب یہی ہے کہ جسے بواسیر کی بیماری ہو وہ علاج کرائے، نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے عام ہونے کی وجہ سے: "اے اللہ کے بندو! علاج کراؤ، بے شک اللہ تعالی نے کوئی ایسی بیماری نہیں نازل کی ہے جس کے لیے شفا نہ ہو۔" جیسا کہ کتاب الطب میں یہ حدیث مذکور ہے۔

٩٥- باب فضائل عمير بن حمام الأنصاري

عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥٠٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ فَجَاءَ وَمَا فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لاَ أَدْرِي مَا اسْتَثْنَى بَعْضَ نِسَائِهِ، قَالَ: فَحَدَّثَهُ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فتكَلَّمَ فَقَالَ: « إِنَّ لَنَا طَلِبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا ». فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُونَهُ فِي ظُهْرَانِهِمْ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: « لاَ إِلاَّ مَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا ». فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ، وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لاَ يُقَدِّمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ ». فَدَنَا الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالأَرْضُ ». قَالَ: يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الأَنْصَارِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالأَرْضُ، قَالَ: « نَعَمْ ». قَالَ: بَخٍ بَخٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ ». قَالَ: لاَ، وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلاَّ رَجَاءَةَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا. قَالَ: « فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا ». فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرْنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ قَالَ: فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ، ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ. (١)

500- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسیسہ (ایک شخص کا نام ہے) کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ وہ ابوسفیان کے قافلے کی خبر لائے، وہ لوٹ کر آیا اس وقت گھر میں میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہ تھا۔ راوی نے کہا: مجھے انس رضی اللہ عنہ کا کسی ام المومنین کو مستثنیٰ کرنا معلوم نہیں، پھر حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا: "ہمیں کچھ لوگوں کی ضرورت ہے، لہذا جس کی سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو۔" یہ سن کر چند آدمی آپ ﷺ سے اپنی سواریوں

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٩٠١).

میں جانے کی اجازت مانگنے لگے جو بالائی مدینہ منورہ میں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں صرف وہ لوگ جائیں جن کی سواریاں یہیں موجود ہوں۔“ آخر اپنے اصحاب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ چلے یہاں تک کہ مشرکین سے پہلے بدر میں پہنچے اور مشرکین بھی آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کرے جب تک میں اس کے پیچھے نہ ہوں۔“ پھر مشرک قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اٹھو جنت میں جانے کے لیے جس کی چوڑائی تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔“ عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ انھوں نے کہا: واہ سبحان اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے واہ! واہ! کہنے کی کیا وجہ ہے؟“ وہ بولے کچھ نہیں اے اللہ کے رسول! میں نے اس امید سے کہا کہ جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو جنت والوں میں سے ہے۔“ یہ سن کر انھوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالیں اور ان کو کھانے لگے، پھر کہا: اگر میں اپنی ان کھجوروں کو کھا لینے تک زندہ رہا تو یہ بڑی لمبی زندگی ہو جائے گی، پھر انھوں نے جو کھجوریں ان کے پاس تھیں وہ پھینک دیں اور کافروں سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

٩٦- باب أخبار قرة بن إياس

قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٥٠١- عَنْ قُرَّةَ بْنِ أياسٍ ﷺ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أُدْخِلَ يَدِي فِي جُرُبَّانِهِ، وَإِنَّهُ لَيَدْعُو لِي فَمَا مَنَعَهُ أَنْ أَلْمِسَهُ أَنْ دَعَا لِي قَالَ: فَوَجَدْتُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ مِثْلَ السِّلْعَةِ. (١)

501- قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے یہ اجازت مانگی کہ اپنے ہاتھ کو آپ ﷺ کی قمیص کے جیب میں ڈالوں، اور یہ کہ آپ ﷺ میرے لیے دعا فرمادیں، تو آپ ﷺ کو کسی چیز نے منع نہیں کیا اس بات سے کہ آپ ﷺ مجھے مہر نبوت کو ہاتھ لگانے دیں، اسی دوران آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمادی، تو میں نے مہر نبوت کو آپ ﷺ کے کندھے پر غدود کی طرح ابھری ہوئی محسوس کیا۔

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٥٥٨٢)، والطيالسي (١١٦٧)، والطبراني في الكبير (١٩/٢٥)

٩٧- باب ما جاء أن أخبار قيس بن سعد بن عبادة فإنه كان كالحارس عند النبي ﷺ

قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں اور یہ کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سنتری جیسے تھے

٥٠٢- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ رضي الله عنه كَانَ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ للأَمِيرِ. (١)

502- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح رہتے تھے جیسے امیر کے ساتھ کوتوال (تھانے دار) رہتا ہے۔

٩٨- باب إن قيس بن عاصم سيد أهل الوبر

قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ دیہاتیوں کے سردار ہیں

٥٠٣- عَن خَليفَة بن حُصَيْن أَن جده قيسا رضي الله عنه لما أسلم، أمره النَّبِي ﷺ أَن يغْتَسل بِمَاء وَسدر، وَقَالَ النَّبِي ﷺ لقيس: « هَذَا سيد أهل الْوَبر ». (٢)

503- خلیفہ بن حصین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کے دادا قیس رضی اللہ عنہ جب اسلام لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ وہ پانی میں بیری کے پتے ملا کر غسل کریں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "یہ دیہاتیوں کے سردار ہیں۔"

٩٩- باب ما ورد في فضل كعب بن مالك وأخباره

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٥٠٤- عن كعب بن مالك رضي الله عنه قال: - في قصة تخلف عن غزوة تبوك

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٧١٥٥).

(٢) **صحيح**: رواه العجلى في الثقات (١٣٩٧). ورواه أبو داود (٣٥٥)، والترمذي (٦٠٥)، والنسائي (١٨٨) مختصرا.

وتوبة الله عليه – قال رسول الله ﷺ وَهْوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُورِ: « أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ ». قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ؟ قَالَ: « لاَ، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ». قال: وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ ﴿لَّقَد تَّابَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلْمُهَٰجِرِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾ [التوبة: ١١٧-١١٩] قال: فَوَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلإِسْلاَمِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ لاَ أَكُونَ كَذَبْتُهُ، فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا، الحديث. (١)

504- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے – غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے اور پھر اللہ کی طرف سے آپ کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں - روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس حال میں کہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چمک رہا تھا: "خوش ہو جاؤ ایسے بہتر دن سے جو تمھارے اوپر تمھاری پیدائش سے آج تک نہیں گزرا ہو گا۔" میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ خوش خبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ فرمایا: "اللہ کی طرف سے۔" اور اللہ تعالی نے اپنے رسول پر یہ آیات نازل فرمائی:

﴿لَّقَد تَّابَ ٱللَّهُ عَلَى ٱلنَّبِيِّ وَٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ ٱلْعُسْرَةِ مِنۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُۥ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَعَلَى ٱلثَّلَٰثَةِ ٱلَّذِينَ خُلِّفُواْ حَتَّىٰٓ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ ٱلْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوٓاْ أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ ٱللَّهِ إِلَّآ إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوٓاْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَكُونُواْ مَعَ ٱلصَّٰدِقِينَ﴾

[التوبة: ١١٧ - ١١٩]

"بلاشبہہ یقیناً اللہ نے نبی پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار پر بھی، جو تنگ دستی کی گھڑی میں اس کے ساتھ رہے، اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٤١٨)، ومسلم (٢٧٦٩:٥٣).

کے دل ٹیڑھے ہو جائیں، پھر وہ ان پر دوبارہ مہربان ہو گیا۔ یقیناً وہ ان پر بہت شفقت کرنے والا ہے، نہایت رحم والا ہے۔ اور ان تینوں پر بھی جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہو گئی، باوجود اس کے کہ فراخ تھی اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہو گئیں اور انھوں نے یقین کر لیا کہ بے شک اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ اس کی جناب کے سوا نہیں، پھر اس نے ان پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی، تاکہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اسلام لانے کے بعد اللہ نے میرے اوپر کوئی ایسی نعمت نہیں کی جو میرے نزدیک رسول اللہ سے اس سچ بولنے سے زیادہ عظیم ہو، اور میں نے آپ ﷺ سے جھوٹ نہیں بولا کہ میں بھی ہلاک ہو جاتا اسی طرح جیسے دوسرے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے۔ الحدیث

٥٠٥- عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ﷺ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَدَ كَعْبًا فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: مَرِيضٌ، فَخَرَجَ يَمْشِي حَتَّى أَتَاهُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ: « أَبْشِرْ يَا كَعْبُ »، فَقَالَتْ أُمُّهُ: هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ يَا كَعْبُ. فَقَالَ: « مَنْ هَذِهِ الْمُتَأَلِّيَةُ عَلَى اللَّهِ؟ »، قَالَ: هِيَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: « وَمَا يُدْرِيكِ يَا أُمَّ كَعْبٍ؟ لَعَلَّ كَعْبًا قَالَ: مَا لَا يَعْنِيهِ، أَوْ مَنَعَ مَا لَا يُغْنِيهُ ».(١)

505- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کعب رضی اللہ عنہ کو گم پایا تو ان کے بارے دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہیں، آپ ﷺ ان کی عیادت کے لیے آئے، اور فرمایا: "خوش ہو جاؤ اے کعب!" ان کی والدہ نے کہا: اے کعب! تم کو جنت مبارک ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اللہ پر قسم کھانے والی کون ہے؟" کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میری والدہ ہیں۔ فرمایا: "اے امِ کعب! تم کو یہ پتا کیسے چلا؟ ممکن ہے کعب نے ایسی بات کہی ہو جسے مراد نہ لیا ہو، یا منع کیا ہو ایسی چیز سے جو اسے بے نیاز کرنے والی نہ ہو۔"

---

(١) حسن: رواه ابنُ أبي الدنيا في الصمت (١١٠)، والطبراني في الأوسط (٧١٥٧).

١٠٠- باب ما جاء في ماعز الأسلمي

ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٥٠٦- عن بريدة بن الحصيب ﷺ قال: قال النبي ﷺ بعد ما رَجَمَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ: « اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ ». قَالَ: فَقَالُوا: غَفَرَ اللَّهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ ».(١)

506- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو رجم کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ماعز بن مالک کے لیے دعا مانگو۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو اللہ بخشے! مزید رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک امت کے لوگوں میں بانٹی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔"

١٠١- باب في فضل محمد بن مسلمة الأنصاري

محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٥٠٧- عَنْ حُذَيْفَةَ بن اليمان ﷺ قَالَ: مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلاَّ أَنَا أَخَافُ عَلَيْهِ إِلاَّ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « لاَ تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ ».(٢)

و"محمد بن مسلمة": بن سلمة الأوسي الأنصاري هو أبو عبد الرحمن المدني حليف بني عبد الأشهل ولد قبل البعثة باثنتين وعشرين سنة، وهو ممن سمي في الجاهلية "محمدا".

أسلم قديما على يدي مصعب بن عمير قبل سعد بن معاذ وآخى رسول الله ﷺ بينه وبين أبي عبيدة وشهد المشاهد بدراً وما بعدها إلا غزوة تبوك فإنه تخلف بإذن النبي ﷺ له أن يقيم بالمدينة وكان ممن ذهب إلى قتل كعب بن الأشرف وإلى ابن أبي الحقيق.

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (١٦٩٥:٢٢).
(٢) **حسن**: رواه أبو داود (٤٦٦٣)، وابن أبي شيبة (٣٨٣٩٣).

وقال ابن عبد البر: "كان من فضلاء الصحابة واستخلفه النبي ﷺ على المدينة في بعض غزواته، وكان ممن اعتزل الفتنة فلم يشهد الجمل ولا صفين".

مات بالمدينة في صفر سنة ست وأربعين وهو ابن سبع وسبعين سنة وقيل: مات سنة ثلاث وأربعين.

507- حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جس کو فتنہ پہنچے اور مجھے اس کے فتنے میں پڑنے کا خوف نہ ہو، سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھیں کوئی فتنہ ضرر نہ پہنچائے گا۔"

محمد بن مسلمہ بن سلمہ اوسی انصاری رضی اللہ عنہ ابو عبد الرحمان مدنی ہیں جو بنو عبد الاشہل کے حلیف تھے، بعثتِ نبوی کے ۲۲ سال پہلے آپ کی پیدائش ہوئی، آپ ان میں سے ایک ہیں جن کا زمانۂ جاہلیت میں "محمد" نام رکھا گیا۔

آپ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لا چکے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات قائم کی تھی، آپ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شامل ہوئے سوائے غزوۂ تبوک کے، کیونکہ اس وقت آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مدینہ میں ٹھہر گئے تھے، آپ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو لوگ کعب بن اشرف اور ابن ابی حقیق کو مارنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کہا: آپ فضلائے صحابہ میں سے تھے، آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات میں مدینہ طیبہ میں اپنا جانشین بنایا، اور آپ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو فتنوں سے بچے رہے، وہ نہ تو جنگِ جمل میں شامل ہوئے نہ ہی صفین میں۔

آپ مدینہ کے اندر صفر سنہ ۴۶ ہجری میں ۷۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے، اور ایک قول کے مطابق ۴۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

١٠٢- باب ما جاء في أخبار محمود بن الربيع

محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٥٠٨- عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ ﷺ ، قَالَ: إِنِّي لأَعْقِلُ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

مِنْ دَلْوٍ فِي دَارِنَا. وزاد في رواية: وأنا ابن خمس سنين.(١)

508- محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات خوب میرے ذہن میں محفوظ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ایک ڈول میں سے پانی لے کر مجھ پر کلی کی تھی۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس وقت میری عمر پانچ سال کی تھی۔

١٠٣- باب ما جاء في مناقب معاوية بن أبي سفيان وأخباره

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے مناقب کا بیان

٥٠٩- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ: فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ: « اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ ». قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيَ: « اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ ». قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ: « لاَ أَشْبَعَ اللَّهُ بَطْنَهُ ».(٢)

ورواه أحمد (٢٦٥١) وفيه قال ابن عباس: "وكان كاتبه" يعني معاوية.

وقوله: "**فحطأني حطأة**" الحطء: الدفع بالكف.

قوله: "لا أشبع الله بطنه" إن هذا الدعاء عليه سيجعله يوم القيامة صلاة وزكاة وقربة كما جاء في الصحيحين وغيرهما منها حديث أنس بن مالك مرفوعا: « يا أُمَّ سُلَيْمٍ، أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي علَى رَبِّي، أَنِّي اشْتَرَطْتُ علَى رَبِّي فَقُلتُ: إنَّما أَنَا بَشَرٌ، أَرْضَى كما يَرْضَى البَشَرُ، وَأَغْضَبُ كما يَغْضَبُ البَشَرُ، فأيُّما أَحَدٍ دَعَوْتُ عليه مِن أُمَّتِي بدَعْوَةٍ ليسَ لَهَا بأَهْلٍ؛ أَنْ يَجْعَلَهَا له طَهُورًا وَزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بهَا منه يَومَ القِيَامَةِ ».

509- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے مجھے تھپکا (پیار سے) اور فرمایا: "جاؤ میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں گیا، پھر لوٹ آیا اور میں نے کہا: وہ کھانا کھا

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٤٢٢)، ومسلم (٣٣: ٢٦٥).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٦٠٤: ٩٦).

رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "جاؤ میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔" میں پھر لوٹ کر آیا اور کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔"

اور اسی میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اور وہ یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کاتب تھے۔

الفاظِ حدیث: "اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔" اس بد دعا کو اللہ تعالی قیامت کے دن آپ کے لیے رحمت، پاکیزگی اور قربت کا ذریعہ بنا دے گا جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ام سلیم! تو نہیں جانتی میں نے اپنے پروردگار سے شرط رکھی ہے، میری شرط یہ ہے کہ میں نے عرض کی: اے پروردگار! میں ایک آدمی ہوں خوش ہوتا ہوں جیسے آدمی خوش ہوتا ہے اور غصے ہوتا ہوں جیسے آدمی غصے ہوتا ہے، تو جس کسی پر میں اپنی امت میں سے بد دعا کروں ایسی بد دعا جس کے وہ لائق نہیں تو قیامت کے دن اس کے لیے پاکی کر دے اور طہارت اور اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔"

٥١٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرو بن العاص رضي الله عنهما قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَكَانَ كَاتِبُهُ. (١)

510- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، اور وہ آپ ﷺ کے کاتبِ وحی تھے۔

٥١١- عن عبد الرحمن بن أبي عميرة رضي الله عنه وكان من أصحاب رسول الله ﷺ عن النبي ﷺ أنه قال لمعاوية: « اللّٰهم اجعلْه هادياً مهديّاً وَاهْدِ به ». (٢)

511- صحابیِ رسول عبدالرحمان بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "اے اللہ! تو ان کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ بنا دے، اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔"

(پس ثابت ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ خود ہدایت پر تھے اور لوگوں کے لیے ہدایت کا معیار تھے۔)

---

(١) حسن: رواه البزار (٢٤٩١) - واللفظ له - والطبراني في الكبير (١٤/ ٥٥٤).
(٢) حسن: رواه الترمذي (٣٨٤٢)، وأحمد (١٧٨٩٥).

٥١٢- عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ ﷺ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى لِابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. (١)

وفي لفظ: "قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلاَّ بِوَاحِدَةٍ. قَالَ: إِنَّهُ فَقِيهٌ". رواه البخاري (٣٧٦٥).

512- ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی، اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (کریب) بھی وہیں موجود تھے، جب وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انھوں نے کہا: ان کی بات نہ کرو، انھیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، انھوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔ (البخاری: ۳۷۶۵)

١٠٤- باب ما جاء في المغيرة بن شعبة وأن الدجال لن يضره

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور یہ کہ انھیں دجال نقصان نہیں پہنچائے گا

٥١٣- عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَ: مَا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لِي: «أَيْ بُنَيَّ وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ؟ إِنَّهُ لَنْ يَضُرَّكَ». (٢)

513- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دجال کے بارے میں کسی نے اتنا نہیں پوچھا جتنا میں نے پوچھا۔ آخر آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بیٹے! تمھیں اس (دجال) سے کیا بات پریشان کر رہی ہے؟ تمھیں اس سے ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٣٧٦٤).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧١٢٢)، ومسلم (٢١٥٢: ٣٢) واللفظ لمسلم.

١٠٥- باب فضائل المقداد بن الأسود الكندي وأخباره

مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥١٤- عَن ابْن مَسْعُودٍ ﷺ ، قال: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ مَشْهَدًا، لأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهْوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: لاَ نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: ﴿فَٱذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَٰتِلَآ﴾[المائدة: ٢٤]، وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ. يَعْنِي قَوْلَهُ. (١)

وقوله: "**وهو يدعو على المشركين**" يعني يوم بدر على كفار مكة كما ورد في أحاديث أخرى.

514- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات دیکھی کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتی تو کسی نیکی کو اس کے برابر خیال نہ کرتا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس حال میں کہ آپ ﷺ اس وقت مشرکین پر بددعا کر رہے تھے۔ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ

﴿فَٱذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَٰتِلَآ﴾[المائدة: ٢٤]

"جاؤ، تم اور تمھارا رب ان سے جنگ کرو۔"

بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور ان کی بات نے آپ کو خوش کر دیا۔

الفاظِ حدیث: "مشرکین پر بددعا کر رہے تھے۔" یعنی بدر کے دن کفارِ مکہ پر، جیسا کہ دوسری روایتوں میں مذکور ہے۔

٥١٥- عَنِ الْمِقْدَادِ ﷺ ، قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ، فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَيْسَ

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٩٥٢).

أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا ثَلاَثَةُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا ». قَالَ: فَكُنَّا نَحْتَلِبُ فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ، وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَصِيبَهُ قَالَ: فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لاَ يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ قَالَ: ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ، فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ، وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ، مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هَذِهِ الْجُرْعَةِ، فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا، فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ؟ أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ؟ فَيَجِيءُ فَلاَ يَجِدُهُ، فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ، فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ؟ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي، وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَاىَ، وَجَعَلَ لاَ يَجِيئُنِي النَّوْمُ، وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: الآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ. فَقَالَ: « اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي ». قَالَ: فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ، وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ، فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ، قَالَ: فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَنِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اشْرَبْ فَشَرِبَ، ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ، ضَحِكْتُ حَتَّى أُلْقِيتُ إِلَى الأَرْضِ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ ». فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « مَا هَذِهِ إِلاَّ رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ، أَفَلاَ كُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيبَانِ

مِنْهَا؟ ». قَالَ: فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ. (١)

515- حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دونوں ساتھی آئے اور سخت بھوک کی وجہ سے ہمارے کانوں اور آنکھوں کی قوت جاتی رہی تھی، ہم خود کو آپ ﷺ کے اصحاب پر پیش کرتے، لیکن کوئی ہم کو (بطورِ مہمان) قبول نہ کرتا۔ آخر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ہم کو اپنے گھر لے گئے، وہاں تین بکریاں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ مشترکہ طور پر ہم سب کے لیے ان کا دودھ نکالا کرو۔" پھر ہم ان کا دودھ دوہا کرتے اور ہر ایک ہم میں سے اپنا حصہ پی لیتا اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ اکٹھا کر کے رکھ دیتے، آپ ﷺ رات کو تشریف لاتے اور ایسی آواز سے سلام کرتے جس سے سونے والا نہ جاگے اور جاگنے والا سن لے، پھر آپ ﷺ مسجد میں آتے اور نماز پڑھتے، پھر آکر اپنے حصے کا دودھ پیتے، ایک رات شیطان نے مجھ کو بھڑکایا، میں اپنے حصے کا دودھ پی چکا تھا۔ شیطان نے یہ کہا کہ محمد ﷺ تو انصار کے پاس جاتے ہیں وہ آپ کو تحفے دیتے ہیں اور آپ جو چاہیے ہوتا ہے آپ ان سے لے لیتے ہیں، آپ ﷺ کو اس ایک گھونٹ دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ بالآخر میں آیا اور وہ دودھ بھی پی گیا۔ جب دودھ پیٹ میں چلا گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب اس دودھ کو حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس وقت شیطان نے مجھے نادم کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگا: خرابی ہو تیری تو نے کیا کام کیا! تو نے نبی ﷺ کا حصہ پی لیا۔ اب وہ آئیں گے اور دودھ نہ پائیں گے پھر تجھ پر بددعا کریں گے، تیری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گی۔ میں ایک چادر اوڑھے تھا، جب اس کو پاؤں پر ڈالتا تو سر کھل جاتا اور جب سر ڈھانپتا تو پاؤں کھل جاتے اور نیند بھی مجھ کو نہ آئی۔ میرے ساتھی سو گئے، انھوں نے یہ کام نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا، آخر رسول اللہ ﷺ آئے اور معمول کے موافق سلام کیا، پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی، اس کے بعد دودھ کے پاس آئے، برتن کھولا تو اس میں کچھ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، میں سمجھا کہ اب آپ ﷺ بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! تو اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور اسے پلا جو مجھے پلائے۔" یہ سن کر میں نے اپنی چادر کو مضبوط باندھا اور چھری لی اور بکریوں کی طرف چلا کہ جو ان میں سے موٹی ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کے

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٠٥٥: ١٧٤).

لیے ذبح کروں۔ دیکھا تو اس کے تھن میں دودھ بھرا ہوا تھا۔ پھر دیکھا تو اور بکریوں کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کے گھر والوں کا ایک برتن لیا جس میں وہ دودھ نہ دوہتے تھے (یعنی اس میں دوہنے کی خواہش نہ کرتے تھے) اس میں مَیں نے دودھ دوہا، یہاں تک کہ اوپر جھاگ آگیا (اتنا زیادہ دودھ نکلا) اور اس کو میں لے آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اپنے حصے کا دودھ رات کو پی لیا تھا؟" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ دودھ پی لیجیے، آپ ﷺ نے دودھ پیا، پھر مجھے دیا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اور پیجیے آپ ﷺ نے اَور پیا، پھر مجھے دیا۔ جب مجھ کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سیر ہو گئے اور آپ ﷺ کی دعا میں نے لے لی۔ اس وقت میں ہنسا یہاں تک کہ خوشی کے مارے زمین پر گر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے مقداد! یہ تمھاری ایک بری خصلت ہے۔" (کہ سبب بتائے بغیر اکیلے ہنستے ہی جارہے ہو) میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا حال ایسا ہوا اور میں نے ایسا قصور کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس وقت کا دودھ جو خلافِ معمول اترا اللہ کی رحمت تھی، تو نے مجھ سے پہلے ہی کیوں نہ کہا، ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی جگا دیتے، وہ بھی اس رحمت سے اپنا حصہ لے لیتے۔" میں نے عرض کی: قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا کلام دے کر بھیجا اب مجھ کو کوئی پروا نہیں جب کہ میں نے اللہ کی رحمت حاصل کی اور آپ ﷺ کے ساتھ حاصل کی اب کوئی بھی اس رحمت کو حاصل کرے۔

١٠٦- باب أخبار المقدام بن معد يكرب

مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٥١٦- عَنْ خَالِد بن معدان، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لاَ أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ: « هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ! ». فَقَالَ الأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ ﷻ. قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلاَ أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ. ثُمَّ

قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ: أَفْعَلُ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ، بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ، وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ. (١)

516- خالد بن معدان سے روایت ہے کہ مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور بنی اسد کے قنسرین کے رہنے والے ایک شخص معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا: کیا آپ کو خبر ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا؟ مقدام نے یہ سن کر "إنا لله وإنا إليه راجعون" پڑھا تو ان سے ایک شخص نے کہا: کیا آپ اسے کوئی مصیبت سمجھتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنی گود میں بٹھایا، اور فرمایا: "یہ (حسن) میرے مشابہ ہے، اور حسین علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہے۔" یہ سن کر اسدی آدمی نے کہا: ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا تو مقدام نے کہا: آج میں آپ کو ناپسندیدہ بات سنائے اور ناراض کیے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انھوں نے کہا: معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کریں، اور اگر میں جھوٹ کہوں تو میری تردید کریں، معاویہ رضی اللہ عنہ بولے: میں ایسا ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں، معلوم ہے، پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا

---

(١) حسن: رواه أبو داود (٤١٣١)، وأحمد (١٧١٨٩)، والطبراني في الكبير (٢٠/٢٦٩).

ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں، معلوم ہے۔ تو انھوں نے کہا: معاویہ! اللہ کی قسم! میں یہ ساری چیزیں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں؟ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تمھاری نکتہ چینیوں سے بچ نہ سکوں گا۔ خالد کہتے ہیں: پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام رضی اللہ عنہ کو اتنا مال دینے کا حکم دیا جتنا ان کے اور دونوں ساتھیوں کو نہیں دیا تھا اور ان کے بیٹے کا حصہ دو سو والوں میں مقرر کیا، مقدام رضی اللہ عنہ نے وہ سارا مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا، اسدی آدمی نے اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دیا، یہ خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے کہا: مقدام رضی اللہ عنہ سخی آدمی ہیں جو اپنا ہاتھ کھلا رکھتے ہیں، اور اسدی اپنی چیزیں اچھی طرح روکنے والے آدمی ہیں۔

١٠٧- باب فضائل أشج عبدالقيس وهو المنذر بن عائذ

اشج عبدالقیس منذر بن عائذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥١٧- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: -في قصة وفد عَبْدِ الْقَيْسِ- قال رَسُول اللَّهِ ﷺ لأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: «إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ: اَلْحِلْمُ وَالأَنَاةُ».(١)

517- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے -وفد عبدالقیس کے قصے میں- روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے اشج سے فرمایا: "تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے: عقل اور تحمل۔"

٥١٨- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلأَشَجِّ - أَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ -: «إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ اَلْحِلْمُ وَالأَنَاةُ».(٢)

518- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے اشج سے فرمایا: "تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے: عقل اور تحمل۔"

٥١٩- عن أَشَجّ بَنِي عَصَرَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ فِيكَ لَخُلُقَيْنِ يُحِبُّهُمَا

---

(١) صحيح: رواه مسلم (١٨:٢٦).

(٢) صحيح: رواه مسلم (١٧:٢٥).

اللَّهُ ». قَالَ: قُلْتُ: مَا هُمَا؟ قَالَ: « اَلْحِلْمُ وَالْحَيَاءُ ». قَالَ: قُلْتُ: أَقَدِيمًا كَانَ فِيَّ أَمْ حَدِيثًا؟ قَالَ: « لَا بَلْ قَدِيمًا ». قُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى خُلُقَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ. (١)

519- اشج بنی عصر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً تمھارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جنھیں اللہ پسند کرتا ہے۔" کہتے ہیں: میں نے پوچھا: وہ دونوں کیا ہے؟ فرمایا: "بردباری اور حیاء۔" کہتے ہیں: میں نے پوچھا: کیا وہ دونوں پرانی صفتیں ہیں یا ابھی نئی ہیں؟ فرمایا: "بلکہ پرانی ہیں۔" میں نے کہا: ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے میرے اندر دو ایسی خصلتیں ودیعت کر رکھی ہے جسے اللہ خود پسند فرماتا ہے۔

٥٢٠- عَنِ ابْنِ عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: « إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ الْحِلْمُ، وَالْأَنَاةُ ». (٢)

520- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالقیس کے اشج سے فرمایا: "تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے: عقل اور تحمل۔"

١٠٨- باب ما جاء في أخبار نبيشة الهذلي الذي سماه النبي ﷺ نبيشة الخير

نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کا بیان جن کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "نبیشہ الخیر" رکھا

هو ابن عمرو بن عوف، وهو ابن عمّ سلمة بن المحبّق، سكن البصرة وهو المعروف بنبيشة الخير. كذا ذكر ابن عبد البر في الاستيعاب (٤٦٥٨)، وأبو نعيم في معرفة الصحابة (٢٩٢٣)، وابن حجر في الإصابة (٨٧١٨). وسبب ذلك كما في الحديث الآتي:

آپ کا نام نبیشہ بن عمرو بن عوف ہے، آپ سلمہ بن محبق کے چچازاد ہیں، بصرہ میں سکونت پزیر

---

(١) **صحيح**: رواه ابن أبي شيبة (٢٥٨٥١)، وأحمد (١٧٨٢٨)، والبخاري في "الأدب المفرد" (٥٨٤).

(٢) **حسن**: رواه الطبراني في الكبير (١٤/٢٤٧) وفي الأوسط (٥٧٢٣).

ہوئے، آپ نبیشہ الخیر کے نام سے معروف ہیں۔ اسی طرح سے ابن عبد البر رحمہ اللہ نے "استیعاب" (۴۶۵۸) میں، ابو نعیم رحمہ اللہ نے "معرفة الصحابہ" (۲۹۲۳) میں، اور ابن حجر رحمہ اللہ نے "الاصابہ" (۸۷۱۸) میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کا سبب درج ذیل حدیث میں آرہا ہے:

٥٢١- عن أُمّ عَاصِمٍ، وَهي أُمَّ وَلَدِ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ الْهُذَلِيِّ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَمَّاهُ نُبَيْشَةَ الْخَيْرِ، دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ أَسَارَى، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِمَّا أَنْ تَمُنَّ عَلَيْهِمْ، وَإِمَّا أَنْ تُفَادِيَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَمَرْتَ بِخَيْرٍ، أَنْتَ نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ بَعْدَ ذَلِكَ ».(١)

521- سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی کی امِ ولد امِ عاصم نے کہا: نبیشہ جنھیں رسول اللہ ﷺ نے نبیشہ الخیر نام دے رکھا تھا میرے پاس آئے، کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ قیدی تھے، عرض کی: اے اللہ کے رسول! یا تو ان پر احسان کریں یا انھیں فدیے میں چھوڑ دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اچھی بات کا حکم دیا ہے، اب اس کے بعد تم نبیشہ الخیر ہو۔"

١٠٩- باب ما روي في أخبار نقادة الأسدي

نقادہ اسدی رضی اللہ عنہ سے متعلقہ روایات کا بیان

● روي عَنْ نُقَادَةَ الأَسَدِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ بَعَثَ نُقَادَةَ الْأَسَدِيَّ إِلَى رَجُلٍ يَسْتَمْنِحُهُ نَاقَةً لَهُ، وَأَنَّ الرَّجُلَ رَدَّهُ، فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى رَجُلٍ آخَرَ سِوَاهُ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِنَاقَةٍ، فَلَمَّا أَبْصَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ جَاءَ بِهَا نُقَادَةُ يَقُودُهَا قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهَا وَفِيمَنْ أَرْسَلَ بِهَا ». قَالَ نُقَادَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا؟ قَالَ: « وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا ». فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فَحُلِبَتْ فَدَرَّتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَ فُلَانٍ وَوَلَدَهُ »، يَعْنِي الْمَانِعَ الْأَوَّلَ، « اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ فُلَانٍ

---

(١) حسن: رواه الحاكم (٣/٤٦٣).

يَوْمًا بِيَوْمٍ ». يَعْنِي صَاحِبَ النَّاقَةِ الَّذِي أَرْسَلَ بِهَا. (١)

إسناده ضعيف من أجل جهالة البراء السليطي، فإنه لم يوثقه غير ابن حبان.

حضرت نقادہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک آدمی کے پاس اونٹنی لینے کے لیے بھیجا، لیکن اس آدمی نے اونٹنی دینے سے انکار کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے آدمی کے پاس بھیجا، تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹنی روانہ کر دی۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ نقادہ اونٹنی لے آئے ہیں تو فرمایا: "اے اللہ! اس اونٹنی میں اور اس کے بھیجنے والے کو برکت عطا فرما۔" نقادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس کے لیے بھی دعا کریں جو اس کو لے کر آیا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور اس کو لانے والے کو بھی برکت عطا فرما۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کا دودھ دوہا گیا تو اس نے خوب دودھ دیا۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! فلاں کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما۔" یعنی وہ پہلا آدمی جس نے اونٹنی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ "اے اللہ! فلاں کو روزانہ اور تدریجاً رزق عطا فرما۔ یعنی وہ دوسرا آدمی جس نے اونٹنی بھیجی تھی۔"

اس کی سند براء سلیطی کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ کے علاوہ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔

١١٠- باب فضل عبد الله بن هشام القرشي

عبد اللہ بن ہشام قرشی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٥٢٢- عَنْ أَبِي عَقِيلٍ، أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ ﷺ مِنَ السُّوقِ أَوْ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ، فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ ﷺ فَيَقُولاَنِ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فيشركهم، فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ، فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ. (٢)

ذهبتْ به أمه زينب بنت حُميد إلى النبي ﷺ وهو صغير، فمسح رأسه ودعا له بالبركة.

---

(١) **ضعيف**: رواه ابن ماجه (٤١٣٤) وأحمد (٢٠٧٣٥).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٦٣٥٣).

522- ابو عقیل (زہرہ بن معبد) نے بیان کیا کہ انھیں ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر بازار سے نکلتے یا بازار جاتے اور کھانے کی کوئی چیز خریدتے، پھر اگر عبداللہ بن زبیر یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان سے ملاقات ہو جاتی تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس (تجارت) میں شریک کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ وہ انھیں تجارت کے مال میں شریک کر لیتے۔ تو بعض دفعہ ایک اونٹ کے بوجھ کا پورا غلہ نفع میں آجاتا اور وہ اسے گھر بھیج دیتے تھے۔

جب یہ چھوٹے تھے تو ان کی والدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا انھیں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

١١١- باب ما جاء في ورقة بن نوفل وأخباره

ورقہ بن نوفل کے بارے میں

٥٢٣- عن عائشة رضي الله عنها في قصة أول ما بدئ به الوحي قالت: فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ. فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى. فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى ﷺ يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟ ». قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلاَّ عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا. ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ. (١)

فظاهره أنه أقر برسالة النبي ﷺ، ولكنه مات قبل أن يدعو رسول الله ﷺ الناس إلى الإسلام.

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣)، ومسلم (١٦٠) واللفظ للبخاري.

523- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وحی کے ابتدائی قصے میں روایت ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر نکلیں یہاں تک کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس آئیں، جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانۂ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان بھی لکھنا جانتے تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجیے۔ وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی تفصیل بتاؤ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش! میں آپ کے اس عہدِ نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا: "کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟" ورقہ بولے: ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی۔

حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ورقہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا تھا لیکن ان کی وفات ہو چکی تھی قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے۔

٥٢٤- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لا تَسُبُّوا وَرَقَةَ، فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً، أَوْ جَنَّتَيْنِ ».(١)

524- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ورقہ کو برا بھلا نہ کہو؛ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ ان کے لیے ایک یا دو باغ ہیں۔"

٥٢٥- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ خَدِيجَةَ رضي الله عنها سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ وَرَقَةَ بْنِ

---

(١) صحيح: رواه البزار -كشف الأستار (٢٧٥٠)، والحاكم (٢/٦٠٩).

نَوْفَلٍ؟ فَقَالَ: « قَدْ رَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ، فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ ثِيَابَ بَيَاضٍ، فَأَحْسِبُهُ لَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ بَيَاضٌ ».(١)

525- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے انھیں خواب میں دیکھا تو انھیں سفید کپڑوں میں ملبوس پایا، میرا گمان ہے کہ اگر وہ جہنمی ہوتے تو ان پر سفید لباس نہ ہوتا۔“

١١٢- باب أخبار أبي أمامة صدي بن عجلان وكرامته

ابو امامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ اور ان کی کرامت کا بیان

٥٢٦- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: أَنْشَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَزْوَةً، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ: « اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ ». قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا.

قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَزْوًا ثَانِيًا، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَقَالَ: « اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ ». قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا.

قَالَ: ثُمَّ أَنْشَأَ غَزْوًا ثَالِثًا، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَتَيْتُكَ مَرَّتَيْنِ قَبْلَ مَرَّتِي هَذِهِ، فَسَأَلْتُكَ أَنْ تَدْعُوَ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَدَعَوْتَ اللهَ أَنْ يُسَلِّمَنَا وَيُغَنِّمَنَا، فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا، يَا رَسُولَ اللهِ، فَادْعُ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ. فَقَالَ: « اللهُمَّ سَلِّمْهُمْ وَغَنِّمْهُمْ ». قَالَ: فَسَلِمْنَا وَغَنِمْنَا.

ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مُرْنِي بِعَمَلٍ. قَالَ: « عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ ». قَالَ: فَمَا رُئِيَ أَبُو أُمَامَةَ وَلَا امْرَأَتُهُ وَلَا خَادِمُهُ إِلَّا صُيَّامًا. قَالَ: فَكَانَ إِذَا رُئِيَ فِي دَارِهِمْ دُخَانٌ بِالنَّهَارِ، قِيلَ: اعْتَرَاهُمْ ضَيْفٌ، نَزَلَ بِهِمْ نَازِلٌ. قَالَ: فَلَبِثْتُ بِذَلِكَ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَمَرْتَنَا بِالصِّيَامِ، فَأَرْجُو أَنْ

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (٢٤٣٦٧).

يَكُونَ قَدْ بَارَكَ اللهُ لَنَا فِيهِ، يَا رَسُولَ اللهِ، فَمُرْنِي بِعَمَلٍ آخَرَ، قَالَ: « اعْلَمْ أَنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَ اللهُ لَكَ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً ».(١)

526- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ترتیب دیا(جس میں، میں بھی تھا)، میں نے آپ کے پاس آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے شہادت کی دعا کر دیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! انھیں سلامت رکھ اور مالِ غنیمت عطا فرما۔" کہتے ہیں: ہم مالِ غنیمت کے ساتھ صحیح سلامت واپس آئے۔

کہتے ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا لشکر ترتیب دیا، تو میں نے آپ کے پاس آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے شہادت کی دعا کر دیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! انھیں سلامت رکھ اور مالِ غنیمت عطا فرما۔" کہتے ہیں: ہم مالِ غنیمت کے ساتھ صحیح سلامت واپس آئے۔

کہتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تیسرا لشکر ترتیب دیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس سے پہلے میں آپ کے پاس دو مرتبہ آچکا اور آپ سے شہادت کے لیے دعا کی درخواست کی، لیکن آپ نے سلامتی اور غنیمت کی دعا فرمائی، اور ہم سلامتی اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ اے اللہ کے رسول! اب میرے لیے شہادت کی دعا فرما دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! انھیں سلامت رکھ اور مالِ غنیمت عطا فرما۔" کہتے ہیں: ہم سلامتی اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔

پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیں، فرمایا: "روزے کو لازم پکڑو؛ کیونکہ اس جیسا کوئی عمل نہیں۔" کہتے ہیں: پھر اس کے بعد ابو امامہ رضی اللہ عنہ، ان کی بیوی اور خادم کو روزہ رکھتے ہی دیکھا گیا۔

کہتے ہیں: چنانچہ جب ان کے گھر میں دن کے وقت دھواں دیکھا جاتا تو کہا جاتا کہ ان کے گھر کوئی مہمان آیا ہے۔

کہتے ہیں: اس طرح میں ایک زمانے تک رہا جب تک اللہ نے چاہا، بعد ازاں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں روزے کا حکم فرمایا، مجھے امید ہے

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٢٢١٤٠).

کہ اللہ نے اس میں ہمیں برکت عطا فرمائی ہے، اے اللہ کے رسول! اب مجھے کسی دوسرے عمل کا حکم فرمائیں، فرمایا: "جان لو! تم اللہ کی خاطر کوئی ایک بھی سجدہ کروگے تو اللہ اس کے بدلے تمھارا ایک درجہ بڑھادے گا اور ایک گناہ مٹادے گا۔"

٥٢٧- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى بَاهِلَةَ، فَأَتَيْتُ وَهُمْ عَلَى الطَّعَامِ، فَرَحَّبُوا بِي وَأَكْرَمُونِي، وَقَالُوا: تَعَالَ فَكُلْ، فَقُلْتُ: جِئْتُ لِأَنْهَاكُمْ عَنْ هَذَا الطَّعَامِ، وَأَنَا رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَتَيْتُكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِهِ، فَكَذَّبُونِي وَزَبَرُونِي، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا جَائِعٌ ظَمْآنُ، قَدْ نَزَلَ بِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَنِمْتُ فَأُتِيتُ فِي مَنَامِي بِشَرْبَةٍ مِنْ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ وَرَوَيْتُ وَعَظُمَ بَطْنِي، فَقَالَ الْقَوْمُ: أَتَاكُمْ رَجُلٌ مِنْ خِيَارِكُمْ وَأَشْرَافِكُمْ فَرَدَدْتُمُوهُ، فَاذْهَبُوا إِلَيْهِ فَأَطْعِمُوهُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مَا يَشْتَهِي، فَأَتَوْنِي بِطَعَامٍ، قُلْتُ: لَا حَاجَةَ لِي فِي طَعَامِكُمْ وَشَرَابِكُمْ، فَإِنَّ اللهَ قَدْ أَطْعَمَنِي وَسَقَانِي، فانظروا إِلَى الْحَالِ الَّتِي أَنَا عَلَيْهَا. فَنَظَرُوا فَآمَنُوا بِي، وَبِمَا جِئْتُ بِهِ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. (١)

527- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبیلہ باہلہ کی طرف بھیجا، میں ان کے پاس آیا، تو دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہے تھے، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میری عزت کی اور کھانے کے لیے بلایا، تو میں نے کہا: میں تو تم لوگوں کو اس کھانے سے منع کرنے آیا ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد بن کر تمھارے پاس آیا ہوں تاکہ تم لوگ آپ ﷺ پر ایمان لے آؤ، تو وہ مجھے جھٹلانے لگے اور ڈانٹنے لگے، میں وہاں سے بھوکا پیاسا نکل پڑا اس حال میں کہ مجھے بہت سخت تکلیف لاحق ہو گئی، پس میں سو گیا، خواب میں مجھے دودھ پیش کیا گیا جسے میں نے اس قدر سیراب ہو کر پیا کہ میرا پیٹ بڑا ہو گیا۔ پھر قوم باہلہ نے کہا: تمھارے پاس قوم کا بھلا اور نیک شریف آدمی آیا، لیکن تم نے اسے واپس کر دیا، اس کے پاس جاؤ اور اسے اس کی خواہش کے مطابق کھانا پانی دو۔ کہتے ہیں: وہ لوگ میرے پاس کھانے لائے، میں نے کہا: مجھے تمھارے کھانے اور پانی کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ مجھے اللہ نے

---

(١) حسن: رواه الطبراني في الكبير (٨/٣٤٣-٣٤٤).

کھلایا اور پلایا ہے، دیکھو میری حالت کو، انھوں نے دیکھا، تو انھوں نے میری بات کی اور جو کچھ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام لایا تھا اس کی تصدیق کر دی۔

١١٣- باب فضل أبي بكرة نفيع بن الحارث وأخباره

ابو بکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٥٢٨- عَنْ رَجُلٍ، مِنْ ثَقِيفٍ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا، فَقُلْنَا: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ، فَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِي الطُّهُورِ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُرَخِّصَ لَنَا فِي الدُّبَّاءِ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لَنَا فِيهِ سَاعَةً، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْنَا أَبَا بَكْرَةَ، فَأَبَى، وَقَالَ: « هُوَ طَلِيقُ اللهِ وَطَلِيقُ رَسُولِهِ ». وَكَانَ أَبُو بَكْرَةَ خَرَجَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ حَاصَرَ الطَّائِفَ فَأَسْلَمَ. (١)

528- بنو ثقیف کے ایک شخص سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے تین چیزوں کا سوال کیا، لیکن آپ ﷺ نے ہمیں رخصت نہیں دی۔ ہم نے کہا: ہماری سرزمین ٹھنڈی ہے ہمیں تیم کی رخصت دے دیں، لیکن آپ ﷺ نے ہمیں رخصت نہیں دی، ہم نے سوال کیا کہ ہمیں کدو کے برتن میں نبیذ بنانے دیں، لیکن آپ نے ایک گھڑی بھی ہمیں رخصت نہیں دی، اور ہم نے سوال کیا کہ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس واپس بھیج دیں، لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا: "وہ اللہ اور اس کے رسول کے آزاد کردہ ہیں۔" اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس نکل کر اس وقت آئے تھے جب آپ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کر رکھا تھا اور انھوں نے آکر اسلام قبول کر لیا۔

٥٢٩- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ قَالَ: لَقَدْ نَفَعَنِي اللَّهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ، بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى، قَالَ: « لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً ». (٢)

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٧٥٣٠).

(٢) صحيح: رواه البخاري (٤٤٢٥).

وسبب هذا الحديث أن كسرى الذي مزّق كتاب النبي ﷺ، سلط الله عليه ابنه فقتله، ثم قتل إخوته حتى أفضى الأمر بهم إلى تأمير المرأة، فجرّ ذلك إلى ذهاب ملكهم، ومزّقوا كما دعا به النبي ﷺ.

529- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگِ جمل کے موقعے پر اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کلمے کی وجہ سے بہت فائدہ پہنچایا جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں ارادہ کر چکا تھا کہ اصحابِ جمل کے ساتھ شریک ہو کر لڑوں۔ انھوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارثِ تخت و تاج بنایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔"

اس حدیث کے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کسریٰ نے جب نبیِ کریم ﷺ کا خط پھاڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے بیٹے کو مسلط کر دیا جس نے اسے قتل کر دیا، پھر اپنے بھائیوں کو قتل کر دیا، معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اہلِ فارس نے ایک عورت کو اپنا حاکم بنا لیا، اس طرح ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ بکھر گئے جیسا کہ نبیِ کریم ﷺ نے ان کے خلاف بددعا کی تھی۔

١١٤- باب في أخبار أبي ثعلبة الخشني

ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٥٣٠- عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضي الله عنه ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِمَا يَحِلُّ لِي مِمَّا يُحَرَّمُ عَلَيَّ. قَالَ: فَصَعَّدَ فِيَّ النَّظَرَ وَصَوَّبَ، ثُمَّ قَالَ: « نُوَيْبِتَةٌ ». قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، نُوَيْبِتَةُ خَيْرٍ، أَمْ نُوَيْبِتَةُ شَرٍّ؟ قَالَ: « بَلْ نُوَيْبِتَةُ خَيْرٍ، لَا تَأْكُلْ لَحْمَ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ، وَلَا كُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ».(١)

قوله: "**نويبتة**": تصغير نابتة، أي: نشأ فيهم صغار لحقوا الكبار، وصاروا زيادة في العدد.

530- حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول!

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٧٧٤٥) ، والطبراني في الكبير (٢١٨/٢٢).

آپ مجھے وہ ساری چیزیں بتادیں جو میرے لیے حلال اور حرام ہیں، کہتے ہیں: آپ نے مجھے نظر اٹھا کر اوپر نیچے دیکھا، پھر فرمایا: "چھوٹی سی خبر ہے۔" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! چھوٹی سی خبر خیر ہے یا شر؟ فرمایا: "خیر ہے، گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھاؤ اور ہر کچلی سے شکار کرنے والے درندے کا گوشت نہ کھانا۔"

١١٥- باب في فضائل أبي دجانة سماك بن خرشة

ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥٣١- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: « مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هَذَا؟ ». فَبَسَطُوا أَيْدِيَهُمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُولُ: أَنَا، أَنَا. قَالَ: « فَمَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ؟ ». قَالَ: فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ، فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ أَبُو دُجَانَةَ: أَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ. قَالَ: فَأَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِينَ. (١)

531- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن ایک تلوار لی اور فرمایا: "مجھ سے یہ کون لے گا؟" لوگوں نے ہاتھ پھیلائے، ہر ایک کہتا تھا: میں لوں گا، میں لوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا حق ادا کرنے کے لیے کون لے گا؟" یہ سنتے ہی لوگ پیچھے ہٹے۔ سماک بن خرشہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا حق ادا کرنے کے لیے اسے لیتا ہوں، پھر انھوں نے اس کو لے لیا اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں توڑ ڈالیں۔

١١٦- باب فضائل أبي الدحداح الأنصاري

ابو دحداح انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥٣٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ عُرْيٍ، فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ، وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعَى خَلْفَهُ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: « كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ - أَوْ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٧٠).

مُدَلًّى - فِي الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ ». أَوْ قَالَ شُعْبَةُ: « لأَبِي الدَّحْدَاحِ ».(١)

532- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن دحداح کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ننگی پیٹھ والا (بغیر زین کے) گھوڑا لایا گیا اور اس کو ایک شخص نے پکڑا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، وہ آپ کو اٹھا کر دلکی چال چلنے لگا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تیز قدموں کے ساتھ چل رہے تھے، چنانچہ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن دحداح کے لیے جنت میں کتنے خوشے لٹکے ہوئے یا جھکے ہوئے ہیں۔" یا شعبہ نے کہا: "ابو دحداح کے لیے۔"

٥٣٣- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ لِفُلَانٍ نَخْلَةً، وَأَنَا أُقِيمُ حَائِطِي بِهَا، فَأْمُرْهُ أَنْ يُعْطِيَنِي حَتَّى أُقِيمَ حَائِطِي بِهَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: « أَعْطِهَا إِيَّاهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ ». فَأَبَى، فَأَتَاهُ أَبُو الدَّحْدَاحِ فَقَالَ: بِعْنِي نَخْلَتَكَ بِحَائِطِي. فَفَعَلَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدِ ابْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِحَائِطِي. قَالَ: فَاجْعَلْهَا لَهُ، فَقَدْ أَعْطَيْتُكَهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « كَمْ مِنْ عِذْقٍ رَدَاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ »، قَالَهَا مِرَارًا، قَالَ: فَأَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ: يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ، اُخْرُجِي مِنَ الْحَائِطِ، فَإِنِّي قَدْ بِعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَتْ: رَبِحَ الْبَيْعُ، أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا.(٢)

533- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! فلاں کا ایک کھجور کا درخت ہے جہاں میں دیوار بنانا چاہتا ہوں، آپ اسے حکم دیں کہ وہ مجھے درخت دے دے تاکہ میں اپنی دیوار بنالوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: "تم اسے جنت میں ایک درخت کے بدلے دے دو۔" لیکن اس نے انکار کیا، ابو دحداح آئے اور عرض کی: میرے باغ کے بدلے تم مجھے اس درخت کو بیچ دو۔ اس نے بیچ دیا، تو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو عرض کی: اے اللہ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٩٦٥).

(٢) صحيح: رواه أحمد (١٢٤٨٢)، والطبراني في الكبير (٢٢/ ٣٠٠-٣٠١)، وصحّحه ابن حبان (٧١٥٩).

کے رسول! میں نے وہ درخت اپنے باغ کے بدلے خرید لیا ہے، آپ اس کے حوالے کر دیں، میں نے وہ آپ کو دے دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں۔" یہ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ فرمایا۔ پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا: اے ام الدحداح! باغ سے نکل جاؤ؛ میں نے اسے جنت میں ایک درخت کے بدلے بیچ دیا ہے۔ انھوں نے کہا: یہ نفع والی تجارت ہے، یا اس طرح کا کوئی جملہ کہا۔

١١٧- باب فضل أبي الدرداء عويمر بن عجلان

ابو الدرداء عویمر بن عجلان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٥٣٤- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ ﷺ: « لا أَلْفِيَنَّ مَا نُوزِعْتُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فأقول: هذا من أصحابي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ». قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: يا نبي الله، أُدْعُ اللَّهَ أَلا يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: « لَسْتَ مِنْهُمْ ».(١)

534- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو حوض پر جھگڑتے ہوئے نہ پاؤں۔ پھر میں کہوں: یہ تو میرے صحابہ ہیں، تو کہا جائے: آپ کو نہیں معلوم ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا ایجاد کر لیا تھا۔" ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان لوگوں میں سے نہ بنائے، فرمایا: "تم ان میں سے نہیں ہو۔"

٥٣٥- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ: سَيَكْفُرُ قَوْمٌ بَعْدَ إِيمَانِهِمْ. قَالَ: « أَجَلْ، وَلَسْتَ مِنْهُمْ ». فمات أبو الدرداء قبل قتل عثمان ﷺ.(٢)

535- حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ پتا چلا ہے کہ آپ نے یہ بات کہی ہے کہ کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائیں گے۔ فرمایا:

---

(١) **حسن**: رواه البزار (٤١١٢)، والطبراني في الأوسط (٣٩٩).
(٢) **صحيح**: رواه ابن أبي عاصم في الديات (٨١)، والطبراني في الكبير (١/ ٤٥-٤٦).

"جی ہاں، لیکن تم ان میں سے نہیں ہو۔" چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔

١١٨- باب ما جاء في إسلام أبي ذر الغفاري

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان

٥٣٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ ﷺ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ، وَكَانُوا يُحِلُّونَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ، فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِي أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا، فَنَزَلْنَا عَلَى خَالٍ لَنَا فَأَكْرَمَنَا خَالُنَا، وَأَحْسَنَ إِلَيْنَا، فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ، فَجَاءَ خَالُنَا فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيلَ لَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ، وَلاَ جِمَاعَ لَكَ فِيمَا بَعْدُ. فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا، وَتَغَطَّى خَالُنَا ثَوْبَهُ، فَجَعَلَ يَبْكِي، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، فَنَافَرَ أُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا، فَأَتَيَا الْكَاهِنَ، فَخَيَّرَ أُنَيْسًا، فَأَتَانَا أُنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا.

قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ أَخِي قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِثَلاَثِ سِنِينَ. قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ. قُلْتُ: فَأَيْنَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِي رَبِّي، أُصَلِّي عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أُلْقِيتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ، حَتَّى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ .

فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي، فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ فَرَاثَ عَلَيَّ، ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ: مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلاً بِمَكَّةَ عَلَى دِينِكَ، يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ. قُلْتُ: فَمَا يَقُولُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: شَاعِرٌ كَاهِنٌ سَاحِرٌ. وَكَانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ .

قَالَ أُنَيْسٌ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ، وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شِعْرٌ، وَاللَّهِ إِنَّهُ لَصَادِقٌ، وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ.

قَالَ: قُلْتُ: فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ. قَالَ: فَأَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلاً مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: أَيْنَ هَذَا الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِئَ؟ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: الصَّابِئَ فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ، حَتَّى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِينَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ. قَالَ: فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ، وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ أَخِي ثَلاَثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلاَّ مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ.

قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانَ إِذْ ضُرِبَ عَلَى أَسْمِخَتِهِمْ، فَمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ، وَامْرَأَتَيْنِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافًا وَنَائِلَةَ. قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا، فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الأُخْرَى، قَالَ: فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا. قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ، غَيْرَ أَنِّي لاَ أَكْنِي، فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلاَنِ وَتَقُولاَنِ: لَوْ كَانَ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا. قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ، قَالَ: « مَا لَكُمَا؟ ». قَالَتَا: الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا. قَالَ: « مَا قَالَ لَكُمَا؟ ». قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلأُ الْفَمَ. وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ، ثُمَّ صَلَّى فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ، (قَالَ أَبُو ذَرٍّ:) فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الإِسْلاَمِ، قَالَ: فَقُلْتُ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ: « وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ ». ثُمَّ قَالَ: « مَنْ أَنْتَ؟ » قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ، قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ، فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ. فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ فَقَدَعَنِي صَاحِبُهُ، وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: « مَتَى كُنْتَ هَا هُنَا؟ ». قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَا هُنَا مُنْذُ ثَلاَثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: « فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلاَّ مَاءُ زَمْزَمَ. فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ، قَالَ:

«إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ».

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا، فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ، وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ طَعَام أَكَلْتُهُ بِهَا ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لاَ أُرَاهَا إِلاَّ يَثْرِبَ، فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ ». فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ. قَالَ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ. فَأَتَيْنَا أُمَّنَا فَقَالَتْ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكُمَا، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ. فَاحْتَمَلْنَا حَتَّى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ، وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ إِيمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ، وَكَانَ سَيِّدَهُمْ.

وَقَالَ نِصْفُهُمْ: إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي، وَجَاءَتْ أَسْلَمُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِخْوَتُنَا، نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ فَأَسْلَمُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ ».(١)

536- عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اپنی قوم غفار میں سے نکلے وہ حرام مہینے کو بھی حلال سمجھتے تھے، تو میں اور میرا بھائی انیس اور ہماری ماں تینوں نکلے اور ہم اپنے ایک ماموں کے پاس اترے۔ انھوں نے ہماری خاطر کی اور ہمارے ساتھ نیکی کی، لیکن ان کی قوم نے ہم سے حسد کیا اور (ہمارے ماموں سے) کہنے لگے: جب تم اپنی بیوی کو چھوڑ کر جاتے ہو تو انیس ان لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے۔ ہمارا ماموں ہمارے پاس آیا اور اس نے ساری برائی ہم پر ڈال دی جو اس کو بتائی گئی تھی، میں نے کہا: تم نے جو ہمارے ساتھ احسان کیا وہ بھی خراب ہو گیا، اب ہم تمھارے ساتھ نہیں رہ سکتے، آخر ہم اپنے اونٹوں کے پاس گئے اور (سامان وغیرہ لاد کر) ان پر سوار ہو گئے، ہمارے ماموں نے اپنا

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٧٣: ١٣٢).

کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کیا، ہم چل پڑے یہاں تک کہ مکہ کے قریب اترے۔ انیس نے ہمارے اور اتنے ہی بڑے اونٹوں کے (دوسرے شخص کے) ریوڑ کی شرط پر (کہ جو جیتا دونوں ریوڑ اسی کو مل جائیں) کسی آدمی سے منافرت (شعروں میں اپنے قبیلے اور آباء واجداد کے کارناموں پر فخر میں مسابقت) کی، دونوں (فیصلے کے لیے) ایک کاہن کے پاس آئے، اس نے (دونوں کے قصائد سن کر) انیس کو ترجیح دی، تو انیس اونٹوں کے اپنے ریوڑ اور اس کے ساتھ اس جیسے ایک اور ریوڑ سمیت (واپس ہمارے پاس) آیا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے تین برس پہلے۔ نماز پڑھی ہے، میں نے کہا: کس کے لیے پڑھتے تھے؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے لیے۔ میں نے کہا: منہ کدھر کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: منہ ادھر کرتا تھا جدھر اللہ تعالیٰ میرا منہ کر دیتا تھا۔ میں عشاء کی نماز پڑھتا جب اخیر رات ہوتی تو کمبل کی طرح پڑ جاتا تھا (جس میں کوئی حرکت نہ ہو) یہاں تک کہ آفتاب میرے اوپر آتا۔ پھر انیس نے کہا: مجھے مکہ میں کام ہے تم یہاں رہو میں جاتا ہوں۔ وہ روانہ ہوا، اس نے میرے پاس آنے میں دیر کی، پھر وہ آیا تو میں نے کہا: تو نے کیا کیا؟ وہ بولا: میں ایک شخص سے مکہ میں ملا جو تمھارے دین پر ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھیجا ہے، میں نے کہا: لوگ اسے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ اس کو شاعر، کاہن، جادوگر کہتے ہیں، اور انیس خود بھی شاعر تھا۔

انیس نے کہا: میں نے کاہنوں کی بات سنی ہے لیکن جو کلام یہ شخص پڑھتا ہے وہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے اور میں نے اس کے کلام کو سب سے زیادہ پڑھے جانے والے شعر سے موازنہ کیا ہے، میرے اور (میرے علاوہ) کسی اور کی زبان پر یہ بات نہیں سجتی کہ وہ شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ سچا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔

اس نے کہا کہ میں نے کہا: تم یہاں رہو میں اس شخص کو جا کر دیکھتا ہوں، پھر میں مکہ میں آیا۔ میں نے ایک ناتوان شخص کو مکہ والوں میں سے ڈھونڈا اور اس سے پوچھا: وہ شخص کہاں ہے جس کو تم "صابی" (دین چھوڑنے والا) کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ "صابی" ہے۔ یہ سن کر تمام وادی والے ڈھیلے ہڈیاں لے کر مجھ پر پِل پڑے یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب میں ہوش میں آ کر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں گویا میں لال بت ہوں (یعنی سر سے پیر تک خون سے لال ہوں)۔ پھر میں زمزم کے پاس آیا اور میں نے سب خون دھویا اور زمزم کا پانی پیا، تو اے میرے بھتیجے! میں وہاں

تیس راتیں اور تیس دن رہا اور کوئی کھانا میرے پاس نہ تھا سوائے زمزم کے پانی کہ (جب مجھے بھوک لگتی تو اس کو پی لیتا) پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی بٹیں (مٹاپے سے) جھک گئیں اور میں نے اپنے کلیجے میں بھوک کی کوئی ناتوانی نہیں پائی۔

کہتے ہیں: ایک بار مکہ والے چاندنی رات میں سو گئے اس وقت بیت اللہ کا طواف کوئی نہیں کرتا تھا۔ صرف دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں (اساف اور نائلہ مکہ میں دو بت تھے، اساف مرد تھا اور نائلہ عورت تھی، کفار کا یہ اعتقاد تھا کہ ان دونوں نے وہاں زنا کیا تھا اس وجہ سے مسخ ہو کر بت ہو گئے تھے) وہ طواف کرتی کرتی میرے سامنے سے گزریں۔ میں نے کہا: ان میں سے ایک کا نکاح دوسرے سے کروا دو (یعنی اساف کا نائلہ سے) یہ سن کر بھی وہ اپنی بات سے باز نہ آئیں، پھر میں نے صاف کہہ دیا کہ لکڑی جیسی شرمگاہیں ہیں، اور مجھے کنایہ نہیں آتا (یعنی کنایہ اشارہ میں، میں نے گالی نہیں دی کھلم کھلا گالی دی۔ اساف اور نائلہ سے ان مردوں اور عورتوں کو غصہ دلانے کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے گھر میں اللہ کو چھوڑ کر اساف اور نائلہ کو پکارتی تھیں) یہ سن کر وہ دونوں عورتیں چلاتی اور کہتی ہوئی چلیں: کاش اس وقت میں کوئی ہمارے لوگوں میں سے ہوتا (جو اس شخص کو بے ادبی کی سزا دیتا)۔ راستے میں ان عورتوں کو رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے اور وہ پہاڑ سے اتر رہے تھے، انھوں نے ان عورتوں سے پوچھا: "تم دونوں کو کیا ہوا؟" وہ بولیں ایک "صابی" آیا ہے جو کعبے کے پردوں میں چھپا ہے، انھوں نے کہا: "اس نے تم دونوں سے کیا کہا؟" وہ بولیں: ایسی بات بولا جس سے منہ بھر جاتا ہے (یعنی اس کو زبان سے نکال نہیں سکتیں) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور اپنے صاحب کے ساتھ طواف کیا، پھر نماز پڑھی، جب نماز پڑھ چکے تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو میں پہلا شخص تھا جس نے آپ کو اسلام کے مطابق سلام کیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! السلام علیک (آپ پر سلامتی ہو!) آپ ﷺ نے فرمایا: "اور تم پر بھی (سلامتی ہو) اور اللہ کی برکت ہو!" پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "تو کون ہے؟" میں نے کہا: قبیلہ غفار کا ایک شخص ہوں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلیاں اپنی پیشانی پر رکھیں (جیسے کوئی ذکر کرتا ہے) میں نے اپنے دل میں کہا: شاید آپ ﷺ کو یہ کہنا برا معلوم ہوا کہ میں غفار میں سے ہوں، میں آپ ﷺ کا ہاتھ تھامنے کے لیے آگے بڑھا، لیکن آپ ﷺ کے صاحب نے (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے، جو مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کا حال جانتے تھے، مجھے روک دیا۔ پھر آپ ﷺ نے

سر اٹھایا اور فرمایا: "تو یہاں کب آیا؟" میں نے عرض کی: میں یہاں تیس رات اور دن سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟" میں نے کہا: آبِ زمزم کے علاوہ کھانا وغیرہ کچھ نہیں ۔ پھر میں موٹا ہو گیا، یہاں تک کہ میرے پیٹ کے بٹ مڑ گئے اور میں اپنے کلیجے میں بھوک کی ناتوانی نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "زمزم کا پانی برکت والا ہے اور وہ کھانا بھی ہے اور پیٹ بھر دیتا ہے کھانے کی طرح۔"

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج کی رات مجھے اس کو کھانا کھلانے کی اجازت دیجیے، پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی، میں بھی ان دونوں کے ساتھ چلا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک دروازہ کھولا اور اس میں سے طائف کی کشمش نکالنے لگے، یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا۔ پھر وہاں رہا جتنا عرصہ رہا، پھر بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے کھجور والی زمین دکھائی گئی ہے، میں سمجھتا ہوں وہ کوئی زمین نہیں ہے سوائے یثرب کے (یثرب مدینہ طیبہ کا نام تھا) تو تو میری طرف سے اپنی قوم کو دین کی دعوت دے، شاید اللہ تعالیٰ ان کو تیری وجہ سے نفع دے اور تجھے ثواب دے۔" میں انیس کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں اسلام لے آیا ہوں اور میں نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی ہے۔ وہ بولا: تمھارے دین سے مجھے بھی نفرت نہیں ہے، میں بھی اسلام لے آیا ہوں اور میں نے بھی تصدیق کی ہے، پھر ہم دونوں اپنی ماں کے پاس آئے۔ وہ بولی: مجھے بھی تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں ہے میں بھی اسلام لے آئی ہوں اور میں نے بھی تصدیق کی ہے، پھر ہم نے اونٹوں پر سامان لادا، یہاں تک کہ ہم اپنی قوم غفار میں پہنچے۔ آدھی قوم مسلمان ہو گئی اور ان کا امام ایماء بن رحضہ غفاری تھا، وہ ان کا سردار بھی تھا۔

اور آدھی قوم نے یہ کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہوں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور آدھی قوم جو باقی تھی وہ بھی مسلمان ہو گئی اور اسلم (ایک قوم) کے لوگ آئے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم بھی اپنے بھائی غفاریوں کی طرح مسلمان ہوتے ہیں وہ بھی مسلمان ہوئے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غفار! اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور اسلم! اللہ ان کو سلامتی سے نوازے۔"

٥٣٧- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لأَخِيهِ:

ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي، فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ ائْتِنِي. فَانْطَلَقَ الأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ، وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ، فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الأَخْلاَقِ، وَكَلاَمًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ، فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ، فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ وَلاَ يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ، فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ. فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ وَلاَ يَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَمْسَى، فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لاَ يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ، فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلاَ تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنَّنِي فَعَلْتُ، فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهُ. قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي. فَفَعَلَ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: « ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي ». قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ، وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا، فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ، فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.(١)

537- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی نبوت

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٦١)، ومسلم (٢٤٧٤).

کے بارے میں معلوم ہوا تو انھوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا: مکہ جانے کے لیے سواری تیار کرو اور اس شخص کے متعلق، جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لیے معلومات فراہم کرو۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر نبی کریم ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انھوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انھیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس مقصد کے لیے میں نے تمھیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی۔ آخر انھوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کرنے لگے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجیے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے، لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی انھیں اپنی منزلِ مقصود نہیں مل سکی۔ وہ انھیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، جب تیسرا دن ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا: کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہنمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انھوں نے اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اچھا! صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں گا جس سے مجھے تمھارے بارے میں خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا، گویا میں پانی انڈیل رہا ہوں، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی رضی اللہ عنہ کے

ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: "اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انھیں میرا حال بتاؤ، تا آنکہ تمھارے پاس میرا کوئی دوسرا حکم آجائے۔" ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان مشرکین کے مجمع میں پکار کر کلمۂ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے یہاں سے وہ واپس مسجد الحرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔" یہ سنتے ہی سارا مجمع ان پر ٹوٹ پڑا اور انھیں (سخت) مارا اور بہت نقصان پہنچایا۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آگئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ پر جھک پڑے اور قریش سے کہا: افسوس! کیا تمھیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمھارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے مشرکین سے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم پھر بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی اس دن بھی عباس رضی اللہ عنہ ان پر جھک پڑے۔

١١٩- باب ما روي في صدق لهجة أبي ذر

ابوذر رضی اللہ عنہ کے لہجے میں سچائی والی روایتوں کا بیان

● رُوِيَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلاَ أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ وَلاَ أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ شِبْهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ». فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَنَعْرِفُ ذَلِكَ لَهُ؟ قَالَ: « نَعَمْ، فَاعْرِفُوهُ ».(١)

وفي إسناده: مالك بن مرثد: هو ابن عبد الله الزماني، لم يوثقه غير ابن حبان والعجلي على قاعدتهما. وأبوه: مرثد بن عبد الله، لم يرو عنه غير ابنه مالك، ولا يوجد فيه توثيق لمعتبر، ولذا قال فيه الذهبي: فيه جهالة ليس بمعروف.

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "آسمان نے

---

(١) رواه الترمذي (٣٨٠٢) وصححه ابن حبان (٧١٣٢) والحاكم (٣/ ٣٤٢).

کسی پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین نے کسی کو پناہ دی جو ابوذر سے جو عیسیٰ بن مریم کے مشابہ ہے زیادہ زبان کا سچا اور اس کا پاس ولحاظ رکھنے والا ہو۔" یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ رشک کے انداز میں بولے: اللہ کے رسول! کیا ہم یہ بات انھیں بتادیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، بتادو۔"

اس کی سند میں "مالک بن مرثد" راوی ہے، یہ ابن عبد اللہ زمانی ہے۔ امام ابن حبان اور عجلی رحمہما اللہ کے علاوہ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔ اور اس کے والد: "مرثد بن عبد اللہ" ان سے ان کے بیٹے مالک کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی ہے اور نہ ہی ان کے متعلق کسی معتبر کی توثیق ملی ہے، اسی لیے امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے متعلق کہا ہے: "یہ راوی مجہول ہے، معروف نہیں ہے۔"

١٢٠- باب فضل أبي سفيان صخر بن حرب الأموي

ابو سفیان صخر بن حرب اموی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٥٣٨- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، قَالَ: وَفَدْنَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ - في قصة فتح مكة في حديث طويل، وفيه:- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ ».(١)

538- عبد اللہ بن رباح سے روایت ہے کہ ہم معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس وفد کی شکل میں آئے- پھر آگے فتح مکہ کا طویل قصہ بیان کیا، اس میں یہ بھی ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے تو وہ مامون ہے۔"

٥٣٩- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِأَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ، فَأَسْلَمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هَذَا الْفَخْرَ، فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا. قَالَ: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ ».(٢)

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (١٧٨٠-٨٦).

(٢) **حسن**: رواه أبو داود (٣٠٢١)، والطبراني في الكبير (٨/ ١٠)، والبيهقي في الدلائل (٥/ ٣١).

وأبو سفيان مات سنة ٣٢هـ وقيل: بعدها.

539- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ابوسفیان بن حرب کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ مرالظہران میں مسلمان ہو گئے تھے، اس وقت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اللہ کے رسول! ابوسفیان ایک ایسے شخص ہیں جو فخر اور نمود و نمائش کو پسند کرتے ہیں، تو آپ اگر ان کے لیے کوئی چیز خاص فرما دیتے (جس سے ان کے اس جذبے کو تسکین ہوتی تو اچھا ہوتا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں (یعنی ٹھیک ہے میں ایسا کر دیتا ہوں) جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے تو وہ مامون ہے، اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی مامون ہے" (ہم اسے نہیں ماریں گے)۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ ہجری میں اور ایک قول کے مطابق اس کے بعد ہوئی ہے۔

١٢١- باب دعاء النبي ﷺ لأبي سلمة عبد الله بن عبد الأسد، وكان أخا النبي ﷺ من الرضاعة

ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے

هو أخو رسول الله ﷺ من الرضاعة، وابن عمته برة بنت عبد المطلب، وأحد السابقين الأولين هاجر إلى الحبشة، ثم إلى المدينة، وشهد بدرا وما بعدها بأشهر. وله أولاد: سلمة، وعمرو، ودُرة، وزينب.

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی، آپ کی پھوپھی برہ بنت عبد المطلب کے لڑکے تھے، سابقین اولین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، حبشہ کی طرف آپ نے ہجرت کی، پھر مدینہ کی طرف بھی ہجرت کی ہے، آپ بدر میں اور اس کے بعد کی مشہور لڑائیوں میں شامل رہے۔ اور آپ کی اولاد میں سلمہ، عمرو، درہ اور زینب ہیں۔

٥٤٠- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: « إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ ». فَضَجَّ نَاسٌ

مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ: « لاَ تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلاَّ بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ». ثُمَّ قَالَ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ ».(١)

540- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آئے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، پھر آپ ﷺ نے ان کو بند کر دیا اور فرمایا: "جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔" اور لوگوں نے ان کے گھر میں رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے لیے اچھی ہی دعا کرو اس لیے کہ فرشتے تمھاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے دعا کی:

« اللَّهُمَّ اغْفِرْ لأَبِي سَلَمَةَ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ»

"یا اللہ! ابو سلمہ کو بخش دے اور ہدایت والوں میں ان کا درجہ بلند کر اور تو ان کے باقی رہنے والے عزیزوں میں خلیفہ ہو جا اور ہم کو اور ان کو بخش دے، اے تمام جہانوں کے پالنے والے! اور کشادہ کر ان کی قبر کو اور اس میں روشنی کر دے۔"

١٢٢- باب أخبار أبي الطفيل عامر بن واثلة

ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کا بیان

٥٤١- عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رضي الله عنه قال: أَدْرَكْتُ ثَمَانَ سِنِينَ مِنْ حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَوُلِدْتُ عَامَ أُحُدٍ.(٢)

541- حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آٹھ سال پائے اور میں اُحد کے سال پیدا ہوا۔

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٧:٩٢٠).

(٢) حسن: رواه أحمد (٢١٧٩٩) والطبراني في الأوسط (٤٣٠٢).

١٢٣- باب ما جاء في فضائل أبي طلحة زيد بن سهل الأنصاري

ابو طلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥٤٢- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ. قَالَ: وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلاً رَامِيًا شَدِيدَ النزع، وَكَسر يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: « انْثُرْهَا لأَبِي طَلْحَةَ ». وَيشْرف نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لاَ تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ. قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلآنِهَا، ثُمَّ تَجِيآنِ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ. وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ، وَإِمَّا ثَلاَثًا من النعاس. (١)

542- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب احد کا دن ہوا تو چند لوگوں نے شکست پا کر رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا اور ابو طلحہ اپنی ڈھال لے کر خود نبی مکرم ﷺ کے اوپر ڈھال بنے ہوئے تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے زبردست تیر انداز تھے، ان کی اس دن دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں تو جب کوئی شخص تیروں کا ترکش لے کر گزرتا تو آپ ﷺ اس سے فرماتے: "یہ تیر ابو طلحہ کے لیے رکھ دو۔" اور آپ ﷺ گردن اٹھا کر کافروں کو دیکھتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے: اے نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ گردن مت اٹھایئے ایسا نہ ہو کہ کافروں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینے سے آگے قربانی کے لیے موجود ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ دونوں کپڑے اٹھائے ہوئے تھیں (جیسے کام کے وقت کوئی اٹھاتا ہے) اور میں ان کی پنڈلی کی پازیب کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں اپنی پیٹھ پر مشکیں بھر بھر کر لاتیں، پھر ان کو لوگوں کے منہ میں ڈالتیں اور اس دن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اونگھ کی وجہ سے دو تین بار تلوار گر پڑی تھی۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١١) و (٤٠٦٤)، ومسلم (١٨١١: ١٣٦).

٥٤٣- عَنْ أَنَسٍ ﷺ، قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ لأَهْلِهَا: لاَ تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ، قَالَ: فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً، فَأَكَلَ وَشَرِبَ، فَقَالَ: ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا، قَالَتْ يَا أَبَا طَلْحَةَ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ، فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ، أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ؟ قَالَ: لاَ. قَالَتْ: فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ. قَالَ: فَغَضِبَ، وَقَالَ: تَرَكْتِنِي حَتَّى تَلَطَّخْتُ، ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي. فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَارَكَ اللَّهُ لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا». قَالَ: فَحَمَلَتْ. قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَهِيَ مَعَهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لاَ يَطْرُقُهَا طُرُوقًا. فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَاحْتُبِسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ، وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ، وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ، وَقَدِ احْتُبِسْتُ بِمَا تَرَى، قَالَ: تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ انْطَلِقْ. فَانْطَلَقْنَا، قَالَ: وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا، فَوَلَدَتْ غُلاَمًا، فَقَالَتْ لِي أُمِّي: يَا أَنَسُ لاَ يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيسَمٌ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: « لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ؟ ». قُلْتُ: نَعَمْ، فَوَضَعَ الْمِيسَمَ، قَالَ: وَجِئْتُ بِهِ، فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ، وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ، فَلاَكَهَا فِي فِيهِ حَتَّى ذَابَتْ، ثُمَّ قَذَفَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ، فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « انْظُرُوا إِلَى حُبِّ الأَنْصَارِ التَّمْرَ ». قَالَ: فَمَسَحَ وَجْهَهُ، وَسَمَّاهُ: عَبْدَ اللَّهِ. (١)

543- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹا

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٤٧٠)، ومسلم (٢١٤٤-١٠٧).

فوت ہو گیا۔ انھوں نے اپنے گھر والوں سے کہا: ابو طلحہ کو ان کے بیٹے کی خبر نہ کرنا جب تک میں خود نہ کہوں۔ آخر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے ام سلیم رضی اللہ عنہا شام کا کھانا ان کے سامنے لائیں۔ انھوں نے کھایا اور پانی پیا۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے اچھی طرح بناؤ سنگھار کیا، یہاں تک کہ انھوں نے ان سے جماع کیا، جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ وہ سیر ہو گئے اور ان کے ساتھ صحبت بھی کر چکے ہیں، اس وقت انھوں نے کہا: اے ابو طلحہ! اگر کچھ لوگ اپنی چیز کسی گھر والوں کو ادھار دیں پھر وہ اپنی چیز واپس مانگیں تو کیا گھر والے اس کو روک سکتے ہیں؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں روک سکتے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر تم اپنے بیٹے کے بدلے اللہ سے امید رکھو۔ یہ سن کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور کہنے لگے: تو نے مجھ کو خبر نہ کی یہاں تک کہ میں آلودہ ہوا (جنبی ہوا) اب مجھے میرے بیٹے کی خبر دے رہی ہو۔ پھر وہ نکلے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر جو کچھ ہوا بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھاری گزری ہوئی رات میں اللہ تمھیں برکت عطا فرمائے۔" چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہو گئیں، رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ تھیں اور آپ ﷺ سفر سے مدینہ واپس تشریف لاتے تو رات کو مدینہ میں داخل نہ ہوتے۔ جب لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دردِ زہ شروع ہوا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس ٹھہرے رہے اور رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے رسول ﷺ کے ساتھ نکلنا کتنا پسند ہے جب وہ نکلیں اور جانا پسند ہے جب وہ جائیں، لیکن تو جانتا ہے میں جس وجہ سے رک گیا ہوں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابو طلحہ! اب میرے ویسا درد نہیں جیسے پہلے تھا، تو ہم چل پڑے۔ جب وہ دونوں مدینہ میں آئے تو پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دردِ زہ شروع ہوا اور انھوں نے ایک لڑکا جنا۔ میری ماں نے کہا: اے انس! اس کو کوئی دودھ نہیں پلائے گا جب تک تو صبح کو اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ لے جائے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے بچے کو اٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کے ہاتھ میں اونٹوں کے داغنے کا آلہ ہے۔ آپ ﷺ نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا: "شاید ام سلیم نے یہ لڑکا جنا ہے۔" میں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے وہ آلہ ہاتھ مبارک سے رکھ دیا اور میں بچے کو لے کر آگے بڑھا اور آپ ﷺ کی گود میں دے دیا، آپ ﷺ نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگوائی اور اپنے منہ میں چبائی۔ جب وہ خوب گھل گئی تو بچے کے منہ میں ڈالی، بچہ اس کو

چومنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: "دیکھو انصار کو کھجور سے کیسی محبت ہے۔" پھر آپ ﷺ نے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

٥٤٤- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قال: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢] قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « بَخْ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ ». فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. (١)

544- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں انصار میں اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انھیں بیر حاء کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجدِ نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢]

"تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو۔"

یہ سن کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢]

---

(١) **متفق عليه**: رواه مالك (٢) والبخاري (١٤٦١)، ومسلم (٩٩٨:٢٤).

"تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو۔"

اور مجھے بیر حاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرتا ہوں۔ میں اس کے ثواب اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔ اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کیجیے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خوب! یہ تو بڑا ہی نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش ہے۔ اور جو بات تم نے کہی، میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں میں تقسیم کرو۔" ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انھوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔

٥٤٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ، فَأَرْسَلَ إِلَى نِسَائِهِ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَلاَ رَجُلٌ يُضَيِّفُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ، يَرْحَمُهُ اللَّهُ؟ ». فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: ضَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لاَ تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا. قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلاَّ قُوتُ الصِّبْيَةِ. قَالَ: فَإِذَا أَرَادَ الصِّبْيَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِيهِمْ، وَتَعَالَيْ، فَأَطْفِئِي السِّرَاجَ، وَنَطْوِي بُطُونَنَا اللَّيْلَةَ، فَفَعَلَتْ، ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - أَوْ ضَحِكَ- مِنْ فُلاَنٍ وَفُلاَنَةَ ». فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ [الحشر:٩]. (١)

وفي رواية عند مسلم: "فقام رجل من الأنصار، يقال له: أبو طلحة".وأبو طلحة اسمه زيد بن سهل، مات سنة ٣٤هـ.

545- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں فاقہ سے ہوں۔ آپ ﷺ نے انھیں ازواجِ مطہرات کے پاس بھیج دیا، لیکن ان کے پاس کوئی چیز کھانے کی نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا کوئی

---

(١) متفق عليه: رواه البخاري (٤٨٨٩)، ومسلم (٢٠٥٤). واللفظ للبخاري.

شخص ایسا نہیں جو آج رات اس مہمان کی میزبانی کرے؟ اللہ اس پر رحم کرے گا۔" اس پر ایک انصاری صحابی (ابو طلحہ) کھڑے ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ آج میرے مہمان ہیں، پھر وہ انھیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، کوئی چیز ان سے بچا کے نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! میرے پاس اس وقت بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ انصاری صحابی نے کہا: اگر بچے کھانا مانگیں تو انھیں سلا دینا اور یہ چراغ بھی بجھا دینا، آج رات ہم بھوکے ہی رہ لیں گے۔ بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ انصاری صحابی صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فلاں (انصاری صحابی) اور ان کی بیوی (کے عمل) کو پسند فرمایا۔" یا یوں فرمایا: "اللہ تعالیٰ مسکرایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾[الحشر:۹]

"اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔"

اور صحیح مسلم میں ایک روایت کے الفاظ ہیں: ایک انصاری کھڑے ہوئے جنھیں ابو طلحہ کہا جاتا تھا۔ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل ہے جن کی وفات سنہ ۳۴ ہجری میں ہوئی ہے۔

١٢٤- باب أخبار أبي طلحة

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٥٤٦- عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ، قَرَأَ سُورَةَ بَرَاءَة، فَأَتَى عَلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا﴾ [التوبة: ٤١] فَقَالَ: أَلَا أَرَى رَبِّي يَسْتَنْفِرُنِي شَابًّا وَشَيْخًا، جَهِّزُونِي، فَقَالَ لَهُ بَنُوهُ: قَدْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى قُبِضَ، وَغَزَوْتَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَاتَ، وَغَزَوْتَ مَعَ عُمَرَ، فَنَحْنُ نَغْزُو عَنْكَ. فَقَالَ: جَهِّزُونِي. فَجَهَّزُوهُ، فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَمَاتَ، فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ جَزِيرَةً يَدْفِنُوهُ فِيهَا إِلَّا بَعْدَ سَبْعَةِ أَيَّامٍ، فَلَمْ يَتَغَيَّرْ. (١)

---

(١) صحيح: رواه ابن سعد في الطبقات (٣/٥٠٧)، وأبو يعلىٰ (٣٤١٣)، وابن حبان (٧١٨٤)، والحاكم (٣/٣٥٣).

546- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سورت براءۃ کی تلاوت کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے: ﴿ٱنفِرُواْ خِفَافًا وَثِقَالًا﴾ [التوبة: ٤١] یعنی ہلکے یا بوجھل ہر حال میں جہاد کے لیے نکل پڑو۔ تو کہا: کیا میں نہیں دیکھ رہا ہوں کہ میرا رب مجھے رغبت دے رہا ہے جوانی اور بڑھاپے ہر دو حالت میں۔ مجھے جہاد کے لیے تیار کر دو۔ ان کے بچوں نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، پھر آپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے، پھر آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیا، ہم آپ کی طرف سے جہاد کر رہے ہیں، یہ سن کر کہا: مجھے تیار کرو، چنانچہ انھوں نے تیار کر دیا، آپ نے بحری سفر کیا اور سفر کے درمیان وفات پا گئے، انھیں کوئی جزیرہ نہ مل سکا مگر سات دنوں کے بعد، لیکن لاش میں کچھ بھی تبدیلی نہیں آئی۔

٥٤٧- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « لَصَوْتُ أَبِي طَلْحَةَ فِي الْجَيْشِ أَشَدُّ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مِنْ فِئَةٍ ».(١)

547- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابو طلحہ کی آواز مشرکین پر پوری ایک جماعت سے بھاری ہے۔"

١٢٥- باب ما جاء في أخبار أبي مسعود البدري

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں

٥٤٨- عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي مُوسَى وَعَمَّارٍ رضي الله عنهم، فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ رضي الله عنه: مَا مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلاَّ لَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ فِيهِ غَيْرَكَ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنِ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هَذَا الأَمْرِ. قَالَ عَمَّارٌ: يَا أَبَا مَسْعُودٍ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلاَ مِنْ صَاحِبِكَ هَذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ ﷺ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هَذَا الأَمْرِ. فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: -وَكَانَ مُوسِرًا- يَا غُلاَمُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ. فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسَى وَالأُخْرَى

(١) صحيح: رواه أحمد (١٣١٠٥) وابن أبي شيبة (٣٤١٠٧)، وأحمد (١٣٦٠٤)، وأبو يعلى (٣٩٨٣).

عَمَّارًا وَقَالَ: رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ. (١)

548- شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں ابو مسعود، ابو موسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے ساتھ والے جتنے لوگ ہیں میں اگر چاہوں تو تمھارے سوا ان میں سے ہر ایک کے متعلق کچھ نہ کچھ بیان کر سکتا ہوں اور جب سے تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی، میں نے کوئی عیب کا کام تمھارا نہیں دیکھا۔ بس یہی ایک بات ہے کہ تم اس معاملے میں جلد بازی سے کام لے رہے ہو۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو مسعود! تم سے اور تمھارے ساتھی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے جب سے تم دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے میں نے کوئی عیب کا کام اس سے زیادہ نہیں دیکھا جو تم دونوں اس کام میں دیر کر رہے ہو۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ چونکہ مال دار تھے انھوں نے اپنے غلام سے کہا: دو جوڑے لاؤ۔ چنانچہ انھوں نے ایک جوڑا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا اور دوسرا عمار رضی اللہ عنہ کو دیا، پھر ان دونوں سے فرمایا: انھیں زیبِ تن کر کے جمعہ ادا کرنے کے لیے جاؤ۔

١٢٦- باب فضائل أبي موسى الأشعري

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥٤٩- عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لأَبِي مُوسَى: « لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ، لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ ». (٢)

وقد جاء في كتاب الله: ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝١٧ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝١٨ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ﴾ [ص: ١٧ - ١٩] والمراد بقوله: مزامير آل داود، أي: داود وأولاده.

والمزمار نوع من العود يضرب به عند التغني، وقد يطلق على حسن الصوت وحده، فإن أبا موسى الأشعري ما كان يضرب على العود كما يفعل داود عليه السلام، وهو كان جائزاً في شريعته.

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٧١٠٥، ٧١٠٦، ٧١٠٧).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٠٤٨)، ومسلم (٧٩٣:٢٣٦)، واللفظ لمسلم.

549- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اگر تم مجھے دیکھتے جب میں کل رات تمھاری قراءت سن رہا تھا (تو بہت خوش ہوتے) بے شک تم کو ایک بانسری (خوبصورت آواز) دی گئی ہے آل داود علیہ السلام کی بانسریوں (خوبصورت آوازوں) میں سے۔"

اور کتاب اللہ میں یہ وارد ہے:

﴿ وَٱذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُۥدَ ذَا ٱلْأَيْدِ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾ إِنَّا سَخَّرْنَا ٱلْجِبَالَ مَعَهُۥ يُسَبِّحْنَ بِٱلْعَشِىِّ وَٱلْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾ وَٱلطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴾ [ص:١٧ - ١٩]

"آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داود [علیہ السلام] کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا، یقیناً وہ بہتر رجوع کرنے والا تھا۔ ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں۔ اور پرندوں کو بھی جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیرِ فرمان رہتے۔"

آلِ داود سے مراد: داود علیہ السلام اور آپ کی اولاد ہے۔

مزمار: ایک قسم کا گانے کا آلہ ہے جسے گانے کے وقت بجایا جاتا ہے، لیکن اس سے کبھی کبھی مطلق خوبصورت آواز مراد لی جاتی ہے، کیونکہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یہ آلہ نہیں بجاتے تھے جیسا کہ داود علیہ السلام بجاتے تھے، وہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔

٥٥٠- عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الحصيب رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ قَيْسٍ -أَوِ الأَشْعَرِيَّ- أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ ».(١)

550- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک عبداللہ بن قیس، یا فرمایا: اشعری کو ایک بانسری (خوش کن آواز) دی گئی ہے آل داود علیہ السلام کی بانسروں (خوش کن آوازوں) میں سے۔"

٥٥١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ: « مَنْ هَذَا؟ ». فَقِيلَ: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ: « لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٧٩٣:٢٣٥).

مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ ». (١)

551- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، وہاں آپ نے ایک شخص کی قراءت سنی تو پوچھا: "یہ کون ہے؟" عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انھیں داود علیہ السلام کی بانسروں (خوش کن آوازوں) میں سے ایک حصہ ملا ہے۔"

٥٥٢- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قِرَاءَةَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ: « لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ ». (٢)

552- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسی رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی تو فرمایا: "انھیں داود علیہ السلام کی بانسروں (خوش کن آوازوں) میں سے ایک حصہ ملا ہے۔"

٥٥٣- عَنِ الْبَرَاءِ بن عازب رضي الله عنه قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا مُوسَى يَقْرَأُ، فَقَالَ: « كَأَنَّ صَوْتَ هَذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ ». (٣)

553- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تلاوت کر رہے ہیں تو فرمایا: "گویا ان کی آواز آل داود علیہ السلام کی بنسروں (خوش کن آوازوں) کا ایک حصہ ہو۔"

١٢٧- باب ما جاء في فضائل أبي هريرة عبدالرحمن بن صخر وأخباره

ابو ہریرہ عبد الرحمان بن صخر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٥٥٤- عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الإِسْلاَمِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ، فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَأَسْمَعَتْنِي فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَكْرَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أَدْعُو

---

(١) **صحيح**: رواه النسائي (١٠١٩)، وابن ماجه (١٣٤١)، وأحمد (٩٨٠٦، ٨٨٢٠) وصحّحه ابن حبان (٧١٩٦).

(٢) **صحيح**: رواه النسائي (١٠٢١، ١٠٢٠)، وأحمد (٢٤٠٩٧).

(٣) **حسن**: رواه أبو يعلىٰ (١٦٧٠).

أُمِّي إِلَى الإِسْلاَمِ فَتَأْبَى عَلَيَّ، فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ ». فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ إِلَى الْبَابِ، فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ، فَسَمِعَتْ أُمِّي خَشْفَ قَدَمَيَّ، فَقَالَتْ: مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ. وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، قَالَ: فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا، وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا، فَفَتَحَتِ الْبَابَ، ثُمَّ قَالَتْ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ، وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَبْشِرْ، قَدِ اسْتَجَابَ اللَّهُ دَعْوَتَكَ، وَهَدَى أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ. فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ خَيْرًا.

قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي أَنَا، وَأُمِّي إِلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ، وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيْنَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اللَّهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هَذَا - يَعْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ - وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ وَحَبِّبْ إِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ ». فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ يَسْمَعُ بِي، وَلاَ يَرَانِي إِلاَّ أَحَبَّنِي. (١)

وقول أبي هريرة: "فما خلق مؤمن يسمع بي ولا يراني إلا أحبني" يعني ما يبغضني من أجل دعاء النبيﷺ لي، وأما المسائل العلمية التي وقعت بين أبي هريرة وبين غيره من كبار الصحابة فهو لا ينفي وجود الحب بينه وبين الصحابة والتابعين إلى يومنا هذا إلا من شذّ فافترى عليه فلا عبرة بهم.

554- ابو کثیر یزید بن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا، وہ مشرکہ تھی، ایک دن میں نے اس سے مسلمان ہونے کے لیے کہا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں وہ بات سنائی جو مجھ کو ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا رہتا تھا وہ نہ مانتی تھی، آج اس نے آپ کے بارے میں وہ بات مجھ کو سنائی جو مجھے ناگوار ہے، تو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٩١).

ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دے۔" میں نبیِ مکرم ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر نکلا، جب گھر پر آیا اور دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی اور بولی: ذرا ٹھہر جا۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنی لمبی قمیص پہنی اور جلدی میں دوپٹے کے بغیر آئیں، پھر دروازہ کھولا اور بولی: اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ کوئی برحق معبود نہیں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! خوش ہو جایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دی۔ آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی اور بہتر بات کہی۔

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ عزوجل سے دعا کیجیے کہ میری اور میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! اپنے بندے کی یعنی ابو ہریرہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔" پھر کوئی مومن ایسا نہیں پیدا ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت نہ رکھی ہو۔

الفاظِ حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول "پھر کوئی مومن ایسا نہیں پیدا ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت نہ رکھی ہو۔" یعنی نبیِ کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے کسی نے مجھ سے بغض نہیں کیا، البتہ وہ علمی مسائل جن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر کبار صحابہ کے مابین اختلاف پیدا ہوئے اس سے ان کے درمیان اور صحابہ و تابعین کے درمیان محبت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ سوائے چند ان لوگوں کے جنھوں نے آپ کی شخصیت پر افترا پردازی کی تو ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

٥٥٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ: « لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لاَ يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ ».[1]

(١) صحيح: رواه البخاري (٦٥٧٠).

555- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابوہریرہ! میرا بھی یہی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ حدیث کے لینے کے لیے میں تمھاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ «لا إله إلا الله» خلوصِ دل سے پڑھا ہوگا۔"

٥٥٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ، إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَكَانَتِ الأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ، فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَالَ: « مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي، ثُمَّ يَقْبِضْهُ، فَلَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي ». فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ، فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ. (١)

وهذا لفظ البخاري، ولفظ مسلم نحوه، وفيه: "من يبسط ثوبه فلن ينسى شيئاً سمعه مني، فبسطت ثوبي حتى قضى حديثه، ثم ضممته إليّ، فما نسيت شيئاً سمعته منه".

556- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم لوگوں کا گمان ہے کہ ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ احادیث بیان کرتے ہیں، اللہ کے حضور میں سب کو جانا ہے۔ بات یہ تھی کہ میں ایک مسکین شخص تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا، لیکن مہاجرین کو بازار کے کاروبار مشغول رکھتے تھے اور انصار کو اپنے مالوں کی دیکھ بھال مصروف رکھتی تھی۔ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کون اپنی چادر پھیلائے گا، یہاں تک کہ میں اپنی بات پوری کرلوں اور پھر وہ اپنی چادر سمیٹ لے اور اس کے بعد کبھی مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بھولے۔" چنانچہ میں نے اپنی چادر جو میرے جسم پر تھی، پھیلا دی اور اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تھا! پھر کبھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی، نہیں بھولا ہوں۔

---

(١) متفق عليه: رواه البخاري (٧٣٥٤)، ومسلم (٢٤٩٢-١٥٩).

یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں، اور صحیح مسلم کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں، البتہ اس میں یہ بھی ہے: "جو شخص اپنا کپڑا بچھا دے وہ جو مجھ سے سنے گا نہ بھولے گا۔" میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی بات مکمل کر چکے، پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور پھر کوئی بات نہیں بھولا جو آپ ﷺ سے سنی تھی۔

٥٥٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ. قَالَ: « ابْسُطْ رِدَاءَكَ » فَبَسَطْتُهُ. قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: « ضُمَّهُ ». فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ. (١)

557- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! میں آپ ﷺ سے بہت باتیں سنتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی چادر پھیلاؤ۔" میں نے اپنی چادر پھیلائی، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی سے چلو سا بنایا اور (میری چادر میں ڈال دیا) پھر فرمایا: "اسے اپنے اوپر لپیٹ لو۔" میں نے چادر کو (اپنے بدن پر) لپیٹ لیا، پھر (اس کے بعد) میں کوئی چیز نہیں بھولا۔

٥٥٨- عَنْ مُحَمَّدٍ بن سيرين، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ: بَخْ بَخْ أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لأَخِرُّ فِيمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي، وَيُرَى أَنِّي مَجْنُونٌ، وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ، مَا بِي إِلاَّ الْجُوعُ. (٢)

ورواه الترمذي في الشمائل (١٣٠) في عيش رسول الله ﷺ لبيان ضيق عيشه ﷺ لأنه لو كان لديه ما ترك أصحابه هكذا.

558- محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان کے جسم پر کتان کے دو کپڑے تھے، جنھیں سرخ مٹی سے رنگا گیا تھا۔ انھوں نے ان ہی کپڑوں میں ناک صاف کی اور کہا: واہ واہ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (١١٩).

(٢) صحيح: رواه البخاري (٧٣٢٤).

دیکھو! ابوہریرہ کتان کے کپڑوں میں ناک صاف کر رہا ہے، اب ایسا مال دار ہو گیا، حالانکہ میں نے اپنے آپ کو ایک زمانے میں ایسا پایا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور گزرنے والا میری گردن پر یہ سمجھ کر پاؤں رکھتا تھا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں، حالانکہ مجھے جنون نہیں ہوتا تھا، بلکہ صرف بھوک کی وجہ سے میری یہ حالت ہو جاتی تھی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے کتاب الشمائل (۱۳۰) میں روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ کی تنگ حالی کے بارے میں، کیونکہ اگر آپ ﷺ کے پاس خوشحالی ہوتی تو آپ صحابہ کو اس حال میں نہ چھوڑتے۔

٥٥٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

وَأَبَقَ غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ، فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: « يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا غُلَامُكَ ». فَقُلْتُ: هُوَ لِوَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى، فَأَعْتَقْتُهُ. (١)

559- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں اپنے وطن سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلا تو راستے میں، میں نے یہ شعر پڑھا:

"کیسی ہے تکلیف کی لمبی یہ رات۔ خیر اس نے کفر سے دی ہے نجات۔"

اور میرا غلام راستے میں بھاگ گیا تھا، پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے بیعت کی، ابھی آپ ﷺ کے پاس میں بیٹھا ہی ہوا تھا کہ وہ غلام دکھائی دیا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ابوہریرہ! یہ ہے تمھارا غلام!" میں نے کہا: اللہ کے لیے میں نے اس کو اب آزاد کر دیا۔

٥٦٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « مِمَّنْ أَنْتَ؟ ». قَالَ: قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ. قَالَ: « مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ ». (٢)

ومعنى الحديث: ليس في الدوس أحد فيه خير إلا من آمن واتبع رسول الله ﷺ مثل أبي هريرة وأبي الطفيل وغيرهما.

---

(١) **صحيح:** رواه البخاري (٤٣٩٣).

(٢) **حسن:** رواه الترمذي (٣٨٣٨)، والبزار (٩٥٢١).

560- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ”تم کس قبیلے سے ہو؟“ میں نے عرض کی: میں قبیلہ دوس کا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نہیں جانتا تھا کہ دوس میں کوئی ایسا آدمی بھی ہو گا جس میں خیر ہو گی۔“

حدیث کا مفہوم: قبیلہ دوس کے کسی فرد میں خیر نہیں سوائے اس شخص کے جو ایمان لایا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہو، جیسے ابوہریرہ اور ابوالطفیل وغیرہ رضی اللہ عنہم۔

١٢٨- باب في أخبار أبي هريرة

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبریں

٥٦١- عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه سَبْعًا، فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا، يُصَلِّي هَذَا ثُمَّ يُوقِظُ هَذَا، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا، فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ: إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ. (١)

ورواه البخاري (٥٤٤٢) من طريق آخر عن أبي هريرة قال: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَنَا تَمْرًا، فَأَصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ: أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ، ثُمَّ رَأَيْتُ الحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِي.

561- ابوعثمان نے بیان کیا کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں سات دن تک مہمان رہا، وہ اور ان کی بیوی اور ان کے خادم نے رات میں (جاگنے کی) باری مقرر کر رکھی تھی۔ رات کے ایک تہائی حصے میں ایک صاحب نماز پڑھتے رہے، پھر وہ دوسرے کو جگا دیتے اور میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں ایک مرتبہ کھجور تقسیم کی اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں، ایک ان میں خراب تھی۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ (۵۴۴۲) نے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھجوریں تقسیم کی، پانچ مجھے عنایت فرمائیں: چار تو اچھی کھجوریں تھیں اور ایک خراب تھی جو میرے دانتوں کے لیے سب سے زیادہ سخت تھی۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٥٤٤١).

٥٦٢- عَنْ سَعِيدٍ المقْبُرِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ﷺ: يَقُولُ النَّاسُ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، فَلَقِيتُ رَجُلًا، فَقُلْتُ: بِمَ قَرَأَ رَسُولُ الله ﷺ الْبَارِحَةَ فِي الْعَتَمَةِ؟ فَقَالَ: لَا أَدْرِي، فَقُلْتُ: لَمْ تَشْهَدْهَا؟ قَالَ: بَلَى، قُلْتُ: لَكِنْ أَنَا أَدْرِي، قَرَأَ سُورَةَ كَذَا وَكَذَا.(١)

562- سعید مقبری سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے (اور حال یہ ہے کہ) میں ایک شخص سے ایک مرتبہ ملا اور اس سے میں نے (بطورِ امتحان) دریافت کیا کہ گذشتہ رات نبیِ کریم ﷺ نے عشاء کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھی تھیں؟ اس نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے پوچھا کہ تم نماز میں شریک تھے؟ کہا کہ ہاں شریک تھا۔ میں نے کہا لیکن مجھے تو یاد ہے کہ آپ ﷺ نے فلاں فلاں سورت پڑھی تھیں۔

١٢٩- باب في توثيق الصديقة بنت الصديق عائشة مرويات أبي هريرة

صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کا توثیق کرنے کا بیان

٥٦٣- عَن عُرْوَةَ بْن الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَة رضي الله عنها قَالَتْ: أَلاَ يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ؟ فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ. (٢)

563- عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر تعجب نہیں کرتے، وہ آئے اور میرے حجرے کے ایک طرف بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے لگے، میں سن رہی تھی لیکن میں تسبیح پڑھتی تھی اور وہ میرے فارغ ہونے سے پہلے چل دیے اگر میں ان کو پاتی تو ان کا رد کرتی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس طرح سے جلدی جلدی باتیں نہیں کرتے تھے جیسے تم کرتے ہو۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (١٢٢٣).
(٢) صحيح: رواه مسلم (٢٤٩٣).

١٣٠- باب ما جاء في فضائل خال أبي السوّار

ابوالسوار کے ماموں کے فضائل کا بیان

٥٦٤- عَنْ أَبِي السَّوَّارِ عَنْ خَالِهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأُنَاسٌ يَتْبَعُونَهُ فَأَتْبَعْتُهُ مَعَهُمْ، قَالَ: فَفَجِئَنِي الْقَوْمُ يَسْعَوْنَ، قَالَ: وَأَبْقَى الْقَوْمُ، فَأَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَضَرَبَنِي ضَرْبَةً، إِمَّا بِعَسِيبٍ أَوْ قَضِيبٍ أَوْ سِوَاكٍ، أَوْ شَيْءٍ كَانَ مَعَهُ، قَالَ: فَوَاللهِ مَا أَوْجَعَنِي، قَالَ: فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ، قَالَ: وَقُلْتُ: مَا ضَرَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا لِشَيْءٍ علمهُ اللهُ فِيَّ. قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي نَفْسِي أَنْ آتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا أَصْبَحْتُ، قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: « إِنَّكَ رَاعٍ، فَلَا تَكْسِرْ قُرُونَ رَعِيَّتِكَ ». قَالَ: فَلَمَّا صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ - أَوْ قَالَ: أَصْبَحْنَا - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « اللهُمَّ إِنَّ أُنَاسًا يَتْبَعُونِي، وَإِنِّي لَا يُعْجِبُنِي أَنْ يَتْبَعُونِي. اللهُمَّ فَمَنْ ضَرَبْتُ أَوْ سَبَبْتُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَأَجْرًا ». أَوْ قَالَ: « مَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ». أَوْ كَمَا قَالَ. (١)

564- ابوالسوار سے روایت ہے کہ ان کے ماموں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے جا رہے ہیں، تو میں بھی ان کے پیچھے ہو گیا، دیکھا اچانک لوگ دوڑنے لگے، اور لوگوں نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور ایک چھڑی سے یا مسواک سے یا کسی چیز سے مجھے ایک بار مارا، کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے آپ نے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی، میں ایک رات سویا رہا تھا کہ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں مارا مگر کسی ایسی چیز کی بنا پر جو اللہ نے آپ ﷺ کو میرے بارے میں بتائی ہو گی۔ اور میرے دل میں یہ بات آئی کہ صبح میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤں گا، کہتے ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ”آپ نگہبان ہیں، لہذا اپنے رعایا کے سینگ نہ توڑیں۔“ کہتے ہیں: جب ہم نے صبح کی نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! کچھ لوگ میرے پیچھے آ رہے تھے، اور مجھے نہیں پسند کہ وہ میرے پیچھے آئیں، اے اللہ! میں نے جس کو مارا ہو یا برا بھلا کہا ہو اسے اس کے لیے کفارہ اور اجر بنا دے۔“ یا کہا: ”اس کے لیے مغفرت اور رحمت بنا دے۔“ یا اس طرح کچھ کہا۔

---

(١) حسن: رواه أحمد (٢٢٥١٠)، والطحاوي في شرح المشكل (٢٠٧٦).

١٣١- باب فضل رجل أنصاري من بني النبيت

قبیلہ بنو نبیت کے ایک انصاری کی فضیلت کا بیان

٥٦٥- عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّبِيتِ - قَبِيلة مِنَ الأَنْصَارِ- فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ثُمَّ تَقَدَّمَ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « عَمِلَ هَذَا يَسِيرًا وَأُجِرَ كَثِيرًا ».

وفي لفظ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: « أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ ». فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ، فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَمِلَ قَلِيلاً وَأُجِرَ كَثِيرًا ».(١)

565- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نبیت (جو انصار کا ایک قبیلہ ہے) کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ ﷺ اس کے بندے اور اس کے پیغام پہنچانے والے ہیں، پھر آگے بڑھا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے عمل تھوڑا کیا پر ثواب بہت پایا۔"

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اسلام لاؤ، پھر جنگ میں شریک ہونا۔" چنانچہ وہ پہلے اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔"

١٣٢- باب فضل الراعي الذي بشّره النبي ﷺ بأنه خرج من النار

نبی کریم ﷺ سے جہنم سے آزادی کی خوشخبری پانے والے چرواہے کی فضیلت کا بیان

٥٦٦- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ، وَكَانَ يَسْتَمِعُ الأَذَانَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلاَّ أَغَارَ، فَسَمِعَ رَجُلاً

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٨٠٨)، ومسلم (١٩٠٠:١٤٤). واللفظ الأول لمسلم، واللفظ الثاني للبخاري.

يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « عَلَى الْفِطْرَةِ ». ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ ». فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ رَاعِي مَعْزًى. (١)

566- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ طلوعِ فجر کے وقت ہی دشمنوں پر حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے اور اگر مخالفوں کے شہر میں سے آپ ﷺ کو اذان کی آواز سنائی دیتی تو ان پر حملہ نہ کرتے تھے، ورنہ حملہ کر دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے "اللہ اکبر، اللہ اکبر" کہتے سنا تو فرمایا: "فطرتِ (اسلام) پر ہے۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ» کہتے سنا تو ارشاد فرمایا: "اے شخص! تو نے دوزخ سے نجات پائی۔" اس کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

٥٦٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: « عَلَى الْفِطْرَةِ »، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: « خَرَجَ مِنَ النَّارِ »، قَالَ: فَابْتَدَرْنَاهُ، فَإِذَا هُوَ صَاحِبُ مَاشِيَةٍ، أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، فَنَادَى بِهَا. (٢)

567- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ہم نے ایک موذن کی آواز سنی جو پکار رہا تھا: "اللہ اکبر اللہ اکبر"، تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ فطرتِ (اسلام) پر ہے۔" پھر اس نے کہا: "أشهد أن لا إله إلا الله"، تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "جہنم سے آزاد ہو گیا۔" کہتے ہیں: ہم جلدی سے اسے دیکھنے گئے تو وہ ایک بکریوں کا چرواہا ہے، نماز کا وقت ہو گیا تھا جس کے لیے اس نے اذان دی تھی۔

٥٦٨- عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كان في مسير له فسمع مؤذنا يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « خَلَعَ الأَنْدَادُ »، فَقَالَ:

---

(١) **متفق عليه**: رواه مسلم (٣٨٢) والبخاري (٢٩٤٣).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (٣٨٦١)، وأبو يعلى (٥٤٠٠).

أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: « خَرَجَ مِنَ النَّارِ »، ثُمَّ قَالَ رَسُول اللهِ ﷺ: « تَجِدُونَهُ صَاحِبَ مَعْزَى مُعْزِبَةٍ، أَوْ صَاحِبَ كِلابٍ ».(١)

568- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، سنا ایک مؤذن کہہ رہا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نے تمام ہم سروں کو چھوڑ دیا۔" پھر اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ جہنم سے آزاد ہو گیا۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ اسے یا تو بکری چرانے والا پاؤ گے یا کتے والا۔"

***

(١) **حسن**: رواه البزار (٤٢٢٥)، والطبراني في الكبير (٢٢/١٠٩).

جموع فضائل النساء الصحابيات

صحابیات کے جملہ فضائل

فضل سيدات بيت النبوة

نبوی گھرانے کی خواتین کی فضیلت

١- باب ما جاء في فضائل خديجة وفاطمة

خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

٥٦٩- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قالت لِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَلَا أُبَشِّرُكِ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ».(١)

569- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے کہا: کیا میں اس چیز کی تمھیں خوشخبری نہ دے دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے، آپ فرما رہے تھے: "خواتینِ جنت کی سردار چار ہیں: مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، خدیجہ بنت خویلد اور فرعون کی بیوی آسیہ۔"

٥٧٠- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: « حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ ».(٢)

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد في فضائل الصحابة (١٣٣٦) ومن طريقه الحاكم في المستدرك (٣/١٨٥)

(٢) **صحيح**: رواه عبد الرزاق (٢٠٩١٩) والترمذي (٣٨٧٨) وأحمد (١٢٣٩١) والبزار (٧٢٥٦) وابن حبان (٧٠٠٣).

570- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا کی خواتین میں تمھارے لیے یہ چار خواتین کافی ہیں: مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرعون کی بیوی آسیہ۔"

٥٧١- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: خَطَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوطٍ، قَالَ: « تَدْرُونَ مَا هَذَا؟ » فَقَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ ».(١)

وفي رواية: « نساء أهل الجنة بعد مريم بنت عمران فاطمة، وخديجة، وآسية امراة فرعون ». رواه الطبراني في الكبير (١١/٤١٥)، والأوسط (٢/٦٦).

571- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں چار لکیریں کھینچی اور فرمایا: "کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کیا ہے؟" عرض کی: اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں افضل خواتین خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران ہیں۔"

اور ایک روایت میں ہے: "جنتی خواتین میں مریم بنت عمران کے بعد فاطمہ، خدیجہ اور فرعون کی بیوی آسیہ ہیں۔"

٢- باب في فضائل خديجة بنت خويلد أم المؤمنين

ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

٥٧٢- عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: « خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بنت خويلد ».(٢)

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (٢٦٦٨)، وعبد بن حميد (٥٩٧)، والطحاوي في شرح المشكل (١٤٨)، وابن حبان (٧٠١٠).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١٥) ومسلم (٢٤٣٠).

قوله: "خير نسائها" ورد في صحيح مسلم قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ: وَأَشَارَ وَكِيعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، يعني: كل من بين السماء والأرض من نسائها، فبيّن وكيع مراد الضمير في نسائها.

572- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "مریم اپنے دور کی عورتوں سے بہتر تھیں اور خدیجہ اس امت میں سب سے افضل ہیں۔"

اور صحیح مسلم میں ابو کریب نے کہا کہ "بہتر خاتون ہیں۔" کہتے ہوئے وکیع نے آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا، یعنی ہر دونوں جگہ کی عورتوں میں سے، اس طرح وکیع نے "نسائها" میں ضمیر کا مطلب بتادیا۔

٣- باب في سلام الله وجبريل على خديجة وبشارتها ببيت في الجنة

خدیجہ رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالی اور جبریل کا سلام کہنا اور انھیں جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دینا

٥٧٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ، مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلاَمَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لاَ صَخَبَ فِيهِ وَلاَ نَصَبَ".(١)

573- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: "اے اللہ کے رسول! خدیجہ آپ کے پاس ایک برتن لیے آرہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا یا (فرمایا) پینے کی چیز ہے، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انھیں سلام پہنچا دیجیے گا اور میری طرف سے بھی! اور انھیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجیے گا جہاں نہ شور وہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکن ہوگی۔"

٥٧٤- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَعِنْدَهُ خَدِيجَةُ رضي الله عنها قَالَ: « إِنَّ اللهَ يُقْرِئُ خَدِيجَةَ السَّلاَمَ »، فَقَالَتْ: إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلاَمُ، وَعَلَى جِبْرِيلَ

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٢٠)، ومسلم (٢٤٣٢).

السَّلَامُ، وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. (١)

574- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں، جبریل علیہ السلام نے کہا: "اللہ تعالی خدیجہ کو سلام کہہ رہا ہے۔" خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالی سلام ہے، اور جبریل پر سلامتی ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

٥٧٥- عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشَّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لاَ صَخَبَ فِيهِ وَلاَ نَصَبَ. (٢)

575- اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دی تھی؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں، جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دی تھی، جہاں نہ کوئی شور وغل ہو گا اور نہ تھکن ہو گی۔

٥٧٦- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: بَشَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ. (٣)

576- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دی ہے۔

٥٧٧- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيهِ، وَلا نَصَبَ ». (٤)

577- حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایک ایسے موتی کے گھر کی خوشخبری دے دوں جہاں نہ تو شور ہو گا اور نہ ہی وہاں تھکن ہو گی۔"

---

(١) **حسن**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٣٠١)، والحاكم (٣/١٨٦)
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١٩)، ومسلم (٢٤٣٣-٧٢)
(٣) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٣٤)
(٤) **حسن**: رواه أحمد (١٧٥٨)، وأبو يعلىٰ (٦٧٩٧)، وصحّحه ابن حبان (٧٠٠٥)

٤- باب في حب النبي ﷺ لخديجة وصديقاتها

نبی کریم ﷺ کا خدیجہ اور ان کی سہیلیوں سے محبت کرنے کا بیان

٥٧٨- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ.(١)

578- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے معاملے میں، میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی غیرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں، لیکن آپ ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر (بکثرت) سنتی رہتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انھیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوشخبری سنا دیں۔ آپ ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لیے کافی ہو جاتا۔

٥٧٩- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلاَّ خَدِيجَةُ. فَيَقُولُ: إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ.(٢)

وهذا لفظ البخاري، ولفظ مسلم نحوه، وفيه زيادة قوله: قالت: فأغضبته يوما فقلت: خديجة؟ فقال رسول الله ﷺ: « **إني قد رزقت حبها** ».

579- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، حالانکہ انھیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن نبی کریم ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١٦) ومسلم (٢٤٣٥).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨١٨)، ومسلم (٢٤٣٥-٧٥).

ٹکڑے کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔ میں نے جب کبھی نبی کریم ﷺ سے کہا: جیسے دنیا میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ ﷺ فرماتے: "وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور میری اولاد بھی انھی کے بطن سے ہوئی ہے۔"

یہ بخاری کے الفاظ تھے، اور صحیح مسلم میں بھی ایسے ہی الفاظ ہیں اس زیادتی کے ساتھ: کہتی ہیں: ایک دن میں نے آپ ﷺ کو غصہ دلایا اور کہا: خدیجہ؟ (آپ انھیں کا نام لیتے رہتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے ان کی محبت عطا کی گئی ہے۔"

٥٨٠- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَا غِرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ، لِكَثْرَةِ ذِكْرِهِ إِيَّاهَا، وَمَا رَأَيْتُهَا قَطُّ. (١)

580- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اتنا رشک آپ ﷺ کی کسی بیوی پر نہیں کیا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا، کیونکہ آپ ﷺ ان کا ذکر بہت کرتے تھے اور میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔

٥٨١- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتِ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذَلِكَ، فَقَالَ: « اللَّهُمَّ هَالَةَ ». قَالَتْ: فَغِرْتُ، فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ، حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ، هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا. (٢)

581- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے، جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا، آپ ﷺ چونک اٹھے اور فرمایا: "اللہ! یہ تو ہالہ ہیں" عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی، میں نے کہا: آپ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے فوت ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٣٥-٧٦).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٢١) ومسلم (٢٤٣٦).

٥٨٢- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خَدِيجَةَ حَتَّى مَاتَتْ.(١)

582- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے شادی نہیں کی، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

٥- باب فضل عائشة بنت أبي بكر زوج النبي ﷺ

زوجۂ رسول عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٥٨٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا: « يَا عَائِشُ، هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ »، فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لاَ أَرَى، تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. (٢)

583- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: "اے عائش! یہ جبریل علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور تمھیں سلام کہتے ہیں۔" میں نے اس پر جواب دیا: ان پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت اور برکات نازل ہوں۔ آپ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی، آپ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

٥٨٤- عَنْ أَنَس بْن مَالِكٍ رضي الله عنه قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ ».(٣)

584- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: "عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے، جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔"

٥٨٥- عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ ». (٤)

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٣٦:٧٧) .

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٦٨) ومسلم (٢٤٤٧-٩١).

(٣) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٧٠) ومسلم (٢٤٤٦-٨٩).

(٤) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٦٩) ومسلم (٢٤٣١-٣٧).

585- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مردوں میں تو بہت سے کمال کو پہنچے ہیں، لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی باکمال نہیں ہوئی، اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔"

٥٨٦- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: « فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ ».(١)

586- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہی ہے، جیسے ثرید کی فضیلت سارے کھانوں پر ہے۔"

٥٨٧- عَنْ قُرَّةَ المزني رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ».(٢)

587- حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت سارے کھانوں پر ہے۔"

٥٨٨- عَنْ سَعْدِ بن أبي وقاص رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « إِنَّ عَائِشَةَ تَفْضُلُ عَلَى النِّسَاءِ، كَمَا يَفْضُلُ الثَّرِيدُ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ ».(٣)

588- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت سارے کھانوں پر ہے۔"

٦- باب في نزول الوحي في لحاف عائشة بنت أبي بكر

عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے لحاف میں نزولِ وحی کا بیان

٥٨٩- عَنْ عروة قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ، وَاللَّهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ

---

(١) **حسن**: رواه النسائي (٣٩٤٨)، وأحمد (٢٥٢٦٠).
(٢) **صحيح**: رواه الطبراني في الكبير (١٩/ ٨٢)، وصحّحه الحاكم (٣/ ٥٨٧).
(٣) **صحيح**: رواه الطبراني في الأوسط (١٩٩٩)، وأبو الشيخ في فوائده (٥٤).

بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُهُ عَائِشَةُ، فَمُرِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ، أَوْ حَيْثُ مَا دَارَ، قَالَتْ: فَذَكَرَتْ ذَلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذَاكَ فَأَعْرَضَ عَنِّي، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: « يَا أُمَّ سَلَمَةَ لاَ تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا ».(١)

589- عروہ رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگ آپ ﷺ کو تحفے بھیجنے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سوکنیں سب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور ان سے کہا: اللہ کی قسم لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے، ہم بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے لیے خیر و برکت چاہتی ہیں، اس لیے آپ رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں کہ آپ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس رہوں جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کی، آپ ﷺ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ انھوں نے دوبارہ عرض کی، دوسری دفعہ بھی جواب نہ دیا، پھر تیسری بار عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ام سلمہ! عائشہ کے بارے میں مجھ کو نہ ستاؤ۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں (جو سوتے وقت میں اوڑھتا ہوں) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہاں (عائشہ کا مقام یہ ہے) کہ ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔"

٧- باب ما جاء في سكون النبي ﷺ واطمئنانه في يوم عائشة

عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں نبی کریم ﷺ کے سکون اور اطمینان کا بیان

٥٩٠- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَتَفَقَّدُ يَقُولُ: « أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ » اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ. قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي.(٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٧٥) و (٢٥٧٤)، ومسلم (٢٤٤١).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٧٤)، ومسلم (٢٤٤٣-٨٤).

590- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دریافت کرتے تھے (بیماری میں) اور فرماتے تھے: "آج میں کہاں ہوں گا، کل میں کہاں ہوں گا؟" یہ خیال کرکے کہ ابھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں دیر ہے، پھر میری باری کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا یا اس حال میں کہ آپ ﷺ میرے سینے اور حلق کے درمیان تھے (یعنی آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سینے سے لگا ہوا تھا)۔

٨- باب ما جاء في أخبار عائشة

عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مزید خبریں

٥٩١- عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ، وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ، قَالَتْ: أَخْشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ. فَقِيلَ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ. قَالَتِ: ائْذَنُوا لَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدِينَكِ؟ قَالَتْ: بِخَيْرٍ إِنِ اتَّقَيْتُ. قَالَ: فَأَنْتِ بِخَيْرٍ -إِنْ شَاءَ اللَّهُ- زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ، وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ. وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ، فَقَالَتْ: دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَأَثْنَى عَلَيَّ، وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا.(١)

ورواه أحمد (١٩٥٠)، وابن حبان (٧١٠٨)، والحاكم (٤/٨-٩) بإسناد حسن، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: جَاءَ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي بِهِ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ صَالِحِي بَنِيكِ جَاءَكِ يَعُودُكِ، قَالَتْ: فَأْذَنْ لَهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَا أُمَّاهُ أَبْشِرِي، فَوَاللهِ مَا بَيْنَكِ وَبَيْنَ أَنْ تَلْقِي مُحَمَّدًا ﷺ وَالأَحِبَّةَ إِلَّا أَنْ تُفَارِقَ رُوحُكِ جَسَدَكِ، كُنْتِ أَحَبَّ نِسَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَمْ يَكُنْ يُحِبُّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا طَيِّبَةً، قَالَتْ: وَأَيْضًا؟ قَالَ: هَلَكَتْ قِلَادَتُكِ بِالأَبْوَاءِ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً، فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا، فَكَانَ ذَلِكَ بِسَبَبِكِ وَبَرَكَتِكِ مَا أَنْزَلَ اللهُ لِهَذِهِ الأُمَّةِ مِنَ الرُّخْصَةِ، وَكَانَ مِنْ أَمْرٍ مِسْطَحٍ مَا كَانَ، فَأَنْزَلَ اللهُ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٤٧٥٣).

بَرَاءَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ، فَلَيْسَ مَسْجِدٌ يُذْكَرُ فِيهِ اللهُ إِلَّا وَشَأْنُكِ يُتْلَى فِيهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ، فَقَالَتْ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ دَعْنِي مِنْكَ وَمِنْ تَزْكِيَتِكَ، فَوَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا.

591- ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے، جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ میری تعریف نہ کرنے لگیں۔ کسی نے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور خود بھی عزت دار ہیں (اس لیے آپ کو اجازت دے دینی چاہیے) اس پر انھوں نے کہا: پھر انھیں اندر بلالو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ اس پر انھوں نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کے نزدیک اچھی ہوں تو سب اچھا ہی اچھا ہے۔ اس پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان شاء اللہ آپ اچھی ہی رہیں گی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا آپ ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور آپ کی براءت (قرآن مجید میں) آسمان سے نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں ابن زبیر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ محترمہ نے ان سے فرمایا کہ ابھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے اور میری تعریف کی، میں تو چاہتی ہوں کہ کاش میں ایک بھولی بسری گمنام ہوتی۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ (١٩٥٠)، وابن حبان (٧١٠٨)، والحاکم (٤/٨-٩) نے ایک حسن سند سے روایت کیا ہے، ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اجازت لینے آئے تو آپ نے فرمایا: مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں، عبدالرحمان بن ابی بکر نے کہا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے نیک بیٹوں میں سے ہیں، وہ آپ کی عیادت کرنے آئے ہیں، فرمایا: ٹھیک ہے اجازت دے دو، پھر وہ آئے اور کہا: اے اماں جان! خوش ہو جائیں، اللہ کی قسم! محمد ﷺ کی روح قبض ہوتے وقت بھی جسم اطہر آپ سے ملا ہوا تھا، آپ رسول اللہ ﷺ کی محبوب بیوی تھیں، اور رسول اللہ ﷺ پاک لوگوں سے ہی محبت کرتے تھے۔ کہا: اور کچھ؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مقامِ ابواء پر آپ کا ہار گم ہو گیا تھا، صبح ہونے پر آپ ﷺ کو پانی نہیں ملا تو انھوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا، اللہ کی طرف سے اس امت کے لیے یہ رخصت بھی آپ کی وجہ اور آپ کی برکت سے ہے۔ پھر مسطح رضی اللہ عنہ نے آپ کے بارے میں جو کہا

وہ کہا، جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے سات آسمان کے اوپر سے آپ کی براءت نازل کی، پس کوئی مسجد ایسی نہیں ہوگی جہاں شب وروز وہ آیات تلاوت نہ کی جاتی ہوں جن میں آپ کا ذکر ہے۔ کہا: اے ابن عباس! یہ سارے تزکیے کی باتیں چھوڑو، اللہ کی قسم! میں تو چاہتی ہوں کہ کاش میں ایک بھولی بسری گمنام ہوتی۔

٥٩٢- عَنْ عَائِشَةَ ﵂ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، جَاءَنِي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ. فَأَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمْضِهِ ».(١)

هذا لفظ مسلم، ولفظ البخاري نحوه، وفيه أن النبي ﷺ رآها مرتين فقط والذي كشف عن وجهها هو الملك نفسه، باللفظ التالي: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **« أُرِيتُكِ قَبْلَ أَنْ أَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ، رَأَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، فَقُلْتُ لَهُ: اكْشِفْ. فَكَشَفَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، ... ».**

592- ام المومنین حضرت عائشہ ﵂ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں خواب میں دیکھا تین راتوں تک (نبوت سے پہلے یا نبوت کے بعد) ایک فرشتہ تجھ کو ایک سفید ریشم کے ٹکڑے میں لایا اور مجھے کہنے لگا: یہ آپ کی عورت ہے۔ میں نے تمھارے چہرے سے پردہ ہٹایا تو تم کو پایا۔ میں نے کہا: اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہوگا۔“

یہ صحیح مسلم کے الفاظ تھے، اور صحیح بخاری کے الفاظ بھی اسی طرح سے ہیں اس زیادتی کے ساتھ: بے شک نبی کریم ﷺ نے آپ کو صرف دو بار دیکھا، اور جس نے آپ کا چہرہ کھولا وہ فرشتہ خود تھا۔ اور ایک دوسرے الفاظ میں: ”تم کو مجھے شادی سے پہلے دو بار دکھایا گیا، میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ تمھیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اسے کھولو، اس نے کھولا تو وہ تم تھی۔

٥٩٣- عن عَائِشَةَ ﵂ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رسول الله ﷺ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا، وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ، وَهُوَ يَقُولُ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٧٠١٢)، ومسلم (٢٤٣٨).

وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ ».(١)

593- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وفات سے کچھ پہلے اس حال میں کہ آپ ﷺ پشت سے میرا سہارا لیے ہوئے تھے۔ میں نے کان لگا کر سنا کہ آپ ﷺ دعا کر رہے ہیں: "اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے۔"

٥٩٤- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنِّي لأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً، وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ لَغَضْبَى »، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: « أَمَّا إِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُولِينَ: لاَ وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ غَضْبَى، قُلْتِ: لاَ وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ ». قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ، وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَهْجُرُ إِلاَّ اسْمَكَ.(٢)

594- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "میں خوب جانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہوتی ہو۔" بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کی: آپ یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں، محمد کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو: نہیں، ابراہیم کے رب کی قسم!" بیان کیا کہ میں نے عرض کی: جی ہاں، اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! (غصے میں) صرف آپ کا نام زبان سے نہیں لیتی۔

٥٩٥- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلاَدَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلاَةُ، فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللَّهُ خَيْرًا، فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلاَّ جَعَلَ اللَّهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.(٣)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٤٤٠)، ومسلم (٢٤٤٤-٨٥).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٢٢٨)، ومسلم (٢٤٣٩).

(٣) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٧٣)، ومسلم (٣٦٧-١٠٩).

595- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں جانے کے لیے اپنی بہن) اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، اتفاق سے وہ راستے میں کہیں گم ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا، اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی، پھر جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے صورتِ حال کے متعلق عرض کی۔ اس کے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے، اللہ کی قسم! تم پر جب بھی کوئی مصیبت آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہاں سے نجات دی اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

٥٩٦- عن أَبِي مَرْيَمَ عَبْد اللَّهِ بْن زِيَادٍ الأَسَدِيِّ، قَالَ: لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ ﵂ إِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ ﵁ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوفَةَ، فَصَعِدَا الْمِنْبَرَ، فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِي أَعْلاَهُ، وَقَامَ عَمَّارٌ أَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُولُ: إِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ، وَوَاللَّهِ إِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ابْتَلاَكُمْ، لِيَعْلَمَ إِيَّاهُ تُطِيعُونَ أَمْ هِيَ. (١)

وفي لفظ له (٣٧٧٢): "لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ".

596- ابو مریم عبداللہ بن زیاد الاسدی نے بیان کیا کہ جب طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ یہ دونوں بزرگ ہمارے پاس کوفہ آئے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر سب سے اونچی جگہ تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ان سے نیچے کی سیڑھی پر تھے۔ پھر ہم ان کے پاس جمع ہو گئے اور میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف روانہ ہو چکی ہیں اور اللہ کی قسم! وہ دنیا و آخرت میں تمھارے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی ہیں، لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمھیں آزمایا ہے، تاکہ جان لے کہ تم اس اللہ کی اطاعت کرتے ہو یا عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہا مانتے ہو۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٧١٠٠).

اور بخاری (۳۷۷۲) ہی کے الفاظ ہیں: جب علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا تا کہ لوگوں کو ان کی مدد کے لیے آمادہ کریں اور انھیں اس مقصد کے لیے باہر نکالیں تو عمار رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر خطبہ دیا۔

٥٩٧- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا، وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيرَكَ قَالَ: « فِي الَّذِي لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا ». تَعْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا.(١)

597- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! فرمایئے اگر آپ کسی وادی میں اتریں اور اس میں ایک درخت ایسا ہو جس میں اونٹ چر گئے ہوں اور ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھایا گیا ہو تو آپ اپنا اونٹ ان درختوں میں سے کس درخت میں چرائیں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس درخت میں جس میں سے ابھی چرایا نہیں گیا ہو۔" ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔

٥٩٨- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: تَزَوَّجَهَا رسول الله ﷺ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَبَنَى بِهَا، وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، ومات عنها، وَهِيَ بِنْتُ ثمان عشرة.(٢)

وقوله: "**بنت ست سنين، وفي أخرى بنت سبع سنين**" ويجمع بأنها كانت أكملت السادسة ودخلت في السابعة. وماتت رضي الله عنها سنة ثمان وخمسين في ليلة الثلاثاء لسبع عشرة خلت من رمضان عند الأكثر. وقيل: سنة سبع وخمسين. ودفنت بالبقيع. الإصابة (١١٥٩٣).

598- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا، جبکہ وہ چھے برس کی تھیں اور پھر ہم بستر ہوئے جب نو برس کی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی جب کہ وہ اٹھارہ برس کی تھیں۔

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٥٠٧٧).

(٢) صحيح: رواه مسلم (١٤٢٢: ٧٢).

عقد کے وقت آپ کی عمر چھے برس کی تھی، جبکہ ایک روایت میں سات برس کا ذکر ہے۔ اس تعارض کو دور اس طرح کیا جاتا ہے کہ آپ کی عمر چھے برس مکمل ہو گئی تھی اور ساتویں برس میں داخل ہو گئی تھیں۔ آپ کی وفات اکثر کے نزدیک ۱۷ رمضان، منگل کی رات سنہ ۵۸ ہجری میں ہوئی، جبکہ ایک قول کے مطابق ۵۷ ہجری کو ہوئی۔ آپ کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ دیکھیں: الاصابہ: (۱۱۵۹۳)

٥٩٩- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي، فَأَتَيْتُهَا لاَ أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي. فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى باب الدَّارِ، وَإِنِّي لأَنْهَجُ، حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ، فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ. فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلاَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.(١)

599- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر چھے سال کی تھی، پھر ہم مدینہ (ہجرت کر کے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آ کر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے۔ پھر جب میرے کندھوں تک بال ہو گئے تو میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں۔ اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انھوں نے مجھے زور سے آواز دی تو میں ان کے پاس چلی آئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اس حال میں کہ میری سانس پھولی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انھوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر ڈالا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں، جنھوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو۔ میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٩٤)، ومسلم (١٤٢٢:٦٩).

کر دیا اور انھوں نے میرا بناؤ سنگھار کیا۔ اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں خوفزدہ ہوگئی اور انھوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

٦٠٠- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فخرجتا معه جميعًا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: أَلاَ تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ عَائِشَةُ عَلَى بَعِيرِ حَفْصَةَ، وَرَكِبَتْ حَفْصَةُ عَلَى بَعِيرِ عَائِشَةَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ، ثُمَّ سَارَ مَعَهَا، حَتَّى نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ، وَتَقُولُ: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي، رَسُولُكَ وَلاَ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا.(١)

600- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے لیے قرعہ ڈالتے۔ ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا تو وہ دونوں ہی آپ ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت معمولاً چلتے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمھارے اونٹ پر، تاکہ ہم دونوں دیکھیں کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور عائشہ رضی اللہ عنہا حفصہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر اور حفصہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ عائشہ کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انھیں سلام کیا، پھر چلتے رہے، جب پڑاؤ ہوا تو عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے پاس نہ پا کر غیرت میں آ گئیں۔ جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المومنین نے اپنے پاؤں اِذخر گھاس میں ڈال لیے اور دعا کرنے لگی کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھ کو ڈس لے۔ وہ تیرے رسول ہیں اور میں انھیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٢١١)، ومسلم (٢٤٤٥).

٦٠١- عنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ... فذكرت القصة بطولها، وفيها: فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَيْ بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ؟ ». فَقَالَتْ: بَلَى. قَالَ: « فَأَحِبِّي هَذِهِ ». (١)

601- سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ازواجِ مطہرات نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا... پھر پورا قصہ تفصیل سے بتایا، جس میں یہ بھی ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہا: "اے میری بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟" فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیوں نہیں، فرمایا: "تو اس سے محبت کرو۔" (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے)

٦٠٢- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ، وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ. (٢)

602- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالتِ حیض میں پانی پیتی تھی، پھر پانی پی کر برتن رسول اللہ ﷺ کو دے دیتی۔ آپ ﷺ اسی جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے رکھ کر پیا تھا اور پانی پیتے۔ اور میں ہڈی سے گوشت نوچتی پھر نبی کریم ﷺ کو دے دیتی تو آپ ﷺ اسی جگہ منہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا۔

٦٠٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: أَرَادَتْ أُمِّي أَنْ تسمني لدخولي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمْ أقبل عليها بشيء مما تريد حَتَّى أَطْعَمَنِيْ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ كَأَحْسَنِ السمن. وفي لفظ: القثاء بالتمر. (٣)

603- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری والدہ نے چاہا کہ میں قدرے موٹی ہو جاؤں تاکہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے گھر بھیجا جا سکے۔ مگر مجھے ان کی حسبِ منشا کسی چیز سے فائدہ نہ ہوا، حتی کہ انھوں نے مجھے ککڑی اور تازہ کھجور ملا کر کھلائی تو اس سے میں خوب موٹی ہو گئی۔

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٤٢).
(٢) صحيح: رواه مسلم (٣٠٠).
(٣) صحيح: رواه ابن ماجه (٣٣٢٤) وأبو داود (٣٩٠٣).

اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: ککڑی اور خشک کھجور۔

٦٠٤- عن شَهْر بْن حَوْشَبٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ طَعَامًا، فَقَالَ: لَا أَشْتَهِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَيَّنْتُ عَائِشَةَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ جِئْتُهُ، فَدَعَوْتُهُ لِحلْوَتِهَا، فَجَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَنْبِهَا، فَأُتِيَ بِعُسٍّ لَبَنٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا وَاسْتَحْيَتْ. قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَانْتَهَرْتُهَا، وَقُلْتُ لَهَا: خُذِي مِنْ يَدِ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَتْ: فَأَخَذَتْ، فَشَرِبَتْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: « أَعْطِي تِرْبَكِ ».

قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَلْ خُذْهُ، فَاشْرَبْ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوِلْنِيهِ مِنْ يَدِكَ، فَأَخَذَهُ، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهِ. قَالَتْ: فَجَلَسْتُ، ثُمَّ وَضَعْتُهُ عَلَى رُكْبَتِي، ثُمَّ طَفِقْتُ أُدِيرُهُ، وَأُتْبِعُهُ بِشَفَتِي لِأُصِيبَ مِنْهُ مَشْرَبَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لِنِسْوَةٍ عِنْدِي: « نَاوِلِيهِنَّ ». فَقُلْنَ: لَا نَشْتَهِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « لَا تَجْمَعْنَ جُوعًا وَكَذِبًا» فَهَلْ أَنْتَ مُنْتَهٍ أَنْ تَقُولَ: لَا أَشْتَهِيهِ؟ فَقُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ، لَا أَعُودُ أَبَدًا. (١)

604- شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ وہ ایک دن بنو عبد الاشہل کی ایک خاتون حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انھوں نے ان کے لیے کھانا پیش کیا تو کہا: مجھے ابھی کھانے کی رغبت نہیں ہے۔ پھر کہنے لگیں: رسول اللہ ﷺ کے لیے میں نے ہی عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنوار کر کے تیار کیا تھا، پھر آپ ﷺ کے پاس لے کر آئی تھی اور آپ کو ان کے قریب کیا تھا، آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے قریب بیٹھ گئے، ایک پیالہ دودھ پیش کیا گیا جسے ﷺ آپ نے پیا، پھر نبی کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا تو انھوں نے سر جھکا لیا اور شرما گئیں، اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے انھیں ڈانٹا اور کہا: نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک سے لے لو، کہتی ہیں: پھر لیا اور تھوڑا سا پیا۔ پھر ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اپنے سہیلیوں کو بھی دے دو۔"

اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بلکہ آپ لے لیں اور اسے پی لیں، پھر

---

(١) حسن: رواه الإمام أحمد (٢٧٥٩١)، وابن ماجه (٣٢٩٨)

اسے مجھے اپنے ہاتھ سے دیں، چنانچہ اسے آپ ﷺ نے لے کر اس سے پیا، پھر مجھے دیا۔ کہتی ہیں: پھر میں نے بیٹھ کر اسے اپنے گھٹنے پر رکھا، پھر اسے پھیرنے لگی، اور دیکھنے لگی کہ جہاں سے نبی کریم ﷺ نے پیا ہے وہیں سے میں ہونٹ لگا کر پیئوں، پھر آپ ﷺ نے میرے پاس بیٹھی دیگر خواتین سے کہا: "انھیں بھی دے دو۔" انھوں نے عرض کی: ہمیں خواہش نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ بھوک اور جھوٹ کو ایک ساتھ اکٹھا نہ کرو۔" اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: کیا اسی طرح تم بھی کہہ رہے ہو کہ مجھے رغبت نہیں ہے؟ میں نے کہا: اے اماں جان! اب اس طرح کبھی نہیں کہوں گا۔

٦٠٥- عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها تُرِيدُ الْبَصْرَةَ، فَقَرُبَتْ سَمِعَتْ أَصْوَاتَ كِلابٍ، قَالَتْ: مَا هَذَا الْمَوْضِعُ؟ أَوْ: مَا اسْمُ هَذَا الْمَوْضِعِ؟ قَالُوا: الْحَوْأَبُ، قَالَتْ: مَا أَرَانِي إِلا رَاجِعَةً، قَالُوا: لا تَفْعَلِي، قَالَتْ: مَا أَرَانِي إِلا رَاجِعَةً، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لأَزْوَاجِهِ: « أَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلابُ حَوْأَبٍ؟ »، فَأَتَاهَا أَقْوَامٌ، فَمَا زَالُوا يُكَلِّمُونَهَا، حَتَّى مَضَتْ، يَعْنِي: الْبَصْرَةَ.

وفي لفظ: لَمَّا أَقْبَلَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها بَلَغَتْ مِيَاهَ بَنِي عَامِرٍ لَيْلًا، نَبَحَتِ الْكِلَابُ. قَالَتْ: أَيُّ مَاءٍ هَذَا؟ قَالُوا: مَاءُ الْحَوْأَبِ، قَالَتْ: مَا أَظُنُّنِي إِلَّا أَنِّي رَاجِعَةٌ، فَقَالَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهَا: بَلْ تَقْدَمِينَ، فَيَرَاكِ الْمُسْلِمُونَ، فَيُصْلِحُ اللهُ عزوجل ذَاتَ بَيْنِهِمْ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا ذَاتَ يَوْمٍ: « كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ؟ ».(١)

605- قیس کا بیان ہے کہ جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ جانے لگیں اور اس کے قریب پہنچ گئیں تو انھوں نے کتوں کی آواز سنی تو پوچھا: یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے بتایا: حوأب۔ کہا: اب تو مجھے واپس ہونا چاہیے۔ لوگوں نے کہا: ایسا نہ کریں۔ کہا: مجھے واپس ہونا چاہیے، میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے فرما رہے تھے: "تم میں سے کون ہے جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔" بہرحال آپ کے پاس کچھ لوگ آئے اور باتیں کیں، یہاں تک کہ آپ بصرہ کے لیے روانہ ہو گئیں۔

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٢٤٢٥٤)، والبزار -كشف الأستار (٣٢٧٥)، وأبو يعلىٰ (٤٨٦٨)

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا متوجہ ہوئیں یہاں تک کہ رات میں وادی بنو عامر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے، پوچھا: یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے بتایا: وادی حوأب۔ کہا: مجھے واپس ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا: بلکہ آگے بڑھنا چاہیے، مسلمانوں کی نظر آپ ہی پر ہے، ممکن ہے اللہ تعالی ان کے درمیان صلح کرا دے۔ کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کہا تھا: "تم میں سے اس کا کیا ہو گا جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے؟"

٦٠٦- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْأَدْبَبِ، يُقْتَلُ حَوْلَهَا قَتْلَى كَثِيرَةٌ، تَنْجُو بَعْدَمَا كَادَتْ ».(١)

606- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے بالوں سے بھرے ہوئے چہرے والے اونٹ والی کون ہو گی جس کے ارد گرد بہت سے لوگ مارے جائیں گے، اور ہلاکت کے قریب پہنچ کر بچ نکلے گی؟"

٦٠٧- عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ عَائِشَةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه: إِنَّمَا أَنَا أَخُوكَ، فَقَالَ: « أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ وَكِتَابِهِ وَهْيَ لِي حَلَالٌ ».(٢)

607- عروہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے لیے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام دیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: میں آپ کا بھائی ہوں۔ (تو یعنی عائشہ سے کیسے نکاح کریں گے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے دین اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کے رشتے سے تم میرے بھائی ہو اور عائشہ میرے لیے حلال ہے۔"

٩- باب تزوج النبي ﷺ عائشة وسودة في السنة الثانية عشرة من البعثة

بعثت کے بارھویں سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ اور سودہ رضی اللہ عنہما سے شادی کرنے کا بیان

٦٠٨- عَنْ عروة، قَالَ: تُوُفِّيَتْ خَدِيجَةُ رضي الله عنها قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، وَنَكَحَ عَائِشَةَ رضي الله عنها وَهْيَ بِنْتُ سِتٍّ

(١) حسن: رواه ابن أبي شيبة (٣٨٩٤٠)، والبزار- كشف الأستار- (٣٢٧٣).
(٢) صحيح: رواه البخاري (٥٠٨١).

سِنِينَ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهْيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ. (١)

608- عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفاتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کو ہجرت سے تین سال پہلے ہوگئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے تقریباً دو سال بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر چھے سال تھی جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔

٦٠٩- عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ، أَنَّ رَجُلاً نَالَ مِنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ فَقَالَ: أُغْرُبْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا، أَنْ تُؤْذِي حَبِيبَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (٢)

609- عمرو بن غالب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی عیب جوئی کی تو انھوں نے کہا: دور ہو جاؤ مردود بدتر! کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کو اذیت پہنچا رہا ہے؟

٦١٠- عن عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ فَاطِمَةَ، قَالَتْ: فتكَلَّمْتُ أَنَا، فَقَالَ: « أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ؟ ». قُلْتُ: بَلَى وَاللهِ، قَالَ: « فَأَنْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ». (٣)

610- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تو میں بول پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم دنیا اور آخرت دونوں جگہ میری بیوی بنو؟" میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! ضرور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر تم دنیا اور آخرت میں میری بیوی ہو۔"

١٠- باب لقب عائشة: حميراء

عائشہ رضی اللہ عنہا کے لقب (حمیرا) کے بارے میں

٦١١- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُونَ فَقَالَ لِي: « يَا حُمَيْرَاءُ، أَتُحِبِّينَ أَنْ تَنْظُرِي إِلَيْهِمْ؟» فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ بِالْبَابِ وَجِئْتُهُ

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٨٩٦).
(٢) **حسن**: رواه الترمذي (٣٨٨٨)، والطبراني في الكبير (٢٣/ ٤٠).
(٣) **حسن**: رواه ابن حبان (٧٠٩٥)، والحاكم (٤/ ١٠).

فَوَضَعْتُ ذَقَنِي عَلَى عَاتِقِهِ فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ: وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَسْبُكِ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَا تَعْجَلْ، فَقَامَ لِي ثُمَّ قَالَ: «حَسْبُكِ؟» فَقُلْتُ: لَا تَعْجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَتْ: وَمَا لِي حُبُّ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَبْلُغَ النِّسَاءَ مَقَامُهُ لِي وَمَكَانِي مِنْهُ. (١)

ومن أخبارها ما رواه الإمام أحمد (٢٥٦٦٠) بإسناده عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَبِي، فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ: إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ، فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

ورواه ابن سعد في الطبقات (٣/ ٣٦٤)، وعمر بن شبة في تاريخ المدينة (٣/ ٩٤٥) عن عائشة رضي الله عنها قالت: ما زِلْتُ أضع خِماري وأتَفضّلُ في ثيابي في بيتي حتّى دُفن عمر بن الخطّاب فيه، فلم أزَلْ متحفّظة في ثيابي حتّى بَنَيْتُ بيني وبين القبور جِدارًا فتفضّلتُ بعدُ، قالا: ووصفت لنا قبر النبيّ ﷺ، وقبر أبي بكر، وقبر عمر، وهذه القبور في سَهْوة بيت عائشة.

وكانت حجرة عائشة رضي الله عنها ملاصقة للمسجد؛ لأنه ثبت في صحيح البخاري (٢٠٤٦): أن النبي ﷺ كان معتكفا في المسجد، وهي في حجرتها يناولها رأسه، والحجرة هي مقدمة البيت مثل المجالس. قال الله تعالى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ ٱلْحُجُرَٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾[الحجرات: ٤]

وكانت الحجرات من جريد النخل، بخلاف البيوت فإنها كانت من اللبن، وكانت حجرة عائشة رضي الله عنها نحو ست أو سبع أذرع، والبيت نحو عشر أذرع.

611- زوجۂ رسول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبشی مسجد میں آکر کھیلنے لگے تو نبی پاک ﷺ نے مجھ سے کہا: "اے حمیراء! کیا تم انھیں دیکھنا چاہتی ہو؟" میں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ

---

(١) **صحيح**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٩٠٢)، والطحاوي في شرح المشكل (٢٩٢).

دروازے پر کھڑے ہو گئے اور میں آپ کے پاس آئی اور اپنی ٹھوڑی کو آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دیا اور اپنے چہرے کو آپ ﷺ کے رخسار مبارک سے ٹیک لگادی۔ کہتی ہیں: وہ خوشی میں جو کہہ رہے تھے انھیں میں یہ بھی تھا: ابو القاسم پاکیزہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: "تجھے کافی ہے؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جلدی نہ کریں، پھر آپ ﷺ میرے لیے کھڑے رہے، پھر کہا: "اب تجھے کافی ہے؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جلدی نہ کریں۔ کہتی ہیں: مجھے انھیں (حبشیوں کو) دیکھنے کی چاہت نہ تھی، بلکہ میں چاہتی تھی کہ دیگر عورتوں تک آپ ﷺ کا میرے نزدیک اور میرا آپ ﷺ کے نزدیک جو مقام و مرتبہ ہے وہ پہنچ جائے۔

ان کی خبروں میں وہ روایت بھی ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ (٢٥٦٦٠) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں اپنے گھر کے اس حصے میں آتی جس میں (وفات کے بعد) رسول اللہ ﷺ محوِ خواب ہیں اور میں اپنا کپڑا اتار دیتی اور کہتی: یہاں تو صرف میرے شوہر اور میرے والد ہیں۔ لیکن جب ان کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ بھی مدفون ہو گئے تو اللہ کی قسم! میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے ہمیشہ اپنے بدن پر کپڑے رکھ کر داخل ہوتی تھی۔

اور ابن سعد رحمہ اللہ نے "طبقات" (٣/٣٦٤) میں اور عمر بن شبہ نے "تاریخ المدینہ" (٣/٩٤٥) میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں ہمیشہ اپنی اوڑھنی اتار کر صرف سونے والے کپڑے میں رہتی تھی یہاں تک کہ اس گھر میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدفون ہو گئے، تو میں برابر اپنے کپڑے میں رہنے لگی یہاں تک کہ اپنے اور قبروں کے بیچ میں ایک دیوار بنا دی، پھر اس کے بعد سونے کے کپڑے میں رہنے لگی، دونوں (ابن سعد اور ابن شبہ) کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے لیے نبی کریم ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی تفصیل بتائی اور یہ قبریں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ڈھلان کی طرف ایک جانب ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تھا، کیونکہ صحیح بخاری (٢٠٤٦) میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں معتکف تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرے میں تھیں اور وہیں سے آپ ﷺ کے سر کو سنوار دیتی تھیں، اور حجرہ تو یہ مجلس کی طرح گھر میں ابتدائی حصہ ہوتا ہے، اللہ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ ٱلْحُجُرَٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴾[الحجرات: ٤]

"بے شک جو لوگ آپ کو حجرات کے باہر آواز دے رہے ہیں ان میں اکثر نادان ہیں۔"

وہ حجرات کھجور کی شاخوں کے بنے تھے بر خلاف گھروں کے جو اینٹوں سے بنے ہوئے تھے، اور حجرۂ عائشہ چھے یا سات گز کا تھا، اور گھر تقریباً دس گز کا تھا۔

١١- باب ما جاء في فضل حفصة وأخبارها

حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

٦١٢- عن أَنَس بْن مَالِكٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَفَعَ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَةِ عُمَرَ رَجُلًا فَقَالَ لَهَا: « احْتَفِظِي بِهِ ». قَالَ: فَغَفَلَتْ حَفْصَةُ، وَمَضَى الرَّجُلُ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ، وَقَالَ: « يَا حَفْصَةُ، مَا فَعَلَ الرَّجُلُ؟ ». قَالَتْ: غَفَلْتُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَخَرَجَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « قَطَعَ اللهُ يَدَكِ ». فَرَفَعَتْ يَدَيْهَا هَكَذَا، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: « مَا شَأْنُكِ يَا حَفْصَةُ؟ ». قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْتَ قَبْلُ: كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ لَهَا: « ضَعِي يَدَيْكِ، فَإِنِّي سَأَلْتُ اللهَ: أَيُّمَا إِنْسَانٍ مِنْ أُمَّتِي دَعَوْتُ اللهَ عَلَيْهِ، أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ مَغْفِرَةً ».(١)

612- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس ایک آدمی کو بھیجا اور کہا: "اس کی دیکھ بھال کرو۔" انس کہتے ہیں: حفصہ رضی اللہ عنہا غافل ہو گئیں اور وہ شخص چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آ کر پوچھا: "اے حفصہ! آدمی کا کیا ہوا؟" کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول! میں اس سے غافل ہو گئی اور وہ چلا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمھارے ہاتھ کاٹے۔" چنانچہ انھوں نے اس طرح اپنے ہاتھوں کو اٹھا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آ کر پوچھا: "حفصہ! کیا ہوا؟" کہنے لگیں: اللہ کے رسول! ابھی کچھ دیر قبل آپ نے ایسا ایسا کہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے کہا: "اپنے ہاتھ نیچے کر لو، کیوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی ہے: اپنی امت کے کسی بھی شخص پر اگر میں بد دعا کر دوں تو اسے اس کے لیے مغفرت کا ذریعہ بنا دے۔"

---

(١) حسن: رواه أحمد (١٢٤٣١).

١٢- باب فضل زينب بنت جحش أم المؤمنين

ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

٦١٣- عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ﷺ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا ». قَالَتْ: فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ أَيَّتُهُنَّ أَطْوَلُ يَدًا. قَالَتْ: فَكَانَتْ أَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لأَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ. (١)

613- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی بیویوں سے) فرمایا: "تم میں سب پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔" تو سب بیویاں اپنے اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں تاکہ معلوم ہو کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم سب میں زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ زیادہ لمبے تھے وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور (اس کی اجرت) صدقہ کرتی تھیں۔

٦١٤- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، أَنَّ عُمَرَ ﷺ كَبَّرَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَرْبَعًا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُدْخِلُ هَذِهِ قَبْرَهَا؟ قُلْنَ: مَنْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فِي حَيَاتِهَا، وَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « أَسْرَعُكُنَّ بِي لِحَاقًا أَطْوَلُكُنَّ يَدًا ». فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ بِأَيْدِيهِنَّ، وَإِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ أَنَّهَا كَانَتْ صَنَاعًا يَعْنِي بِمَا يُقِيمُ فِي سَبِيلِ اللهِ. (٢)

614- عبد الرحمان بن ابزی سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں، پھر ازواجِ مطہرات کے پاس پیغام بھیجا کہ انھیں ان کی قبر میں کون داخل ہوگا؟ جواب آیا: جو ان کی زندگی میں ان کے پاس آتا تھا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کہتے تھے: "تم میں سب پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔" تو سب بیویاں اپنے ہاتھ ناپتیں تاکہ معلوم ہو کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ اور ایسا اس لیے کہ وہ (زینب رضی اللہ عنہا) دست کاری کرتی تھیں اور اللہ کے راستے میں اسے صدقہ کرتی تھیں۔

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٥٢).

(٢) صحيح: رواه الطحاوي في شرح المشكل (٢٠٩).

٦١٥- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ: « يَتْبَعُنِي أَطْوَلُكُنَّ يَدًا». قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: فَكُنَّا إِذَا اجْتَمَعْنَا فِي بَيْتِ إِحْدَانَا بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ نَمُدُّ أَيْدِيَنَا فِي الْجِدَارِ نَتَطَاوَلُ، فَلَا نَزَالُ نَفْعَلُ ذَلِكَ حَتَّى تُوُفِّيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشِ بْنِ رِئَابٍ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَتِ امْرَأَةً قَصِيرَةً يَرْحَمُهَا اللهُ، وَلَمْ تَكُنْ أَطْوَلَنَا يَدًا فَعَرَفْنَا حِينَئِذٍ أَنَّ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّدَقَةَ، قَالَتْ: وَكَانَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةً صَنَاعَةَ الْيَدِ تَدْبَغُ وَتَخْرُزُ وَتَصَدَّقُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ عز وجل. (١)

615- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے کہا: ”تم میں سب پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب ہم سب ایک گھر میں اکٹھا ہوئیں تو دیوار پر ہم اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں، ہم یہی سمجھتے رہے، یہاں تک کہ زینب بنت جحش بن رئاب رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی، حالانکہ وہ چھوٹے قد کی تھیں اللہ ان پر رحم فرمائے، ہم میں سے ان کے ہاتھ لمبے نہیں تھے۔ اس وقت ہمیں پتا چلا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے صدقہ مراد لیا ہے۔ کہتی ہیں: زینب رضی اللہ عنہا دست کار عورت تھیں، چمڑے کو دباغت دیتی تھیں، سوت کاتتی تھیں اور اللہ کے راستے میں صدقہ کرتی تھیں۔

٦١٦- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها إِنَّ بَعْضَ، أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: « أَطْوَلُكُنَّ يَدًا »، فَأَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ. (٢)

616- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے پہلے ہم میں سے آپ ﷺ سے کون جا کر ملے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہو گا۔“ اب ہم نے چھڑی سے ناپنا شروع کر دیا تو سودہ رضی اللہ عنہا سب

---

(١) صحيح: رواه الطحاوي في شرح المشكل (٢١٠)، والحاكم (٤/ ٢٥).
(٢) صحيح: رواه البخاري (١٤٢٠).

سے لمبے ہاتھ والی نکلیں۔ (مگر سب سے پہلے حضرت زینت بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی) ہم نے بعد میں سمجھا کہ لمبے ہاتھ والی ہونے سے آپ ﷺ کی مراد صدقہ زیادہ کرنے والی سے تھی۔ اور (زینب رضی اللہ عنہا) ہم سب سے پہلے نبی کریم ﷺ سے جا کر ملیں، صدقہ کرنا انھیں بہت پسند تھا۔

٦١٧- عَنْ أَنَس رضي الله عنه، قَالَ: لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِزَيْدٍ: « فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ ». قَالَ: فَانْطَلَقَ زَيْدٌ حَتَّى أَتَاهَا، وَهِيَ تُخَمِّرُ عَجِينَهَا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهَا عَظُمَتْ فِي صَدْرِي، حَتَّى مَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْظُرَ إِلَيْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَهَا، فَوَلَّيْتُهَا ظَهْرِي، وَنَكَصْتُ عَلَى عَقِبِي، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُكِ. قَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أُوَامِرَ رَبِّي. فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهَا بِغَيْرِ إِذْنٍ.

قَالَ: فَقَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَطْعَمَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ، فَخَرَجَ النَّاسُ وَبَقِيَ رِجَالٌ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ بَعْدَ الطَّعَامِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاتَّبَعْتُهُ، فَجَعَلَ يَتَتَبَّعُ حُجَرَ نِسَائِهِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ، وَيَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ قَالَ: فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ خَرَجُوا أَوْ أَخْبَرَنِي قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ مَعَهُ، فَأَلْقَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَنَزَلَ الْحِجَابُ، قَالَ: وَوُعِظَ الْقَوْمُ بِمَا وُعِظُوا بِهِ.(١)

617- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ان کے سامنے ان کی میرے ساتھ شادی کا ذکر کرو۔" اور زید رضی اللہ عنہ گئے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے اور وہ اپنے آٹے کا خمیر کر رہی تھیں۔ اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جب ان کو دیکھا تو میرے دل میں ان کی بڑائی یہاں تک آئی کہ میں ان کی طرف نظر بھی نہیں اٹھا سکا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کے ساتھ شادی) کا ذکر کیا تھا۔ غرض میں نے اپنی پیٹھ موڑی اور اپنی ایڑیوں پر لوٹا اور عرض کی کہ اے زینب! رسول اللہ ﷺ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے۔ اور وہ آپ

---

(١) **متفق عليه**: رواه مسلم (١٤٢٨: ٨٩).

کو یاد کرتے ہیں (یعنی نکاح کا پیغام دیا ہے) اور انھوں نے فرمایا کہ میں کوئی کام نہیں کرتی ہوں جب تک کہ میں اپنے پروردگار سے مشورہ نہیں لے لیتی ہوں (یعنی استخارہ نہیں کر لیتی) اور اسی وقت وہیں اپنی نماز کی جگہ میں کھڑی ہو گئیں اور ادھر قرآن اترا (یعنی یہ آیت اتری: ﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ [الأحزاب: ٣٧] یعنی "بیاہ دیا ہم نے زینب کو تجھ سے تاکہ مومنوں کو حرج نہ ہو اپنے لے پالکوں کی بیبیوں سے نکاح کرنے میں جب وہ اپنی حاجت ان سے پوری کر چکیں۔") اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بغیر اجازت کے داخل ہو گئے۔

اور راوی نے کہا: میں نے اپنے سب لوگوں کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو روٹی اور گوشت خوب کھلایا یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور لوگ کھا پی کر باہر چلے گئے اور کئی آدمی رہ گئے جو گھر میں باتیں کرتے رہے کھانا کھانے کے بعد اور رسول اللہ ﷺ نکلے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چلا اور آپ ﷺ اپنی بیویوں کے حجروں میں جاتے تھے اور ان پر سلام کرتے تھے اور وہ عرض کرتی تھیں کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی بیوی (زینب رضی اللہ عنہا) کو کیسا پایا۔

پھر راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کو میں نے خبر دی، یا آپ ﷺ نے مجھے خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اندر جانے لگا تو آپ ﷺ نے اپنے اور میرے بیچ میں پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آیت اتری۔ اور لوگوں کو (اسی مناسبت سے) جو نصیحت کی جانی تھی وہ کر دی گئی۔

١٤- باب ما جاء في فضل صفية بنت حيي وأخبارها

صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

٦١٨- عَنْ أَنَسٍ ﷺ، قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ أَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ: بِنْتُ يَهُودِيٍّ . فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي فَقَالَ: « مَا يُبْكِيكِ؟ ». فَقَالَتْ: قَالَتْ لِي حَفْصَةُ: إِنِّي بِنْتُ يَهُودِيٍّ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « وَإِنَّكِ لاَبْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟ ». ثُمَّ قَالَ: « اتَّقِي اللَّهَ يَا حَفْصَةُ ».(١)

(١) صحيح: رواه الترمذي (٣٨٩٤)، وأحمد (١٢٣٩٢)، وصحّحه ابن حبان (٧٢١١).

قوله: "**إنك لابنة نبي**" يعني من أولاد هارون عليه السلام. "**إن عمك لنبي**" يعني به موسى عليه السلام. "**إنك لتحت نبي**" يعني به محمدا ﷺ.

618- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انھیں یہودی کی بیٹی ہونے کا طعنہ دیا ہے، تو وہ رونے لگیں، آپ ﷺ ان کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا: "تم کیوں رو رہی ہو؟" تو انھوں نے کہا: حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ طعنہ دیا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تو ایک نبی کی بیٹی ہے، تیرا چچا بھی نبی ہے اور تو ایک نبی کے عقد میں ہے، تو وہ کس بات میں تجھ پر فخر کر رہی ہے۔" پھر آپ ﷺ نے (حفصہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: "حفصہ! اللہ سے ڈرو۔"

الفاظِ حدیث: "تم نبی کی بیٹی ہو۔" یعنی ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو، "تمھارا چچا نبی ہے۔" یعنی موسی علیہ السلام، "تم ایک نبی کے عقد میں ہو۔" یعنی محمد ﷺ۔

٦١٩- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كَانَتْ صَفِيَّةُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَهَا فَأَبْطَأَتْ فِي المسِيرِ، فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ الله ﷺ وَهِيَ تَبْكِي وَتَقُولُ: حَمَلْتَنِي عَلَى بَعِيرٍ بَطِيءٍ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ يَمْسَحُ بِيَدَيْهِ عَيْنَيْهَا وَيُسْكِتُهَا، فَأَبَتْ إِلَّا بُكَاءً، فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ وَتَرَكَهَا، فَقَدِمت، فَأَتَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها فَقَالَتْ: يَوْمِي هَذَا لَكِ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ إِنْ أَنْتِ أَرْضَيْتِهِ عَنِّي، فَعَمَدَتْ عَائِشَةُ إِلَى خِمَارِهَا، وَكَانَتْ صَبَغَتْهُ بِوَرْسٍ وَزَعْفَرَانٍ، فَنَضَحَتْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ جَاءَتْ حَتَّى قَعَدَتْ عِنْدَ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: « مَا لَكِ؟ ». فَقَالَتْ: ذَلِكَ فَضْلُ الله يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ، فَعَرَفَ رَسُولُ الله ﷺ الحدِيثَ، فَرَضِيَ عَنْ صَفِيَّةَ، وَانْطَلَقَ إِلَى زَيْنَبَ، فَقَالَ لَهَا: « إِنَّ صَفِيَّةَ قَدْ أَعْيَا بِهَا بَعِيرُهَا، فَمَا عَلَيْكِ أَنْ تُعْطِيَهَا بَعِيرَكِ ». قَالَتْ زَيْنَبُ: أَتَعْمَدُ إِلَى بَعِيرِي فَتُعْطِيَهُ الْيَهُودِيَّةَ؟ فَهَاجَرَهَا رَسُولُ الله ﷺ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، فَلَمْ يَقْرَبْ بَيْتَهَا، وَعَطَّلَتْ زَيْنَبُ نَفْسَهَا، وَعَطَّلَتْ بَيْتَهَا، وَعَمَدَتْ إِلَى السَّرِيرِ فَأَسْنَدَتْهُ إِلَى مُؤَخَّرِ الْبَيْتِ، وَأَيِسَتْ مِنْ أَنْ يَأْتِيَهَا

رَسُولُ الله ﷺ ، فَبَيْنَا هِيَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذَا بِوَجْسِ رَسُولِ الله ﷺ قَدْ دَخَلَ الْبَيْتَ، فَوَضَعَ السَّرِيرَ مَوْضِعَهُ، فَقَالَتْ زَيْنَبُ: يَا رَسُولَ الله، جَارِيَتِي فُلَانَةُ قَدْ طَهُرَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا الْيَوْمَ، هِيَ لَكَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ الله ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا. (١)

619- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں، اس دن ان کی باری تھی، لیکن چلنے میں انھوں نے دیر کر دی، رسول اللہ ﷺ نے ان کا استقبال کیا تو دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں: آپ نے مجھے سست اونٹ پر سوار کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں سے ان کی آنکھوں کو پونچھنے لگے اور خاموش کروانے لگے، لیکن وہ روتی ہی جارہی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے غضبناک ہو کر انھیں چھوڑ دیا، صفیہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور کہا: اگر آپ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کو راضی کر دیں تو آج کی یہ میری باری آپ کو دیتی ہوں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دوپٹے میں ورس اور زعفران کی خوشبو لگائی اور اس میں کچھ پانی کا چھڑکاؤ کیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے سرہانے آکے بیٹھ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: "یہ تم کو کیا ہوا؟" عرض کی: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بات کو سمجھ گئے اور صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو گئے، اور زینب رضی اللہ عنہا کے پاس جاکر فرمایا: "صفیہ کا اونٹ تھکا ہوا ہے، تم اگر اپنا اونٹ اسے دے دو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔" زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ میرے اونٹ کو لے کر اس یہودیہ کو دیں گے؟ یہ کہنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے انہیں تین ماہ تک انھیں چھوڑے رکھا، ان کے قریب نہیں گئے اور زینب رضی اللہ عنہا نے بھی زیب وزینت ترک کر دی، ایک چارپائی لے کر گھر کے کنارے بیٹھی رہتیں اور مایوس ہو گئیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئیں گے، ایک دن اچانک رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور چارپائی کو اٹھاکر اس کی جگہ پر رکھا تو زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری فلاں پڑوسن آج ہی حیض سے پاک ہوئی ہیں، میں یہ باری انہی کو ہبہ کرتی ہوں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس چلے گئے اور ان سے خوش ہو گئے۔

---

(١) **حسن**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٩١١٧).

١٤- باب ما جاء في فضائل أم سلمة وأخبارها

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

٦٢٠- عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأُمِّ سَلَمَةَ: « مَنْ هَذَا؟ »، أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ. فَلَمَّا قَامَ، قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلاَّ إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُخْبِرُ خَبَرَ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ، قَالَ أَبِي: قُلْتُ لأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. (١)

620- ابو عثمان مہدی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے باتیں کرنے لگے۔ اس وقت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس موجود تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: "جانتی ہو یہ کون ہیں؟" یا اسی طرح کے الفاظ آپ ﷺ نے فرمائے۔ ام المومنین نے کہا کہ یہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب وہ چلے گئے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: اللہ کی قسم! اس وقت (تک) بھی میں انھیں دحیہ الکلبی ہی سمجھتی رہی۔ آخر جب میں نے نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے آنے کی خبر سنائی، تب مجھے حال معلوم ہوا، یا اسی طرح کے الفاظ بیان کیے۔ معتمر نے بیان کیا کہ میرے والد (سلیمان) نے کہا: میں نے ابو عثمان مہدی سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی تھی؟ انھوں نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے۔

٦٢١- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها، قِيلَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، حَدِّثِينَا عَنْ سِرِّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: كَانَ سِرُّهُ وَعَلَانِيَتُهُ سَوَاءً، ثُمَّ نَدِمْتُ، فَقُلْتُ: أَفْشَيْتُ سِرَّ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ أَخْبَرَتْهُ، فَقَالَ: « أَحْسَنْتِ ». (٢)

621- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: اے ام المومنین! رسول اللہ ﷺ کے راز کے بارے میں بتایئے، کہتی ہیں: آپ ﷺ کی راز کی باتیں اور کھلی باتیں سب برابر تھیں، پھر میں

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٩٨٠) ومسلم (٢٤٥١).
(٢) **حسن**: رواه أحمد (٢٦٦٣٧)، والطبراني في الكبير (٢٣/٣٢٣).

شرمندہ ہوئی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے راز کو فاش کر دیا، کہتی ہیں: جب آپ ﷺ آئے تو میں نے اس کی خبر آپ ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اچھا کیا ہے۔"

٦٢٢- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا سَلَمَةَ ﷺ الْوَفَاةُ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِلَى مَنْ تَكِلُنِي؟ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ لِأُمِّ سَلَمَةَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: إِنِّي كَبِيرَةُ السِّنِّ، قَالَ: « أَنَا أَكْبَرُ مِنْكِ سِنًّا، وَالْعِيَالُ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ فَأَرْجُو اللَّهَ أَنْ يُذْهِبَهَا »، فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِرَحَاءَيْنِ، وَجَرَّةٍ لِلْمَاءِ. (١)

622- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہونے لگی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے آپ کس کے حوالے کر رہے ہیں؟ کہا: اے اللہ! تو ام سلمہ کے لیے ابو سلمہ سے بہتر ہے۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا، تو انھوں نے کہا: میں بڑی عمر والی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں عمر میں تم سے بڑا ہوں، اور بچوں کی ذمے داری اللہ اور اس کے رسول پر ہے، اور جہاں تک غیرت کی بات ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ختم کر دے گا۔" اس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی اور ان کے پاس آپ ﷺ نے دو چکیاں اور پانی کے لیے ایک گھڑا (مٹکا) بھیجا۔

١٥- باب في قصة أم حبيبة أم المؤمنين وأخبارها

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا بیان

٦٢٣- عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رضي الله عنها زوج النبي ﷺ، أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ، فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَمْهَرَهَا عنه أَرْبَعَةَ آلَافٍ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ. ولم يبعث إليها رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بشيءٍ، وكان مهر نسائه أربع مائة درهم.

---

(١) حسن: رواه أبو يعلىٰ (٤١٦١)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَسَنَةُ هِيَ أُمُّهُ. (١)

وتوفيت ﵂ في خلافة معاوية سنة أربع وأربعين، وقيل: سنة اثنتين وأربعين.

623- ام المومنین ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، حبشہ میں عبید اللہ کا انتقال ہو گیا تو نجاشی (شاہِ حبشہ) نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا، اور آپ ﷺ کی جانب سے انھیں چار ہزار (درہم) مہر دے کر شرحبیل بن حسنہ ؓ کے ہمراہ انھیں آپ ﷺ کے پاس روانہ کر دیا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کچھ بھی نہیں دیا، اور اس وقت ازواجِ مطہرات کا مہر چار سو درہم ہوتا تھا۔

ابوداود ؒ کہتے ہیں: حسنہ شرحبیل کی والدہ ہیں۔

ام حبیبہ ؓ کی وفات معاویہ ؓ کے دورِ خلافت میں سنہ ۴۴ ہجری میں اور ایک قول کے مطابق سنہ ۴۲ ہجری میں ہوئی ہے۔

١٦- باب ما جاء في أخبار ميمونة

میمونہ ؓ کے بارے میں

٦٢٤- عَنْ يَزِيدَ الْأَصَمِّ قَالَ: ثَقُلَتْ مَيْمُونَةُ ﵂ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ، وَلَيْسَ عِنْدَهَا مِنْ بَنِي أَخِيهَا، فَقَالَتْ: أَخْرِجُونِي مِنْ مَكَّةَ، فَإِنِّي لَا أَمُوتُ بِهَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَنِي أَنِّي لَا أَمُوتُ بِمَكَّةَ، قَالَ: فَحَمَلُوهَا حَتَّى أَتَوْا بِهَا سَرِفَ إِلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَنَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْتَهَا فِي مَوْضِعِ الْقُبَّةِ، قَالَ: فَمَاتَتْ، فَلَمَّا وَضَعْنَاهَا فِي لَحْدِهَا أَخَذْتُ رِدَائِي فَوَضَعْتُهُ تَحْتَ خَدِّهَا فِي اللَّحْدِ، فَأَخَذَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَمَى بِهِ. (٢)

624- زید الاصم سے روایت ہے کہ زوجۂ رسول حضرت میمونہ ؓ مکہ کے اندر بیمار ہو گئیں

---

(١) **صحيح**: رواه أبو داود (٢٠١٧)، والنسائي (٣٣٥٠)، وأحمد (٢٧٤٠٨)، والحاكم (١٨١/٢).

(٢) **حسن**: رواه أبو يعلىٰ (٧١١٠).

ان کے پاس ان کے بھائی کے بیٹوں میں سے کوئی نہیں تھا، تو کہا: مجھے مکہ سے لے چلو، میں یہاں مرنا نہیں چاہتی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر دی ہے کہ میں مکہ میں فوت نہیں ہوں گی، راوی نے کہا: لوگوں انھیں لے کر مقامِ سرف آئے اسی درخت کی جگہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے قبہ کی جگہ ان کے ساتھ خلوت اختیار کی تھی۔ راوی نے کہا: وہیں ان کی وفات ہو گئی۔ جب ہم نے انھیں قبر میں رکھا تو میں نے اپنی چادر لحد کے اندر ان کے رخسار کے نیچے رکھ دی جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اٹھا کر پھینک دیا۔

٦٢٥- عَنْ صَفِيَّةَ، قَالَتْ: تَزَوَّجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَيْمُونَةَ، وَهُوَ حَلَالٌ، وَبَنَى بِهَا بِسَرِفَ، وَكَانَ قَبْرُ مَيْمُونَةَ بِسَرِفَ. (١)

625- حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اس حال میں کہ آپ حلال (یعنی احرام سے نہیں) تھے، اور مقامِ سرف پر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ خلوت اختیار کی، اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی مقامِ سرف میں ہے۔

١٧- باب أخبار ميمونة وأم الفضل بنت الحارث

میمونہ اور ام الفضل بنت حارث کے بارے میں

٦٢٦- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « الْأَخَوَاتُ مُؤْمِنَاتٌ، مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، وَأُمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ، وَسُلْمَى امْرَأَةُ حَمْزَةَ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ أُخْتُهُنَّ لِأُمِّهِنَّ ». (٢)

626- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ بہنیں سب مومنہ ہیں: زوجۂ رسول میمونہ، ام الفضل بنت الحارث، حمزہ کی بیوی سلمی اور اسماء بنت عمیس جو ان سب کی ماں جائی بہن ہیں۔"

---

(١) حسن: رواه النسائي في الكبرىٰ (٥٣٢٨)

(٢) حسن: رواه النسائي (٢٨١)، والطبراني في الكبير (١١/ ٤١٥)، وصحّحه الحاكم (٤/ ٣٢).

١٨- باب ما جاء في أخبار مارية

ماریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٢٧- عَنْ أَنَسٍ ﷺ، أَنَّ رَجُلاً كَانَ يُتَّهَمُ بِأُمِّ وَلَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: « اذْهَبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ ». فَأَتَاهُ عَلِيٌّ، فَإِذَا هُوَ فِي رَكِيٍّ يَتَبَرَّدُ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: اخْرُجْ. فَنَاوَلَهُ يَدَهُ، فَأَخْرَجَهُ، فَإِذَا هُوَ مَجْبُوبٌ لَيْسَ لَهُ ذَكَرٌ، فَكَفَّ عَلِيٌّ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ لَمَجْبُوبٌ مَا لَهُ ذَكَرٌ. (١)

627- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو آپ ﷺ کی ام ولد (آپ کے فرزند کی والدہ) کے ساتھ متہم کیا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جاؤ اور اس شخص کی گردن اڑادو۔" علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے۔ دیکھا تو وہ ٹھنڈک کے لیے ایک کم گہرے کنویں میں غسل کر رہا ہے، علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: باہر نکلو۔ اس نے اپنا ہاتھ (سہارا لینے کے لیے) علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا، انھوں نے اس کو باہر نکالا۔ دیکھا تو وہ ہیجڑا ہے، اس کا عضوِ تناسل ہی نہیں ہے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو نہ مارا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! وہ تو مجبوب (ہیجڑا) ہے، اس کا عضوِ تناسل ہی نہیں ہے۔

٦٢٨- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ قَالَ: كَثُرَ عَلَى مَارِيَةَ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ فِي قِبْطِيٍّ ابْنِ عَمٍّ لَهَا كَانَ يَزُورُهَا، وَيَخْتَلِفُ إِلَيْهَا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « خُذْ هَذَا السَّيْفَ فَانْطَلِقْ، فَإِنْ وَجَدْتَهُ عِنْدَهَا فَاقْتُلْهُ »، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَكُونُ فِي أَمْرِكَ إِذَا أَرْسَلْتَنِي كَالسِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ لَا يُثْنِينِي شَيْءٌ حَتَّى أَمْضِيَ لِمَا أَمَرْتَنِي بِهِ، أَمِ الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ؟ قَالَ: « بَلِ الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَى الْغَائِبُ »، فَأَقْبَلْتُ مُتَوَشِّحَ السَّيْفِ، فَوَجَدْتُهُ عِنْدَهَا، فَاخْتَرَطْتُ السَّيْفَ، فَلَمَّا رَآنِي أَقْبَلْتُ نَحْوَهُ تَخَوَّفَ أَنِّي أُرِيدُهُ، فَأَتَى نَخْلَةً فَرَقَى فِيهَا، ثُمَّ رَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَفَاهُ، ثُمَّ شَغَرَ بِرِجْلِهِ، فَإِذَا بِهِ أَجَبُّ أَمْسَحُ، مَا لَهُ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ، فَغَمَدْتُ السَّيْفَ، ثُمَّ أَتَيْتُ

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٧٧١).

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: « الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يَصْرِفُ عَنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ ».(١)

ولا منافاة بين القصتين فإن الاختلاف في بعض جزئيات القصة مرده إلى التفصيل والاختصار، وإن كان في بعض ألفاظه غرابة فهي تعود إلى الراوي.

ومارية هي بنت سمعون من أبٍ قبطي، وأم مسيحية رومية، ولدت في قرية تدعى "حقن" من صعيد مصر الواقعة على الضفة الشرقية للنيل، ثم انتقلت في مطلع شبابها مع اختها "سيرين" إلى قصر "مقوقس" عظيم القبط.

وفد حاطب بن أبي بلتعة من النبي ﷺ يحمل رسالته إلى المقوقس، وقرأ المقوقس الرسالة بعناية وتوقير، ثم التفت إلى حاطب يسأله عن النبي ﷺ، وكان يعرف أن وقت ظهور نبي آخر الزمان قد اقترب، ولكنه كان يرى أنه يخرج في أرض الشام مخرج الأنبياء، فإذا هو خرج من جزيرة العرب، وخشي على ملكه بأنه لو قبل دعوتَه لرفضه القبط، فكتب رسالة وقال فيها: "وقد أكرمت رسولك، وبعثت لك بجاريتين لهما مكان من القبط عظيم، وبكسوة، ومطية لتركبها".

فاختار النبي ﷺ لنفسه "مارية" ووهب أخته "سيرين" لشاعره حسان بن ثابت، وبنى لها دارًا بعيدًا عن المسجد، وذلك في سنة سبع من الهجرة، وقد عاد النبي ﷺ من الحديبية، وكان يطؤها بملك اليمين، وضرب عليها الحجاب، فحملت منه سنة ثمان، وولدت له إبراهيم في ذي الحجة سنة ثمان، وماتت في المحرم سنة ست عشرة، وصلّى عليها عمر، ودفنها في البقيع.

وقد أوصى النبي ﷺ بأهل مصر خيرا، كما جاء في الصحيح:

628- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ ام ابراہیم ماریہ رضی اللہ عنہا کے متعلق باتیں بہت کرنے لگے ان کے ایک چچازاد قبطی کو لے کر جو ان کے پاس آیا کرتا اور پاس میں ہی بیٹھتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "یہ تلوار لے کر جاؤ، اگر اسے اس کے پاس دیکھنا تو قتل کر دینا۔" میں

---

(١) حسن: رواه البزار (٦٣٤)، والطحاوي في شرح المعاني (٤٩٥٣)، والبخاري في التاريخ الكبير (١/ ١٧٧).

نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ مجھے بھیجتے ہیں تو میں اس گرم لوہے کی طرح ہو جاتا ہوں جسے کوئی چیز موڑ نہیں سکتی یہاں تک میں اس کام کو کر گزروں جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے، یا حاضر شخص وہ سب دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا؟ فرمایا: "بلکہ حاضر شخص وہ سب دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔" کہتے ہیں: پھر میں تلوار سے لیس ہو کر اس کے پاس گیا، تو اسے انہیں (ماریہ رضی اللہ عنہا) کے پاس دیکھا، تو میں نے تلوار کھینچ لی، جب اس نے مجھے اپنی طرف متوجہ دیکھا تو اپنے مارے جانے سے خوف زدہ ہو گیا، کھجور کے ایک درخت پر چڑھ گیا، پھر گدی کے بل اپنے آپ کو گرا دیا اور اپنی ٹانگوں کو اٹھا دیا، دیکھا تو وہ مجبوب یعنی بغیر عضو تناسل کے تھا، کم زیادہ کچھ نہیں بالکل برابر تھا، یہ دیکھ کر میں نے تلوار میان میں رکھ لی، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس اللہ کی تعریف جس نے ہم اہل بیت سے برائی کو پاک کیا۔"

دونوں قصوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ اختلاف قصے کی بعض جزئیات میں ہے جس کی بنیاد تفصیل اور اختصار پر ہے، گرچہ بعض الفاظ میں غرابت پائی جاتی ہے تو اس کا تعلق راوی سے ہے۔

اور ماریہ رضی اللہ عنہا یہ سمعون کی بیٹی ہیں جو کہ قبطی تھا اور ان کی ماں روم کی ایک عیسائی تھی، مصر کی سرزمین کے ایک گاؤں "حفن" میں پیدا ہوئیں جو دریائے نیل کی مشرقی جانب واقع ہے، پھر آپ جوانی کے شروع ایام سے ہی اپنی بہن "سیرین" کے ساتھ قبط کے حاکم مقوقس کے دربار میں منتقل کر دی گئیں۔

نبی کریم ﷺ کی طرف سے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ آپ کا خط لے کر مقوقس کے پاس آئے تھے، مقوقس نے خط کو بڑے اہتمام اور عزت سے پڑھا، پھر حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر نبی کریم ﷺ کے بارے میں سوال کیا، اور وہ جانتا تھا کہ آخری نبی کے ظہور کا وقت قریب آچکا ہے، لیکن وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ نبی انبیاء کی سرزمین ملک شام میں آئے گا، جبکہ آپ ﷺ جزیرۂ عرب میں آئے تھے، اور اسے اپنی بادشاہت پر خوف ہوا کہ اگر آپ ﷺ کی دعوت قبول کر لے تو قبطی اس کا انکار کر دیں گے، تو اس نے ایک خط لکھا کہ میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی ہے، اور آپ کے لیے دو لونڈیاں بھیجی ہیں جن کی قبطیوں میں بڑی عزت تھی اور کپڑے اور سواری کرنے کے لیے ایک سواری بھیجی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے لیے ماریہ رضی اللہ عنہا کو پسند فرمایا، اور ان کی بہن "سیرین" کو اپنے شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا، آپ ﷺ نے ماریہ رضی اللہ عنہا کے لیے مسجد سے دور ایک گھر بنوا دیا، یہ واقعہ سنہ

۷ ہجری کا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ حدیبیہ سے واپس آ گئے تھے۔ باندی ہی کے طور پر آپ ان سے مباشرت کرتے تھے، لیکن ان کو پردہ کرنے کی تلقین کر دی تھی۔ وہ آپ سے سنہ ۸ ہجری میں حمل سے ہوئیں اور ذی الحجہ سنہ ۸ ہجری میں ابراہیم رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، اور محرم سنہ ۱۶ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھا، پھر انھیں بقیع میں دفن کیا گیا، اور نبی کریم ﷺ نے اہلِ مصر کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی تلقین کی ہے جیسا کہ صحیح روایتوں میں آتا ہے۔

٦٢٩- عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ، وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا - أَوْ قَالَ: ذِمَّةً وَصِهْرًا -، فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا ».(١)

629- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جلد ہی مصر کو فتح کر لوگے اور وہ ایسی سرزمین ہے جہاں قیراط کا نام (کثرت سے) لیا جاتا ہے۔ جب تم اس زمین کو فتح کر لو تو ایک ملک کو جہاں قیراط کا راوج ہو گا وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا، کیونکہ تم پر ان کا حق ہے اور تم سے ان کا رشتہ بھی ہے۔ یا یہ کہا کہ حق اور سسرالی رشتہ داری ہے، (اس لیے کہ ہاجرہ علیہا السلام اسماعیل علیہ السلام کی ماں مصر کی تھیں اور وہ عرب کی ماں ہیں) جب تم دو شخصوں کو وہاں دیکھو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے تو وہاں سے نکل جانا۔"

(ایک روایت کے مطابق ابوذر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ربیعہ اور عبد الرحمان بن شرحبیل ایک اینٹ کی جگہ پر لڑ رہے ہیں تو ابوذر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل گئے۔)

١٩- باب ما جاء أن فاطمة سيدة نساء هذه الأمة

فاطمہ رضی اللہ عنہا اس امت کی خواتین کی سردار ہیں

٦٣٠- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ، لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي، مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا،

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٢٧-٢٥٤٣).

فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا، فَقَالَ: « مَرْحَبًا بِابْنَتِي »، ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ. فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسِّرَارِ، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ: مَا كُنْتُ أُفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِرَّهُ. قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَا حَدَّثْتِنِي مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: أَمَّا الآنَ فَنَعَمْ، أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْمَرَّةِ الأُولَى، فَأَخْبَرَنِي: « أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، وَإِنَّهُ عَارَضَهُ الآنَ مَرَّتَيْنِ، وَإِنِّي لاَ أُرَى الأَجَلَ إِلاَّ قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي، فَإِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ ». قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: « يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَرْضَيْ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الأُمَّةِ؟ ». قَالَتْ: فَضَحِكْتُ ضَحِكِي الَّذِي رَأَيْتِ.(١)

630- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تمام ازواجِ مطہرات (مرض الموت میں) آپ ﷺ کے پاس تھیں، کوئی وہاں سے کوئی ایک بھی غائب نہیں تھی، اسی دوران میں فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ اللہ کی قسم! ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب آپ ﷺ نے انھیں دیکھا تو خوش آمدید کہا اور فرمایا: "بیٹی! مرحبا!" پھر آپ ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انھیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آپ ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب

---

(١) **متفق عليه:** رواه البخاري (٦٢٨٦، ٦٢٨٥)، ومسلم (٢٤٥٠-٩٨).

آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں۔ انھوں نے کہا کہ اب بتا سکتی ہوں، چنانچہ انھوں نے مجھے بتایا کہ جب آپ ﷺ نے مجھ سے پہلی مرتبہ سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا: "جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انھوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے، اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا، کیونکہ میں تمھارے لیے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں۔"

بیان کیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آپ ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ ﷺ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا: "فاطمہ بیٹی! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی، یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہو گی۔"

٦٣١- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: مَرِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ، فَأَكَبَّتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَارَّهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَيْهِ، فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ سَأَلْتُهَا، فَقَالَتْ: لَمَّا أَكْبَبْتُ عَلَيْهِ أَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ ذَلِكَ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَكْبَبْتُ عَلَيْهِ، فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَسْرَعُ أَهْلِهِ بِهِ لُحُوقًا، وَأَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَضَحِكْتُ. (١)

631- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جھکیں، آپ ﷺ نے ان سے سرگوشی کی تو یہ رونے لگیں، پھر وہ دوسری دفعہ آپ ﷺ کی طرف جھکیں، پھر آپ ﷺ نے ان سے سرگوشی کی تو یہ ہنسنے لگیں، جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی، تو میں نے ان سے پوچھا، تو انھوں نے کہا کہ جب میں پہلی بار آپ ﷺ کی طرف جھکی تھی اس وقت آپ ﷺ نے مجھے اپنی موت کی خبر دی تھی، تو میں رونے لگی، پھر جب میں آپ ﷺ کی طرف دوسری مرتبہ جھکی تو مجھے یہ بتلایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں ہی

---

(١) حسن: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٣٠٨، ٨٤٥٩)، وابن شاهين في "جزء فضائل فاطمة" (٤، ٥).

آپ ﷺ سے ملوں گی، اور یہ کہ میں اہلِ جنت کی خواتین کی سردار ہوں سوائے مریم بنت عمران کے، تو میں نے سر اٹھایا اور ہنسنے لگی۔

٦٣٢- عَن أُمِّ سَلَمَةَ ﵂ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَعَا فَاطِمَةَ، فَنَاجَاهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ﵂: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا، فَقَالَتْ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يَمُوتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنِّي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ، فَضَحِكْتُ. (١)

632- ام المومنین ام سلمہ ﵂ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ ﵂ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں، پھر دوبارہ آپ ﷺ نے ان سے بات کی تو وہ ہنسنے لگیں، جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ بتایا کہ آپ عنقریب وفات پا جائیں گے، تو میں رو پڑی، پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ میں مریم بنت عمران کو چھوڑ کر اہلِ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوں گی، تو میں ہنسنے لگی۔

٢٠- باب ما جاء أن فاطمة بنت محمد ﷺ يريبه ما أرابها ويؤذيه ما آذاها

فاطمہ بنت محمد ﷺ آپ کا ایک ٹکڑا ہیں، جو انھیں پریشان کرے اس نے آپ ﷺ کو پریشان کیا اور جس سے انھیں تکلیف دی اس سے آپ ﷺ کو تکلیف دی

٦٣٣- عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﵁، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: «إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلاَ آذَنُ، ثُمَّ لاَ آذَنُ، ثُمَّ لاَ آذَنُ، إِلاَّ أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا». (٢)

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٨٩٣، ٣٨٧٣)، والنسائي في الكبرى (٨٤٦٠)، وابن أبي عاصم في "الآحاد" (٢٩٦٤).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٢٣٠)، ومسلم (٢٤٤٩-٣٩) واللفظ للبخاري.

وفي لفظ له (٣٧١٤): « فاطمة بضعة مني، فمن أغضبها أغضبني ».

633- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر فرمارہے تھے کہ ہشام بن مغیرہ کے خاندان نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے لیکن میں انھیں ہر گز اجازت نہیں دوں گا، یقیناً میں اس کی اجازت نہیں دوں گا، ہر گز میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ البتہ اگر علی بن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہیں (تو میں اس میں رکاوٹ نہیں بنوں گا) کیونکہ وہ (فاطمہ رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے جو چیز اسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے بھی کرتی ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

اور صحیح بخاری ہی کی ایک روایت (۳۷۱۴) کے الفاظ ہیں: "فاطمہ میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے جو اسے غصہ دلائے گا وہ مجھے غصہ دلائے گا۔"

٦٣٤- عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لاَ تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ.

قَالَ الْمِسْوَرُ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: « أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَفْتِنُوهَا، وَإِنَّهَا وَاللَّهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا ». قَالَ: فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ. (١)

634- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ خبر سنی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کی: آپ کی قوم (بنو ہاشم) کے لوگ کہتے ہیں کہ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٢٩)، ومسلم (٢٤٤٩-٩٦) واللفظ لمسلم.

آپ اپنی بیٹیوں کے لیے غصہ نہیں ہوتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں جو ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں؟

مسور رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھا، پھر فرمایا: "میں نے اپنی لڑکی کا نکاح (زینب کا) ابو العاص بن ربیع سے کیا اس نے جو بات مجھ سے کہی سچ کہی، اور فاطمہ، محمد کی بیٹی، میرے گوشت کا ٹکڑا ہے اور مجھے برا لگتا ہے کہ لوگ اسے آزمائش میں ڈالیں اور اللہ کی قسم! رسول اللہ کی لڑکی اور عدو اللہ (اللہ کے دشمن) کی لڑکی دونوں ایک مرد کے پاس جمع نہ ہوں گی۔" یہ سن کر علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیا۔

٦٣٥- عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ﷺ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ ﷺ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ، فَقَالَ: « إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا ».

قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فأحسن، قَالَ: « حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَأَوفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلاَلاً وَلاَ أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لاَ تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ مكاناً واحداً أَبَدًا ».(١)

635- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ لوگوں کو اپنے منبر پر خطبہ دے رہے تھے اور ان دنوں میں بالغ ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاطمہ میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ اس کے دین کے معاملے میں آزمائش میں ڈالا جائے گا۔"

پھر اپنے ایک داماد کا بیان کیا جو عبد شمس کی اولاد میں سے، اور ان کے ساتھ اچھی قرابت داری کی تعریف کی اور اچھی تعریف کی، فرمایا: "انھوں نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچ کہی اور جو وعدہ کیا وہ پورا کیا اور میں کسی حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ جمع نہ ہوں گی۔"

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣١١٠)، ومسلم (٢٤٤٩-٩٥). وهذا لفظ مسلم، ولفظ البخاري نحوه.

٦٣٦- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَلِيًّا ﷺ ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: « إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا، وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا ».(١)

636- حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کا تذکرہ کیا (شادی کے لیے)، یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا حصہ ہے، جو اسے تکلیف ہو گی وہ مجھے ہو گی اور جس سے اسے مشقت ہو گی اس سے مجھے بھی ہو گی۔

٢١- باب ما جاء في أخبار فاطمة

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مزید خبریں

٦٣٧- عَنِ علي بن أبي طالب ﷺ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجْت فَاطِمَة رضي الله عنها، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي. قَالَ: « أَعْطِهَا شَيْئًا ». قُلْتُ: مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ. قَالَ: « فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ ». قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي. قَالَ: « فَأَعْطِهَا إِيَّاهُ ».(٢)

637- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انھوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری رخصتی کر دیجیے، آپ ﷺ نے کہا: "اسے کچھ دے دو۔" میں نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ پوچھا: "تمھاری وہ حطمی زرہ کہاں ہے؟" میں نے کہا: یہ میرے پاس ہے۔ فرمایا: "وہی اسے دے دو۔"

٢٢- باب أخبار رقية بنت رسول الله ﷺ

رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں

٦٣٨- عَن أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍ بَعَثَ بَشِيرَيْنِ إِلَى أَهْلِ مَدِينَةٍ، بَعَثَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَى أَهْلِ السَّافِلَةِ، وَبَعَثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى أَهْلِ الْعَالِيَةِ يُبَشِّرُونَهُمْ بِفَتْحِ اللَّهِ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ، فَوَافَقَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ ابْنَهُ

(١) صحيح: رواه الترمذي (٣٨٦٩)، وأحمد (١٦١٢٣)، والطبراني في الكبير (٢٢/٤٠٥)
(٢) صحيح: رواه النسائي (٣٣٧٥)، والبيهقي (٧/٢٥٢).

أُسَامَةَ حِينَ سَوَّى التُّرَابَ عَلَى رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (١)

638- حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر سے فارغ ہوئے تو دو لوگوں کو خوشخبری دینے کے لیے مدینہ بھیجا: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو وادی میں رہنے والوں کے پاس بھیجا اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو عوالی میں رہنے والوں کے پاس بھیجا، جو یہ خوشخبری دینے گئے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عطا کر دی ہے، تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس وقت پہنچے جبکہ ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ مٹی ڈال کر رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر برابر کر رہے ہیں۔

٢٣- باب أخبار زينب بنت رسول الله ﷺ

زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں

٦٣٩- عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصَارِيَّةِ رضي الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ: « اِغْسِلْنَهَا ثَلاَثًا، أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي ». قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ، فَقَالَ: « أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ ». تَعْنِي بِحَقْوِهِ: إِزَارَهُ.

وفي رواية: "لما ماتت زينب بنت رسول الله ﷺ ...". (٢)

ورواه مسلم (٩٣٩:٤٠) من طريق آخرعن أم عطية قالت: لما ماتت زينب بنت رسول الله ﷺ ... ".

639- حضرت ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فرمایا: "تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ دے سکتی ہو۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے ملا لو اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کر لینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے خبر دے دینا۔" چنانچہ ہم نے جب غسل دے لیا تو

---

(١) **حسن**: رواه الحاكم (٣/٢١٧-٢١٨) م.

(٢) **متفق عليه**: رواه مالك (٢) والبخاري (١٢٥٣)، ومسلم (٩٣٩/٨٣).

آپ ﷺ کو خبر دے دی۔ آپ ﷺ نے ہمیں اپنا ازار دیا اور فرمایا: "اسے ان کی قمیص بنا دو۔" آپ ﷺ کی مراد اپنے ازار سے تھی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی ... الخ۔

اور امام مسلم رحمہ اللہ (۹۳۹:۴۰) نے اسے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی .... الخ۔

***

جموع ما جاء في فضائل بقية الصحابيات وأخبارهن

باقی صحابیات کے جملہ فضائل

١- باب ما جاء في أخبار أسماء بنت أبي بكر

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے بارے میں

٦٤٠- عَنْ أَسْمَاءَ رضي الله عنها، قَالَتْ: صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَتْ: فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلاَ لِسِقَائِهِ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهِ، فَقُلْتُ لأَبِي بَكْرٍ: وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُ بِهِ إِلاَّ نِطَاقِي. قَالَ: فَشُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ، فَارْبِطِيهِ، بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ وَبِالآخَرِ السُّفْرَةَ، فَفَعَلْتُ.

فَلِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ. (١)

640- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے (والد ماجد) ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر آپ ﷺ کے لیے سفری کھانا تیار کیا تھا۔ انھوں نے بیان کیا کہ جب آپ کے توشہ دان اور پانی کو باندھنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی تو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بجز میرے کمر بند کے اور کوئی چیز اسے باندھنے کے لیے نہیں ہے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ پھر اسی کے دو حصے کر لو۔ ایک سے پانی کے ظرف کو باندھو اور دوسرے سے توشہ دان کو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

اور اسی وجہ سے ان کا نام "ذات النطاقین" (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا۔

٢- باب فضيلة جمرة بنت عبدالله اليربوعية

جمرہ بنت عبد اللہ یربوعیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

٦٤١- عن جَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ الْيَرْبُوعِيَّةِ رضي الله عنها، قَالَتْ: ذَهَبَ بِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

---

(١) صحيح: رواه البخاري (٢٩٧٩).

بَعْدَ مَا رُدَّتِ الْإِبِلُ عَلَى أَبِي، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ لِبِنْتِي هَذِهِ بِالْبَرَكَةِ، قَالَتْ: فَأَجْلَسَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي، فَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ.(١)

641- حضرت جمرہ بنت عبد اللہ یربوعیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب میرے والد کے اونٹوں کو واپس کر دیا گیا تو وہ مجھے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری اس بیٹی کے لیے برکت کی دعا فرما دیں، کہتی ہیں: پھر مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنی گود میں بٹھایا اور اپنے ہاتھ کو میرے سر پر پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

٣- باب في أخبار خالدة بنت الأسود القرشية

خالدہ بنت اسود قرشیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٤٢- عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: « مَنْ هَذِهِ؟». فَقَالُوا: أُمُّ خَالِدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ ».(٢)

642- ام خالد بنت ابی اسود رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے پوچھا: "یہ کون ہے؟" لوگوں نے بتایا: یہ ام خالد بنت اسود بن عبد یغوث ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا شکر ہے جو مردوں سے زندوں کو نکالتا ہے۔" یعنی کافر سے مومن کو۔

٤- باب ما جاء في أخبار خولة بنت ثعلبة

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٤٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، لَقَدْ جَاءَتْ خَوْلَةُ بنت ثعلبة رضي الله عنها إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَشْكُو زَوْجَهَا، فَكَانَ يَخْفَى عَلَيَّ كَلَامُهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِى تُجَٰدِلُكَ فِى زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىٓ

---

(١) حسن: رواه أبو يعلىٰ في مسنده كما في المطالب العالية (٢٨٢٤)، والطبراني في المعجم الكبير (٢٤/ ٢١٠).

(٢) حسن: رواه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (٣٣٦٨)، والطبراني في الكبير (٢٥/ ٩٥)

إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسۡمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعُۢ بَصِيرٌ ﴾ الآيَةَ. [المجادلة:١]. (١)

643- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے سزاوار ہیں جو ہر آواز سنتا ہے، خولہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپنے شوہر کی شکایت کرنے لگیں (کہ انھوں نے ان سے ظہار کر لیا ہے) ان کی باتیں مجھے سنائی نہ پڑ رہی تھیں، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری:

﴿ قَدۡ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوۡلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوۡجِهَا وَتَشۡتَكِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسۡمَعُ تَحَاوُرَكُمَآۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعُۢ بَصِيرٌ ﴾ [المجادلة:١].

(جس سے ہم سبھی کو معلوم ہو گیا کہ کیا باتیں ہو رہی تھیں)۔

٦٤٤- عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: فِيَّ -وَاللهِ- وَفِي أَوْسِ بْنِ صَامِتٍ أَنْزَلَ اللهُ عز وجل صَدْرَ سُورَةِ الْمُجَادَلَةِ، قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَهُ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ سَاءَ خُلُقُهُ وَضَجِرَ، قَالَتْ: فَدَخَلَ عَلَيَّ يَوْمًا، فَرَاجَعْتُهُ بِشَيْءٍ، فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي. قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ، فَجَلَسَ فِي نَادِي قَوْمِهِ سَاعَةً، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ، فَإِذَا هُوَ يُرِيدُنِي عَلَى نَفْسِي. قَالَتْ: فَقُلْتُ: كَلَّا، وَالَّذِي نَفْسُ خُوَيْلَةَ بِيَدِهِ، لَا تَخْلُصُ إِلَيَّ، وَقَدْ قُلْتَ مَا قُلْتَ، حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ وَرَسُولُهُ فِينَا بِحُكْمِهِ. قَالَتْ: فَوَاثَبَنِي وَامْتَنَعْتُ مِنْهُ، فَغَلَبْتُهُ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْأَةُ الشَّيْخَ الضَّعِيفَ، فَأَلْقَيْتُهُ عَنِّي. قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى بَعْضِ جَارَاتِي، فَاسْتَعَرْتُ مِنْهَا ثِيَابَهَا، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَكَرْتُ لَهُ مَا لَقِيتُ مِنْهُ، فَجَعَلْتُ أَشْكُو إِلَيْهِ ﷺ مَا أَلْقَى مِنْ سُوءِ خُلُقِهِ، قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « يَا خُوَيْلَةُ، ابْنُ عَمِّكِ شَيْخٌ كَبِيرٌ، فَاتَّقِي اللهَ فِيهِ ». قَالَتْ: فَوَاللهِ مَا بَرِحْتُ حَتَّى نَزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ، فَتَغَشَّى رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا كَانَ يَتَغَشَّاهُ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ لِي: « يَا خُوَيْلَةُ، قَدْ أَنْزَلَ اللهُ فِيكِ وَفِي صَاحِبِكِ ». ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ: ﴿قَدۡ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوۡلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوۡجِهَا

(١) صحيح: رواه النسائي (٣٤٦٠)، وابن ماجه (١٨٨) (٢٠٦٣)، وأحمد (٢٤١٩٥)، والحاكم (٢/ ٤٨١).

وَتَشْتَكِي إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [المجادلة: ١- ٤] فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: « مُرِيهِ، فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً ». قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عِنْدَهُ مَا يُعْتِقُ، قَالَ: « فَلْيَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ». قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيرٌ، مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ. قَالَ: « فَلْيُطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ ». قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا ذَاكَ عِنْدَهُ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « فإنا سنعينه بعرق من تمر »، قالت: فقلت: وأنا يا رسول الله، سأعينه بعرق آخر، قال: « قد أصبت وأحسنت »، فاذهبي، فتصدقي عنه، ثم استوصي بابن عمك خيراً قالت: ففعلت.

قال عبد الله: قال أبي: قال سعد: العرق : الصن. (١)

644- حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالی نے سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیتیں میرے اور اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل کی ہیں، کہتی ہیں: میں ان کے ساتھ تھی، وہ بوڑھے ہو چکے تھے جس سے وہ کچھ چڑچڑے اور بدزبان ہو گئے تھے، کہتی ہیں: ایک دن وہ میرے پاس آئے تو کسی چیز کے تعلق سے میں نے بحث کر لی، وہ غصہ ہو گئے اور کہا: تم میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہو، کہتی ہیں: پھر یہ کہہ کر نکل گئے، پھر قوم کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھے، پھر میرے پاس آئے اور مجھ سے مباشرت کرنا چاہی، تو میں نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں خویلہ کی جان ہے، تم میرے پاس بالکل نہیں آسکتے، حالانکہ تم نے میرے بارے میں کیا کیا کہہ ڈالا ہے، یہاں تک کہ ہمارے بارے میں اللہ اور اس کے رسول اپنا فیصلہ نہ سنا دیں۔ کہتی ہیں: انھوں نے مجھ سے زبردستی کی لیکن میں روکتی رہی اور ان پر غالب آگئی جیسے کوئی عورت ایک بوڑھے شخص پر غالب آجاتی ہے اور میں نے انھیں اپنے اوپر سے ہٹا دیا، کہتی ہیں: پھر میں بعض اپنی پڑوسنوں کے پاس چلی گئی اور ان سے کچھ کپڑے عاریتاً لیے، پھر وہاں سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور

---

(١) حسن: رواه أحمد (٢٧٣١٩) - واللفظ له- ، وأبو داود (٢٢١٤ ، ٢٢١٥)، وابن الجارود (٧٤٦).

آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئی اور جو کچھ میرے ساتھ ہوا تھا اسے آپ ﷺ سے بیان کر ڈالا، اور ان (شوہر) کی بد خلقی سے جو مجھے تکلیف ہوئی تھی ان سب کی شکایت کر دی، کہتی ہیں: تو رسول اللہ ﷺ کہنے لگے: "اے خولہ! تمھارے چچازاد ہیں، بوڑھے ہیں، ان کے تعلق سے اللہ سے ڈرو۔" کہتی ہیں: اللہ کی قسم! میں وہیں بیٹھی رہی یہاں تک کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو وحی نے ڈھانپ لیا، پھر وہ کیفیت ختم ہوئی تو مجھ سے فرمایا: "اے خولہ! اللہ تعالی نے تمھارے اور تمھارے شوہر کے بارے میں وحی اتاری ہے۔" پھر آپ ﷺ نے مجھ پر تلاوت کی: ﴿قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِى تُجَٰدِلُكَ فِى زَوْجِهَا وَتَشْتَكِىٓ إِلَى ٱللَّهِ وَٱللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ﴾ اس قول تک: ﴿وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [المجادلة: ١-٤].

پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "انھیں حکم دو کہ ایک غلام آزاد کریں۔" میں نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ان کے پاس غلام آزاد کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: "دو مہینے لگاتار روزے رکھیں۔" میں نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! وہ بوڑھے ہیں، روزے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ فرمایا: "ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق کھجور کھلائیں۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! یہ بھی ان کے پاس میسر نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں عنقریب ان کی مدد ایک ٹوکرا کھجور سے کروں گا۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی ایک ٹوکرا کھجور سے ان کی مدد کروں گی۔ فرمایا: "تم نے صحیح کہا اور اچھا کیا، جاؤ اور ان کی طرف سے صدقہ کرو، اور اپنے چچازاد (شوہر) کے ساتھ نیک سلوک کرو۔" کہتی ہیں کہ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔

عبد اللہ نے کہا: میرے والد نے کہا کہ سعد نے کہا: عرق سے مراد ٹوکرا ہے۔

٥- باب ما جاء في فضل سعيرة أم زفر

سعیرہ ام زفر رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

٦٤٥- عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَلاَ أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ لِي. قَالَ: « إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ

شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ ». فَقَالَتْ: أَصْبِرُ. فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا. (١)

وأخرجه البخاري من طريق أخرى، عن ابن جريج، أخبرني عطاء: "أنه رأى أم زفر تلك المرأة الطويلة السوداء على ستر الكعبة". هذا هو الصحيح أن هذه المرأة الحبشية السوداء الطويلة تكنى بأم زفر، هكذا رواه الثقات عن عطاء. واسمها سُعيرة.

645- عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تمھیں میں ایک جنتی عورت نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کی کہ ضرور دکھائیں، انھوں نے کہا کہ ایک سیاہ فام عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو صبر کر، تجھے اس کے عوض جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔" اس نے عرض کی کہ میں صبر کروں گی، پھر اس نے عرض کی کہ مرگی کے دورے کے دوران میں میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کر دیں کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ایک دوسری سند ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ عطاء نے خبر دی کہ انھوں نے کالی لمبی خاتون ام زفر رضی اللہ عنہا کو کعبے کے پردے پر دیکھا ہے۔ یہی صحیح ہے کہ یہی لمبی کالی حبشی خاتون ام زفر رضی اللہ عنہا تھیں، اسی طرح ثقہ راویوں نے عطاء سے روایت کیا ہے اور ان کا نام سُعیرہ ہے۔

٦- باب في أخبار هند بنت عتبة بن ربيعة زوجة أبي سفيان بن حرب

ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٤٦- عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ، - شَكَّ يَحْيَى - ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ خِبَاءٍ أَحَبَّ

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٥٦٥٢)، ومسلم (٢٥٧٦).

إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ خِبَائِكَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ». قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ؟ قَالَ: « لاَ، إِلاَّ بِالْمَعْرُوفِ ». (١)

646- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا (معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ساری زمین پر جتنے خیمے والے ہیں (یعنی عرب لوگ جو اکثر ڈیروں اور خیموں میں رہا کرتے تھے) ان میں کسی کا ذلیل وخوار ہونا مجھ کو اتنا پسند نہیں تھا جتنا آپ کا۔ یحییٰ بن بکیر راوی کو شک ہے (کہ ڈیرے کا لفظ بہ صیغہ مفرد کہا یا بہ صیغہ جمع) لیکن اب میرا حال یہ ہے کہ کوئی بھی اہلِ خیمہ مجھے اس قدر پسند نہیں جس قدر آپ کا ڈیرہ مجھے محبوب ہے (یعنی اب میں آپ کی اور مسلمانوں کی سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! تیری فداکاری میں مزید اضافہ ہو گا۔" پھر ہند رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! ابو سفیان تو ایک بخیل آدمی ہیں، مجھ پر گناہ تو نہیں ہو گا اگر میں اس کے مال میں سے اپنے بال بچوں کو کھلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اگر تم دستور کے موافق خرچ کرو۔"

٧- باب ما جاء في أخبار أم أيمن

ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٤٧- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا. فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالاَ لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ. فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لاَ أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ، فَجَعَلاَ يَبْكِيانِ مَعَهَا. (٢)

647- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٦٦٤١)، ومسلم (١٧١٤) ك.

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٤٥٤).

نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے ساتھ اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لیے چلو، ہم ان سے مل آئیں، جیسے رسول اللہ ﷺ ان سے ملنے جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں، دونوں صاحبوں نے کہا تم کیوں روتی ہو؟ جو اللہ جل جلالہ کے پاس ہے اس کے رسول ﷺ کے لیے وہ بہتر ہے۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس لیے نہیں روتی کہ یہ بات نہیں جانتی ہوں، لیکن میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے یہ بات کہہ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی رُلا دیا، وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

٦٤٨- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ، قَالَ: فَلاَ أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا، أَوْ لَمْ يُرِدْهُ، فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ، وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ.(١)

وأم أيمن قيل: اسمها بركة بنت ثعلبة مولاة النبي ﷺ وحاضنته.

648- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا، وہ ایک برتن میں مشروب لائیں، کہا: تو مجھے معلوم نہیں انھوں نے اچانک روزے کی حالت میں آپ ﷺ کو (وہ مشروب) پکڑا دیا تھا یا آپ ﷺ اسے پینا نہیں چاہتے تھے، تو وہ آپ کے سامنے زور زور سے بولنے اور غصے کا اظہار کرنے لگیں (جس طرح ایک ماں کرتی ہے)۔

کہا جاتا ہے: اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکت بنت ثعلبہ ہے جو نبی کریم ﷺ کی باندی اور آیا تھیں۔

٨- باب ما جاء في أم حرام بنت ملحان الأنصارية

ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٤٩- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إذا ذهب إلى قباء يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٥٣).

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يومًا ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ، مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلُ الْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ ». قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ، غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ ». كَمَا قَالَ فِي الأَوَّلِ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: « أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ ». فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ.(١)

وزاد مسلم من وجه آخر بعد قوله: « **أنت من الأولين** ». قال: "فتزوجها عبادة ابن الصامت بعد، فغزا في البحر فحملها معه، فلما أن جاءت قربت لها بغلة فركبتها فصرعتها فاندقت عنقها".

649- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء جاتے تو اُم حرام رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا کرتی تھیں۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں، ایک دن رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس گئے اور انھوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ فراغت کے بعد وہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے جوئیں نکالنے لگیں، اسی دوران میں آپ ﷺ سو گئے، جب بیدار ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لیے سمندر کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ اپنے تختوں پر ہوتے ہیں یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر براجمان ہیں۔" انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ دعا

---

(١) **متفق عليه**: رواه مالك (٣٩) والبخاري (٢٧٨٩، ٢٧٨٨)، ومسلم (١٩١٢: ١٦٠).

فرمایئے کہ اللہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرما دی۔ پھر آپ ﷺ اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ اس مرتبہ بھی جب آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں جنگ لڑنے کے لیے جا رہے ہیں۔" جیسا کہ پہلی مرتبہ فرمایا، اُم حرام نے کہا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ! مجھے ان لوگوں میں کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم پہلی فوج میں شامل ہو گی۔"

راوی نے کہا: چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا، پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور اسی حادثے میں ان کی وفات ہو گئی۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے "تم پہلی فوج میں شامل ہو گی۔" جملے کے بعد اضافہ کیا ہے کہ راوی نے کہا: اس کے بعد ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی، انھوں نے سمندر کے راستے جہاد کیا اور انھیں بھی ساتھ لے گئے، جب یہ وہاں پہنچیں تو ایک خچر کو سوار ہونے کے لیے ان کے قریب کیا گیا جس پر یہ سوار ہوئیں، پھر اس نے انھیں گرا دیا جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی (اور اس طرح انھوں نے شہادت پائی)۔

٦٥٠- عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، قَالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ. فَقُلْتُ: مَا أَضْحَكَكَ؟ قَالَ: « أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الأَخْضَرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ ». قَالَتْ: فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ، فَفَعَلَ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: مِثْلَ قَوْلِهَا، فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا. فَقَالَتِ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَقَالَ: « أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ ». فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ فَنَزَلُوا الشَّامَ، فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا، فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ. (١)

650- حضرت اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے قریب ہی

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٧٩٩، ٢٨٠٠)، ومسلم (١٩١٢: ١٦١).

سو گئے۔ پھر جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے، میں عرض کی کہ آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: "میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو اس سبز سمندر پر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کی: پھر آپ میرے لیے بھی دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر دوبارہ آپ ﷺ سو گئے اور پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی کیا (بیدار ہوتے ہوئے مسکرائے) اُم حرام رضی اللہ عنہا نے پہلے ہی کی طرح اس مرتبہ بھی عرض کی اور آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ ہی کی طرح جواب دیا۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم پہلے لشکر کے ساتھ ہو گی۔" چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پہلے بحری بیڑے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئیں، غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لشکر اترا تو اُم حرام رضی اللہ عنہا کے قریب ایک سواری لائی گئی تاکہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن جانور نے انھیں گرا دیا اور اسی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

٩- باب ما جاء في أم الربيع بنت البراء

ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٥١- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ، جَرَحَتْ إِنْسَانًا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « الْقِصَاصَ الْقِصَاصَ ». فَقَالَتْ أُمُّ الرَّبِيعِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلاَنَةَ؟ وَاللَّهِ لاَ يُقْتَصُّ مِنْهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « سُبْحَانَ اللَّهِ، يَا أُمَّ الرَّبِيعِ الْقِصَاصُ فِي كِتَابِ اللَّهِ ». قَالَتْ: لاَ، وَاللَّهِ لاَ يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا. قَالَ: فَمَا زَالَتْ حَتَّى قَبِلُوا الدِّيَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لأَبَرَّهُ ».(١)

هكذا رواه مسلم بأن القصة وقعت لأخت الربيع فذهب بعض أهل العلم بأن القصة وقعت للربيع لا لأختها. والحالفة في هذه القصة هي أم الربيع، وفي رواية

(١) صحيح: رواه مسلم (١٦٧٥).

البخاري الحالف هو أنس بن النضر فذهب بعض أهل العلم إلى أنهما قصتان صحيحتان.

651- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام حارثہ رضی اللہ عنہا ربیع کی بہن نے (جو انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں) ایک آدمی کو زخمی کیا۔ (اس کا دانت توڑ ڈالا) پھر وہ اس مقدمے کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قصاص لیا جائے گا۔ قصاص لیا جائے گا۔" ام ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا فلانے سے قصاص لیا جائے گا؟ (یعنی ام حارثہ سے) اللہ کی قسم! اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سبحان اللہ! اے ام ربیع! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم کرتی ہے۔" ام ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ پھر اُم ربیع رضی اللہ عنہا مسلسل اسی بات پر (ڈٹی) رہیں، یہاں تک کہ جس کا دانت ٹوٹا تھا اس کے کنبے والے دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اس کے بھروسے پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کو سچا دیتا ہے۔"

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی طرح روایت کیا ہے کہ واقعہ ربیع رحمہ اللہ کی بہن کے ساتھ پیش آیا ہے، جبکہ بعض اہلِ علم کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ خود ربیع رحمہ اللہ کے ساتھ پیش آیا ہے نہ کہ ان کی بہن کے ساتھ۔ اور اس قصے میں قسم کھانے والی ربیع رحمہ اللہ کی ماں ہیں، جبکہ بخاری کی روایت میں ہے کہ قسم کھانے والے انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہیں، اسی لیے بعض اہلِ علم کہتے ہیں کہ یہ دو قصے ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔

١٠- باب ما جاء في فضائل أم سُليم وأخبارها

ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

هي أم سليم بنت ملحان أم أنس بن مالك، أسلمت مع السابقين إلى الإسلام من الأنصار، فغضب مالك بن النضر، وقد ولدت له أنس بن مالك قبل الإسلام، فخرج مالك إلى الشام فمات بها، فتزوجت بعده أبا طلحة، وقصة زواجه أن أبا طلحة خطب أم سليم – يعني قبل أن يسلم – فقالت: يا أبا طلحة، ألست تعلم أن إلهك الذي تعبد نبت من الأرض؟ قال: بلى، قالت: أفلا تستحي تعبد شجرة إن أسلمت فإني لا أريد منك صداقا غيره، قال: حتى أنظر في أمري، فذهب، ثم جاء فقال:

أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، فقالت: يا أنس زوِّج أبا طلحة، فزوجها. الإصابة (١٤/ ٣٩٥).

یہ اُم سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں، اسلام لانے میں یہ انصاری عورتوں میں سابقین میں آتی ہیں، اسلام لانے سے ان کے شوہر مالک بن نضر ان سے غصہ تھے، اسلام لانے سے پہلے ہی انھوں نے ان سے انس بن مالک کو جنم دیا تھا، مالک بن نضر ملک شام چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد انھوں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے ہی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو پیغام دیا تو انھوں نے کہا: اے ابو طلحہ! کیا تمھیں یہ نہیں پتا کہ تم اپنے جس معبود کی پوجا کرتے ہو وہ زمین سے اگا ہے؟ کہا: بالکل، کہا: کیا تم کو ایک درخت کی عبادت کرنے میں شرم نہیں آتی؟ اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تم سے مہر کا مطالبہ نہیں کروں گی۔ پھر انھوں نے کہا: ٹھیک ہے، میں غور کر رہا ہوں، یہ کہہ کر وہ چلے گئے، پھر واپس آکر اعلان کیا: أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمد رسول الله، تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فوراً کہا: اے انس! تم میری شادی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کر دو۔ چنانچہ انھوں نے ان کی شادی ان سے کر دی۔

٦٥٢- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْخُلُ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ، إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِ، إِلَّا أُمِّ سُلَيْمٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا، فَقِيلَ لَهُ فِي ذلك، فَقَالَ: « إِنِّي أَرْحَمُهَا، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي ».(١)

قوله: "**إلا أم سليم**" هذا حسب علمه ﷺ وإلا فقد ثبت في الصحيح أنه كان يدخل على النساء الأخريات مثل أم حرام بنت ملحان كما في الصحيحين.

652- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اپنی بیویوں کے سوا اور کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جایا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: "مجھے ان پر رحم آتا ہے کہ ان کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ ایک غزوے میں شہید کر دیا گیا۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٨٤٤)، ومسلم (٢٤٥٥).

الفاظِ حدیث: "سوائے ام سلیم کے" یہ انھوں نے اپنے علم کے اعتبار سے کہا ہے، ورنہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے علاوہ بھی دوسری خواتین کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔ جیسا کہ صحیحین میں ہے۔

٦٥٣- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « أُرِيتُ الْجَنَّةَ، فَرَأَيْتُ امْرَأَةَ أَبِي طَلْحَةَ، ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً أَمَامِي، فَإِذَا بِلاَلٌ ».(١)

امرأة أبي طلحة: هي أم سليم.

653- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے (خواب میں) جنت دکھلائی گئی تو میں نے وہاں ابو طلحہ کی بی بی (ام سلیم) کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے چلنے کی آواز سنی، دیکھا تو وہ بلال تھے۔"

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام ام سلیم رضی اللہ عنہا ہے۔

٦٥٤- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ».(٢)

654- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں جنت میں گیا وہاں میں نے آہٹ پائی (کسی کے چلنے کی آواز سنی) میں نے پوچھا: کون ہے؟ تو اہلِ جنت نے کہا: غمیصاء بنت ملحان (جن کی کنیت ام سلیم ہے) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔"

٦٥٥- عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا، فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نَطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ، فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا؟ ». قَالَتْ: عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي.(٣)

655- حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے۔ وہ آپ ﷺ کے لیے ملائم چمڑے کا ایک ٹکڑا (بستر پر) بچھا دیتیں اور

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٤٥٧)

(٢) صحيح: رواه مسلم (٢٤٥٦)

(٣) صحيح: رواه مسلم (٢٣٣٢:٨٥)

آپ ﷺ اس پر قیلولہ فرماتے اور آپ ﷺ کو پسینہ بہت آتا تھا، تو ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا پسینہ اکٹھا کرتیں، اَور خوشبو اور شیشیوں میں ملا دیتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟" انھوں نے کہا: آپ کا پسینہ ہے جس کو میں (خوشبو بڑھانے کے لیے) اپنی خوشبو میں ملاؤں گی۔

٦٥٦- عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ سُلَيْمٍ، فَتُتْحِفُهُ بِالشَّيْءِ تَصْنَعُهُ لَهُ. (١)

656- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی زیارت کرتے تھے تو وہ اپنے ہاتھ سے بنا کر آپ ﷺ کے لیے ہدیہ بھیجتی تھیں۔

١١- باب ما جاء في أم هانيء بنت أبي طالب

ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٥٧- عن أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قالت: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: « مَنْ هَذِهِ؟ ». فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ. فَقَالَ: « مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ ». فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلاً قَدْ أَجَرْتُهُ -فُلاَنَ بْنَ هُبَيْرَةَ-. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ ». قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: وَذَاكَ ضُحًى. (٢)

657- ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے موقعے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں اس وقت آئی کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کیے ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: "یہ کون عورت ہے؟" میں نے بتایا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ام ہانی کو خوش آمدید

---

(١) **حسن**: رواه ابن سعد في الطبقات (٨/٤٢٧).

(٢) **متفق عليه**: رواه مالك (٢٨) والبخاري (٣٥٧)، ومسلم (٣٣٦/٨٢).

ہو۔" پھر جب آپ ﷺ نہانے سے فارغ ہو گئے تو اٹھے اور، ایک ہی کپڑے کو اپنے گرد لپیٹ کر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! میری ماں کے بیٹے (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص یعنی فلاں بن ہبیرہ کو ضرور قتل کرے گا، حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اُم ہانی! جسے تم نے پناہ دے دی، ہم نے بھی اسے پناہ دی۔" ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔

١٢- باب ما جاء في أم ورقة بنت نوفل

اُم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا کے بارے میں

٦٥٨- عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا، قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ، أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً. قَالَ: « قِرِّي فِي بَيْتِكِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ ».

قَالَ: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ. قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا فَأَذِنَ لَهَا، قَالَ: وَكَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا لَهَا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ، أَوْ مَنْ رَآهُمَا فَلْيَجِئْ بِهِمَا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ.

وفي رواية: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا فِي بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَهَا مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَهَا، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا. (١)

658- حضرت اُم ورقہ بنت عبداللہ بن نوفل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب غزوۂ بدر میں جانے لگے تو میں نے آپ سے کہا: اللہ کے رسول! اپنے ساتھ مجھے بھی جہاد میں چلنے کی اجازت دیجیے، میں آپ کے بیماروں کا علاج معالجہ اور خدمت کروں گی، شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو، اللہ تمھیں شہادت نصیب کرے گا۔" راوی کہتے ہیں:

---

(١) حسن: رواه أبو داود (٥٩١)، وأحمد (٢٧٢٨٣)، والدارقطني (١/ ٤٠٣).

چنانچہ اسی وجہ سے انھیں شہیدہ کہا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں: اُم ورقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن پڑھ رکھا تھا، رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن مقرر کرنے کی اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے انھیں اس کی اجازت دے دی، اس نے اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی کو اپنے مر جانے کے بعد آزاد کر دینے کی وصیت کر دی تھی، چنانچہ وہ دونوں (یعنی غلام اور لونڈی) رات کو ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہی کی ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئیں اور وہ دونوں بھاگ گئے، صبح ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ان دونوں کے متعلق جس کو بھی کچھ معلوم ہو، یا جس نے بھی ان دونوں کو دیکھا ہو وہ انھیں پکڑ کر لائے، (چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے) تو آپ ﷺ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا تو وہ دونوں سولی چڑھا دیے گئے، یہی دونوں تھے جنھیں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی دی گئی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُم ورقہ رضی اللہ عنہا سے ملنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے، آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کر دیا تھا، جو اذان دیتا تھا اور انھیں حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرے۔ عبدالرحمان کہتے ہیں: میں نے ان کے مؤذن کو دیکھا، وہ بہت بوڑھے تھے۔

١٣- باب ما جاء في فضل المسكينة التي جاءت إلى عائشة بابنتيها

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ آنے والی ایک مسکین عورت کی فضیلت کا بیان

٦٥٩- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: جَاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، فَأَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً، وَرَفَعَتْ إِلَى فِيهَا تَمْرَةً لِتَأْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: « إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ ».(١)

659- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مسکین عورت اپنی دونوں بیٹیوں کو لیے ہوئے میرے پاس آئی، میں نے اس کو تین کھجوریں دیں۔ اس نے ہر ایک بیٹی کو ایک ایک کھجور

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٦٣٠:١٤٨).

دی اور تیسری کھجور کھانے کے لیے منہ کی طرف لے گئی کہ اتنے میں اس کی بیٹیاں (وہ کھجور) بھی کھانے کو مانگنے لگیں، اس نے اس کھجور کہ جس کو خود کھانا چاہتی تھی دو ٹکڑے کیے اور ان دونوں کو دے دیے۔ مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر تعجب ہوا تو جو کچھ اس نے کیا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے اس کے لیے جنت واجب کر دی، یا اس کو جہنم سے آزاد کر دیا۔"

٦٦٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى عَائِشَةَ ﵂، فَأَعْطَتْهَا عَائِشَةُ ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَأَعْطَتْ كُلَّ صَبِيٍّ لَهَا تَمْرَةً، وَأَمْسَكَتْ لِنَفْسِهَا تَمْرَةً، فَأَكَلَ الصَّبِيَّانُ التَّمْرَتَيْنِ وَنَظَرَا إِلَى أُمِّهِمَا، فَعَمَدَتْ إِلَى التَّمْرَةِ فَشَقَّتْهَا، فَأَعْطَتْ كُلَّ صَبِيٍّ نِصْفَ تَمْرَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ ﵂ فَقَالَ: « وَمَا يُعْجِبُكَ مِنْ ذَلِكَ؟ لَقَدْ رَحِمَهَا اللَّهُ بِرَحْمَتِهَا صَبِيَّيْهَا ».(١)

660- حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ اُم المومنین عائشہ ﵂ کے پاس ایک عورت آئی تو اسے عائشہ ﵂ نے تین کھجور دیں، تو اس نے اپنے ہر بچے کو ایک ایک کھجور دے دی، اور ایک کھجور اپنے لیے روک لی، بچوں نے دونوں کھجوریں کھا لیں اور پھر اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگے، تو اس نے اپنی کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور ہر بچے کو آدھا آدھا دے دیا، نبی کریم ﷺ جب تشریف لائے تو عائشہ ﵂ نے اس واقعے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس میں تمھیں تعجب کس بات پر ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا ہے اس کے اپنے بچوں پر رحم کرنے کی وجہ سے۔"

***

(١) صحيح: رواه البخاري في الأدب المفرد (٨٩)، والبزار (٦٧٦٢)، وصحّحه الحاكم (١٧٧/٤).

جموع في فضائل القبائل

قبائل کے فضائل کا بیان

١- باب ما جاء في فضائل قريش

قبیلہ قریش کے فضائل کا بیان

٦٦١- عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ كَلِمَتَيْنِ: مِنَ النَّبِيِّ ﷺ كَلِمَةً، وَمِنَ النَّجَاشِيِّ أُخْرَى، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « انْظُرُوا قُرَيْشًا، فَخُذُوا مِنْ قَوْلِهِمْ، وَذَرُوا فِعْلَهُمْ ». وَكُنْتُ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ جَالِسًا، فَجَاءَ ابْنُهُ مِنَ الْكُتَّابِ، فَقَرَأَ آيَةً مِنَ الْإِنْجِيلِ، فَعَرَفْتُهَا أَوْ فَهِمْتُهَا، فَضَحِكْتُ، فَقَالَ: مِمَّ تَضْحَكُ؟! أَمِنْ كِتَابِ اللهِ تَعَالَى؟ فَوَاللهِ إِنَّ مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ: أَنَّ اللَّعْنَةَ تَكُونُ فِي الْأَرْضِ إِذَا كَانَ أُمَرَاؤُهَا الصِّبْيَان.(١)

وقوله: « **إِنَّ مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ** ». وفي رواية: " **وعلى نبينا** " أي: إن قوله: إن اللعنة تكون في الأرض إذا كان أمراؤها الصبيان، فهو قد ورد من النبيﷺ أيضا.

وقوله: « **انْظُرُوا قُرَيْشًا، فَخُذُوا مِنْ قَوْلِهِمْ** ». أي: لا تنظروا إلى أعمالهم فإن غالبهم صغار.

661- عامر بن شہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دو باتیں سنی ہیں: ایک نبی کریم ﷺ سے اور دوسری نجاشی سے، رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا: قریش کو دیکھو اور ان کے قول کو لے لو اور

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٥٥٣٦) وصحّحه ابن حبان (٤٥٨٥)، وأبو نعيم في معرفة الصحابة (٥١٦٨).

ان کے فعل کو چھوڑ دو۔" اور میں نجاشی کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کا بیٹا اسکول سے آیا اور انجیل کی ایک آیت پڑھی جسے میں سمجھ گیا اور میں ہنسنے لگا، تو اس نے پوچھا: کس بات پر ہنس رہے ہو؟ اللہ کی کتاب سے؟ اللہ کی قسم! اللہ تعالی نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر یہ بات بھی نازل کی ہے کہ زمین میں لعنت اس وقت تک رہے گی جب تک اس کے حکام نوخیز بچے ہوں گے۔

الفاظِ حدیث: "اللہ تعالی نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر یہ بات بھی نازل کی ہے۔" اور ایک روایت میں ہے: "اور ہمارے نبی پر بھی"، یعنی یہ لعنت والی بات نبیِ کریم ﷺ پر بھی نازل ہوئی ہے۔

الفاظِ حدیث: "قریش کو دیکھو اور ان کے قول کو لے لو اور" یعنی ان کے اعمال کو مت دیکھو، کیونکہ ان میں اکثریت چھوٹوں کی ہے۔

٦٦٢- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: « لَوْلَا أَنْ تَبْطَرَ قُرَيْشٌ، لَأَخْبَرْتُهَا بِمَا لَهَا عِنْدَ اللهِ عز وجل ».(١)

662- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: "قریش اگر فخر نہ کرتے تو میں انھیں وہ بتا دیتا جو اللہ تعالی کے نزدیک ان کے لیے ہے۔"

٦٦٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: « يَا عَائِشَةُ، قَوْمُكِ أَسْرَعُ أُمَّتِي بِي لِحَاقًا ». قَالَتْ: فَلَمَّا جَلَسَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ، لَقَدْ دَخَلْتَ وَأَنْتَ تَقُولُ كَلَامًا ذَعَرَنِي، قَالَ: «وَمَا هُوَ؟» قَالَتْ: تَزْعُمُ أَنَّ قَوْمَكَ أَسْرَعُ أُمَّتِكَ بِكَ لِحَاقًا. قَالَ: «نَعَمْ» قَالَتْ: وَمِمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: « تَسْتَحْلِيهِمُ الْمَنَايَا وَتَنْفِسُ عَلَيْهِمْ أُمَّتُهُمْ ». قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَكَيْفَ النَّاسُ بَعْدَ ذَلِكَ أَوْ عِنْدَ ذَلِكَ؟ قَالَ: « دَبًى يَأْكُلُ شِدَادُهُ ضِعَافَهُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْهِمُ السَّاعَةُ ».

قَالَ أَبُو عَبْد الرَّحْمَنِ: فَسَّرَهُ رَجُلٌ: هُوَ الْجَنَادِبُ الَّتِي لَمْ تَنْبُتْ أَجْنِحَتُهَا. (٢)

663- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیِ کریم ﷺ میرے پاس آئے اس

---

(١) صحيح: رواه أحمد (٢٥٢٤٩).

(٢) صحيح: رواه أحمد (٢٤٥١٩، ٢٤٥٩٦).

حال میں کہ آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے: "اے عائشہ! تمھاری قوم مجھ سے سب سے پہلے ملے گی۔" کہتی ہیں: جب آپ ﷺ بیٹھ گئے تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ نے آکر ایسی بات کہی جس سے میں ڈر گئی، پوچھا: "وہ کیا ہے؟" کہا: آپ کا خیال ہے کہ تمھاری قوم مجھ سے سب سے پہلے ملے گی۔ فرمایا: "جی ہاں۔" پوچھا: ایسا کیوں؟ فرمایا: "ان کے سامنے ان کی خواہشات مزین ہو جائیں گی اور لوگ ان سے پیچھے ہٹ جائیں گے۔" میں نے پوچھا: پھر اس وقت لوگ کیا کریں گے؟ فرمایا: "ٹڈی ہوں گے جن کا طاقتور کمزور کو کھا جائے گا یہاں تک کہ ان پر قیامت قائم ہو جائے گی۔" ابو عبد الرحمان نے کہا: ایک آدمی نے اس کا مطلب بتایا کہ اس سے وہ جھینگر مراد ہیں جن کے پر ابھی نہ اُگے ہوں۔

٦٦٤- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اللَّهُمَّ أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالاً، فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالاً ».(١)

664- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! قریش کے پہلوں کو تو نے (قتل، قید اور ذلت کا) عذاب چکھایا ہے، تو ان کے پچھلوں کو بخشش و عنایت سے نواز دے۔"

٦٦٥- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « إِنَّ لِلْقُرَشِيِّ مِثْلَيْ قُوَّةِ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ ».

فَقِيلَ لِلزُّهْرِيِّ: مَا عَنَى بِذَلِكَ؟ قَالَ: نُبْلَ الرَّأْيِ.(٢)

665- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک قرشی کو غیر قرشی کے مقابلے میں دو آدمیوں کی قوت دی گئی ہے۔"

امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: اس سے آپ ﷺ کی کیا مراد ہے؟ فرمایا: عقلمندی مراد ہے۔

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٩٠٨، ٣٩٠٩)، وأحمد (٢١٧٠). قال الترمذي: حديث حسن صحيح غريب.

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (١٦٧٤٢)، وأبو يعلىٰ (٧٤٠٠)، والطبراني (٢/ ١١٥)، وصحّحه ابن حبان (٦٢٦٥).

٢- باب ما جاء في فضائل نساء قريش

قریشی عورتوں کے فضائل کا بیان

٦٦٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: « خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ، - قَالَ أحدهما: صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، وَقَالَ الآخَرُ: نِسَاءُ قُرَيْشٍ- أَحْنَاهُ عَلَى يتيمٍ فِي صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ ». (١)

666- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں (یعنی عرب کی عورتوں میں) بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں۔" دوسرے راوی (ابن طاؤس) نے بیان کیا: "قریش کی صالح، نیک عورتیں، بچے پر بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں۔"

٦٦٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ، أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ ».

يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ: "وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيرًا قَطُّ". (٢)

667- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: "قریشی عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہترین ہیں اور بچوں پر سب سے زیادہ مہربان اور اپنے خاوندوں کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔"

اس روایت کے بیان کرنے کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مریم بنت عمران علیہا السلام کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔

٦٦٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ، وَلِيَ عِيَالٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « خَيْرُ نِسَاءٍ

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٦٧٤٢)، وأبو يعلىٰ (٧٤٠٠)، والطبراني (٢/١١٥)، وصحّحه ابن حبان (٦٢٦٥).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٢٧- ٢٠١).

رَكِبْنَ الإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ ».(١)

وقوله: " **أحناه على ولد في صغره**" أي أعطفه، والحانية على ولدها التي تقوم عليهم بعد يتمهم فلا تتزوج، فإن تزوجت فليست بحانية، قاله النووي في شرح صحيح مسلم.

668- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور میرے بچے بھی ہیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریشی عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہترین ہیں اور بچوں پر ان کی کم سنی میں سب سے زیادہ مہربان ہیں۔"

الفاظِ حدیث: "بچوں پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔" یعنی ان کی یتیمی کے بعد ان پر شفقت کرنے والی اور ان کا دیکھ بھال اور تربیت کرنے والی ہیں، اسی لیے شادی نہیں کرتیں، کیونکہ اگر شادی ہو جائے تو اس طرح مہربان نہیں ہو سکتیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اسے صحیح مسلم کی شرح میں کہا ہے۔

٦٦٩- عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: خَطَبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا بِي عَنْكَ رَغْبَةٌ يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَكِنْ لَا أُحِبُّ أَنْ أَتَزَوَّجَ وَبَنِيَّ صِغَارٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « لكِ غيرُ ذلك؟ » فقلت: لا. فَقَالَ: « خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ صغير، وَأَرْعَاهُ عَلَى بَعْلٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ ».(٢)

669- حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے عرض کی: مجھے آپ سے بے رغبتی نہیں ہے، البتہ میں شادی نہیں کرنا چاہتی ہوں، کیونکہ میرے بچے چھوٹے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس کے علاوہ کوئی اور بات ہے؟" میں نے کہا: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریشی عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہترین ہیں اور اپنے چھوٹے بچوں پر سب سے زیادہ مہربان اور اپنے خاوندوں کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔"

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٢٧:٢٠١).

(٢) **حسن**: رواه الطبراني في الكبير (٤٣٦/٢٤)، وفي "الأوسط" (٥٦١٥).

٦٧٠- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « خَيْرُ نِسْوَةٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ، صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ، وَأَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ صغير ».(١)

670- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا: "قریشی عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہترین ہیں اور اپنے خاوندوں کے مال کی حفاظت کرنے اور اپنے چھوٹے بچوں پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔"

٣- باب ما جاء في أخبار الطلقاء من قريش والعتقاء من ثقيف

طلقائے قریش اور عتقائے ثقیف کا بیان

٦٧١- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « الطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيفٍ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ».(٢)

671- جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "طلقاء (آزاد کردہ قیدی) قریش سے ہیں اور عتقاء (آزاد کردہ غلام) ثقیف سے ہیں، دنیا اور آخرت میں ہر جگہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اسی طرح مہاجرین اور انصار دنیا اور آخرت میں ہر جگہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔"

٤- باب ما جاء في فضائل الأنصار

انصار کے فضائل کا بیان

قال الله تعالى: ﴿ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٦٩٢٩)، والطبراني في الكبير (١٩/ ٣٤٢).

(٢) صحيح: رواه أحمد (١٩٢١٨)، والطبراني في الكبير (٢/ ٣٩٢)، وصححه الحاكم (٤/ ٨٠-٨١).

نَفۡسِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴾ [الحشر: ٩]

"اور ان کے لیے جنھوں نے اس گھر میں [یعنی مدینہ] اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا لی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انھیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب [اور بامراد] ہے۔"

٦٧٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فِينَا نَزَلَتْ: ﴿إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾ [آل عمران: ١٢٢] بَنو سَلِمَةَ وَبَنو حَارِثَةَ، وَمَا نُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ، لقول الله ﷻ: ﴿وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾. (١)

672- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت:

﴿إِذْ هَمَّت طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾ [آل عمران: ١٢٢]

"جب دو گروہوں نے تم میں سے قصد کیا ہمت ہار دینے کا اور اللہ مالک ہے ان دونوں کا۔"

ہم لوگوں کے بارے میں اتری، یعنی قبیلہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ۔ اب میرے لیے اس آیت کا اترنا گرانی کا باعث نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے: ﴿وَٱللَّهُ وَلِيُّهُمَا﴾ "اللہ مالک ہے ان دونوں کا۔"

٦٧٣- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ يَقُولُ: حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي، يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَلأَبْنَاءِ الأَنْصَارِ ». وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ.

فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: هُوَ الَّذِي يَقُولُ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأُذُنِهِ ». (٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٠٥١)، ومسلم (٢٥٠٥).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٩٠٦)

رواه مسلم (٢٥٠٦) بلفظ: "اللّٰهم اغفر للأنصار، ولأبناء الأنصار، وأبناء أبناء الأنصار".

673- عبداللہ بن فضل نے بیان کیا کہ انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کا بیان نقل کیا کہ مقامِ حرہ میں جو لوگ شہید کر دیے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انھوں نے مجھے تعزیت و تسلی کے طور پر ایک خط لکھا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: "اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔" عبداللہ بن فضل رحمہ اللہ کو اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے پوتوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا (یہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کون ہیں؟) تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہی ہیں کہ جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "زید بن ارقم ہی وہ ہیں جن کے کان کی سنی ہوئی خبر کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے۔"

اور امام مسلم رحمہ اللہ (٢٥٠٦) نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: "اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی اور ان کے پوتوں کی بھی مغفرت فرما۔"

٦٧٤- عن أبي أُسَيْدٍ الأنصاري رضي الله عنه، يَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ ».

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أُتُّهِمُ أَنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَأْتُ بِقَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ، وَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ، وَقَالَ: خُلِّفْنَا، فَكُنَّا آخِرَ الْأَرْبَعِ أَسْرِجُوا لِي حِمَارِي، آتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَكَلَّمَهُ ابْنُ أَخِيهِ سَهْلٌ، فَقَالَ: أَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْلَمُ، أَوَ لَيْسَ حَسْبُكَ أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعٍ فَرَجَعَ، وَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ. (١)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٩٠)، ومسلم (٢٥١١-١٧٩).

أي: أنه ترك شد الرحال إلى النبي ﷺ للرد عليه، ثم لقيه في بعض الطرق فسأله عن ذلك كما في حديث أبي حميد الآتي.

674- حضرت ابواسید انصاری رضی اللہ عنہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصار کے گھرانوں میں بہترین بنو نجار ہیں، پھر بنو عبد الاشہل، پھر بنو حارث بن خزرج، پھر بنو ساعدہ اور انصار کے ہر ایک گھرانے میں خیر ہے۔"

ابو سلمہ نے کہا کہ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تہمت لگائی جارہی ہے؟ اگر میں جھوٹا ہوتا تو پہلے اپنی قوم بنو ساعدہ کا نام لیتا۔ یہ خبر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو ان کو رنج ہوا اور کہنے لگے: ہم چاروں خاندانوں کے آخر میں آگئے۔ میرے گدھے پر زین باندھو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا۔ ان کے بھتیجے سہل نے ان سے کہا: کیا آپ اس لیے جارہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ردّ کریں، حالانکہ آپ خوب جانتے ہیں۔ کیا آپ کو یہ کافی نہیں کہ چار میں سے چوتھے آپ ہیں؟ یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ لوٹ گئے اور فرمایا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے اور گدھے (کی زین کھول دینے) کے بارے میں حکم دیا تو وہ کھول دی گئی۔

یعنی انھوں نے اپنے اوپر رد ہونے کی وجہ سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے میں ملاقات ہوئی تو اس بارے میں اس تعلق سے سوال کیا جیسا کہ ابو حمید کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔

٦٧٥- عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « خَيْرُ دُورِ الأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ ». فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى النَّبِيَّ ﷺ إِلاَّ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ. (١)

675- حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سے سب سے بہتر گھرانہ ہے پھر بنو عبد الاشہل، پھر بنو الحارث بن خزرج، پھر بنو ساعدہ اور انصار کا ہر

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٨٩)، ومسلم (٢٥١١-١٧٧). واللفظ للبخاري.

گھرانہ ہی عمدہ ہے۔" سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتوں کو ہم پر فضیلت دی ہے، کہا گیا: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ لوگوں کو بہتوں پر فضیلت دی ہے۔

٦٧٦- عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ الساعدي رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « إِنَّ خَيْرَ دُورِ الأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ، ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ ».

فَلَحِقْنَا سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ خَيَّرَ الأَنْصَارَ، فَجَعَلَنَا أَخِيرًا؟ فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، خُيِّرَ دُورُ الأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا. فَقَالَ: « أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ ».(١)

676- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے پھر بنو عبد الاشہل، پھر بنو حارث، پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔"

پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے: تمھیں معلوم نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنو ساعدہ کو) سب سے اخیر میں رکھا تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمھارے لیے کافی نہیں کہ تمھارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے۔"

٦٧٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الأَنْصَارِ؟ » قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: « بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ بَنُو سَاعِدَةَ ».

ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ، فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: « وَفِي كُلِّ

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٩١)، ومسلم (١١:١٣٩٢).

دُورِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ ».(١)

ورواه مسلم (٢٥١٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ فِي مَجْلِسٍ عَظِيمٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: « أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الأَنْصَارِ؟ ». قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ ». قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ ». قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ». قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ ». قَالُوا: ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: « ثُمَّ فِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ ». فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مُغْضَبًا، فَقَالَ: أَنَحْنُ آخِرُ الأَرْبَعِ؟ حِينَ سَمَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَارَهُمْ، فَأَرَادَ كَلاَمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهِ: اجْلِسْ، أَلاَ تَرْضَى أَنْ سَمَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَارَكُمْ فِي الأَرْبَعِ الدُّورِ الَّتِي سَمَّى؟! فَمَنْ تَرَكَ فَلَمْ يُسَمِّ أَكْثَرُ مِمَّنْ سَمَّى. فَانْتَهَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ كَلاَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

677- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں نہ بتادوں کہ قبیلہ انصار کا سب سے بہتر گھرانہ کون سا ہے؟" صحابہ نے عرض کی کہ ضرور بتایئے اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: بہترین گھرانہ بنو نجار کا ہے، اس کے بعد ان کا مرتبہ ہے جو ان سے قریب ہیں یعنی بنو عبد الاشہل کا، ان کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، بنو حارث بن خزرج کا، اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، یعنی بنو ساعدہ کا ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنی مٹھی بند کی، پھر اسے اس طرح کھولا جیسے کوئی اپنے ہاتھ کی چیز کو پھینکتا ہے، پھر فرمایا: "انصار کے ہر گھرانے میں خیر ہے۔"

اور امام مسلم رحمہ اللہ (٢٥١٥) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی ایک بڑی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمھیں انصار کا بہتر گھر بتاؤں؟" لوگوں نے عرض کی: ضرور اے اللہ کے رسول! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بنو عبد الاشہل۔" لوگوں نے کہا: پھر کون سا گھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر بنو نجار۔" لوگوں نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر بنو حارث بن خزرج۔" لوگوں نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ

---

(١) متفق عليه: رواه البخاري (٥٣٠٠)، ومسلم (٢٥١١: ١٧٧).

نے فرمایا: "پھر بنو ساعدہ۔" لوگوں نے کہا: پھر کون اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "انصار کے ہر ایک گھر میں خیر ہے۔" یہ سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ غصے سے کھڑے ہوئے اور کہا: کیا ہم چاروں کے سب سے اخیر میں ہیں۔ جب انھوں نے آپ ﷺ کا فرمان سنا تو چاہا کہ آپ کی بات پر اعتراض کریں تو ان کی قوم کے لوگوں نے کہا: بیٹھ جاؤ، کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھارا گھرانہ ان چاروں میں رکھا جن کا نام لیا ہے، حالانکہ جن گھرانوں کو آپ نے چھوڑ دیا اور ان کا نام نہیں لیا، ان کی تعداد ان سے زیادہ ہے جن کا نام لیا۔ پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے سے رُک گئے۔

٦٧٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: « الأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَأَنَّ النَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ ».(١)

678- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار میرے معدے اور زنبیل کے درجے میں (جسم و جاں) ہیں۔ ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے، لیکن انصار کم رہ جائیں گے، اس لیے ان کے نیکو کاروں کی پذیرائی کیا کرنا، اور خطا کاروں سے درگزر کیا کرنا۔"

٦٧٩- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه يقول: مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رضي الله عنهما بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا. فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: « أُوصِيكُمْ بِالأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ ».(٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٨٠١)، ومسلم (٢٥١٠).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٩٩).

679- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو بکر اور عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس سے گزرے، دیکھا کہ تمام اہلِ مجلس رو رہے ہیں، پوچھا: آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کو یاد کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعے کی اطلاع دی، بیان کیا کہ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی، راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ تشریف نہ لا سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: "میں تمھیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے معدے اور زنبیل کے درجے میں (جسم و جاں) ہیں، انھوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں، لیکن اس کا بدلہ جو انھیں ملنا چاہیے تھا، وہ ملنا ابھی باقی ہے، اس لیے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرتے رہنا۔"

٦٨٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ». مَرَّتَيْنِ. (١)

680- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کی ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کیا، پھر فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔" یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا۔

٦٨١- عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صِبْيَانًا، وَنِسَاءً، مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ، فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مُمْثِلاً، فَقَالَ: « اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ ». يَعْنِي الأَنْصَارَ. (٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٨٦)، ومسلم (٢٥٠٩).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٨٥)، ومسلم (٢٥٠٨).

681- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو کسی شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: "میرا اللہ (گواہ ہے)! تم سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو۔ میرا اللہ (گواہ ہے)! تم سب لوگوں سے زیادہ میرے محبوب ہو۔" یعنی انصار کو فرمایا۔

٦٨٢- عَنْ أَنَسِ بنِ مَالك ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَغْفَرَ لِلأَنْصَارِ، قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: « وَلِذَرَارِيِّ الأَنْصَارِ وَلِمَوَالِي الأَنْصَارِ ». لاَ أَشُكُّ فِيهِ. (١)

682- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی۔ اور (اسحاق نے) کہا: میرا خیال ہے کہ انھوں (انس رضی اللہ عنہ) نے کہا: "اور انصار کی اولادوں اور انصار کے ساتھ نسبت رکھنے والوں کی بھی (مغفرت فرما)۔" مجھے اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔

٦٨٣- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا أَعْطَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا أَعْطَى مِنْ تِلْكَ الْعَطَايَا فِي قُرَيْشٍ وَقَبَائِلِ الْعَرَبِ، وَلَمْ يَكُنْ فِي الْأَنْصَارِ مِنْهَا شَيْءٌ، وَجَدَ هَذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي أَنْفُسِهِمْ، حَتَّى كَثُرَتْ فِيهِمُ الْقَالَةُ حَتَّى قَالَ قَائِلُهُمْ: لَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَوْمَهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ هَذَا الْحَيَّ قَدْ وَجَدُوا عَلَيْكَ فِي أَنْفُسِهِمْ لِمَا صَنَعْتَ فِي هَذَا الْفَيْءِ الَّذِي أَصَبْتَ، قَسَمْتَ فِي قَوْمِكَ، وَأَعْطَيْتَ عَطَايَا عِظَامًا فِي قَبَائِلِ الْعَرَبِ، وَلَمْ يَكُ فِي هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ، قَالَ: « فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ ذَلِكَ يَا سَعْدُ؟ » قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَنَا إِلَّا امْرُؤٌ مِنْ قَوْمِي، وَمَا أَنَا؟ قَالَ: « فَاجْمَعْ لِي قَوْمَكَ فِي هَذِهِ الْحَظِيرَةِ » قَالَ: فَخَرَجَ سَعْدٌ، فَجَمَعَ الْأَنْصَارَ فِي تِلْكَ الْحَظِيرَةِ قَالَ: فَجَاءَ رِجَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَتَرَكَهُمْ، فَدَخَلُوا، وَجَاءَ آخَرُونَ فَرَدَّهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا أَتَاهُ سَعْدٌ فَقَالَ: قَدِ اجْتَمَعَ لَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ، ثُمَّ قَالَ: « يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِي عَنْكُمْ وَجِدَةٌ وَجَدْتُمُوهَا فِي

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٥٠٧).

أَنْفُسِكُمْ، أَلَمْ آتِكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ؟ وَأَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ؟ »، قَالُوا: بَلِ اللهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ وَأَفْضَلُ. قَالَ: « أَلَا تُجِيبُونَنِي يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ »، قَالُوا: وَبِمَاذَا نُجِيبُكَ يَا رَسُولَ اللهِ، وَلِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ الْمَنُّ وَالْفَضْلُ. قَالَ: « أَمَا وَاللهِ لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَصُدِّقْتُمْ، أَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ، وَمَخْذُولًا فَنَصَرْنَاكَ، وَطَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَعَائِلًا فَآسَيْنَاكَ، أَوَجَدْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ فِي لُعَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا، تَأَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِيُسْلِمُوا، وَوَكَلْتُكُمْ إِلَى إِسْلَامِكُمْ؟ أَفَلَا تَرْضَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ فِي رِحَالِكُمْ؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ، اللهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ، وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ »، قَالَ: فَبَكَى الْقَوْمُ حَتَّى أَخْضَلُوا لِحَاهُمْ. وَقَالُوا: رَضِينَا بِرَسُولِ اللهِ قِسْمًا وَحَظًّا. ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَتَفَرَّقُوا. (١)

683- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش اور دیگر عرب قبائل کو مالِ غنیمت میں عطا کرنا شروع کیا اور انصار کے حصے میں کچھ نہیں آیا، یہ چیز ان کے ذہن میں آئی اور اس کے بارے میں بکثرت باتیں ہونے لگیں۔ ایک نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے ساتھ چلے جائیں گے، یہ سن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس حاصل شدہ مالِ غنیمت میں آپ نے جو کچھ کیا اس سے یہ انصاری قبیلہ آپ سے بہت ناراض ہے، کہہ رہے ہیں کہ آپ نے مالِ غنیمت اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور عرب قبائل کو بڑے بڑے عطیے دیے اور اس انصاری قبیلے کو کچھ نہیں دیا۔ فرمایا: "اے سعد! اس پر تمھارا کیا خیال ہے؟" عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں بھی اپنی قوم کا ایک فرد ہوں، اور میں کون ہوتا ہوں؟ فرمایا: "تم اپنی قوم کو اس وادی میں اکٹھا کرو۔" چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے جاکر انصار کو اس وادی میں اکٹھا کیا، کہتے ہیں: کچھ مہاجر بھی

---

(١) حسن: رواه أحمد (١١٧٣٠)، وابن أبي شيبة (٣٨١٥٢)، وأبو يعلىٰ (١٠٩٢).

آئے لیکن انھیں چھوڑ دیا، کچھ اور لوگ بھی آئے انھیں واپس کر دیا، جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ سارے انصاری اکٹھے ہو چکے ہیں، پھر اللہ کے رسول ﷺ آئے، مناسب حمد وثنا کے بعد فرمایا: "اے انصار کی جماعت! یہ کیا باتیں ہیں جو مجھے تمھاری طرف سے پہنچ رہی ہیں اور جو ناراضی تم لوگ اپنے دلوں میں رکھے ہو؟ کیا تم گمراہ نہیں تھے کہ اللہ نے تمھیں ہدایت دی؟ محتاج تھے اللہ نے تمھیں مالدار بنایا؟ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمھارے دلوں کو جوڑ دیا؟" انھوں نے کہا: بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا بہت احسان اور فضل ہے۔ پھر فرمایا: "تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟" انھوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! ہم آپ کو کس بات کا جواب دیں؟ اور اللہ اور اس کے رسول کا بہت بہت احسان اور فضل ہے۔

پھر فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر تم یہ بات کہتے کہ آپ جھٹلائے ہوئے ہمارے پاس آئے تو ہم نے آپ کی تصدیق کی، بے یار ومددگار تھے تو ہم نے آپ کی مدد کی، نکالے ہوئے تھے ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا، محتاج تھے ہم نے آپ کے ساتھ غم خواری کی تو تم لوگوں کی بات بالکل سچی تھی اور اس کی تصدیق کی جاتی، لیکن اے انصار کی جماعت! تم نے دنیا کے اس حقیر لقمے کی خاطر ناراضی دکھائی جس کے ذریعے میں نے اسلام کی خاطر کچھ لوگوں کی خاطر تواضع کی ہے، اور تم لوگوں پر تمھارے اسلام کی وجہ سے بھروسا کیا تھا؟ اے انصار کی جماعت! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ کو اپنے گھروں میں لے جاؤ؟! قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہونا پسند کرتا، اگر لوگ ایک وادی کی طرف چلیں اور انصار کسی ایک دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کے راستے کو اختیار کروں گا، اے اللہ! انصار، ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما۔"

راوی کہتے ہیں: یہ سن کر لوگ رونے لگے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی اور کہنے لگے: ہم رسول اللہ ﷺ سے اس تقسیم اور حصے میں ہر اعتبار سے راضی ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکل آئے اور لوگ بکھر گئے۔

٦٨٤ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: اجْتَمَعَ أُنَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: آثَرَ عَلَيْنَا غَيْرَنَا. فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَجَمَعَهُمْ، ثُمَّ خَطَبَهُمْ، فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ،

أَلَمْ تَكُونُوا أَذِلَّةً فَأَعَزَّكُمُ اللهُ؟ ». قَالُوا: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ. قَالَ: « أَلَمْ تَكُونُوا ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ؟ ». قَالُوا: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ. قَالَ: « أَلَمْ تَكُونُوا فُقَرَاءَ فَأَغْنَاكُمُ اللهُ؟ ». قَالُوا: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ قَالَ: « أَلَا تُجِيبُونَنِي، أَلَا تَقُولُونَ: أَتَيْتَنَا طَرِيدًا فَآوَيْنَاكَ، وَأَتَيْتَنَا خَائِفًا فَأَمَّنَّاكَ، أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبُقْرَانِ - يَعْنِي الْبَقَرَ - وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ، فَتُدْخِلُونَهُ بُيُوتَكُمْ، لَوْ أَنَّ النَّاسَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبَةً، وَسَلَكْتُمْ وَادِيًا أَوْ شِعْبَةً، لَسَلَكْتُ وَادِيَكُمْ أَوْ شِعْبَتَكُمْ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ ».(١)

684- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے اکٹھا ہو کر کہا: ہم پر دوسروں کو (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) ترجیح دی ہے، یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی تو انھیں اکٹھا کر خطبہ دیا اور فرمایا: "اے انصار کی جماعت! کیا تم ذلیل نہ تھے اللہ نے تمھیں عزت دی؟" انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا، فرمایا: "کیا تم گمراہ نہ تھے اللہ نے تمھیں ہدایت دی؟" انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، فرمایا: "کیا تم محتاج نہ تھے اللہ نے تمھیں مال دار کیا؟" انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا، پھر فرمایا: "کیا تم مجھے جواب نہ دو گے اور تم لوگوں نے یہ کیوں نہ کہہ دیا: تم ہمارے پاس بھگائے ہوئے آئے تو ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا، آپ ہمارے پاس خوف کی حالت میں آئے تو ہم نے آپ کو امن دیا، کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ گائے بکریاں لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ، اور اسے اپنے گھروں میں داخل کرو، اگر لوگ کسی ایک وادی یا گھاٹی میں جائیں اور تم لوگ کسی دوسری وادی یا گھاٹی میں جاؤ تو میں تمھاری ہی وادی یا گھاٹی میں جاؤں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہونا پسند کرتا، اور بے شک تم لوگ میرے بعد ترجیحات دیکھو گے، اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو گے۔"

٦٨٥- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ الْأَشْهَلِيُّ النَّقِيبُ

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١١٥٤٧)، وعبدالرزاق (١٩٩١٨)، وعبد بن حميد (٩١٥).

إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَدْ كَانَ قَسَمَ طَعَامًا، فَذُكِرَ لَهُ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ بَنِي ظَفَرٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهِمْ حَاجَةٌ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: « أُسَيْدُ تَرَكْتَنَا حَتَّى إِذَا ذَهَبَ مَا فِي أَيْدِينَا، فَإِذَا سَمِعْتَ بِشَيْءٍ قَدْ جَاءَنَا، فَاذْكُرْ لِي أَهْلَ ذَلِكَ الْبَيْتِ ».

قَالَ: فَجَاءَهُ بَعْدَ ذَلِكَ طَعَامٌ مِنْ خَيْبَرَ شَعِيرٌ وَتَمْرٌ، قَالَ: فَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ، وَقَسَمَ فِي الْأَنْصَارِ فَأَجْزَلَ، وَقَسَمَ فِي أَهْلِ ذَلِكَ الْبَيْتِ فَأَجْزَلَ، فَقَالَ لَهُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مُسْتَشْكِرًا: جَزَاكَ اللهُ أَيْ نَبِيَّ اللهِ أَطْيَبَ الْجَزَاءِ، أَوْ قَالَ: خَيْرًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، فَجَزَاكُمُ اللهُ أَطْيَبَ الْجَزَاءِ» أَوْ قَالَ: « خَيْرًا، فَإِنَّكُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ، وَسَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فِي الْأَمْرِ وَالْقَسْمِ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ ».(١)

685- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اشہلی نقیبِ رسول آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس حال میں کہ آپ غلہ تقسیم کر چکے تھے، انھوں نے آپ ﷺ سے ایک انصاری گھرانے بنو ظفر کا ذکر کیا جو حاجت مند تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسید! جب تھا تو تم نے ترک کر دیا اور ختم ہونے کے بعد آئے ہو، پھر کبھی جب سنو کہ کچھ آیا ہے تو اس گھرانے کا تذکرہ مجھ سے کرنا۔"

کہتے ہیں: اس کے بعد خیبر سے جو اور کھجور کا کچھ غلہ آیا، رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور انصار میں بھی تقسیم کیا بلکہ فیاضی کے ساتھ تقسیم کیا، اور اس گھرانے والوں میں بھی تقسیم کیا اور خوب دیا، تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالی آپ کو اس کا نیک بدلہ دے، یا اس طرح کی بھلی بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اور تم انصار کی جماعت! اللہ تمھیں بھی نیک بدلہ عنایت فرمائے، یا اس طرح کی بھلی بات کہی، میں تم لوگوں جیسا پاکباز اور صبر کرنے والے کسی کو نہیں جانتا، اور عنقریب تم لوگ میرے بعد قیادت اور تقسیم کے معاملے میں ترجیحات دیکھو گے، تو ایسی صورت میں صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو گے۔"

---

(١) حسن: رواه النسائي في الكبرى (٨٢٨٧)، وابن حبان (٧٢٧٧)، والحاكم (٤/٧٩)

٦٨٦- عَنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ، ولو سلك الناس وادياً أو شعباً لكنت مع الأنصار ».(١)

686- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا، اور اگر لوگ ایک وادی یا ایک گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے ساتھ چلوں گا۔"

٦٨٧- عَنِ أَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلْأَنْصَارِ: « أَلَا إِنَّ النَّاسَ دِثَارِي، وَالْأَنْصَارَ شِعَارِي، لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبَةً، لَاتَّبَعْتُ شِعْبَةَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ، لَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلْيُحْسِنْ إِلَى مُحْسِنِهِمْ، وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَمَنْ أَفْزَعَهُمْ، فَقَدْ أَفْزَعَ هَذَا الَّذِي بَيْنَ هَاتَيْنِ » وَأَشَارَ إِلَى نَفْسِهِ. (٢)

687- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر انصار سے کہہ رہے تھے: "سن لو! لوگ میرے اوپر کے لباس جیسے (اپنے) ہیں اور انصار میرے اندر کے لباس جیسے (خاص) ہیں، اگر لوگ کسی ایک وادی میں چلیں اور انصار کسی ایک گھاٹی میں، تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا، اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہونا پسند کرتا، چنانچہ جو بھی انصار کا ذمے دار بنے اسے چاہیے کہ ان کے نیک لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرے اور ان کی غلطیوں سے تجاوز کرے، اور جو انھیں خوف دلائے گا وہ اسے بھی خوف دلائے گا جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا۔

٦٨٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: « الْأَنْصَارُ شِعَارِي، وَالنَّاسُ دِثَارِي ».(٣)

---

(١) حسن: رواه الترمذي (٣٨٩٩)، وأحمد (٢١٢٤٦ و ٢١٢٥٨)، وصحّحه الحاكم (٤/٧٨)
(٢) حسن: رواه أحمد (٢٢٤٦٥)، والطبراني في الأوسط (٨٨٩٢)، وصحّحه الحاكم (٤/٧٩)
(٣) حسن: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٢٦٥)، وأحمد (٩٤٣٤)، وابن منده في "الإيمان" (٥٣٩).

688- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصار میرے اندر کے لباس جیسے (خاص) ہیں اور لوگ میرے اوپر کے لباس جیسے (اپنے) ہیں۔"

٦٨٩- عَنْ مُعَاوِيَةَ بن أبي سفيان قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللهُ ﷻ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللهُ ﷻ ».(١)

وحُبُّ الأنصارِ من الإيمانِ، وقد سبقَ ذكرُه في كتاب الإيمان.

689- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جو کوئی انصار سے محبت کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا، اور جو کوئی انصار سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے دشمنی کرے گا۔"

اور انصار سے محبت ایمان کا حصہ ہے، اس کا ذکر "کتاب الایمان" میں گزر چکا ہے۔

٦٩٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ ».(٢)

690- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر ہجرت نہ ہوئی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا۔"

٦٩١- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يقول: « يا معشر الأَنْصَارِ مَوْعِدُكُمْ حَوْضِي، آنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ -أَوْ مِثْلُ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ- وَإِن عَرْضَهُ كَمَا بَيْنِي وَبَيْنَ صَنْعَاءَ، أَوْ كَمَا بَيْنِي وَبَيْنَ عُمَانَ ».(٣)

691- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اے انصار کی جماعت! تمھارا وعدہ میرا حوض ہے جس کے برتن آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں -یا آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں- اور اس کی چوڑائی اتنی ہی ہے جتنی میرے اور صنعاء کے

---

(١) **صحيح**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٢٧٤)، وأحمد (١٦٩٢٠، ١٦٩١٩، ١٦٨٧١)، وابن أبي شيبة (٣٣٠٢٣).

(٢) **حسن**: رواه الطبراني في الأوسط (٥٣٦٥).

(٣) **حسن**: رواه البزار (٦٢١٥).

درمیان مسافت ہے، یا اتنی جتنی میرے اور عمان کے درمیان مسافت ہے۔

٦٩٢- عَنْ أَنَسٍ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَعْصُوبُ الرَّأْسِ، قَالَ: فَتَلَقَّاهُ الْأَنْصَارُ وَنِسَاؤُهُمْ وَأَبْنَاؤُهُمْ، فَإِذَا هُوَ بِوُجُوهِ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأُحِبُّكُمْ ». وَقَالَ: « إِنَّ الْأَنْصَارَ قَدْ قَضَوْا مَا عَلَيْهِمْ، وَبَقِيَ مَا عَلَيْكُمْ، فَأَحْسِنُوا إِلَى مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ ».

مَا هُمْ بِوجُوهِ الأَنْصَارِ يَوْمَئِذٍ (١)

جاء في صحيح ابن حبان (٧٢٦٦) بلفظ: "**مَا هُمْ بِوجُوهِ الأَنْصَارِ يَوْمَئِذٍ**".

وقوله: "**ويقي ما عليكم**" أي: مخاطبا لبعض المهاجرين الذين كانوا مع النبي ﷺ في ذلك الوقت.

692- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن نکلے اس حال میں کہ سر پہ پٹی بندھی تھی، انصار، ان کی بیویاں اور بچے سب نے آپ سے ملاقات کی، آپ ﷺ نے ان کے سامنے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اور (مہاجرین سے) فرمایا: انصار نے پورا کر دیا جو ان پر حق تھا، اور باقی رہ گیا وہ حق جو تم پر ہے، لہذا تم ان کے نیک لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور ان کے خطاکاروں سے تجاوز کرنا۔"

اور صحیح ابن حبان (۷۲۶۶) میں یہ ان الفاظ کے ساتھ ہے: "اس وقت انصار کے بزرگ لوگ نہیں رہ گئے تھے۔" اور یہ فرمان: "اور باقی رہ گیا وہ حق جو تم پر ہے۔" یہ آپ ﷺ نے ان مہاجرین سے مخاطب ہو کر کہا جو اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

٦٩٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللهُ ». (٢)

---

(١) **صحيح**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٢٧٠)، وأحمد (١٣١٣٧، ١٢٩٥٠)، وأبو يعلىٰ (٣٧٩٨، ٣٧٧٠).

(٢) **حسن**: رواه أحمد (١٠٥٠٨، ١٠٨٢٠)، والبزار (٧٩٥٩، ٧٩٢٣)، وابن أبي شيبة (٣٣٠٢١)، وأبو يعلىٰ (٧٣٦٧).

693- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی انصار سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا، اور جو کوئی انصار سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔"

٦٩٤- عَنِ عبد الله بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: « لاَ يَبْغَضُ الأَنْصَارَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ». (١)

694- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ شخص کبھی بھی انصار سے بغض نہیں کر سکتا جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔"

٦٩٥- عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ السَّاعِدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَهُوَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، بَايِعْ هَذَا. قَالَ: «وَمَنْ هَذَا؟» قَالَ: ابْنُ عَمِّي حَوْطُ بْنُ يَزِيدَ أَوْ يَزِيدُ بْنُ حَوْطٍ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « لَا أُبَايِعُكَ، إِنَّ النَّاسَ يُهَاجِرُونَ إِلَيْكُمْ، وَلَا تُهَاجِرُونَ إِلَيْهِمْ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يُحِبُّ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتَّى يَلْقَى اللهَ تبارك وتعالى، إِلَّا لَقِيَ اللهَ، وَهُوَ يُحِبُّهُ، وَلَا يَبْغُضُ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتَّى يَلْقَى اللهَ، إِلَّا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ يَبْغُضُهُ ». (٢)

695- حضرت حارث بن زیاد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خندق کے دن آئے اس حال میں کہ آپ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے، عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس سے بھی بیعت کر لیں۔ پوچھا: "یہ کون ہے؟" کہا: میرے چچازاد حوط بن یزید یا یزید بن حوط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تم سے بیعت نہیں کروں گا، بے شک لوگ تمھارے پاس ہجرت کر کے آ رہے ہیں، تم ان کی طرف ہجرت نہیں کر رہے ہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، کوئی بھی شخص جو انصار سے محبت کر کے اللہ تعالی سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالی بھی اس سے محبت کرے گا، اور جو بھی انصار سے بغض رکھ کے اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ

---

(١) **صحيح**: رواه الترمذي (٣٩٠٦)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٢٧٥)، وأحمد (٢٨١٨)، وابن أبي شيبة (٣٣٠٣٩).

(٢) **حسن**: رواه أحمد (١٥٥٤٠)، والطحاوي في شرح المشكل (٢٦٣٦-٢٦٣٨)، والطبراني في الكبير (٣٣٥٦-٣٦٠١).

بھی اس سے بغض رکھے گا۔"

٦٩٦- عَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ ».(١)

696- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو انصار سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو انصار سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔"

٦٩٧- عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَئِذٍ خَطِيبًا، فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَاسْتَغْفَرَ لِلشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ قَالَ: « إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ تَزِيدُونَ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ لَا يَزِيدُونَ، وَإِنَّ الْأَنْصَارَ عَيْبَتِي الَّتِي أَوَيْتُ إِلَيْهَا، أَكْرِمُوا كَرِيمَهُمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ، فَإِنَّهُمْ قَدْ قَضَوْا الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ ».(٢)

قوله: "**الأنصار عيبتي**" أي: خاصتي وموضع سري.

697- ایک صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور شہدائے اُحد کے لیے استغفار کیا، پھر فرمایا: "اے مہاجرین کی جماعت! تم لوگوں کی کثرت ہوگی اور انصار کم ہوں گے، اور انصار میری جان ہیں جن کے پاس میں نے ٹھکانہ لیا، ان کے عزت داروں کی عزت کرنا اور ان کے خطاکاروں کی خطاؤں سے تجاوز کرنا، کیونکہ ان لوگوں نے وہ حق ادا کر دیا جو ان پر تھا اور وہ حق ابھی باقی ہے جو ان کا ہے۔"

الفاظِ حدیث: "انصار میری جان ہیں۔" یعنی میرے خاص اور راز دار ہیں۔

٦٩٨- عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، فَالنَّاسُ يَكْثُرُونَ وَهُمْ يَقِلُّونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ ».(٣)

---

(١) **حسن**: رواه الطبراني في الكبير (١٩/ ٣٤١)، وفي مسند الشاميين (٢٠٨٢).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (٢١٩٥١) عن عبدالرزاق - وهو في مصنفه (١٩٩١٧).

(٣) **حسن**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٢٦٦)، والطبراني في الكبير (١/ ١٧٣).

698- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصار میرے جسم و جان ہیں، ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے، لیکن انصار کم رہ جائیں گے، اس لیے ان کے نیکو کاروں کی پذیرائی کیا کرنا، اور خطاکاروں سے درگزر کیا کرنا۔"

٦٩٩- عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ، وَلِذَرَارِيِّ ذَرَارِيِّهِمْ، وَلِمَوَالِيهِمْ وَجِيرَانِهِمْ».(١)

699- حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! انصار کو معاف فرما دے، اور انصار کی اولاد، ان کی اولاد کی اولاد کو، ان کے غلاموں اور ان کے پڑوسیوں کو بھی معاف فرما دے۔"

٧٠٠- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: « اللهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ».(٢)

700- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! انصاف کو، انصار کی اولاد کو اور انصار کے پوتوں کو معاف فرمادے۔"

٧٠١- عَنْ أَنَسٍ بن مالك رضي الله عنه أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْس خَطَبَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّا نَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أَنْفُسَنَا وَأَوْلَادَنَا، فَمَا لَنَا يا رَسُول اللهِ ؟ قَالَ: « لَكُمُ الْجَنَّةُ » قَالَ: رَضِينَا. (٣)

701- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطاب کرتے ہوئے کہا: ہم آپ کی حفاظت ویسے ہی کریں گے جیسے اپنی اور اپنی اولاد کی

---

(١) **حسن**: رواه ابن أبي شيبة (٣٣٠٤٣)، والبزار (٣٧٣٤)، والطبراني في الكبير (٥/٣٣-٣٤).

(٢) **صحيح**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٢٩٢)، وعبدالرزاق (١٩٩١٣) وأحمد (١٢٦٥١)، وصحّحه ابن حبان (٧٢٨٠).

(٣) **صحيح**: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨١٧١)، والبزار (٦٥٦٤) وأبو يعلىٰ (٣٧٧٢)، وصحّحه الحاكم (٣/٢٣٤).

کرتے ہیں، تو اے اللہ کے رسول! ہمیں اس پر کیا ملے گا؟ فرمایا: "تمھیں جنت ملے گی۔" لوگوں نے کہا: پھر ہم راضی ہیں۔

٧٠٢- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: أَمَرَ أَبِي بِخَزِيرَةٍ فَصُنِعَتْ، فحملتها إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ، فَقَالَ: « مَا هَذَا يَا جَابِرُ، أَلَحَمٌ ذَا؟» قُلْتُ: لَا، ولكنها خزيرة، فأمر بها فقبضت، فلما رجعتُ إلى أَبِي، قَالَ: هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: هَل قَالَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: « مَا هَذَا يَا جَابِرُ، أَلَحَمٌ ذا؟» قَالَ أَبِي: عسى أَنْ يَكُونَ رَسُول اللَّهِ ﷺ قد اشْتَهَى اللحم، فقام إلى دَاجِنٍ له فَذَبَحَهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَشُوِيَتْ، ثُمَّ أَمَرَنِي فحملتُه إلى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فانتهيت إليه وهو في مجلسه ذلك، فَقَالَ: « مَا هَذَا يَا جَابِرُ؟» فَقُلْتُ: يا رَسُولَ اللَّهِ رجعتُ إلى أبي فَقَالَ: هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: هَل قَالَ شَيْئًا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: « مَا هَذَا، أَلَحَمٌ ذا؟» فَقَالَ أَبِي: عسى أَنْ يَكُونَ رَسُول اللَّهِ ﷺ قد اشْتَهَى اللحم، فقام إلى دَاجِنٍ عنده، فَذَبَحَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَشُوِيَتْ، ثُمَّ أَمَرَنِي فحملتُه إليك، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « جَزَى اللَّهُ الْأَنْصَارَ عَنَّا خَيْرًا، وَلَا سِيَّمَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ، وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ».(١)

702- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھے خزیرہ بنانے کا حکم دیا تو میں نے بنایا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ اس وقت اپنے گھر میں ہی تھے، پوچھا: "اے جابر! یہ کیا ہے، کیا یہ گوشت ہے؟" میں نے کہا: نہیں، یہ خزیرہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے رکھنے کا حکم دے دیا، جب میں اپنے والد کے پاس واپس آیا تو انھوں نے پوچھا: کیا تمھاری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی؟ میں نے کہا: ہاں، پوچھا: کیا تم سے کچھ کہا؟ میں نے کہا: ہاں، پوچھا تھا: "اے جابر! کیا یہ گوشت ہے؟" میرے والد نے کہا: شاید اللہ کے رسول ﷺ کو گوشت کی خواہش ہے،

---

(١) صحيح: رواه النسائي في الكبرىٰ (٨٢٢٣) مختصرا، والبزار-كشف الأستار (٢٧٠٧)-، وأبو يعلىٰ (٢٠٧٩، ٢٠٨٠).

چنانچہ آپ نے اپنی ایک پالتو بکری کو ذبح کیا اور اسے بھونا، پھر مجھے حکم دیا اور میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس حال میں کہ آپ اپنی مجلس میں تھے، پوچھا: "اے جابر! یہ کیا ہے؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے والد کے پاس واپس گیا، تو انھوں نے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی؟ میں نے کہا: ہاں، تو انھوں نے پوچھا: تم سے کیا کہا؟ میں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: "کیا یہ گوشت ہے؟" تو میرے والد نے کہا: شاید رسول اللہ ﷺ کو گوشت کی خواہش ہے، تو انھوں نے اپنی ایک پالتو بکری کو ذبح کیا، پھر اسے بھونا، پھر مجھے حکم دیا اور میں اسے لے کر آپ کے پاس آیا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی انصار کو ہماری طرف سے اچھا بدلہ دے، خاص طور سے عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔"

٧٠٣- عَنْ أَبِي طَلْحَةَ ﷺ ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اقْرَئْ قَوْمَكَ السَّلاَمَ فَإِنَّهُمْ - مَا عَلِمْتُ- أَعِفَّةٌ صُبُرٌ ».(١)

703- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنی قوم کو سلام کہو، کیونکہ وہ پاکباز اور صابر لوگ ہیں جیسا کہ مجھے معلوم ہے۔"

٧٠٤- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: « أَلَا إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ تَرِكَةً وَضَيْعَةً، وَإِنَّ تَرِكَتِي وَضَيْعَتِيَ الْأَنْصَارُ، فَاحْفَظُونِي فِيهِمْ ».(٢)

704- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: "سنو! ہر نبی کا ترکہ اور سامان ہوتا ہے، اور بے شک میرا ترکہ اور سامان انصار ہیں، لہذا (میرے بعد) ان کا ہر طرح خیال رکھنا۔"

٧٠٥- عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « مَا يَضُرُّ امْرَأَةً نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَوْ نَزَلَتْ بَيْنَ أَبَوَيْهَا ».(٣)

---

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٩٠٣)، وأبو يعلىٰ (٣٣٨٩، ١٤٢٠)، والطبراني في الكبير (١٠١/٥، ١١٠).

(٢) **حسن**: رواه الطبراني في الأوسط (٥٣٩٤).

(٣) **صحيح**: رواه أحمد (٢٦٢٠٧)، والبزار (١١٠/١٨)، وصحّحه ابن حبان (٧٢٦٧)

705- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس عورت کو کوئی نقصان نہیں جو انصار کے دو گھر میں آئے، یا اپنے والدین کے یہاں آئے۔"

٧٠٦- عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أنه قَالَ: « مَنْ أَخَافَ هَذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ »، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى جَنْبَيْهِ. (١)

706- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو انصار کے اس قبیلے کو خوف دلائے گا تو وہ اس ذات کو خوف دلائے گا، جو ان دونوں کے بیچ میں ہے۔" اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں پہلو پر رکھا، یعنی اپنی ذات کو مراد لیا۔

٥- باب الدعاء للأنصار والمهاجرين بالصلاح، والمغفرة، والبركة، والنصر

انصار و مہاجرین کے لیے اصلاح، مغفرت، برکت، کامیابی اور اکرام کی دعا کرنے کا بیان

٧٠٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَةِ، فَأَصْلِحِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ ». (٢)

إلا أن مسلما قال: "**فاغفر**" مكان "**فأصلح**".

707- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا: "حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے، پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔"

البتہ امام مسلم رحمہ اللہ نے "اصلاح فرما" کی جگہ "معاف فرما" ذکر کیا ہے۔

٧٠٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا ... عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِينَا أَبَدَا

فَأَجَابَهُمُ: «اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلاَّ عَيْشُ الآخِرَهْ، فَأَكْرِمِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ». (٣)

---

(١) **حسن**: رواه أحمد في فضائل الصحابة (١٤٢١)، والطبراني في الأوسط (١٠٩٣).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٩٥) ومسلم (١٨٠٥: ١٢٧).
(٣) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٩٦) ومسلم (١٨٠٥:١٢٨).

708- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار غزوۂ خندق کے موقعے پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے: "ہم وہ ہیں جنھوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے، جب تک ہماری جان میں جان ہے۔"

آپ ﷺ نے (جب یہ سنا تو) اس کے جواب میں یوں فرمایا: "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں ہے، پس انصار اور مہاجرین پر اپنا فضل و کرم فرما۔"

٧٠٩- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ، وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَيَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الإِسْلاَمِ مَا بَقِينَا أَبَدَا

وَالنَّبِيُّ ﷺ يُجِيبُهُمْ، وَيَقُولُ:

اللَّهُمَّ إِنَّهُ لاَ خَيْرَ إِلاَّ خَيْرُ الآخِرَهْ فَبَارِكْ فِي الأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ (١)

709- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (جب تمام عرب کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملے کا خطرہ ہوا تو) مدینہ کے ارد گرد مہاجرین و انصار خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے، مٹی اپنی پشت پر اٹھا کر باہر لاتے اور یہ کہتے تھے: "ہم وہ ہیں جنھوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت تک جہاد کے لیے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ ان کے جواب میں یہ دعا فرماتے: "اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا اور کوئی خیر نہیں، پس تو انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرما۔"

٧١٠- عن سهل بن سعد رضی اللہ عنہما قال: جاءنا رسول الله ﷺ ونحن نحفر الخندق، وننقل التراب على أكتافنا، فقال رسول الله ﷺ: « اللّٰهم لا عيش إلا عيش الآخرة، فاغفر للمهاجرين والأنصار ».(٢)

710- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٢٨٣٥).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٩٧)، ومسلم (١٨٠٤).

تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں، پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔"

٧١١- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوا: لاَ، وَاللَّهِ حَتَّى تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا. فَقَالَ: « ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ »، يَقُولُونَ لَهُ، قَالَ: « فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي ».(١)

711- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا، تاکہ بحرین میں ان کے لیے زمین لکھ دیں، لیکن انھوں نے عرض کی کہ اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا جب تک آپ اسی قدر جاگیریں ہمارے قریشی بھائیوں کے لیے نہ لکھ دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو اسی وقت ہو گا جب اللہ چاہے گا۔" لیکن انصار یہی اصرار کرتے رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی، لیکن تم صبر سے کام لینا، تا آنکہ تم آخر میں مجھ سے آکر ملو۔"

٧١٢- عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ ﷺ ، أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلاَ تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلاَنًا؟ قَالَ: « سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ ».(٢)

712- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ گورنر مقرر کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لیے صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر آملو۔"

٧١٣- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ﷺ ، قَالَتِ الأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ،

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣١٦٣).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٩٢)، ومسلم (١٨٤٥).

وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا. فَدَعَا بِهِ. فَنَمَيْتُ ذَلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى. قَالَ: قَدْ زَعَمَ ذَلِكَ زَيْدٌ. (١)

713- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہر نبی کے تابعدار ہوتے ہیں اور ہم نے آپ کی تابعداری کی ہے۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں سے بنادے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انھوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حدیث بیان کی تھی۔

٧١٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ وَادِيًا - أَوْ شِعْبًا - لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الأَنْصَارِ ». (٢)

714- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد بنتا (پسند کرتا) اور اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار ایک وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔"

٧١٥- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَأَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ أَنَّ الأَنْصَارَ يُحِبُّونَ أَنْ يُصِيبُوا مَا أَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: « يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلاَّلاً فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي؟ وَمُتَفَرِّقِينَ فَجَمَعَكُمُ اللَّهُ بِي؟ » وَيَقُولُونَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ. فَقَالَ: « أَلاَ تُجِيبُونِي » فَقَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ. فَقَالَ: « أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ أَنْ تَقُولُوا كَذَا وَكَذَا، وَكَانَ مِنَ الأَمْرِ كَذَا وَكَذَا ». لأَشْيَاءَ عَدَّدَهَا. زَعَمَ عَمْرٌو أَنْ لاَ يَحْفَظَهَا، فَقَالَ: « أَلاَ تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالإِبِلِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ إِلَى رِحَالِكُم؟ اَلأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ،

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٨٧).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٧٢٤٤).

وَلَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ ». (١)

715- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین فتح کیا اور مالِ غنیمت تقسیم کیا اور جن کی تالیفِ قلب مقصود تھی ان کو (بہت زیادہ) عطا فرمایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ انصار چاہتے ہیں کہ جیسا اور لوگوں کو حصہ ملا ہے ویسا ہی ہم کو بھی ملے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: "اے انصار کے گروہ! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا، پھر اللہ نے تمھیں میرے سبب سے ہدایت نصیب فرمائی اور کیا میں نے تمھیں محتاج نہیں پایا، پھر اللہ نے میرے سبب سے تم کو امیر کیا اور کیا میں نے تم کو متفرق نہیں پایا، پھر اللہ نے میرے ذریعے تمھیں اکٹھا کر دیا؟" اور وہ کہتے تھے: اللہ اور اس کے رسول کا ان پر بہت احسان ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم مجھے جواب نہیں دیتے؟" انھوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ ایسا تھا ایسا تھا اور معاملہ ایسے ہوا، ایسے ہوا۔" کئی چیزوں کا آپ نے ذکر کیا، عمرو بن یحییٰ کا خیال ہے کہ وہ انھیں یاد نہیں رکھ سکے۔ پھر فرمایا: "تم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔" پھر فرمایا: "انصار استر ہیں (یعنی بدن سے ہمارے لگے ہوئے ہیں جیسے استر لگا ہوتا ہے) اور باقی لوگ ابرہ (یعنی اوپر کے لباس) ہیں، اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا اور اگر لوگ ایک میدان اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں گا، بلاشبہہ تم میرے بعد (خود پر دوسروں کو) ترجیح ملتی پاؤ گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھے حوض پر آملو۔"

٧١٦- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ أُنَاسًا، مِنَ الأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ، فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالاً مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الإِبِلِ، فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا، وَسُيُوفُنَا

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٣٣٠)، ومسلم (١٠٦١).

تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ! قَالَ أَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الأَنْصَارِ، فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟ ». قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ: أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الأَنْصَارَ، وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنِّي أُعْطِي رِجَالاً حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَوَاللَّهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ ». قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا. فَقَالَ لَهُمْ: « إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً شَدِيدَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ عَلَى الْحَوْضِ ». قَالَ أَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ. (١)

716- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آپ ﷺ قریش کے بعض آدمیوں کو (تالیفِ قلب کی غرض سے) سو سو اونٹ دینے لگے تو بعض انصاری لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے! آپ قریش کو تو اتنا اتنا دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا، حالانکہ ان کا خون ابھی تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا اور انھیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا، ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ ﷺ نے نہیں بلایا۔ جب سب انصاری لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا: "آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟" انصار کے سمجھدار لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم میں جو عقل والے ہیں، وہ تو کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے ہیں، ہاں چند نوعمر لڑکے ہیں، انھوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے! آپ ﷺ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے، حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣١٤٧)، ومسلم (١٠٥٩-١٣٢).

فرمایا: ”میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ ابھی گزرا ہے اور وہ نئے نئے مسلمان ہیں، کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کر واپس جا رہے ہوں گے، تو تم لوگ اپنے گھروں کو رسول اللہ کو لے کر واپس جا رہے ہو گے۔ اللہ کی قسم! تمھارے ساتھ جو کچھ واپس جا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔“ سب انصاریوں نے کہا: بے شک، اے اللہ کے رسول! ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ”میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو مقدم کیا جائے گا، اس وقت تم صبر کرنا، (دنگا فساد نہ کرنا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملو اور اس کے رسول سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرو۔“ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر ہم سے صبر نہ ہو سکا۔

٧١٧- عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه يقول: قَالَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ . وَأَعْطَى قُرَيْشًا: وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ، إِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ، وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ. فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَدَعَا الأَنْصَارَ قَالَ: فَقَالَ: « مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟ ». وَكَانُوا لاَ يَكْذِبُونَ. فَقَالُوا: هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ. قَالَ: « أَوَلاَ تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ؟ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ ».(١)

717- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم ﷺ نے قریش کو (غزوۂ حنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو عجیب بات ہے، ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مالِ غنیمت صرف انھیں دیا جا رہا ہے، اس کی خبر جب نبی کریم ﷺ کو ملی تو آپ نے انصار کو بلایا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟“ انصار کے لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے، انھوں نے عرض کر دی کہ آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں اور تم

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٧٨)، ومسلم (١٠٥٩-١٣٤) .

لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس وادی یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی اسی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔"

٧١٨-- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلاَفٍ وَمِنَ الطُّلَقَاءِ، فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ، فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا، الْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ، فَقَالَ: « يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ ». قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ. ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ: « يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ ». قَالُوا: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ. وَهْوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ، فَنَزَلَ فَقَالَ: « أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ »، فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ، فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيرَةً، فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الأَنْصَارَ شَيْئًا، فَقَالَتِ الأَنْصَارُ: إِذَا كَانَتْ شَدِيدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعَى، وَيُعْطَى الْغَنِيمَةَ غَيْرُنَا. فَبَلَغَهُ ذَلِكَ، فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ: « يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟ ». فَسَكَتُوا، فَقَالَ: « يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ أَلاَ تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟ ». قَالُوا بَلَى. فَقَالَ النَبِيُّ ﷺ: «لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الأَنْصَارُ شِعْبًا لأَخَذْتُ شِعْبَ الأَنْصَارِ». فَقَالَ هِشَامٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ؟ قَالَ: وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ؟ (١)

718- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حنین کا دن ہوا تو قبیلہ ہوازن اور غطفان اپنے مویشی اور بال بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لیے نکلے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ ان میں کچھ لوگ وہ بھی تھے جنھیں نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا، پھر ان سب نے پیٹھ پھیر لی اور آپ ﷺ تنہا رہ گئے۔ اس دن آپ ﷺ نے دو آوازیں دیں جن میں کوئی خلط ملط نہیں تھا، آپ ﷺ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا: "اے انصاریو!" انھوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم حاضر ہیں، آپ فکر نہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں، لڑنے کو تیار ہیں۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٣٣٧)، ومسلم (١٠٥٩-١٣٥).

پھر آپ ﷺ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی: "اے انصاریو!" انھوں نے ادھر سے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم حاضر ہیں، آپ فکر نہ کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے، پھر آپ ﷺ اتر گئے اور فرمایا: "میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔" انجام کار کافروں کو ہار ہوئی اور اس لڑائی میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ نے اسے مہاجرین میں اور قریشیوں میں تقسیم کر دیا (جنھیں فتح مکہ کے موقع پر احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا) انصار کو ان میں سے کچھ نہیں عطا فرمایا۔ انصار (کے بعض نوجوانوں) نے کہا کہ جب سخت وقت آتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت ہمارے علاوہ دوسروں کو تقسیم کر دی جاتی ہے۔ یہ بات آپ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے انصار کو ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا: "اے انصاریو! کیا وہ بات صحیح ہے جو تمھارے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے؟" اس پر وہ خاموش ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے انصاریو! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔" انصاریوں نے عرض کی: ہم اس پر خوش ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔"

اس پر ہشام رحمہ اللہ نے پوچھا: اے ابو حمزہ! (انس بن مالک رضی اللہ عنہ) کیا آپ وہاں موجود تھے؟ انھوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ سے غائب ہی کب ہوتا تھا؟!

٧١٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلاَّ الْمَاءُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « مَنْ يَضُمُّ، أَوْ يُضِيفُ هَذَا ». فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَنَا. فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلاَّ قُوتُ صِبْيَانِي. فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلاَ يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلاَنِ، فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ، غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: « ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ -أَوْ عَجِبَ- مِنْ فَعَالِكُمَا ». فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ

نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴾[سورة الحشر:٩]. (١)

وفي لفظ: "فلم يكن عنده إلا قوته، وقوت صبيانه"، فزاد لفظ: "قوته". وفي لفظ: "فقام رجل من الأنصار يقال له: أبا طلحة" رواه مسلم (٢٥٠٤-١٧٣).

719- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ازواجِ مطہرات کے ہاں بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواجِ مطہرات نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کی کون ضیافت کرے گا؟" ایک انصاری صحابی بولے کہ میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر تواضع کرو، بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے، انھوں نے کہا: تم کھانا تیار کرو اور چراغ جلالو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انھیں بہلا کر سلا دو۔ بیوی نے کھانا تیار کیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا، پھر وہ دکھاتو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں، لیکن انھوں نے اسے بجھا دیا، اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں، لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقے سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا۔" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴾ [الحشر:٩]

"اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: گھر میں ان کے اور بچوں کے کھانے کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اس طرح اس میں "ان کے کھانے" کے الفاظ کا اضافہ ہے۔

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٧٩٨)، ومسلم (٢٠٥٤-١٧٢).

اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: انصاری صحابی کھڑے ہوئے جنھیں ابو طلحہ کہا جاتا تھا۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: (۲۵۰۴-۱۷۳).

٧٢٠- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِمِلْحَفَةٍ، قَدْ عَصَّبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: « أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الأَنْصَارُ، حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا، وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ ». فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ. (١)

720- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آپ ﷺ اپنی اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں آپ نے وفات پائی تھی، آپ ﷺ ایک لمبی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اور سر مبارک پر چکنی سیاہ پٹی باندھے ہوئے تھے، آپ ﷺ مسجدِ نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر جیسے ہونی چاہیے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: "اما بعد! (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا حاکم بنے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ انصار کے نیکوں (کی نیکیوں) کو قبول کرے اور جو برے ہوں ان سے درگزر کرے۔" یہ نبی کریم ﷺ کی آخری مجلسِ وعظ تھی۔

٧٢١- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَخْدُمُنِي، فَقُلْتُ لَهُ: لاَ تَفْعَلْ. فَقَالَ: إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ الأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا، آلَيْتُ أَنْ لاَ أَصْحَبَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلاَّ خَدَمْتُهُ.

زاد ابن المثنى وابن بشار في حديثهما: وكان جرير أكبر من أنس. وقال ابن بشار: أسن من أنس. (٢)

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٦٢٨).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٨٨٨)، ومسلم (٢٥١٣).

721- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کے لیے نکلا، وہ (اس سفر میں) میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسا نہ کریں۔ انھوں نے کہا: میں نے انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ کام (خدمت و تواضع) کرتے دیکھا ہے تو میں نے قسم کھائی کہ جب بھی کسی انصاری کے ساتھ ہوں گا تو اس کی خدمت کروں گا۔

ابن مثنیٰ اور ابن بشار رحمہما اللہ نے اپنی روایتوں میں یہ اضافہ کیا ہے: اور جریر رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے۔ اور ابن بشار رحمہ اللہ نے کہا: ان کی عمر انس رضی اللہ عنہ سے زیادہ تھی۔

٦- باب تسمية الأنصار من الله سبحانه وتعالى

انصار کا یہ نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

٧٢٢- عن غَيْلاَنِ بْنِ جَرِيرٍ، قَالَ: قُلْتُ لأَنَسٍ: أَرَأَيْتَ اسْمَ "الأَنْصَارِ" كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ، أَمْ سَمَّاكُمُ اللَّهُ؟ قَالَ: بَلْ سَمَّانَا اللَّهُ. (١)

722- غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: بتلایئے "انصار" اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا؟ انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔

٧- باب ما جاء في فضائل الأشعريين

اشعریوں کے فضائل کا بیان

٧٢٣- عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنِّي لأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ، حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ - أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ - قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ ». (٢)

723- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب میرے

---

(١) **صحيح**: رواه البخاري (٣٧٧٦).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٤٢٣٢)، ومسلم (٢٤٩٩:١٦٦).

اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں ان کی قرآن کی تلاوت کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ میں نے دن کے وقت ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے انہی اشعری احباب میں ایک مرد دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی گھڑ سواروں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن سے، تو ان سے کہتا ہے کہ میرے ساتھی تمھیں حکم دے رہے ہیں کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کر لو۔"

٧٢٤- عَنْ أَبِي مُوسَى الأشعري ﷺ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنَّ الأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ ».(١)

724- حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قبیلہ اشعر کے لوگوں کا جب جہاد کے موقعے پر توشہ کم ہو جاتا یا مدینہ (کے قیام) میں ان کے بال بچوں کے لیے کھانے کی کمی ہو جاتی تو جو کچھ بھی ان کے پاس توشہ ہوتا تو وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔"

٧٢٥- عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ أَقْوَامٌ هُمْ أَرَقُّ مِنْكُمْ قُلُوبًا ». قَالَ: فَقَدِمَ الْأَشْعَرِيُّونَ فِيهِمْ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ ﷺ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ كَانُوا يَرْتَجِزُونَ:

غَـــدًا نَلْقَـــى الْأَحِبَّـــهْ مُحَمَّـــــدًا وَحِزْبَـــــهْ (٢)

وإسناده صحيح. وفي إحدى طرق الحديث زاد أنس فقال: "فلما أن قدموا تصافحوا، فكانوا هم أول من أحدث المصافحة".

725- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کچھ لوگ تم پر آنے والے ہیں جن کے دل تمھارے دلوں سے زیادہ نرم ہیں۔" کہتے ہیں: اشعری قبیلہ کے لوگ آئے جن

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٤٨٦)، ومسلم (٢٥٠٠).

(٢) **صحيح**: رواه أحمد (١٢٠٢٦)، والنسائي في الكبرىٰ (٨٢٩٤) وصحّحه ابن حبان (٧١٩٢، ٧١٩٣).

میں ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب وہ مدینہ کے قریب آئے تو یہ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے: کل ہم احباب سے ملیں گے، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے۔

اور اس کی سند صحیح ہے۔ اور حدیث کی ایک سند میں انس رضی اللہ عنہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ جب وہ لوگ پہنچے تو مصافحہ کیا، چنانچہ یہی پہلے وہ لوگ ہیں جنھوں نے مصافحہ کیا۔

٨- باب ما جاء في فضائل غفار، وأسلم

قبیلہ غفار اور اسلم کے فضائل کا بیان

٧٢٦- عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ ».(١)

726- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبیلہ غفار کے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے۔"

٧٢٧- عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ الْغِفَارِيِّ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلاَةٍ « اللَّهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَرِعْلاً وَذَكْوَانَ، وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ ».(٢)

727- حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کے اندر یہ بددعا کی: "اے اللہ! بنو لحیان، رعل اور ذکوان پر لعنت کر، اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے۔

٧٢٨- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن عمر رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: « غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ».(٣)

728- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا: "قبیلہ

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥١٤-١٨٢) و مسلم (٢٥١٤-١٨٣).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥١٧-١٨٦).

(٣) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥١٣)، ومسلم (٢٥١٨).

غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے، اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔"

٧٢٩- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن عمر ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: « أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا».(١)

729- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: "قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔"

٧٣٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا ».(٢)

وفي رواية زاد في آخرها: "أما إني لم أقلها، ولكن قالها الله عز وجل". رواه مسلم (٢٥١٦).

730- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔"

اور ایک روایت کے آخر میں یہ اضافہ ہے: "اسے میں نے نہیں کہا ہے بلکہ اللہ عزوجل نے کہا ہے۔" (مسلم:٢٥١٦)

٧٣١- عَنْ جَابِرِ بن عبد الله ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا ».(٣)

731- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔"

٧٣٢- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: « أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ،

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥١٣)، ومسلم (٢٥١٨).
(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥١٤)، ومسلم (٢٥١٥).
(٣) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥١٥).

وَغِفَارٌ غَفَرَ اللهُ لَهَا، أَمَا وَاللهِ مَا أَنَا قُلْتُهُ وَلَكِنَّ اللهَ قَالَهُ ».(١)

732- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامتی عطا فرمائے اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، اللہ کی قسم! یہ بات میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔"

٧٣٣- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّهَا قَالَتْ: أَهْدَتْ أُمُّ سُنْبُلَةَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ لَبَنًا، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَقَالَتْ لَهَا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَى أَنْ نَأْكَلَ طَعَامَ الْأَعْرَابِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: « مَا هَذَا مَعَكِ يَا أُمَّ سُنْبُلَةَ؟ » قَالَتْ: لَبَنٌ أَهْدَيْتُ لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: « اسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ »، فَسَكَبَتْ، فَقَالَ: « نَاوِلِي أَبَا بَكْرٍ » فَفَعَلَتْ، فَقَالَ: « اسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ، فَنَاوِلِي عَائِشَةَ »، فَنَاوَلَتْهَا، فَشَرِبَتْ، ثُمَّ قَالَ: «اسْكُبِي أُمَّ سُنْبُلَةَ »، فَسَكَبَتْ، فَنَاوَلَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَشَرِبَ. قَالَتْ عَائِشَةُ - وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَشْرَبُ مِنْ لَبَنِ أَسْلَمَ -: - وَأَبْرَدهَا عَلَى الْكَبِدِ، يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ كُنْتُ حدَّثْتُ أَنَّكَ قَدْ نَهَيْتَ عَنْ طَعَامِ الْأَعْرَابِ؟ فَقَالَ: « يَا عَائِشَةُ، إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ، هُمْ أَهْلُ بَادِيَتِنَا، وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ، وَإِذَا دُعُوا أَجَابُوا، فَلَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ ».(٢)

733- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سنبلہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ بطور ہدیہ پیش کرنے کے لیے تشریف لائیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ ہم اعرابیوں کا کھانا کھائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اے ام سنبلہ! یہ تمھارے ساتھ کیا ہے؟" کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے لیے دودھ بطور ہدیہ لائی ہوں، فرمایا: "ام سنبلہ اسے برتن میں انڈیل دو۔"

---

(١) حسن: رواه أحمد (١٦٥١٧)، وفي فضائل الصحابة (١٦٨٣) والحاكم (٤/ ٨٢).

(٢) حسن: رواه أحمد (٢٥٠١٠)، والبزار -كشف الأستار (١٩٤١، ١٩٤٠) - وأبو يعلىٰ (٤٧٧٣).

چنانچہ انھوں نے انڈیل دیا۔ پھر فرمایا: "اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دے دو۔" چنانچہ انھوں نے دے دیا۔ پھر فرمایا: "ام سنبلہ پھر اسے انڈیل کر عائشہ کو دے دو۔" چنانچہ انھیں بھی دیا اور انھوں نے پیا، پھر فرمایا: "ام سنبلہ پھر اسے انڈیلو۔" چنانچہ انھوں نے انڈیلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تو آپ نے بھی پیا۔ عائشہ کہتی ہیں- اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کا دودھ پی رہے تھے-: اے اللہ کے رسول! یہ کلیجے کے لیے ٹھنڈا ہوتا ہے، میں تو کہتی تھی کہ آپ نے اعرابیوں کے کھانے سے منع کر دیا ہے؟ فرمایا: "اے عائشہ! یہ اعرابی نہیں ہیں، یہ ہمارے دیہاتی ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں، جب یہ دعوت دیں تو قبول کرو، یہ اعرابی نہیں ہیں۔"

٧٣٤- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: « أَنْتُمْ أَهْلُ بَدْوِنَا، وَنَحْنُ أَهْلُ حَضَرِكُمْ ».(١)

734- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کی: اے اللہ کے رسول! فرمایا: "تم ہمارے دیہاتی ہو اور ہم تمھارے شہری ہیں۔"

٩- باب ما جاء في فضائل دوس، والدعاء لهم

قبیلہ دوس کے فضائل اور ان کے لیے دعا کا بیان

٧٣٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ دَوْسًا قَدْ كَفَرَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا. فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ. قَالَ: « اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا، وَائْتِ بِهِمْ ».(٢)

735- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! قبیلہ دوس کے لوگوں نے کفر کیا اور (اسلام لانے سے) انکار کیا۔ آپ ان پر بددعا کیجیے! (لوگوں کی طرف سے کہا گیا) کہ اب دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور انھیں (دائرہ اسلام میں) کھینچ لا۔"

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (١٦٥٥٤).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٩٣٧)، ومسلم (٢٥٢٤).

١٠- باب ما جاء في فضل طيء

قبیلہ طی کی فضیلت کا بیان

٧٣٦- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ ، قَالَ: أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ لِي: إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوُجُوهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ طَيِّءٍ، جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (١)

736- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انھوں نے مجھ سے کہا: سب سے پہلے صدقہ جس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے چہروں کو روشن کر دیا، وہ قبیلہ طئی کا صدقہ تھا، جس کو لے کر تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔

١١- باب ما جاء في فضائل بني تميم

بنو تمیم کے فضائل کا بیان

٧٣٧- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: « هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ ». قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا ». وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ ». (٢)

737- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا رہا ہوں ان تین باتوں کی وجہ سے جنھیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہوں گے۔" انھوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنو تمیم کے یہاں سے زکات (وصول ہو کر آئی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ ہماری قوم کی زکات ہے۔" بنو تمیم کی ایک عورت جنگ میں پکڑی ہوئی باندی کے طور پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اسے آزاد کر دو کہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔"

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٢٣).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٥٤٣)، ومسلم (٢٥٢٥-١٩٨).

٧٣٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: ثَلاَثُ خِصَالٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَنِي تَمِيمٍ، لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُمْ بَعْدُ: وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِهَذَا الْمَعْنَى غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: « هُمْ أَشَدُّ النَّاسِ قِتَالاً فِي الْمَلاَحِمِ »، وَلَمْ يَذْكُرِ الدَّجَّالَ. (١)

738- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین خوبیاں جو میں نے بنی تمیم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سنیں، اس کے بعد میں ہمیشہ ان سے محبت کرتا ہوں۔ اور اسی مذکورہ حدیث کے معنی کی حدیث بیان کی۔ اور اس میں یہ ہے: "وہ (مستقبل میں ہونے والی) بڑی جنگوں کے دوران میں لڑنے میں سب سے زیادہ سخت ہوں گے۔" اور دجال کا ذکر نہیں ہے۔

٧٣٩- عن رجلٍ من أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ تَمِيمًا ذُكِرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: أَبْطَأَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ تَمِيمٍ عَنْ هَذَا الأَمْرِ. فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مُزَيْنَةَ، فَقَالَ: « مَا أَبْطَأَ قَوْمٌ هَؤُلاَءِ مِنْهُمْ ». وَقَالَ رَجُلٌ يَوْمًا: أَبْطَأَ هَؤُلاَءِ الْقَوْمُ مِنْ تَمِيمٍ بِصَدَقَاتِهِمْ، قَالَ: فَأَقْبَلَتْ نَعَمٌ حُمْرٌ وَسُودٌ لِبَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « هَذِهِ نَعَمُ قَوْمِي ». وَنَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: « لَا تَقُلْ لِبَنِي تَمِيمٍ إِلَّا خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَطْوَلُ النَّاسِ رِمَاحًا عَلَى الدَّجَّالِ ». (٢)

739- نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ تمیم کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے کہا: بنو تمیم کے اس قبیلے نے اس معاملے میں سستی سے کام لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ مزینہ کی طرف دیکھ کر فرمایا: "وہ قوم سستی نہیں کر سکتی جن سے ان کا تعلق ہو۔"

ایک دن ایک شخص نے کہا: قبیلہ تمیم کے لوگوں نے صدقات دینے میں سستی کی، کہتے ہیں: اسی وقت قبیلہ تمیم کے کچھ سرخ اور سیاہ اونٹ آتے ہوئے دکھائی دیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یہ میری قوم کے اونٹ ہیں۔" ایک دن ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قبیلہ تمیم کی برائی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بنو تمیم کے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ نہ کہو، کیونکہ وہ دجال پر نیزہ مارنے میں سب سے لمبے ہوں گے۔"

---

(١) صحيح: رواه مسلم (٢٥٢٥-١٩٧).

(٢) صحيح: رواه أحمد (١٧٥٣٣).

١٢- باب في فضل قريش، والأنصار، ومزينة، وجهينة، وأسلم، وغفار، وأشجع

قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار اور اشجع قبائل کی فضیلت کا بیان

٧٤٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ».(١)

740- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے حمایتی اور مددگار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی ان کا حمایتی اور مددگار نہیں۔"

٧٤١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغِفَارُ وَأَسْلَمُ وَمُزَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ - أَوْ قَالَ: جُهَيْنَةُ- وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَطَيِّئٍ وَغَطَفَانَ ».(٢)

741- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قبیلہ غفار، اسلم، مزینہ اور جو لوگ جہینہ سے ہیں، یا کہا: جہینہ، اور مزینہ والے (خود آکر اسلام قبول کرنے کی بنا پر) اللہ تعالی کے نزدیک قیامت کے دن قبیلہ اسد، طی اور غطفان سے زیادہ بہتر ہیں۔"

٧٤٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ - أَوْ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ- خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ - قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ:- يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ وَتَمِيمٍ ».(٣)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٣٥١٢)، ومسلم (٢٥٢٥).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٢٥-١٩١).

(٣) **متفق عليه**: رواه مسلم (٢٥٢٥-١٩٢) والبخاري (٣٥٢٣).

742- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبیلہ اسلم، غفار، اور کچھ مزینہ کے لوگ، جہینہ یا کچھ جہینہ کے لوگ اور مزینہ اللہ تعالی کے نزدیک - میرا گمان ہے کہ فرمایا: قیامت کے دن- قبیلہ اسد، غطفان، ہوازن اور تمیم سے (جنھوں نے خود آکر اسلام قبول نہ کیا) بہتر ہوں گے۔"

٧٤٣- عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ رضي الله عنه، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ -وَأَحْسِبُهُ- وَجُهَيْنَةَ -ابن أبي يعقوب شَكَّ- قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ - وَأَحْسِبُهُ- وَجُهَيْنَةَ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا » قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: « فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ ».(١)

743- عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے، یعنی اسلم، غفار اور مزینہ کے لوگ، محمد بن ابی یعقوب نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ عبدالرحمان نے جہینہ کا بھی ذکر کیا، شعبہ نے کہا کہ یہ شک محمد بن ابی یعقوب کو ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بتلاؤ اسلم، غفار، مزینہ، اور میرا خیال ہے (آپ نے فرمایا) یہ چاروں قبیلے بنی تمیم، بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (قبیلے لوگوں کی نظر میں مرتبے کے اعتبار سے) ناکام ہو جائیں گے اور خسارے میں رہیں گے؟" اقرع نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ ان سے بہتر ہیں۔"

٧٤٤- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « اَلأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ مَوَالِيَّ دُونَ النَّاسِ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلاَهُمْ ».(٢)

---

(١) **متفق عليه**: رواه البخاري (٢٥١٦)، ومسلم (٢٥٢٢-١٩٣).

(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥١٩).

744- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انصار، مزینہ، جہینہ، غفار، اشجع، اور جو بھی بنو عبداللہ میں سے ہیں، باقی لوگوں کو چھوڑ کر میرے اپنے مددگار ہیں، اور اللہ اور اللہ کے رسول ان کے مددگار ہیں۔"

١٣- باب ما جاء في فضائل الأزد

قبیلہ ازد کے فضائل کا بیان

٧٤٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « نِعْمَ الْقَوْمُ الْأَزْدُ، طَيِّبَةٌ أَفْوَاهُهُمْ، بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ، نَقِيَّةٌ قُلُوبُهُمْ ».(١)

745- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبیلہ ازد کے لوگ کیا ہی اچھے ہیں، ان کے منہ پاک صاف، ان کی قسمیں نیک اور ان کا دل صاف ستھرا ہے۔"

١٤- باب ما جاء في فضل ثقيف

قبیلہ ثقیف کی فضیلت کا بیان

٧٤٦- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهِمْ. قَالَ: « اللَّهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا ».(٢)

746- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! قبیلہ ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا، آپ ان پر بددعا کر دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے۔"

١٥- باب ما جاء في فضل البجليين

بجلیوں کی فضیلت کا بیان

٧٤٧- عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ بَجِيلَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (٨٦١٥)، وابن وهب في جامعه (ص: ٦-٧) .

(٢) **حسن**: رواه الترمذي (٣٩٤٢) - والسياق له-، وأحمد (١٤٧٠٢). قال الترمذي: "هذا حديث حسن غريب".

رَسُولُ اللهِ ﷺ: « اكْسُوا الْبَجَلِيِّينَ، وَابْدَؤُوا بِالْأَحْمَسِيِّينَ ». قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ، قَالَ: حَتَّى أَنْظُرَ مَا يَقُولُ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَالَ: فَدَعَا لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَمْسَ مَرَّاتٍ: « اللهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ » أَوِ « اللهُمَّ بَارِكْ فِيهِمْ ». مخارق الذي يشك.(١)

747- طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بجیلہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان بجلیوں کو کپڑا پہناؤ اور احمسیوں سے اس کی ابتدا کرو۔" راوی نے کہا: بنو قیس کا ایک شخص پیچھے رہ گیا تو کہا کہ دیکھتا ہوں ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں، تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں پانچ مرتبہ دعا فرمائی: "اے اللہ! ان پر رحم فرما۔" یا یہ کہا: "اے اللہ! ان میں برکت ڈال دے۔" مخارق راوی کو شک ہوا ہے۔

١٦- باب ما جاء في فضل بني عامر

قبیلہ بنو عامر کی فضیلت کا بیان

٧٤٨- عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الحصيبِ رضي الله عنه، قَالَ: اجْتَمَعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَالْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ، فَذَكَرُوا الْجُدُودَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: « إِنْ سَكَتُّمْ أَخْبَرْتُكُمْ؛ جَدُّ بَنِي عَامِرٍ جَمَلٌ أَحْمَرُ أَوْ آدَمُ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِ الشَّجَرِ - قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: فِي رَوْضَةٍ -، وَغَطَفَانُ أَكَمَةٌ خَشْنَاءُ تَنْفِي النَّاسَ عَنْهَا ». قَالَ: فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: فَأَيْنَ جَدُّ بَنِي تَمِيمٍ؟ قَالَ: لَوْ سَكَتَّ. (٢)

748- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عیینہ بن بدر، اقرع ابن حابس اور علقمہ بن علاثہ جمع ہوئے اور اپنے باپ دادا کا ذکر کرنے لگے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم لوگ خاموش ہو جاؤ تو میں تمھیں کچھ بتلاؤں، بنو عامر کے دادا سرخ یا گندمی اونٹ تھے جو درخت کے اطراف سے کھاتا ہے۔" - راوی نے کہا: میرا گمان ہے آپ نے فرمایا: "باغ سے کھاتا ہے۔" - اور غطفان کھردری جھاڑی ہیں جو لوگوں کو اپنے سے دور رکھتی ہے۔" کہتے ہیں: اقرع بن

---

(١) صحيح: رواه أحمد (١٨٨٣٣).
(٢) صحيح: رواه أحمد في مسنده (٢٢٩٣٥)، وفي فضائل الصحابة (١٥٢٠).

حابس رضی اللہ عنہ نے کہا: بنو تمیم کے دادا کہاں ہیں؟ فرمایا: "کاش تم خاموش رہتے!"

٧٤٩- عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ ﷺ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ بَنِي عَامِرٍ وَكُنْتُ مَعَهُمْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَوَجَدْنَاهُ بِالأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: « مَنْ أَنْتُمْ؟ » قُلْنَا: بَنُو عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ: « مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكُمْ ».

وَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَقَامَ بِلاَلٌ فَأَذَّنَ، وَجَعَلَ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ، ثُمَّ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ بِإِنَاءٍ، فِيهِ مَاءٌ فَتَوَضَّأَ، وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ مِنْ وَضُوئِهِ، فَجَعَلْنَا لاَ نَأْلُوا أَنْ نَتَوَضَّأَ مِمَّا بَقِيَ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ أَقَامَ بِلاَلٌ الصَّلاَةَ، فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَقَامَ بِلاَلٌ فَأَذَّنَ فَجَعَلَ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ (١)

749- حضرت ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنو عامر کا وفد حاضر ہوا، ان کے ساتھ میں بھی تھا، ہم نے آپ ﷺ کو اس وقت مقام ابطح میں ایک سرخ قبے میں پایا، تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے پوچھا: "تم کون ہو؟" ہم نے کہا: قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ سے ہیں، فرمایا: "تم لوگوں کو خوش آمدید، تم لوگ مجھ سے ہو اور میں تم لوگوں سے ہوں۔"

چنانچہ نماز کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اذان دی اور اپنے کان میں انگلی کر کے گھومنے لگے، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی کا برتن لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا، آپ کے وضو سے کچھ پانی بچ گیا، ہم نے پوری کوشش کی کہ آپ ﷺ کے بچے ہوئے پانی سے وضو کریں، پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر عصر کا وقت ہوا، بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور اپنے کان میں انگلی کر کے گھومنے لگے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

---

(١) حسن: رواه ابن سعد (١/ ٣١١)، والبزار -كشف الأستار (٢٨٣١)، والطبراني في الكبير (٢٢/ ١٠٦)

١٧- باب ما جاء في فضل عبد القيس

قبیلہ عبدالقیس کی فضیلت کا بیان

٧٥٠- عن أَبِي الْقَمُوصِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحَدُ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ، قَالَ: وَأَهْدَيْنَا لَهُ فِيمَا نُهْدِي نَوْطًا أَوْ قِرْبَةً مِنْ تَعْضُوضٍ أَوْ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ: « مَا هَذَا؟ ». قُلْنَا: هَذِهِ هَدِيَّةٌ. قَالَ: وَأَحْسِبُهُ نَظَرَ إِلَى تَمْرَةٍ مِنْهَا فَأَعَادَهَا مَكَانَهَا، وَقَالَ: « أَبْلِغُوهَا آلَ مُحَمَّدٍ ». قَالَ: فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ، حَتَّى سَأَلُوهُ عَنِ الشَّرَابِ، فَقَالَ: « لَا تَشْرَبُوا فِي دُبَّاءٍ وَلَا حَنْتَمٍ وَلَا نَقِيرٍ وَلَا مُزَفَّتٍ، اشْرَبُوا فِي الْحَلَالِ الْمُوكَى عَلَيْهِ ». فَقَالَ لَهُ قَائِلُنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا يُدْرِيكَ مَا الدُّبَّاءُ وَالْحَنْتَمُ وَالنَّقِيرُ وَالْمُزَفَّتُ؟ قَالَ: « أَنَا لَا أَدْرِي مَا هِيَهْ، أَيُّ هَجَرَ أَعَزُّ؟ ». قُلْنَا: الْمُشَقَّرُ. قَالَ: « فَوَاللهِ، لَقَدْ دَخَلْتُهَا وَأَخَذْتُ إِقْلِيدَهَا ». قَالَ: وَكُنْتُ قَدْ نَسِيتُ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا، فَأَذْكَرَنِيهِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي جَرْوَةَ، قَالَ: « وَقَفْتُ عَلَى عَيْنِ الزَّارَةِ »، ثُمَّ قَالَ: « اللهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ الْقَيْسِ إِذْ أَسْلَمُوا طَائِعِينَ غَيْرَ كَارِهِينَ غَيْرَ خَزَايَا، وَلَا مَوْتُورِينَ، إِذْ بَعْضُ قَوْمِنَا لَا يُسْلِمُونَ حَتَّى يُخْزَوْا، وَيُوتَرُوا ». قَالَ: وَابْتَهَلَ وَجْهُهُ هَا هُنَا مِنَ الْقِبْلَةِ حَتَّى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَقَالَ: « إِنَّ خَيْرَ أَهْلِ الْمَشْرِقِ عَبْدُ الْقَيْسِ ».(١)

750- ابوالقموص کا بیان ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے جولوگ وفد کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انھیں میں سے ایک نے بیان کیا کہ ہم نے آپ ﷺ کو ایک ٹوکرا یا ایک مشکیزہ تعضوض یا برنی کھجور کا پیش کیا جیسا کہ ہم لوگ ہدیے میں دیتے رہتے ہیں، تو آپ ﷺ نے پوچھا: "یہ کیا ہے؟" ہم نے کہا: یہ ہدیہ ہے۔ میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے ایک کھجور کی طرف دیکھا پھر اسے اس کی جگہ واپس رکھ کر فرمایا: "اسے آل محمد تک پہنچادو۔" پھر لوگوں نے کچھ چیزوں کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ کچھ مشروب کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم لوگ کدو کے برتن، تنبی،

---

(١) صحيح: رواه أبو داود (٣٦٩٥) مختصرا، وأحمد (١٧٨٢٩) -والسياق له-، والبيهقي (٨/٣٠٢).

لکڑی کے برتن اور روغنی برتن میں نہ پیئو، ہر اس حلال برتن میں پیئو جس کا منہ ڈھکا ہوا ہو۔" ہم میں سے ایک شخص نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کدو کے برتن، تنبی، لکڑی کے برتن اور روغنی برتن کے بارے میں کیا پتا؟ فرمایا: "مجھے نہیں معلوم یہ کیا ہے، بتاؤ ہجر کے علاقے میں کون زیادہ عزت دار ہیں؟" ہم نے کہا: مشقر، پھر فرمایا: "اللہ کی قسم! میں وہاں گیا ہوں اور میں نے اس کی چابی بھی پکڑی ہے۔" کہتے ہیں: میں آپ کی کچھ باتوں کو بھول گیا جو عبید اللہ بن ابی جروہ نے مجھے یاد دلائیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں عین زارہ پر بھی ٹھہر چکا ہوں۔"

پھر فرمایا: "اے اللہ! عبد القیس کو معاف فرما اگر یہ اسلام لے آئیں فرمانبرداری کے ساتھ بغیر کسی جبر و رسوائی اور بغیر کسی تباہی کے، کیونکہ میری قوم سے بعض لوگ اسلام اس وقت تک نہیں لاتے جب تک وہ رسوا اور تباہی کا شکار نہ ہو جائیں۔" کہتے ہیں: پھر آپ نے قبلے کی طرف متوجہ ہو کر گڑگڑا کر دعا کی اور فرمایا: "بے شک اہلِ مشرق میں سب سے بہتر بنو عبد القیس ہیں۔"

١٨- باب ما جاء في فضل بني النخع

قبیلہ بنو نخع کی فضیلت کا بیان

٧٥١- عَنْ عَبْدِ اللهِ بن مسعود رضي الله عنه ، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ، يَدْعُو لِهَذَا الْحَيِّ مِنَ النَّخَعِ -أَوْ قَالَ: يُثْنِي عَلَيْهِمْ- حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي رَجُلٌ مِنْهُمْ. (١)

751- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا جب آپ ﷺ نخع کے اس قبیلے کے بارے میں دعا فرما رہے تھے -یا کہا: آپ ﷺ ان کی تعریف کر رہے تھے- یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں بھی انھیں کا ایک فرد ہوتا۔

١٩- باب ما جاء في فضل مذحج

قبیلہ مذحج کی فضیلت کا بیان

٧٥٢- عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْرِضُ يَوْمًا خَيْلًا وَعِنْدَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « أَنَا أَفْرَسُ

(١) حسن: رواه أحمد (٣٨٢٦)، والبزار- كشف الأستار (٢٨٣٠)-.

بِالْخَيْلِ مِنْكَ »، فَقَالَ عُيَيْنَةُ: وَأَنَا أَفْرَسُ بِالرِّجَالِ مِنْكَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: « وَكَيْفَ ذَاكَ؟ »، قَالَ: خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالٌ يَحْمِلُونَ سُيُوفَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ، جَاعِلِينَ رِمَاحَهُمْ عَلَى مَنَاسِجِ خُيُولِهِمْ، لَابِسُو الْبُرُودِ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « كَذَبْتَ، بَلْ خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالُ أَهْلِ الْيَمَنِ، وَالْإِيمَانُ يَمَانٍ إِلَى لَخْمٍ وَجُذَامَ وَعَامِلَةَ، وَمَأْكُولُ حِمْيَرَ خَيْرٌ مِنْ آكِلِهَا، وَحَضْرَمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ، وَقَبِيلَةٌ خَيْرٌ مِنْ قَبِيلَةٍ، وَقَبِيلَةٌ شَرٌّ مِنْ قَبِيلَةٍ، وَاللهِ مَا أُبَالِي أَنْ يَهْلِكَ الْحَارِثَانِ كِلَاهُمَا، لَعَنَ اللهُ الْمُلُوكَ الْأَرْبَعَةَ: جَمْدَاً، وَمِخْوَساً، وَمِشْرَحاً، وَأَبْضَعَةَ، وَأُخْتَهُمُ الْعَمَرَّدَةَ ». ثُمَّ قَالَ: « أَمَرَنِي رَبِّي عز وجل أَنْ أَلْعَنَ قُرَيْشًا مَرَّتَيْنِ، فَلَعَنْتُهُمْ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ». ثُمَّ قَالَ: « عُصَيَّةُ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ غَيْرَ قَيْسٍ وَجَعْدَةَ وَعُصَيَّةَ ». ثُمَّ قَالَ: « لَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَخْلَاطُهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ خَيْرٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ عِنْدَ اللهِ عز وجل يَوْمَ الْقِيَامَةِ ». ثُمَّ قَالَ: « شَرُّ قَبِيلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ نَجْرَانُ وَبَنُو تَغْلِبَ، وَأَكْثَرُ الْقَبَائِلِ فِي الْجَنَّةِ مَذْحِجٌ ».(١)

قوله: "**لعن الله الملوك الأربعة**" ذكر ابن سعد في طبقاته (١٣/٥) أنهم كانوا وفدوا على النبي ﷺ مع الأشعث بن قيس فأسلموا ورجعوا إلى بلادهم، ثم ارتدوا، فقتلوا يوم النجير، وإنما سموا ملوكا لأنه كان لكل واحد منهم واد يملكه بما فيه.

والنجير، ذكر ياقوت في "معجمه" أنه حصن باليمن قرب حضر موت منيع، لجأ إليه أهل الردة مع الأشعث بن قيس في أيام أبي بكر الصديق ﷺ، فحاصره زياد ابن لبيد البياضي حتى افتتحه عنوة، وقتل من فيه، وأسر الأشعث بن قيس، وذلك في سنة (١٢) للهجرة.

752- حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے گھوڑے پیش کیے جارہے تھے، وہاں عیینہ بن حصن بن بدر فزاری رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان سے رسول اللہ ﷺ

---

(١) **صحيح**: رواه أحمد (١٩٤٤٥، ١٩٤٤٦)، والطبراني في مسند الشاميين (٩٦٩).

نے فرمایا: "میں گھوڑا پہچاننے میں تم سے زیادہ ماہر ہوں۔" عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اور میں مردوں کو پہچاننے میں آپ سے زیادہ ماہر ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: "وہ کیسے؟" عرض کی: بہتر لوگ وہ ہیں جو اپنی تلواروں کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں اور نیزوں کو گھوڑوں کی گردن پر رکھتے ہیں، یمنی چادر پہنے ہوئے، یہ اہلِ نجد ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے جھوٹ کہا، بلکہ بہتر لوگ اہلِ یمن ہیں، اور ایمان یمانی ہے، لخم، جذام اور عاملہ تک یہی حکم ہے، کھائے ہوئے گدھوں سے اسے کھانے والے بہتر ہیں، (یعنی گزرے ہوئے سے باقی ماندہ بہتر ہیں) اور حضر موت بنو الحارث سے بہتر ہیں، ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے بہتر اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے بدتر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے کوئی پروا نہیں کہ دونوں حارث ہلاک ہو جائیں، اللہ ان چاروں ملوک پر لعنت کرے: جمد، مخوس، مشرح اور ابضعہ، اور ان کی بہن عمردہ۔ پھر فرمایا: میرے رب میں نے حکم دیا تھا کہ میں قریش پر دو مرتبہ لعنت کروں، تو میں انھیں لعنت کر دی، اور مجھے حکم کیا کہ میں ان کے لیے دو مرتبہ دعا کروں تو میں نے ان کے لیے دو مرتبہ دعا کر دی۔ پھر فرمایا: قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، سوائے قیس، جعدہ اور عصیہ کے۔ پھر فرمایا: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ میں سے ان کے ساتھ جو شریک ہیں، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بنو اسد، تمیم، غطفان اور ہوازن سے بہتر ہیں۔ پھر فرمایا: عرب میں دو قبیلے: نجران اور بنو تغلب سب سے برے ہیں، اور جنت میں قبیلوں میں سب سے زیادہ قبیلہ مذحج کے لوگ ہوں گے۔"

فرمانِ نبوی: "چاروں ملوک پر اللہ کی لعنت ہو۔" ابن سعد رحمہ اللہ نے طبقات (۱۳/۵) میں ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ اشعث بن قیس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اسلام لے آئے تھے، لیکن اپنے علاقوں میں واپس جاکر مرتد ہو گئے، تو انھیں نجیر کے دن قتل کیا گیا، انھیں ملوک اس لیے کہا گیا کیونکہ ان میں سے ہر کوئی ایک ایک وادی کا مالک تھا۔

معجم یاقوت میں ہے کہ "نجیر" حضر موت کے قریب یمن میں ایک مضبوط قلعہ ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اشعث بن قیس کی معیت میں مرتدین نے اسی قلعے میں پناہ لی تھی، تو زیاد بن لبید بیاضی رضی اللہ عنہ نے ان کا محاصرہ کیا، یہاں تک کہ اسے بغیر لڑائی کے فتح کیا، اور جو وہاں تھے سب کو قتل کر دیا، اور اشعث بن قیس کو قید کر لیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲ ہجری کا ہے۔

***

جموع في فضائل أهل البلدان، والأمصار

ملکوں اور شہروں کے فضائل کا بیان

١- باب ما جاء في فضل أهل الحجاز

اہلِ حجاز کی فضیلت کا بیان

٧٥٣- عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ، وَالإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ ».(١)

753- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دلوں کی سختی اور اکھڑپن مشرق والوں میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں ہے۔"

٢- باب ما جاء في فضل أهل اليمن

اہلِ یمن کی فضیلت کا بیان

٧٥٤- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، اَلْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ».(٢)

754- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمھارے ہاں اہلِ یمن آئے ہیں، ان کے دل (دوسروں سے) زیادہ نرم ہیں اور مزاج میں زیادہ رقت ہے، ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت بھی یمن والوں کی ہے۔"

٧٥٥- عن أَنَس بن مالك ﷺ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « الْإِيمَانُ

---

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٥٣:٩٢).

(٢) **متفق عليه**: رواه البخاريّ (٤٣٨٨)، ومسلم (٥٢).

يَمَانٍ » هَكَذَا إِلَى لَخْمٍ وَجُذَامَ. (١)

755- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ایمان یمانی ہے۔ اسی طرح لخم اور جذام تک (یہی حکم ہے)۔

٧٥٦- عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الْعَنْ أَهْلَ الْيَمَنِ، فَإِنَّهُمْ شَدِيدٌ بَأْسُهُمْ، كَثِيرٌ عَدَدُهُمْ، حَصِينَةٌ حُصُونُهُمْ. فَقَالَ: « لَا » ثُمَّ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْأَعْجِمِينَ فارس والروم، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « إِذَا مَرُّوا بِكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ يَسُوقُونَ نِسَاءَهُمْ، يَحْمِلُونَ أَبْنَاءَهُمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ، فَإِنَّهُمْ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُمْ ». (٢)

756- عتبہ بن عبد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اہلِ یمن پر لعنت کیجیے، کیونکہ وہ لڑائی میں بہت سخت ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے قلعے بہت مضبوط ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں کروں گا۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارس اور روم کے عجمیوں پر لعنت بھیجی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمھارے پاس سے اہلِ یمن اپنی عورتوں کے ساتھ اپنے بیٹوں کو کندھوں پر لے کر گزریں تو سن لو وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔"

٧٥٧- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ﴾ [النصر: ١] حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، قَالَ: نُعِيَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ نَفْسُهُ حِينَ نَزَلَتْ، قَالَ: فَأَخَذَ بِأَشَدِّ مَا كَانَ قَطُّ اجْتِهَادًا فِي أَمْرِ الْآخِرَةِ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ: « جَاءَ الْفَتْحُ وَنَصْرُ اللهِ، وَجَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ ». فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا أَهْلُ الْيَمَنِ؟ قَالَ: « قَوْمٌ رُقَيْقَةٌ قُلُوبُهُمْ لَيِّنَةٌ قُلُوبُهُمْ، الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْفِقْهُ يَمَانٍ ». (٣)

ورواه من طريق آخر (١١٩٠٤) وزاد فيه: «**والحكمة يمانية**».

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (١٣٣٤٦).

(٢) **حسن**: رواه أحمد (١٧٦٤٧)، والطبراني في الكبير (١٢٣/١٧).

(٣) **حسن**: رواه الطبراني في الكبير (٣٢٨/١١-٣٢٩).

757- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ﴿ إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴾ سورت کے آخر تک نازل ہوئی تو میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی موت کی تعزیت سمجھی، تو آپ ﷺ اس کے بعد آخرت کے معاملات میں بہت زیادہ سخت کوش ہو گئے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: "فتح ہوگئی اور اللہ نے مدد کی اور اہلِ یمن آگئے۔" ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اہلِ یمن کیا ہیں؟ فرمایا: "ان کے مزاج میں رقت ہے اور ان کے دل نرم ہیں اور ایمان یمانی ہے اور فقہ بھی یمانی ہے۔"

اسی حدیث کو ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے: (۱۱۹۰۴) اور اس کے اندر یہ اضافہ ہے: «والحكمة يمانية». "اور حکمت یمانی ہے۔"

٧٥٨- عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمًا، وَنَظَرَ إِلَى الشَّامِ، فَقَالَ: « اللهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ ». وَنَظَرَ إِلَى الْعِرَاقِ، فَقَالَ نَحْوَ ذَلِكَ، وَنَظَرَ قِبَلَ كُلِّ أُفُقٍ، فَفَعَلَ ذَلِكَ، وَقَالَ: « اللهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ ثَمَرَاتِ الْأَرْضِ، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا ». (١)

758- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ملکِ شام کی طرف دیکھ کر فرما رہے تھے: "اے اللہ! ان کے دلوں پر توجہ فرما۔" اور عراق کی طرف دیکھ کر بھی اسی طرح فرمایا، اور ہر طرف دیکھ کر اسی طرح کیا اور فرمایا: "اے اللہ! ہمیں زمین کے پھل نصیب فرما اور ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔"

٧٥٩- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ قِبَلَ الْعِرَاقِ، وَالشَّامِ، وَالْيَمَنِ، فَقَالَ: « اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ عَلَى طَاعَتِكَ، وَحُطَّ مِنْ وَرَائِهِمْ ». (٢)

759- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عراق، شام اور یمن کی طرف دیکھ کر فرمایا: "اے اللہ! ان کے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف متوجہ کر دے اور ان کے بعد کے لوگوں کی حفاظت فرما۔"

---

(١) **حسن**: رواه أحمد (١٤٦٩٠).

(٢) **صحيح**: رواه الطبراني في الأوسط (٣٠٣٩)، وفي الصغير (٣٧٣).

٧٦٠- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ، قَالَ: نَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ: « اللهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ ». وَنَظَرَ قِبَلَ الْعِرَاقِ، فَقَالَ: « اللهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ ». وَنَظَرَ قِبَلَ الشَّامِ، فَقَالَ: « اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا ».(١)

760- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا اور فرمایا: "اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے۔" اور عراق کی طرف دیکھا اور فرمایا: "اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے۔" اور شام کی طرف دیکھا اور فرمایا: "اے اللہ! ان کے دلوں کو ہماری طرف پھیر دے اور ہمارے صاع اور مد میں ہمیں برکت دے۔"

٣- باب ما جاء في أهل عُمَان

اہلِ عمان کے بارے میں

٧٦١- عَنْ أَبِي بَرْزَةَ ﷺ، قال: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلاً إِلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَسَبُّوهُ وَضَرَبُوهُ، فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « لَوْ أَنَّ أَهْلَ عُمَانَ أَتَيْتَ مَا سَبُّوكَ وَلاَ ضَرَبُوكَ ». (٢)

761- حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عرب کے کسی قبیلے کی طرف بھیجا، ان لوگوں نے اس کو برا کہا اور مارا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تو عمان والوں کے پاس جاتا تو وہ نہ تجھے برا کہتے، نہ مارتے۔" (کیونکہ وہاں کے لوگ اچھے ہیں)۔

٤- باب ما جاء في أهل مصر

اہلِ مصر کے بارے میں

٧٦٢- عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيهَا الْقِيرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً

(١) **حسن**: رواه الترمذي (٣٩٣٤)، وأحمد (٢١٦١٠)، والطبراني في الكبير (٥/ ١٢٤).
(٢) **صحيح**: رواه مسلم (٢٢٨:٢٥٤٤).

وَرَحِمًا ». أَوْ قَالَ: « ذِمَّةً وَصِهْرًا، فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيهَا فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا ».

قَالَ: فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ، فَخَرَجْتُ مِنْهَا. (١)

قوله: "**ذمة ورحما**" يعني بالرحم أن أم إسماعيل (هاجر) كانت منهم.

وقوله: "**ذمة وصهرا**" يعني بالصهر أن أم إبراهيم بن محمد ﷺ (مارية القبطية) كانت منهم.

762- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم جلد ہی مصر کو فتح کر لوگے اور وہ ایسی سرزمین ہے جہاں قیراط کا نام (کثرت سے) لیا جاتا ہے۔ جب تم اس زمین کو فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا، کیونکہ تم پر ان کا حق ہے اور تم سے ان کا رشتہ بھی ہے۔ یا یہ کہا کہ حق اور سسرالی رشتہ داری ہے، (اس لیے کہ ہاجرہ علیہا السلام اسماعیل علیہ السلام کی ماں مصر کی تھیں اور وہ عرب کی ماں ہیں) جب تم دو شخصوں کو وہاں دیکھو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے ہوئے تو وہاں سے نکل جانا۔"

ایک روایت کے مطابق: پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبدالرحمان بن شرحبیل اور ان کے بھائی ربیعہ ایک اینٹ کی جگہ پر لڑ رہے ہیں تو وہاں سے میں نکل بھاگا۔

فرمانِ نبوی: "ان کا حق ہے تم پر اور ان کا رشتہ بھی ہے۔" رشتہ سے مراد یہ ہے کہ ہاجرہ علیہا السلام جو کہ اسماعیل علیہ السلام کی ماں ہیں وہ مصر ہی کی تھیں۔

فرمانِ نبوی: "حق اور سسرالی رشتہ داری ہے۔" میں سسرالی رشتے داری سے مراد یہ ہے کہ ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں ماریہ قبطیہ مصر ہی کی تھیں۔

٧٦٣- عَنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: « إِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوا بِالْقِبْطِ خَيْرًا، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا ». (٢)

(١) **صحيح**: رواه مسلم (٢٥٤٣:٢٢٧).

(٢) **صحيح**: رواه الطحاوي في شرح المشكل (٢٣٦٤)، والطبراني في الكبير (١٩/٦١)، وصحّحه الحاكم (٢/٥٥٣).

763- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم مصر کو فتح کر لو تو تم قبطیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا؛ کیونکہ ان کا حق ہے اور رشتہ داری بھی ہے۔

٧٦٤- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوْصَى عِنْدَ وَفَاتِهِ، فَقَالَ: « اللهَ اللهَ فِي قِبْطِ مِصْرَ، فَإِنَّكُمْ سَتَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، وَيَكُونُونَ لَكُمْ عُدَّةً، وَأَعْوَانًا فِي سَبِيلِ اللهِ ».(١)

764- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "اللہ سے ڈرو مصری قبطیوں کے بارے میں، کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے، اور وہ تمھارے لیے جنگی سازوسامان اور اللہ کی راہ میں مددگار ہوں گے۔"

٥- باب ما جاء في وفد جن نصيبين

نصیبین کے جناتی وفد کے بارے میں

٧٦٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِدَاوَةً لِوُضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ: « مَنْ هَذَا؟ ». فَقَالَ: أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ. فَقَالَ: « ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا، وَلاَ تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلاَ بِرَوْثَةٍ ». فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي طَرَفِ ثَوْبِي حَتَّى وَضَعْتُ إِلَى جَنْبِهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ؟ قَالَ: « هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ، وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ، وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللَّهَ لَهُمْ أَنْ لاَ يَمُرُّوا بِعَظْمٍ وَلاَ بِرَوْثَةٍ إِلاَّ وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا ».(٢)

وقوله: "**نصيبين**" مدينة من مدن الجزيرة تقع على الطريق بين الموصل والشام. وقيل: تقع على الحدود بين تركيا وسوريا وهي داخل الحدود التركية.

765- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور قضائے حاجت

---

(١) **حسن**: رواه الطبراني في الكبير (٢٣/ ٢٦٥-٢٦٦).

(٢) **صحيح**: رواه البخاري (٣٨٦٠).

کے لیے (پانی کا) ایک برتن لیے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ آپ ﷺ نے پوچھا: "تم کون ہو؟" بتایا کہ میں ابو ہریرہ ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "استنجے کے لیے چند پتھر تلاش کر کے لاؤ اور ہاں! ہڈی اور لید نہ لانا۔" تو میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انھیں اپنے کپڑے میں رکھے ہوئے تھا اور لا کر میں نے آپ ﷺ کے قریب اسے رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ آپ ﷺ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ ہڈی اور گوبر میں کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس لیے کہ وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انھوں نے مجھ سے توشہ مانگا، میں نے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو وہ ان پر کھانا پائیں۔"

"نصیبین" جزیرہ کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جو موصل اور شام کے درمیان راستے پر واقع ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ترکی کی حدود میں ترکی اور شام کے درمیان واقع ہے۔

***

فہرست

* عرضِ ناشر ٣
* مقدمہ ٥

جموع ما جاء في فضل الصحبة
مقامِ صحابیت کے جملہ فضائل

١- باب ما جاء في فضل الصحبة — صحبتِ رسول ﷺ کی فضیلت کا بیان — ٢٣
٢- باب أن بقاء النبي ﷺ أمان لأصحابه، وبقاء أصحابه أمان للأمة — نبی کریم ﷺ کی بقا میں صحابہ کی امان اور صحابہ کی بقا میں امت کی امان ہے — ٢٩
٣- باب قول النبي ﷺ: «أنا فرط لكم» — فرمانِ نبوی ﷺ: ”میں تمھارا پیش خیمہ ہوں گا“ کا بیان — ٣٠
٤- باب ما جاء في فضل جماعة الصحابة — جملہ صحابہ کی فضیلت کا بیان — ٣١
٥- باب ما جاء في انخرام قرن الصحابة بتمام مائة عام بعد النبي ﷺ — نبی کریم ﷺ کے بعد سو سال پورا ہونے پر صحابہ کی صدی کے ختم ہو جانے کا بیان — ٣٣
٦- باب تحريم سبّ الصحابة — صحابہ کو برا بھلا کہنے کی حرمت کا بیان — ٣٤
٧- باب ما جاء في إطلاق النبي ﷺ لفظ "التابعين" لمن جاء بعد الصحابة — صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی زبانی تابعین بولنے کا بیان — ٣٦

جموع مناقب أبي بكر وأخباره

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جملہ فضائل ومناقب کا بیان

١- باب دفاع أبي بكر عن رسول الله ﷺ وهو بمكة	مکہ مکرمہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کا بیان	٣٧
٢- باب لقب أبي بكر بـ "الصديق"	ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کا بیان	٣٨
٣- باب ابن الدغنة سيد القارة يصف أبا بكر كما وصفت خديجة النبي ﷺ لما بعث، فتواردا فيهما على نعت واحد من غير أن يتواطأ على ذلك	قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تعریف بالکل ویسی ہی کی جس طرح کی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعثت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی تھی، اس طرح دونوں کا ایک جیسے اوصاف پر اتفاق ہو گیا جبکہ دونوں کا اس پر اتفاق نہیں ہوا۔	٣٩
٤- باب في هجرة أبي بكر مع النبي ﷺ إلى المدينة	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان	٤٣
٥- باب ما جاء أن أبا بكر من أمَنّ الناس على النبي ﷺ في صحبته وماله	اپنی صحبت اور مال کے ذریعے ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرنے والے تھے	٤٦
٦- باب لو كان للنبي ﷺ خليل لكان أبا بكر	اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دوست ہوتا تو ابو بکر ہوتے	٥٠
٧- باب ما جاء أن أبا بكر أحب الناس إلى النبي ﷺ وأفضلهم بعده ﷺ	ابو بکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے، اور	٥٤

	آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل تھے	
٨- باب أن أبا بكر ليس ممن يجرُّ ثوبه خيلاء	ابو بکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے گھسیٹتے ہیں	٦١
٩- باب أنه تصدق بماله كله في سبيل الله	ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پورا مال راہِ خدا میں صدقہ کر دیا	٦٢
١٠- باب ما جاء في لقب أبي بكر عتيقا	ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لقب عتیق کا بیان	٦٢
١١- باب بشارة النبي ﷺ لأبي بكر بأنه يأكل من طيور الجنة	نبی کریم ﷺ کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنتی پرندے کھانے کی بشارت کا بیان	٦٣
١٢- باب ما جاء في موقف أبي بكر الصديق عند وفاة النبي ﷺ	نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقف کا بیان	٦٣
١٣- من أخبار أبي بكر الصديق	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں دیگر خبروں کا بیان	٦٧
جموع ما جاء في فضائل عمر بن الخطاب وأخباره		
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور خبروں کے جملہ بیانات		
١- باب دعاء النبي ﷺ لإسلام عمر	نبی کریم ﷺ کا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے لیے دعا کرنے کا بیان	٧٥
٢- باب أن النبي ﷺ كان أحب الناس إلى عمر بن الخطاب من كل شيء حتى من نفسه	نبی کریم ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نزدیک سب سے محبوب تھے یہاں تک کہ ان کی ذات سے بھی زیادہ	٧٧
٣- باب لو كان في هذه الأمة محدَّثا لكان عمر	اگر اس امت میں کوئی محدَث ہوا تو وہ عمر ہوں گے	٧٨

٤- باب ما جاء في صلابة عمر في الدين ونشره في أقطار الأرض	عمر رضی اللہ عنہ کی دین میں سختی اور زمین میں آپ کی تبلیغِ دین کا بیان	٧٩
٥- باب ما جاء في غزارة علم عمر بن الخطاب	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی غزارتِ علمیہ کا بیان	٧٩
٦- باب هيبة عمر بن الخطاب في الجن والإنس	انس وجن دونوں پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہیبت کا بیان	٨١
٧- باب في قصر عمر بن الخطاب في الجنة	جنت میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے محل کا بیان	٨٣
٨- باب ما جاء في موافقات عمر بن الخطاب ربه	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اپنے رب سے موافقات کا بیان	٨٧
٩- باب إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه	بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق کو جاری کر دیا تھا	٩٢
١٠- باب أن عمر باب مغلق دون الفتن	عمر رضی اللہ عنہ فتنوں کے سامنے ایک بند دروازہ تھے	٩٤
١١- باب تخوّف عمر بعد رسول الله ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے اظہارِ خوف کا بیان	٩٥
١٢- باب ما جاء في أخبار عمر بن الخطاب	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی دیگر خبروں کا بیان	٩٦
١٣- باب ما جاء في جود عمر بن الخطاب	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جود وسخا کا بیان	١٠٠
١٤- باب عمر بن الخطاب أول من وضع للمسلمين تاريخا	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی اپنی تاریخ وضع کی	١٠٠

١٥- باب تمني عمر الموتَ في المدينة — عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ میں مرنے کی تمنا کرنے کا بیان — ١٠١

١٦- باب ما جاء في قصة استشهاد عمر ووصاياه وكفنه ودفنه وقصة أمر الاستخلاف بعده واتفاقهم على عثمان — عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت، آپ کی وصیت، کفن ودفن، آپ کے بعد خلافت کے لیے جانشینی اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ پر اتفاق کا بیان — ١٠٢

جموع مناقب عثمان بن عفان وأخباره

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

١- باب أن عثمان رجل حيي تستحي منه الملائكة — عثمان رضی اللہ عنہ شرم وحیا کے پیکر تھے کہ آپ سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے — ١٢٠

٢- باب أن عثمان أدرك فضل من شهد بدرًا — عثمان رضی اللہ عنہ کو بدر میں لڑنے والوں کا اجر ملا تھا — ١٢٢

٣- باب إن بيعة الرضوان كانت من أجل عثمان — بیعتِ رضوان عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہوئی تھی — ١٢٢

٤- باب قوله ﷺ: « ما ضرَّ عثمان ما عمل بعد تجهيز جيش العسرة » — عثمان رضی اللہ عنہ کو جیشِ عسرہ کی تیاری کے بعد اب کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا — ١٢٤

٥- باب ما جاء في أخبار عثمان بن عفان — عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان — ١٢٥

٦- باب قوله ﷺ: « إن عثمان يقتل مظلوما » — عثمان رضی اللہ عنہ ظلماً قتل کیے جائیں گے — ١٢٩

٧- باب في أخبار عثمان بن عفان — عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان — ١٣٢

جموع ما جاء في فضائل علي بن أبي طالب وأخباره

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جملہ فضائل اور اخبار کا بیان

١- باب أن علي بن أبي طالب من أهل بيت النبي ﷺ	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اہل بیت سے ہیں	١٣٣
٢- باب ما جاء في منزلة علي رضي الله عنه من النبي ﷺ كمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعده	علی رضی اللہ عنہ کا مقام نبی کریم ﷺ کے پاس ویسے ہی تھا جیسے ہارون علیہ السلام کا موسی علیہ السلام کے پاس تھا، مگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا	١٣٦
٣- باب لقبه النبي ﷺ بـ "أبي تراب"	نبی کریم ﷺ کا انھیں ابوتراب کے لقب سے پکارنے کا بیان	١٣٧
٤- باب ما جاء في بشارة النبي ﷺ أن الله يفتح خيبر على يد عليٍّ رضي الله عنه وأنه يحب الله ورسوله	نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت کہ خیبر کو اللہ تعالیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح کرے گا اور اللہ اور اس کا رسول ان سے محبت کرتے ہیں	١٣٩
٥- باب قوله ﷺ: « من كنت مولاه فعلي مولاه »	حدیث: "جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔" کا بیان	١٤٢
٦- باب إخبار النبي ﷺ بأنه يقاتل الخوارج	نبی کریم ﷺ کا یہ خبر دینا کہ علی رضی اللہ عنہ خوارج سے قتال کریں گے	١٤٦
٧- باب إخبار النبي ﷺ بأن علي بن أبي طالب يقتله أشقى هذه الأمة	نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس امت کا سب سے بڑا بد بخت قتل کرے گا	١٤٩

٨- باب ما جاء في أخبار علي بن أبي طالب — علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان ١٥٠
٩- فضائل بقية العشرة المبشرين بالجنة — باقی عشرۂ مبشرہ کے فضائل اور مناقب ١٥٦

جموع مناقب طلحة بن عبيد الله وأخباره

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب و فضائل کا ذکر

١- باب فضل طلحة بن عبيد الله — طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ١٥٨
٢- باب ثبات طلحة مع النبي ﷺ يوم أحد — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی کا بیان ١٦٠
٣- باب ما روي أن طلحة والزبير جارا النبي ﷺ في الجنة — طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی ہونے کا بیان ١٦٢

جموع في مناقب الزبير بن العوام وأخباره

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب و فضائل کا ذکر

١- باب ما جاء في شجاعة الزبير يوم الخندق وجمع النبي ﷺ له أبويه — خندق کے دن زبیر رضی اللہ عنہ کی بہادری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لیے اپنے والدین کے فدا ہونے کا ذکر کرنے کا بیان ١٦٤
٢- باب ما جاء في أخبار الزبير بن العوام — زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان ١٦٦
٣- أخبار الزبير بن العوام في قتاله وشجاعته — زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت کا بیان ١٧١

جموع مناقب سعد بن أبي وقاص وأخباره

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

١- باب أن سعد بن أبي وقاص رجل صالح — سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نیک آدمی تھے ١٧٤

٢- باب أن النبي ﷺ جمع أبويه لسعد بن أبي وقاص — سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو جمع کیا ١٧٥

٣- باب أن سعدا نزلت فيه آيات من القرآن الكريم — سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں قرآنِ کریم کی چند آیتیں نازل ہوئی ہیں ١٧٧

٤- باب أن سعدا أسلم يوم أسلم وهو ثلث الإسلام — سعد رضی اللہ عنہ جس دن اسلام لائے اس وقت اسلام کا تیسرا فرد تھے ١٨١

٥- باب أن سعد بن أبي وقاص أول العرب رمى بسهم في سبيل الله — سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سب سے پہلے عرب ہیں جنھوں نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا ١٨١

٦- باب في انعزال سعد بن أبي وقاص عن الفتنة — سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا فتنوں سے الگ تھلگ رہنے کا بیان ١٨٢

٧- باب دعاء النبي ﷺ لسعد بالشفاء في مرضه عام حجة الوداع بمكة — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے مکہ میں حجۃ الوداع کے موقعے پر ان کی بیماری میں شفا کی دعا کرنا ١٨٣

٨- باب قوله ﷺ لسعد: « يُنْفَع بك أقوام ويُضَرُّ بك آخرون » — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ فرمان: "تم سے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بہتوں کو نقصان ہو گا۔" ١٨٤

٩- باب ما جاء في أخبار سعد بن أبي وقاص	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان	١٨٦
١٠- باب أن سعد بن أبي وقاص مجاب الدعاء	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مستجاب الدعاء تھے	١٨٦
١١- باب قصة سعد مع شخص قطع شجرا في حدود الحرم	سعد رضی اللہ عنہ کا ایک ایسے شخص کے ساتھ کا واقعہ جس نے حدودِ حرم میں ایک درخت کو کاٹ ڈالا تھا	١٨٨
١٢- باب قول النبي ﷺ: « هذا خالي »	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "یہ میرے ماموں ہیں"	١٨٩

جموع فضائل عبد الرحمن بن عوف وأخباره

عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب اور فضائل کا ذکر

١- باب ما جاء في تغيير اسمه	آپ رضی اللہ عنہ کے نام کی تبدیلی کا بیان	١٩١
٢- باب ما جاء في مؤاخاته	آپ رضی اللہ عنہ کے مواخات کا بیان	١٩١
٣- باب أن النبي ﷺ صلى خلف عبد الرحمن بن عوف	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی	١٩٢
٤- باب ما جاء في كثرة أمواله	آپ رضی اللہ عنہ کے کثرتِ مال کا بیان	١٩٣
٥- باب قصة إنفاقه على أزواج النبي ﷺ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر آپ کے خرچ کرنے کا بیان	١٩٤
٦- باب ما جاء من أخبار عبد الرحمن بن عوف	عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبروں کا بیان	١٩٥

جموع مناقب أبي عبيدة بن الجراح وأخباره

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے جملہ مناقب وفضائل کا ذکر

١- باب ما جاء أن أبا عبيدة أمين هذه الأمة — ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں — ١٩٧

٢- باب كان أبو عبيدة أحبّ الناس إلى رسول الله ﷺ بعد أبي بكر وعمر — رسول اللہ ﷺ کے نزدیک لوگوں میں سے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے — ٢٠٠

جموع أخبار سعيد بن زيد بن عمرو العدوي

سعید بن زید بن عمرو عدوی رضی اللہ عنہ کے جملہ فضائل کا ذکر

١- باب إسلام سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل بن عبد العزى العدوي (زوج أخت عمر بن الخطاب) — عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بہنوئی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی عدوی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان — ٢٠٢

٢-باب كان سعيد بن زيد مستجاب الدعوة — سعید بن زید رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے — ٢٠٣

جموع ما جاء في فضل جماعات الصحابة

جماعتِ صحابہ کے جملہ فضائل ومناقب کا ذکر

١- باب ما جاء في فضل أهل البيت — اہل بیت کی فضیلت کا بیان — ٢٠٥

٢- باب ما جاء في فضل أبي بكر وعمر — ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان — ٢١٠

٣- باب أن أبا بكر وعمر سيدا كهول أهل الجنة — ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما جنت کے ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار ہوں گے — ٢١٥

٤- باب ما جاء في فضل الخلفاء الثلاثة: أبي بكر، وعمر، وعثمان	خلفائے ثلاثہ؛ ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢١٧
٥- باب ما جاء في فضل الخلفاء الأربعة	خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٣٠
٦- باب في فضل الخلفاء الأربعة وطلحة، والزبير	خلفائے اربعہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٣٠
٧- باب ما جاء في فضل العشرة المبشرين بالجنة	عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٣١
٨- باب ما جاء في فضل أبي بكر وعمر وأبي عبيدة بن الجراح	ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٣٢
٩- باب ما جاء في فضل أبي بكر وعمر وعائشة	ابو بکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٣٣
١٠- باب في فضل فاطمة وعلي	فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٢٣٤
١١- باب في فضل علي والحسن والحسين وفاطمة	علی، حسن، حسین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٣٤
١٢- باب في حب النبي ﷺ للحسن والحسين	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت کرنے کا بیان	٢٣٩
١٣- باب ما جاء أن الحسن والحسين هما ريحانتا رسول الله ﷺ	حسن و حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو پھول تھے	٢٤٢
١٤- باب أن الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة	حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں	٢٤٣
١٥- باب في فضل أبي موسى الأشعري وبلال	ابو موسیٰ اشعری اور بلال رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٢٤٥

١٦- باب في فضل أسيد بن حضير وعباد بن بشر	اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٢٤٦
١٧- باب ما جاء في فضل سلمان وصهيب وبلال	سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٤٧
١٨- باب فضائل علي بن أبي طالب، وجعفر بن أبي طالب، وزيد بن حارثة	علی بن ابی طالب، جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٤٨
١٩- باب ما جاء في فضائل زيد بن حارثة، وجعفر، وعبد الله بن رواحة، وخالد بن الوليد	زید بن حارثہ، جعفر، عبد اللہ بن رواحہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٥٠
٢٠- باب فضائل أربعة من الأنصار جمعوا القرآن على عهد رسول الله ﷺ	ان چار انصار صحابہ کی فضیلت کا بیان جنھوں نے عہدِ نبوی میں قرآن کو جمع کیا تھا	٢٥٢
٢١- باب في بيان أربعة من الصحابة يؤخذ منهم القرآن	ان چار صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان جن سے قرآن سیکھا جاتا ہے	٢٥٣
٢٢- باب ما جاء في فضل أبي بكر، وعمر، وأبي عبيدة، وأسيد بن حضير، وثابت بن قيس، ومعاذ بن جبل، ومعاذ بن عمرو بن الجموح	حضرت ابو بکر، عمر، ابو عبیدہ، اسید بن حضیر، ثابت بن قیس، معاذ بن جبل اور معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٥٤
٢٣- باب في فضل أبي موسى وأبي عامر الأشعريين	ابو موسی اشعری اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٢٥٤

٢٤- باب حب النبي ﷺ لأسامة والحسن	نبی کریم ﷺ کی اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما سے محبت کا بیان	٢٥٦
٢٥- باب ما روي في حب النبي ﷺ لعلي وأبي ذر والمقداد وسلمان	نبی کریم ﷺ کی سیدنا علی، ابو ذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم سے محبت کا بیان	٢٥٧
٢٦- باب ما روي في فضل علي و عمار وسلمان وغيرهم	سیدنا علی، عمار، سلمان وغیرہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٥٧
٢٧- باب فضل سالم مولى أبي حذيفة وعمرو بن العاص	ابو حذیفہ کے مولی سالم اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٥٨
٢٨- باب فضل ابن مسعود، وعمار، وحذيفة	عبداللہ بن مسعود، عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٥٩
٢٩- باب ما جاء في أخبار أبي سعيد، وابن مسعود، وحذيفة، وسلمان	ابو سعید، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ اور سلمان رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان	٢٦١
٣٠- باب فضل أهل السفينة ممن هاجروا إلى الحبشة وأن لهم أجر هجرتين	ان اہلِ سفینہ کی فضیلت جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اور یہ کہ انھیں دو دفعہ ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا	٢٦٢
٣١- باب ما جاء في فضل فقراء المهاجرين	فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان	٢٦٥
٣٢- باب ما جاء في فضل أهل بيعة العقبة الثانية	بیعتِ عقبہ ثانیہ والوں کی فضیلت کا بیان	٢٧٠
٣٣- باب ما جاء في فضل أهل الصفة	اہلِ صفہ کی فضیلت کا بیان	٢٧٣
٣٤- باب ما جاء في فضائل أهل بدر	اہلِ بدر کے فضائل کا بیان	٢٧٥
٣٥- باب ما جاء في فضل أهل بئر معونة	شہدائے بئرِ معونہ کی فضیلت کا بیان	٢٨٠

٣٦- باب ما جاء في فضائل أهل أحد	شرکائے اُحد کی فضیلت کا بیان	٢٨٢
٣٧- باب ما جاء في فضل شهداء أحد	شہدائے احد کی فضیلت کا بیان	٢٨٢
٣٨- باب ما جاء في فضائل أصحاب الشجرة	اصحابِ شجرہ کے فضائل کا بیان	٢٨٣
٣٩- باب ما جاء في فضائل أهل بدر والحديبية معاً	اہلِ بدر اور اہلِ حدیبیہ دونوں کے فضائل کا بیان	٢٨٤
٤٠- باب ما جاء في فضائل أهل حنين	اہلِ حنین کے فضائل کا بیان	٢٨٧
٤١- باب في فضل الجيش الذي يغزو مدينة قيصر	اس لشکر کی فضیلت کا بیان جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا	٢٨٨
٤٢- باب في فضيلة العصابتين من أمة محمد ﷺ	امتِ محمدیہ کے دونوں گروہوں کی فضیلت کا بیان	٢٨٨

جموع فضائل أفراد الصحابة وأخبارهم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الگ الگ جملہ فضائل

١- باب تكنية النبي ﷺ بأبي إبراهيم	نبی ﷺ کی کنیت "ابوابراہیم" کا بیان	٢٩٠
٢- باب كان النبي ﷺ يُقبّل إبراهيم	نبی ﷺ ابراہیم کو بوسہ دیتے تھے	٢٩٠
٣- باب إن الله جعل لإبراهيم بن النبي ﷺ مرضعا في الجنة	اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی انا متعین کر دی ہے	٢٩١
٤- باب لو قُدِّرَت النبوة بعد النبي ﷺ لكان إبراهيم	اگر نبی ﷺ کے بعد نبوت مقدر ہوتی تو ابراہیم رضی اللہ عنہ ہوتے	٢٩١

٥- باب حزن النبي ﷺ بوفاة إبراهيم	ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر نبی مکرم ﷺ کے غمگین ہونے کا بیان	٢٩٢
٦- باب فضائل أبي بن كعب	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٢٩٢
٧- باب دعاء النبي ﷺ لأبي بن كعب للعلم	نبی مکرم ﷺ کا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے علم کی دعا کرنے کا بیان	٢٩٤
٨- باب ما جاء في فضل أسامة بن زيد، وأنه حب رسول الله ﷺ	اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی فضیلت اور یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے محبوب تھے	٢٩٥
٩- باب أن أسامة من أحب الناس إلى النبي ﷺ	نبی مکرم ﷺ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اسامہ رضی اللہ عنہ تھے	٢٩٦
١٠- باب ما جاء في فضل أسيد بن حضير	اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٢٩٩
١١- باب ما جاء في فضائل أنس	انس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٠٢
١٢- باب من أخبار أنس بن مالك	انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بعض خبروں کا بیان	٣٠٥
١٣- باب كان أنس بن مالك موضع أسرار النبي ﷺ	انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے رازدار تھے	٣٠٥
١٤- باب فضل أنس بن مرثد الغنوي	انس بن مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٠٦
١٥- باب فضل أنس بن النضر	انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٠٧
١٦- باب فضل البراء بن مالك	براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٠٨
١٧- باب ما جاء في بشر بن عقربة	بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٣٠٨
١٨- باب ما جاء في فضل بلال بن رَباح	بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٠٨

١٩- باب ما جاء في أخبار بلال بن رَباح	بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ مزید روایتیں	٣١٠
٢٠- باب أن ثابت بن قيس من أهل الجنة	ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کا بیان	٣١١
٢١- باب أخبار ثوبان مولى رسول الله ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣١٣
٢٢- باب ما جاء في أخبار جابر بن سمرة	جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣١٤
٢٣- باب فضل جابر بن عبد الله	جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٣١٥
٢٤- باب في أخبار جابر بن عبد الله	جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں مزید خبروں کا بیان	٣١٧
٢٥- باب فضائل جرير بن عبد الله البجلي	جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٢٣
٢٦- باب ما جاء أن جعفر بن أبي طالب أشبه خَلْق النبي ﷺ وخُلُقَه	جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی اور اخلاقی ہر اعتبار سے مشابہ تھے	٣٢٥
٢٧- باب دعاء النبي ﷺ لجعفر بن أبي طالب	جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کرنے کا بیان	٣٢٦
٢٨- باب أن جعفر بن أبي طالب ذو الجناحين	جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دو بازو والے ہیں	٣٢٧
٢٩- باب أن جعفر بن أبي طالب من أرحم الناس على المساكين	جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لوگوں میں مساکین پر سب سے زیادہ رحم دل تھے	٣٢٨

٣٠- باب ما جاء في فضائل جُلَيبيب	جلیبیب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٢٩
٣١- باب فضل الحارث بن ربعي أبي قتادة الأنصاري	حارث بن ربعی ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٣٤
٣٢- باب أن حارثة بن سراقة بن الحارث الأنصاري في جنة الفردوس	حارثہ بن سراقہ بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ کے جنت الفردوس میں ہونے کا بیان	٣٣٥
٣٣- باب فضل حارثة بن النعمان	حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٣٦
٣٤- باب ما جاء في أخبار حارثة بن النعمان	حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ مزید حدیثیں	٣٣٧
٣٥- باب فضل حاطب بن أبي بلتعة	حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٣٨
٣٦- باب ما جاء في فضائل حذيفة بن اليمان	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٤١
٣٧- باب فضائل حرملة بن زيد	حرملہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٤٤
٣٨- باب ما جاء في فضائل حسان بن ثابت	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٤٥
٣٩- باب فضل الحسن بن علي، وأنه سيد يصلح الله به بين فئتين من المسلمين	حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان اور یہ کہ آپ سردار ہیں جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں کے مابین صلح کرائے گا	٣٥١
٤٠- باب في محبة النبي ﷺ للحسن بن علي وأخباره	حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بیان اور ان کے بارے میں کچھ مزید حدیثیں	٣٥٥
٤١- باب ما جاء في فضل الحسين بن علي	حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٣٥٩

٤٢- باب ما جاء في أخبار الحكم بن أبي العاص	حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبروں کا بیان	٣٦٠
٤٣- باب ما جاء في فضل حمزة بن عبد المطلب	حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٦٢
٤٤- باب في فضل خالد بن الوليد وأخباره	خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٦٢
٤٥- باب ما جاء في خريم بن فاتك الأسدي	خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٦٦
٤٦- باب في فضل خزيمة بن ثابت الأنصاري وأخباره	خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٦٧
٤٧- باب في فضل دحية بن خليفة الكلبي وأخباره	دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٦٩
٤٨- باب فضل رافع بن خديج	رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٧٠
٤٩- باب ما جاء في أخبار ربيعة بن كعب الأسلمي	ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٧١
٥٠- باب فضل زاهر بن حرام الأشجعي	زاہر بن حرام اشجعی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٧٦
٥١- باب فضل زيد بن أرقم وأخباره	زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٧٨
٥٢- باب ما جاء أن زيد بن حارثة من أحب الناس إلى النبي ﷺ	زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھے	٣٨١
٥٣- باب فضل سالم مولى أبي حذيفة	ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٣٨٤

٥٤- باب فضل السائب بن يزيد بن سعيد الكندي	سائب بن یزید بن سعید کندی رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٣٨٥
٥٥- باب ما جاء في فضائل سعد بن عبادة	سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٨٦
٥٦- باب في فضائل سعد بن معاذ الأنصاري	سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٨٧
٥٧- باب ما جاء في موافقة قضاء سعد بن معاذ حكم الله في بني قريظة	قبیلہ بنو قریظہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کا بیان	٣٨٨
٥٨- باب في اهتزاز العرش لموت سعد بن معاذ	سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت سے عرش کے ہلنے کا بیان	٣٨٩
٥٩- باب ما جاء في أخبار موت سعد بن معاذ	سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کے بارے میں وارد خبروں کا بیان	٣٩٠
٦٠- باب ما جاء في فضل سفيان بن الحارث وأخباره	سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٣٩٣
٦١- باب فضل سلمان الفارسي وقومه وأخباره	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور آپ کی قوم کی فضیلت کا بیان	٣٩٤
٦٢- باب قصة إسلام سلمان الفارسي	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان	٣٩٧
٦٣- باب في أخبار سندر مولى زنباع الجذامي	زنباع جذامی کے غلام سندر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤١٠
٦٤- باب فضل سلمة بن عمرو بن الأكوع الأسلمي	سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤١٢

٦٥- باب أخبار سنين أبي جميلة	سنین ابی جمیلہ رضی اللہ عنہ کا بیان	٤١٣
٦٦- باب إسلام ضماد بن ثعلبة الأزدي	ضماد بن ثعلبہ ازدی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان	٤١٣
٦٧- باب فضل ضمرة بن ثعلبة	ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤١٥
٦٨- فضل عامر بن سنان بن الأكوع الأسلمي	عامر بن سنان بن اکوع اسلمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤١٥
٦٩- باب ما جاء في فضل عامر بن فهيرة	عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤١٧
٧٠- باب فضائل العباس بن عبد المطلب عم رسول الله ﷺ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤١٩
٧١-باب ما جاء في أخبار عبدالله بن أرقم	عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤١٩
٧٢- أخبار عبد الله بن ثعلبة بن صُعير	عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ کا بیان	٤٢٠
٧٣-باب ما جاء في فضل عبدالله بن جعفر	عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٤٢١
٧٤-باب ما جاء في أخبار عبدالله بن الزبير	عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان	٤٢٢
٧٥- باب ما جاء في إسلام عبد الله بن سلام	عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان	٤٢٦
٧٦- باب فضائل عبدالله بن سلام وأنه من أهل الجنة	عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان اور یہ کہ وہ جنتی ہیں	٤٢٨
٧٧- باب في فضائل عبد الله بن عباس	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان	٤٣٤
٧٨- باب في بشارة النبي ﷺ والملك بأن عبد الله بن عمر رجل صالح	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتے کی خوشخبری کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نیک آدمی ہیں	٤٣٧

٧٩- باب ما جاء في فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر وأخباره	جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٤٠
٨٠- باب في أخبار عبد الله بن عمرو بن العاص	عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٤٤٧
٨١- باب في فضائل عبد الله بن مسعود	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٤٩
٨٢- باب فضل عبد الله بن نعيمان الملقب بالحمار	عبد اللہ بن نعیمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان جن کا لقب حمار تھا	٤٥٨
٨٣- باب في فضل ذي البجادين عبدالله بن نهم	ذو البجادین عبداللہ بن نہم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤٥٩
٨٤- باب في أخبار عتّاب بن أسيد	عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٤٥٩
٨٥- باب ما جاء في أخبار عثمان بن أبي العاص	عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٤٦٠
٨٦- باب فضائل عثمان بن مظعون	عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٦٢
٨٧- باب أخبار عدي بن حاتم	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے بارے کچھ خبریں	٤٦٣
٨٨- باب فضل عكاشة بن محصن	عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤٦٦
٨٩- باب ما جاء في فضل عمار بن ياسر	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٤٧٢
٩٠- باب فضائل عمرو بن ثابت بن وقش	عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٧٥
٩١- باب ما جاء في فضل عمرو بن جموح الأنصاري	عمرو بن جموح انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤٧٦

٩٢- باب ما جاء في عمرو بن حريث الذي دعا له النبي ﷺ بالرزق	عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے بارے میں جن کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے رزق کی دعا فرمائی	٤٧٧
٩٣- باب فضائل عمرو بن العاص وأخباره	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٧٧
٩٤- باب تسليم الملائكة على عمران بن حصين	فرشتوں کا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کو سلام کرنے کا بیان	٤٨١
٩٥- باب فضائل عمير بن حمام الأنصاري	عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٨٤
٩٦- باب أخبار قرة بن إياس	قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٤٨٥
٩٧- باب أخبار قيس بن سعد بن عبادة فإنه كان كالحارس عند النبي ﷺ	قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں اور یہ کہ آپ نبی کریم ﷺ کے نزدیک سنتری جیسے تھے	٤٨٦
٩٨- باب إن قيس بن عاصم سيد أهل الوبر	قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ دیہاتیوں کے سردار ہیں	٤٨٦
٩٩- باب ما ورد في فضل كعب بن مالك وأخباره	کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤٨٦
١٠٠- باب ما جاء في ماعز الأسلمي	ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٤٨٩
١٠١- باب في فضل محمد بن مسلمة الأنصاري	محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٤٨٩
١٠٢- باب ما جاء في أخبار محمود بن الربيع	محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ خبریں	٤٩٠

١٠٣- باب ما جاء في مناقب معاوية بن أبي سفيان وأخباره	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے مناقب کا بیان	٤٩١
١٠٤- باب ما جاء في المغيرة بن شعبة وأن الدجال لن يضره	مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور یہ کہ انھیں دجال نقصان نہیں پہنچائے گا	٤٩٣
١٠٥- باب فضائل المقداد بن الأسود الكندي وأخباره	مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٩٤
١٠٦- باب أخبار المقدام بن معد يكرب	مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٤٩٧
١٠٧- باب فضائل أشج عبدالقيس وهو المنذر بن عائذ	اشج عبد القیس منذر بن عائذ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٤٩٩
١٠٨- باب ما جاء في أخبار نبيشة الهذلي الذي سماه النبي ﷺ نبيشة الخير	نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کا بیان جن کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "نبیشہ الخیر" رکھا	٥٠٠
١٠٩- باب ما روي في أخبار نقادة الأسدي	نقادہ اسدی رضی اللہ عنہ سے متعلقہ روایات کا بیان	٥٠١
١١٠- باب فضل عبد الله بن هشام القرشي	عبد اللہ بن ہشام قرشی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٥٠٢
١١١- باب ما جاء في ورقة بن نوفل وأخباره	ورقہ بن نوفل کے بارے میں	٥٠٣
١١٢- باب أخبار أبي أمامة صدي بن عجلان وكرامته	ابو امامہ صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ اور ان کی کرامت کا بیان	٥٠٥
١١٣- باب فضل أبي بكرة نفيع بن الحارث وأخباره	ابو بکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٥٠٨

١١٤- باب في أخبار أبي ثعلبة الخشني	ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٥٠٩
١١٥- باب في فضائل أبي دجانة سماك بن خرشة	ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٥١٠
١١٦- باب فضائل أبي الدحداح الأنصاري	ابو دحداح انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٥١٠
١١٧- باب فضل أبي الدرداء عويمر بن عجلان	ابو الدرداء عویمر بن عجلان رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٥١٢
١١٨- باب ما جاء في إسلام أبي ذر الغفاري	ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا بیان	٥١٣
١١٩- باب ما روي في صدق لهجة أبي ذر	ابو ذر رضی اللہ عنہ کے لہجے میں سچائی والی روایتوں کا بیان	٥٢١
١٢٠- باب فضل أبي سفيان صخر بن حرب الأموي	ابو سفیان صخر بن حرب اموی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان	٥٢٢
١٢١- باب دعاء النبي ﷺ لأبي سلمة عبد الله بن عبد الأسد، وكان أخا النبي ﷺ من الرضاعة	ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد کے لیے نبی کریم ﷺ کا دعا کرنا جو نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے	٥٢٣
١٢٢- باب أخبار أبي الطفيل عامر بن واثلة	ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کا بیان	٥٢٤
١٢٣- باب ما جاء في فضائل أبي طلحة زيد بن سهل الأنصاري	ابو طلحہ زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	٥٢٥
١٢٤- باب أخبار أبي طلحة	ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں	٥٣٠

١٢٥- باب ما جاء في أخبار أبي مسعود البدري — ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ٥٣١
١٢٦- باب فضائل أبي موسى الأشعري — ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان ٥٣٢
١٢٧- باب ما جاء في فضائل أبي هريرة عبدالرحمن بن صخر وأخباره — ابو ہریرہ عبد الرحمان بن صخر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان ٥٣٤
١٢٨- باب في أخبار أبي هريرة — ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مزید خبریں ٥٤٠
١٢٩- باب في توثيق الصديقة بنت الصديق عائشة مرويات أبي هريرة — صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کا توثیق کرنے کا بیان ٥٤١
١٣٠- باب ما جاء في فضائل خال أبي السوّار — ابوالسوار کے ماموں کے فضائل کا بیان ٥٤٢
١٣١- باب فضل رجل أنصاري من بني النبيت — قبیلہ بنو نبیت کے ایک انصاری کی فضیلت کا بیان ٥٤٣
١٣٢- باب فضل الراعي الذي بشّره النبي ﷺ بأنه خرج من النار — نبی کریم ﷺ سے جہنم سے آزادی کی خوشخبری پانے والے چرواہے کی فضیلت کا بیان ٥٤٣

جموع فضائل النساء الصحابيات
صحابیات کے جملہ فضائل

١- باب ما جاء في فضائل خديجة وفاطمة — خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان ٥٤٦

٢- باب في فضائل خديجة بنت خويلد أم المؤمنين	ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان	٥٤٧
٣- باب في سلام الله وجبريل على خديجة وبشارتها ببيت في الجنة	خدیجہ رضی اللہ عنہا پر اللہ تعالی اور جبریل کا سلام کہنا اور انھیں جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دینا	٥٤٨
٤- باب في حب النبي ﷺ لخديجة وصديقاتها	نبی کریم ﷺ کا خدیجہ اور ان کی سہیلیوں سے محبت کرنے کا بیان	٥٥٠
٥- باب فضل عائشة بنت أبي بكر زوج النبي ﷺ	زوجۂ رسول عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان	٥٥٢
٦- باب في نزول الوحي في لحاف عائشة بنت أبي بكر	عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے لحاف میں نزولِ وحی کا بیان	٥٥٣
٧- باب ما جاء في سكون النبي ﷺ واطمئنانه في يوم عائشة	عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں نبی کریم ﷺ کے سکون اور اطمینان کا بیان	٥٥٤
٨- باب ما جاء في أخبار عائشة	عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مزید خبریں	٥٥٥
٩- باب تزوج النبي ﷺ عائشة وسودة في السنة الثانية عشرة من البعثة	بعثت کے بارھویں سال نبی کریم ﷺ کا عائشہ اور سودہ رضی اللہ عنہما سے شادی کرنے کا بیان	٥٦٦
١٠- باب لقب عائشة: حميراء	عائشہ رضی اللہ عنہا کے لقب (حمیرا) کے بارے	٥٦٧
١١- باب ما جاء في فضل حفصة وأخبارها	حفصہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	٥٧٠
١٢- باب فضل زينب بنت جحش أم المؤمنين	ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	٥٧١

١٣- باب ما جاء في فضل صفية بنت حيي وأخبارها	صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	٥٧٤
١٤- باب ما جاء في فضائل أم سلمة وأخبارها	ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان	٥٧٧
١٥- باب في قصة أم حبيبة أم المؤمنين وأخبارها	ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا بیان	٥٧٨
١٦- باب ما جاء في أخبار ميمونة	میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٥٧٩
١٧- باب أخبار ميمونة وأم الفضل بنت الحارث	میمونہ اور ام الفضل بنت حارث کے بارے میں	٥٨٠
١٨- باب ما جاء في أخبار مارية	ماریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٥٨١
١٩- باب ما جاء أن فاطمة سيدة نساء هذه الأمة	فاطمہ رضی اللہ عنہا اس امت کی خواتین کی سردار ہیں	٥٨٤
٢٠- باب ما جاء أن فاطمة بنت محمد ﷺ بضعة منه ﷺ يريبه ما أرابها ويؤذيه ما آذاها	فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ایک ٹکڑا ہیں، جو انھیں پریشان کرے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کیا اور جس سے انھیں تکلیف دی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی	٥٨٧
٢١- باب ما جاء في أخبار فاطمة	فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مزید خبریں	٥٩٠
٢٢- باب أخبار رقية بنت رسول الله ﷺ	رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں	٥٩٠
٢٣- باب أخبار زينب بنت رسول الله ﷺ	زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں	٥٩١

جموع ما جاء في فضائل بقية الصحابيات وأخبارهن

باقی صحابیات کے جملہ فضائل

١- باب ما جاء في أخبار أسماء بنت أبي بكر	اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٥٩٣
٢- باب فضيلة جمرة بنت عبدالله اليربوعية	جمرہ بنت عبد اللہ یربوعیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	٥٩٣
٣- باب في أخبار خالدة بنت الأسود القرشية	خالدہ بنت اسود قرشیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٥٩٤
٤- باب ما جاء في أخبار خولة بنت ثعلبة	خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٥٩٤
٥- باب ما جاء في فضل سعيرة أم زفر	سعیرہ ام زفر رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان	٥٩٧
٦- باب في أخبار هند بنت عتبة بن ربيعة زوجة أبي سفيان بن حرب	ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٥٩٨
٧- باب ما جاء في أخبار أم أيمن	ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٥٩٩
٨- باب ما جاء في أم حرام بنت ملحان الأنصارية	ام حرام بنت ملحان انصاریہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٦٠٠
٩- باب ما جاء في أم الربيع بنت البراء	ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٦٠٣
١٠- باب ما جاء في فضائل أم سُليم وأخبارها	ام سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان	٦٠٤
١١- باب ما جاء في أم هانيء بنت أبي طالب	ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٦٠٧
١٢- باب ما جاء في أم ورقة بنت نوفل	اُم ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا کے بارے میں	٦٠٨

١٣- باب ما جاء في فضل المسكينة التي جاءت إلى عائشة بابنتيها — عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ آنے والی ایک مسکین عورت کی فضیلت کا بیان ٦٠٩

جموع في فضائل القبائل
قبائل کے فضائل کا بیان

١- باب ما جاء في فضائل قريش — قبیلہ قریش کے فضائل کا بیان ٦١١
٢- باب ما جاء في فضائل نساء قريش — قریشی عورتوں کے فضائل کا بیان ٦١٤
٣- باب ما جاء في أخبار الطلقاء من قريش والعتقاء من ثقيف — طلقائے قریش اور عتقائے ثقیف کا بیان ٦١٦
٤- باب ما جاء في فضائل الأنصار — انصار کے فضائل کا بیان ٦١٦
٥- باب الدعاء للأنصار والمهاجرين بالصلاح، والمغفرة، والبركة، والنصر — انصار ومہاجرین کے لیے اصلاح، مغفرت، برکت، کامیابی اور اکرام کی دعا کرنے کا بیان ٦٣٧
٦- باب تسمية الأنصار من الله سبحانه وتعالى — انصار کا یہ نام اللہ تعالی کی طرف سے ہے ٦٤٨
٧- باب ما جاء في فضائل الأشعريين — اشعریوں کے فضائل کا بیان ٦٤٨
٨- باب ما جاء في فضائل غفار، وأسلم — قبیلہ غفار اور اسلم کے فضائل کا بیان ٦٥٠
٩- باب ما جاء في فضائل دوس، والدعاء لهم — قبیلہ دوس کے فضائل اور ان کے لیے دعا کا بیان ٦٥٣
١٠- باب ما جاء في فضل طيء — قبیلہ طی کی فضیلت کا بیان ٦٥٤

١١- باب ما جاء في فضائل بني تميم	بنو تمیم کے فضائل کا بیان	٦٥٤
١٢- باب في فضل قريش، والأنصار، ومزينة، وجهينة، وأسلم، وغفار، وأشجع	قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار اور اشجع قبائل کی فضیلت کا بیان	٦٥٦
١٣- باب ما جاء في فضائل الأزد	قبیلہ ازد کے فضائل کا بیان	٦٥٨
١٤- باب ما جاء في فضل ثقيف	قبیلہ ثقیف کی فضیلت کا بیان	٦٥٨
١٥- باب ما جاء في فضل البجليين	بجلیوں کی فضیلت کا بیان	٦٥٨
١٦- باب ما جاء في فضل بني عامر	قبیلہ بنو عامر کی فضیلت کا بیان	٦٥٩
١٧- باب ما جاء في فضل عبد القيس	قبیلہ عبد القیس کی فضیلت کا بیان	٦٦١
١٨- باب ما جاء في فضل بني النخع	قبیلہ بنو نخع کی فضیلت کا بیان	٦٦٢
١٩- باب ما جاء في فضل مذحج	قبیلہ مذحج کی فضیلت کا بیان	٦٦٢

جموع في فضائل أهل البلدان، والأمصار

ملکوں اور شہروں کے فضائل کا بیان

١- باب ما جاء في فضل أهل الحجاز	اہلِ حجاز کی فضیلت کا بیان	٦٦٥
٢- باب ما جاء في فضل أهل اليمن	اہلِ یمن کی فضیلت کا بیان	٦٦٥
٣- باب ما جاء في أهل عُمَان	اہلِ عمان کے بارے میں	٦٦٨
٤- باب ما جاء في أهل مصر	اہلِ مصر کے بارے میں	٦٦٨
٥- باب ما جاء في وفد جن نصيبين	نصیبین کے جناتی وفد کے بارے میں	٦٧٠
* فہرست		٦٧٢

***

یاداشت

یاداشت

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

دار أبي الطيب
للبحث والتحقيق

90103011

Street no: 5, Hameed Colony, Gill Road, Gujranwala
+92-55-3823990 darabitayyab1@gmail.com
fb/darabitayyab www.darabitayyab.com